وفاق المدارس العربیہ کے درجہ دراسات دینیہ کے
حل شدہ پرچہ جات کا مجموعہ
الجواب
للدراسات الدینیة
اول
لحل اسئلة الدراسات الدینیة
حسب خواہش
استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یسین شاکر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
استاذ الحدیث والتفسیر جامعہ خیر المدارس، ملتان
besturdubooks.net
مکتبہ زکریا
ملتان © پاکستان
0300-6357913, 0313-6357913

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون
پس سوال کرو تم اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے

یا حی — یا قیوم

وفاق المدارس العربیہ کے درجہ دراسات دینیہ کے

حل شدہ پرچہ جات کا مجموعہ

المسمّٰی بہ

اَلْجَوَابُ لِلدِّرَاسَاتِ الدِّیْنِیَّۃ

اوّل

لِحَلِّ اسئلۃِ الدِّرَاساتِ الدِّیْنِیَّۃ

حسب خواہش
استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یٰسین شاکر رحمۃ اللہ علیہ
استاذ الحدیث والتفسیر جامعہ خیر المدارس ملتان

مؤلف: مولانا محمد یامین رحمانی صاحب

ناشر: مکتبہ زکریا بالمقابل جامعہ خیر المدارس ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
03136357913

بندہ لاشیٔ اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو امت مسلمہ کے اُن تمام افراد کے نام کرتا ہے جو نبی امی سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ کی ہدایت اور اسوۂ حسنہ کی پیروی میں اپنی اور تمام اولادِ آدم کی نجات کا یقین رکھتے ہیں۔

بارگاہِ الٰہی میں دست بستہ دعا ہے کہ ان کو بہتر سے بہتر بدلہ و جزاء نصیب فرمائے

آمین یارب العالمین
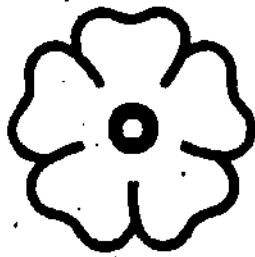
جملہ حقوق بحق مولف و ناشر محفوظ ہیں !
نام کتاب
الجواب لِلدِّراساتِ الدِّینیّۃ
اوّل
لِحَلّ اسئلۃِ الدِّراساتِ الدِّینیّۃ
حسب خواہش
استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یٰسین شاکر رحمۃ اللہ علیہ
استاذ الحدیث والتفسیر جامعہ خیر المدارس ملتان
مولف
مولانا محمد یامین رحمانی صاحب
نظر ثانی
مولانا محمد طاسین رحیمی صاحب
ایڈیشن
۱۴۴۳ھ = 2022ء
کمپوزنگ
الطاف حسین ناصر
مطبع
نعمان واصف پرنٹنگ پریس۔ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
0300 7359985
ناشر
مکتبہ زکریا بالمقابل جامعہ خیر المدارس ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
برائے رابطہ و معلومات
0313-6357913

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص صبح کو سو بار اور شام کو سو بار کہے
سُبحَانَ اللہِ وَبِحَمدِہٖ
سُبحَانَ اللہِ العَظِیمِ وَبِحَمدِہٖ
اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر
کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں
(عن ابی ہریرہؓ المستدرک للحاکم
کتاب العمل بالسنۃ اول ص۱۰۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ
عِلْمًا نَّافِعًا
وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا
وَّرِزْقًا طَيِّبًا

دُعائے قنُوت

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَ
نُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِىْ
عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ
وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّىْ وَنَسْجُدُ
وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا
رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ
عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ○

تسبیح تراویح

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی

پاک ہے وہ زمین کی بادشاہی اور آسمانوں کی بادشاہی والا پاک ہے

الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ

وہ عزت اور بزرگی اور ہیبت اور قدرت والا اور بڑائی

وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا

اور دبدبے والا ہے بادشاہ (حقیقی) زندہ جو سوتا نہیں اور اسے موت نہیں

يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰۤئِكَةِ وَالرُّوْحِ

بہت ہی پاک اور بہت ہی مقدس ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روح کا پروردگار

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ

الٰہی ہمیں دوزخ سے پناہ دے اے پناہ دینے والے اے پناہ دینے والے

بندہ لاشیئ اہلِ علم کے ہاں کسی تعارف کا حامل نہیں ہے اور نہ اس قابل ہے کہ اہلِ علم کے سامنے علمی حوالہ سے کوئی خدمت وہدیہ پیش کرنے کی جسارت کر سکے۔ صرف والد محترم **حضرت مولانا محمد یسین شاکر** صاحب نور اللہ مرقدہٗ استاذ الحدیث والتفسیر جامعہ خیر المدارس ملتان نے اہلِ علم کی خدمت میں وفاق المدارس العربیہ کے بنین وبنات کے مختلف درجات کے سوالیہ پرچہ جات کو آسان و عام فہم زبان میں حل کر کے شائقین وطالبینِ علوم نبویہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ یہ کتاب بھی احباب کے اصرار پر اُسی سلسلہ کی ہی ایک کڑی ہے جو مختلف درجات سے متعلقہ کتب کے پرچہ جات کو سامنے رکھتے ہوئے ترتیب دی گئی ہے۔

دعا ہے کہ ربِ کریم شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے دارین کی سعادت و کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین وصل وسلم علی النبی الکریم۔

لاشیئ محمد یامین

0300-7322940

اظہار تشکر
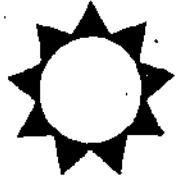
بندہ لاشیٔ اپنے اُن تمام اساتذہ واحباب کا بے حد ممنون ومشکور ہے جنہوں نے اپنی علمی مصروفیات کے باوجود قیمتی وقت نکال کر بندہ کی رہنمائی فرمائی اور قیمتی مشوروں سے نوازا اور برادرِ اکبر مولانا محمد طاسین رحیمی صاحب بھی انتہائی شکریہ کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے کتب کی ورق گردانی اور مسودہ کی تیاری سے لیکر کتاب کی نظرِ ثانی وطباعت تک تمام مراحل کو باحسن وجوہ سرانجام دیا، اللہ تعالیٰ ان تمام معاونین کو اپنی شایان شان جزاءِ خیر عطاء فرمائے اور علمِ نافع وعملِ صالح کے ساتھ اہلِ علم کی مزید خدمت کی توفیق عطاء فرمائے آمین

اعتذار

جملہ ناظرین وناظرات سے گزارش ہے کہ بار بار نظر کر کے کتاب کو اغلاط سے پاک کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے پھر بھی **الانسان مرکب من الخطأ والنسیان، مُسلّم** ہے۔ اگر کوئی غلطی نظر سے گزرے تو ازراہِ اصلاح، اطلاع فرمادیں تا کہ آئندہ اس غلطی کو درست کیا جا سکے۔ ادارہ آپ کا ممنون ہوگا۔

الورقة الاولیٰ
تفسیر
از سورۂ یونس تا عنکبوت

﴿الورقة الاولیٰ : فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ...... یَوۡمَ یَاۡتِ لَا تَکَلَّمُ نَفۡسٌ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ۚ فَمِنۡهُمۡ شَقِیٌّ وَّ سَعِیۡدٌ ۝ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ شَقُوۡا فَفِی النَّارِ لَهُمۡ فِیۡهَا زَفِیۡرٌ وَّ شَهِیۡقٌ ۝ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ ۝ وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ سُعِدُوۡا فَفِی الۡجَنَّةِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ ؕ عَطَآءً غَیۡرَ مَجۡذُوۡذٍ ۝

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں۔آیات کی تفسیر کریں **مادامت السموات والارض** اور **الا ماشاء ربك** کا مطلب واضح کریں۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں اور بتائیں کہ "**یأت**" کیوں مجزوم ہے۔(پ۱۲۔س ھود:۱۰۵ تا ۱۰۸)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) مذکورہ جملوں کا مطلب (۴) کلمات مخطوط کی لغوی تحقیق (۵) **یأت** کے مجزوم ہونے کی وجہ۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ جب وہ دن آئے گا تو کوئی نفس بات نہیں کر سکے گا مگر اس کی اجازت سے پس کچھ لوگ ان اہل حشر میں سے بد بخت ہونگے اور بعض خوش نصیب ہونگے،پس جو لوگ شقی و بد بخت ہیں وہ آگ میں ہونگے اور آگ میں ان کی چیخ و پکار ہوگی ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں جب تک آسمان و زمین قائم ہیں مگر جو چاہے گا تیرا پروردگار،بے شک تیرا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے اس کو کر سکتا ہے اور جو لوگ نیک و خوش بخت ہیں وہ جنت میں ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں مگر جو چاہے گا تیرا پروردگار،وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں سے پہلی آیت میں روز محشر کی سختی و ہولناکی کا ذکر ہے کہ جب وہ دن آئے گا تو کسی بھی نفس کو بات کرنے کی بھی اجازت نہیں ہوگی اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اس دن صرف باری تعالیٰ کی اجازت سے ہی بات ہو سکے گی اور وہ بھی درست بات ہی کر سکے گا **لایتکلمون الا من اذن له الرحمن وقال صوابا** اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میدانِ محشر میں جمع ہونے والے کچھ بد بخت و بد نصیب لوگ جہنم میں ہونگے اور گدھے کی آواز کی طرح جہنم میں ان کی چیخ و پکار ہوگی اور وہ دائمی طور پر جہنم میں رہیں گے البتہ اگر آپ کے رب نے ان کو جہنم سے نکالنا ہو تو پھر وہ جہنم سے نکالے جائینگے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ گناہوں کی سزا کی وجہ سے جہنم میں داخل کئے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائیں گے۔اور بعض مفسرین کا خیال یہی ہے کہ **الا ماشاء ربك** سے انہی گناہ گار مومنوں کی خلاصی کی طرف اشارہ ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بے شک تیرا پروردگار جو کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے اسے مکمل قدرت و اختیار حاصل ہے وہ مجبور نہیں کہ اہل جنت کو جنت میں اہل جہنم کو جہنم میں ڈالنے کے بعد بے اختیار ہو گیا ہو کہ کسی کو اس کے مسکن سے نہ نکال سکے ایسا نہیں ہے وہ نکالنے پر قادر ہے مگر وہ بالفعل نکالے گا نہیں۔

اسی طرح بعض لوگ خوش بخت و خوش نصیب ہونگے جو دائمی طور پر جنت میں ہی رہیں گے مگر جو تیرا پروردگار چاہے گا۔

صاحب تفسیرِ مظہری کے مطابق اس مشیت سے مراد وہ مقام و درجہ ہے جو جنت سے بھی اعلیٰ و ارفع ہوگا اور وہ درجہ و مقام اللہ تعالیٰ کے دیدار میں استغراق و انہماک ہوگا مطلب یہ ہے کہ جنتی لوگ دائمی طور پر جنت میں ہی ہونگے مگر تیرا پروردگار چاہے گا تو ان کو جنت سے نکال کر اس سے بھی اعلیٰ درجہ پر پہنچا دے گا اور اپنے دیدار میں ان کو مستغرق کر دے گا کہ وہ جسمانی طور پر جنت میں ہی ہونگے مگر دیدار میں مستغرق ہونے کی وجہ سے وہ جنت کی نعمتوں کو بھی بھول جائینگے آخر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ دیدار

اور وصالِ پروردگار والاعطیہ غیر منقطع اور لامتناہی ہوگا اس میں کبھی زوال نہیں ہوگا البتہ اس دیدار کی شکلیں وصورتیں مختلف ہوں گی۔

۳ مذکورہ جملوں کا مطلب:۔ **مادامت السموات والارض** اہلِ لغت کہتے ہیں کہ عرب لوگ جب کسی چیز یا فعل کے دوام کو بیان کرتے ہیں تو وہ اس کو آسمان وزمین کی بقاء کے ساتھ مشروط کر دیتے ہیں تو اس **مادامت السموات والارض** سے مراد دائمی وہمیشگی کے طور پر جنت وجہنم میں رہنا ہے۔

الا ما شاء ربك اس جملہ کا مطلب دونوں جگہ الگ الگ ہے جس کو تفسیر میں بیان کر دیا گیا ہے۔

۴ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "**شَقُوْا**" صیغہ جمع مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر **شقاوت** (سمع، ناقص) بمعنی بدبخت ہونا۔ "**مَجْذُوْذٌ**" صیغہ واحد مذکر بحث اسم مفعول از مصدر **جَذًّا** (نصر، مضاعف) بمعنی کاٹنا، توڑنا ٹکڑے کرنا۔

"**زفیر وشَهِيْقٌ**" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ **زفیر** سخت آواز اور **شهيق** پست آواز ہے۔ ضحاک اور مقاتل کہتے ہیں کہ "**زفیر**" گدھے کی ابتدائی آواز ہے اور **شهيق** گدھے کی آواز کی واپسی والی آخری حالت ہے۔ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ **زفیر** سانس کا باہر نکالنا ہے اور **شهيق** سانس کا لوٹا کر اندر لے جانا ہے۔

۵ **یأت** کے مجزوم ہونے کی وجہ:۔ اس میں ایک قراءت **یوم یأتی** (بذکر الیاء) ہی ہے اور دوسری قراءت **یوم یأت** (بحذف الیاء) ہے جو کہ ت کے کسرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے یا کو حذف کیا گیا ہے اور یہ عمل لغت ہذیل میں بکثرت موجود ہے۔ لہٰذا یہ عرب کے محاورہ کے موافق ہے مثلاً **لا ادری** کی جگہ **لا ادر** کہتے ہیں۔ (کشاف ج ۳)

الشق الثانی ...... أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُهُ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ (پ ۱۳۔ س رعد: ۱۷)

آیت کریمہ کا ترجمہ کریں۔ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کردہ مثال کی وضاحت کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) مثال کی وضاحت (۴) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ...... ۱ آیت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر نالے اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے پھر وہ سیلاب جھاگ ومیل کچیل کو بہا لایا جو پانی کے اوپر آرہا ہے اور جن چیزوں کو وہ آگ کے اندر تپاتے ہیں (گرم کرنا و پگھلانا) زیور یا دوسرا سامان بنانے کیلئے ان میں بھی اسی طرح میل کچیل ہے۔ اسی طرح بیان کرتے ہے اللہ تعالیٰ حق وباطل کو پس وہ جھاگ ومیل کچیل تو ادھر ادھر منتشر ہو جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کو نفع پہنچاتی ہے پس وہ زمین میں باقی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان کرتا ہے۔

۲ آیت کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں دو مثالوں کے ذریعہ حق وباطل کے درمیان فرق بیان کر رہے ہیں اور اس فرق سے مقصود حق کا اثبات پائیداری اور باطل کا ابطال وبے ثباتی کو بیان کرنا ہے باقی اسکی مکمل توضیح ابھی مثال کی وضاحت میں آ جائیگی۔

۳ مثال کی وضاحت:۔ اس آیت کریمہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے حق وباطل اور اہلِ حق واہلِ باطل کے درمیان فرق بیان کرنے کے لئے دو مثالیں ذکر کی ہیں۔

پہلی مثال کا حاصل یہ ہے کہ آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے اور تمام جگہوں ووادیوں پر یکساں طور پر برستی ہے، مگر وہ بارش ہر وادی کی وسعت کے مطابق اس میں سماتی ہے، چھوٹی وادی میں تھوڑی اور بڑی وادی میں زیادہ سماتی ہے اسی طرح قرآن کریم

آسمان سے یکساں طور پر نازل ہوا ہے مگر مؤمنین کو نفع پہنچتا ہے اور کافروں کو نہیں اور مؤمنین میں سے بھی بعض کو زیادہ نفع پہنچتا ہے اور بعض کو تھوڑا نفع پہنچتا ہے۔اسی مثال کے ضمن میں دوسری بات یہ کہ جب پانی وادیوں میں بہتا ہے تو صاف ستھرا پانی نیچے ہوتا ہے اور میل کچیل وجھاگ اوپر تیر رہا ہوتا ہے مگر وقت کے ساتھ ساتھ وہ میل کچیل وجھاگ ادھر ادھر رفع دفع ہو جاتا ہے اسی طرح بسا اوقات عارضی طور پر باطل حق کو دبالیتا ہے مگر کچھ وقت کے بعد حقیقت واضح ہوتی ہے اور باطل کا نام ونشان تک مٹ جاتا ہے اور وہ بالکل نیست ونابود ہو جاتا ہے اور ان الباطل کان زھوقا کا مصداق بن جاتا ہے۔

دوسری مثال کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم وہدایت کو دھات سے تشبیہ دی ہے کہ جب دھات کو پگھلایا جاتا ہے تو اس میں اصل دھات اور میل کچیل دونوں چیزیں ہوتی ہیں اور عارضی طور پر میل کچیل دھات کے اوپر آجاتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ جل سڑ جاتا ہے اور ادھر ادھر ہو جاتا ہے اور اس دھات سے لوگ نفع حاصل کرتے ہیں اسی طرح عارضی طور پر بصورت میل کچیل کافر و باطل لوگ اہل اسلام پر غالب آجاتے ہیں مگر میل کچیل بالآخر نیست ونابود ہو جاتے ہیں اور اس علم وہدایت سے صرف مؤمن ومسلمان ہی نفع حاصل کرتے ہیں اور کافروں پر غالب ہو کر رہتے ہیں اور حق باطل کو ٹھہرنے و جمنے نہیں دیتا۔

❹ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اَوْدِيَةٌ" یہ وادی کی جمع ہے بمعنی وہ ندی ونالے جہاں پانی بکثرت بہتا ہے۔

"زَبَدًا" یہ مفرد ہے اسکی جمع اَزْبَادٌ ہے بمعنی جھاگ ومیل کچیل۔

"رَابِيًا" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر رِبَاءٌ، رُبُوًّا (نصر، ناقص) بمعنی پھولنا، چڑھنا و بڑھنا۔

"حِلْيَةٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع خلاف قیاس حِلَی، حُلَی آتی ہے بمعنی زیور۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ...... وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ (پ۱۴۔س نحل: ۶۸ تا ۷۰)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں۔وحی الی النحل اور ارذل عمر کی مراد واضح کریں ذللا کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) مذکورہ جملوں کی مراد (۴) ذللا کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ تیرے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تو بعض پہاڑوں میں گھر بنا اور بعض درختوں میں بھی اور لوگ جو چھتیں بناتے ہیں ان میں بھی، پھر کھا تو ہر طرح کے پھلوں کو اور پھر اپنے رب کے راستوں پر چل جو کہ آسان ہیں اسکے پیٹ سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے بیشک اس میں غور وفکر کرنے والوں کیلئے نشانی ودلیل ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور وہی تمہیں وفات دیتا ہے اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو ناکارہ عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تاکہ جاننے کے باوجود بھی وہ بے خبر رہیں، بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کے جاننے والے ہر چیز پر قادر ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے واقعات کو بیان فرما کر غافل ناشکرے ونافرمان انسان کو دعوت فکر دے رہے ہیں۔ارشاد فرمایا کہ ہم نے بے عقل جانور یعنی شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑ درخت اور لوگوں کے

رہنے و بسنے کی جگہوں میں اپنی حیران کن کاریگری کے ذریعہ گھر بنا چنانچہ اس نے ہمارے حکم کی تعمیل میں زبردست صاف و شفاف اور تازہ ہوا اور روشنی والی جگہوں پر خصوصی کاریگری کے ذریعہ گھر بنائے پھر ہمارے حکم کی تعمیل میں اپنی رغبت و منشاء کے مطابق ہر طرح کے میٹھے و کڑوے پھلوں و پھولوں کا رس و عرق چوس کر اپنے گھروں سے میلوں میل دور نکلنے کے باوجود پروردگار کے سہل و آسان راستوں پر چلتے ہوئے واپس اپنے گھر پہنچتی ہے اس ساری محنت کا پھل و ثمرہ یہ نکلتا ہے کہ وہ مختلف رنگ و مختلف ذائقوں کا ایک ایسا انتہائی میٹھا و خوش ذائقہ مشروب تیار کرتی ہے کہ دنیا اس کو ذائقہ و مٹھاس میں مثال کے طور پر پیش کرتی ہے اور اس مشروب کو متعدد بیماریوں کیلئے شفاء بھی بنا دیا گیا یہ سارا واقعہ جہاں پر ہماری قدرت کی علامت ہے وہاں پر نافرمان بندہ کیلئے درسِ عبرت بھی ہے کہ بے عقل جانور اتنی زیادہ فرمانبرداری کرے اور عقل مند انسان نافرمان ہی رہے؟ کتنی تعجب و افسوس والی بات ہے۔

دوسری آیت میں **بعث بعد الموت** پر قدرتِ کاملہ کے مظہر انسانی وجود کو بطورِ مثال کے بیان کیا جا رہا ہے کہ اے انسان ہم نے تجھے پیدا کیا تو کچھ نہ تھا اور تجھے بہت کچھ بلکہ سب کچھ بنایا اور پھر تجھے موت دے کر فنا کریں گے اور تیرے بعض افراد کو تو بڑھاپہ کی ایک ایسی عمر میں پہنچائیں گے کہ وہ سب کچھ ہونے کے بعد زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ اور فانی کی مثل ہونگے اور بہت کچھ جاننے کے بعد زندہ ہوتے ہوئے بھی سب کچھ بھول جائیں گے جس طرح ہم انسان کو عدم سے وجود بخشنے اور پھر وجود سے فناء کرنے پر قادر ہیں اسی طرح سارے نظام کائنات کو ختم کرنے کے بعد میدان حشر میں روز قیامت سب کچھ حاضر کرنے پر بھی قادر ہیں۔ اور یہ سب علم و قدرت کے مالک ہم ہی ہیں۔ (**فاعتبروا یا اولی الابصار**)

۳ مذکورہ جملوں کی مراد:۔ "**واوحی ربک الی النحل**" اس جملہ میں وحی سے مرادِ وحی اصطلاحی یعنی وحی نبوت نہیں ہے بلکہ الہام کرنا اور دل میں بات ڈالنا مراد ہے۔ "**ارذل العمر**" اس سے مراد بڑھاپہ ہے کیونکہ اس میں انسانی اعضاء و عقل ناکارہ و مختل ہو جاتے ہیں حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے اس کا مصداق نوے سال، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پچھتر سال اور بعض نے اسی سال کو قرار دیا ہے۔ (مظہری)

۴ ذللا کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ یہ **فاسلکی** کی ضمیر خطاب سے یا **سُبُل** سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی ...... وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا (پ۱۵۔ س کہف: ۲۹ و ۳۰)

آیات کریمہ کا ترجمہ لکھیں۔ خط کشیدہ حصے کی بے غبار تفسیر کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں اور **بئس الشراب وساءت مرتفقا** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیت مخطوطہ کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) **بئس الشراب وساءت مرتفقا** کی ترکیب۔

جواب ...... **۱** آیات کا ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، اب جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے وہ کافر رہے بیشک ہم نے ظالموں کیلئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر لیں گی اور اگر وہ پانی طلب کرینگے تو ان کو ایسا پانی دیا جائے گا جو مہل (تلچھٹ) کی طرح ہوگا جو چہروں کو بھون ڈالے گا وہ برا مشروب ہوگا اور آگ بری آرام گاہ ہوگی بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے تو بیشک ہم اس شخص کے عمل کو ضائع نہیں کرینگے جس نے اچھا عمل کیا۔

۲ آیتِ مخطوطہ کی تفسیر:۔ یہ ماقبل کی چند آیات کریمہ حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ بن حصین فزاری کے متعلق نازل ہوئی تھیں جس وقت وہ

مسلمان نہیں ہوئے تھے، پسِ منظر یہ ہے کہ یہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت کچھ نادار و مفلس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے اور انکے پھٹے پرانے کپڑے اور وہ بھی پسینہ سے شرابور تھے حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے محمد ﷺ کیا تمہیں ان لوگوں کی بدبو سے دکھ نہیں ہوتا ہم قبائلِ مضر کے سردار اور بڑے لوگ ہیں ہمارے اسلام لانے سے سب لوگ مسلمان ہو جائینگے مگر ان مفلس لوگوں کی وجہ سے ہم آپ کے قریب نہیں آسکتے آپ ان کو ہٹادیں یا ہمارے لئے کوئی علیحدہ جگہ بیٹھنے کی مقرر کردیں جہاں یہ لوگ موجود نہ ہوں، اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ اے محمد! آپ خود کو ان لوگوں کے ساتھ جمائے رکھو جو صبح وشام اپنے رب کی رضاء کے طالب ہیں اور جن لوگوں کے قلوب ہماری یاد سے غافل ہیں انکی بات نہ مانو وہ تو اپنی خواہش کے غلام ہیں تمہارے رب نے حق و سچ تمہیں عطاء کردیا ہے لہٰذا جو اس پر ایمان لانا چاہتا ہے ایمان لے آئے اور جو ایمان نہیں لانا چاہتا نہ لائے اللہ تعالیٰ کو کسی کے ایمان لانے اور ایمان نہ لانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا جو ایمان لائے گا اس کا ہی فائدہ ہے اور جو ایمان نہیں لائے گا اسکا ہی نقصان ہے۔ (مظہری ص ۱۳۰ ج ۷)

③ الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "وُجُوْهٌ" یہ "وجه" کی جمع ہے بمعنی چہرہ۔

"يُغَاثُوْا" صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع مجہول از مصدر اِغَاثَةٌ (افعال، اجوف) بمعنی فریادرسی کرنا۔

"كَالْمُهْلِ" یہ اسم ہے بمعنی تیل کی تلچھٹ، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ لہو، پیپ اور خون کیا ہے۔ (مظہری)

"يَشْوِيْ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر شَيًّا (ضرب، لفیف) بمعنی بھوننا و گرم کرنا۔

"مُرْتَفَقًا" صیغہ واحد بحث اسم ظرف از مصدر "اِرْتِفَاقٌ" (افتعال، صحیح) بمعنی ٹیک لگانا، آرام کرنا۔

④ بئس الشراب وساء ت مرتفقا کی ترکیب:۔ بئس فعل از افعالِ ذم الشراب اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر خبر مقدم، هو ضمیر محذوف محلاً مخصوص بالذم قائم مقام مبتداء مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ساء ت فعل از افعالِ ذم هی ضمیر مستتر ممیز مرتفقا تمیز، ممیز تمیز مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر خبر مقدم هی ضمیر محذوف محلاً مخصوص بالذم قائم مقام مبتداء مؤخر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ...... وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ (پ ۱۶۔ س طٰہٰ: ۱۰۵ تا ۱۰۸)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں۔ لاعوج له کی ترکیبی حیثیت واضح کریں

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) لاعوج له کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور سوال کرتے ہیں وہ آپ سے پہاڑوں کے متعلق پس آپ فرمادیں کہ میرا رب انکو بالکل اڑادے گا پھر انکو ایک چٹیل و ہموار میدان کردیگا نہ دیکھے گا تو اس میں کوئی ناہمواری اور نہ بلندی، اس دن پیچھے چلیں گے وہ ایک پکارنے والے کے اسکے سامنے کوئی ٹیڑھا پن نہ رہے گا اور پست ہوجائینگی تمام آوازیں رحمٰن کے سامنے پس نہیں سن سکے گا تو مگر پاؤں کی آہٹ۔

② آیات کی تفسیر:۔ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج کی روایت بیان کی ہے کہ قریش نے سوال کیا تھا کہ قیامت کے دن آپ کا رب ان پہاڑوں کا کیا کرے گا اور بقول بعض مفسرین کہ منکرینِ قیامت میں سے قبیلہ ثقیف کے ایک آدمی نے بطور استہزاء یہ

سوال کیا تھا کہ اگر قیامت قائم ہوگی تو پہاڑوں کا کیا حال ہوگا بقول صاحب تفسیر مظہری صحیح بات یہ ہے کہ کوئی خاص سائل نہ تھا بلکہ برتقدیرِ سوال جواب کی تعلیم دی گئی ہے۔ الحاصل اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر! ان سائلین سے فرمادیں کہ آپ کا پروردگاران پہاڑوں کوان کی جڑوں سے اکھاڑ دے گا اور ریت کی طرح ریزہ ریزہ کر دے گا جس کے نتیجہ میں چٹیل میدان اور ہموار زمین نکل آئے گی زمین میں کسی قسم کی اونچ نیچ باقی نہیں رہے گی اور پھر اس دن حضرت اسرافیل علیہ السلام صخرۂ بیت المقدس پر کھڑے ہوکر پکاریں گے اے بوسیدہ ہڈیو! اے پارہ پارہ کھالو! اے ٹوٹے ہوئے بالو! تمہیں اللہ فیصلہ کیلئے میدانِ حشر میں جمع ہونے کا حکم دیتا ہے اور پھر اس دن یہ سب لوگ اس داعی کی آواز وپکار سن کر دائیں بائیں مڑے بغیر قیل وقال، سوال وجواب اور حیل وحجت، چوں چراں کئے بغیر سیدھے تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے میدانِ حشر میں جمع ہو جائیں گے، اور رحمٰن کی ہیبت سے سب کی آوازیں پست ہو جائیں گی، بلکہ بالکل دب جائیں گی اور پاؤں کی ہلکی سی آہٹ کے علاوہ کسی کی کوئی آواز نہیں نکلے گی۔

❸ **<u>کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق</u>:۔** "آمتًا" یہ مفرد ہے اس کی جمع امات، اموت آتی ہے بمعنی ٹیلہ، بلند جگہ، نشیب وفراز۔

"ینسف" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر نَسْفًا (ضرب، صحیح) بمعنی جڑ سے اکھیڑنا۔

"فیذر" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر وَذْرًا (ضرب، مثال) بمعنی چھوڑنا۔

"قاعًا" یہ مفرد ہے اسکی جمع اقواع، قیعان، قیعة ہے بمعنی پست وہموار زمین جس سے پہاڑ وٹیلے دور کئے گئے ہوں۔

"صفصفًا" اسم ہے بمعنی چٹیل میدان، ہموار زمین۔ "همسًا" اسم ہے بمعنی پست وآہستہ آواز مراد پاؤں کی چاپ ہے۔

❹ **<u>لا عوج له کی ترکیبی حیثیت</u>:۔** یہ جملہ ماقبل والے کلمہ الداعی سے حال ہے۔

الشق الثانی ...... فَلَمَّا أَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يّٰمُوْسٰى إِنِّيْ أَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ يٰمُوْسٰى أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ وَّاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ إِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ (پ۲۰۔ س قصص: ۳۰ تا ۳۲)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔ مدبرا اور بیضاء کے منصوب ہونے اور تخرج کے مجزوم ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) مدبرا، بیضاء کے نصب اور تخرج کے جزم کی وجہ۔

جواب ...... ❶ **<u>آیات کا ترجمہ</u>:۔** پس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ پر پہنچے تو برکت والے مقام میں دائیں طرف وادی کے کنارے ایک درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں جو رب العالمین ہوں اور اپنی لاٹھی ڈال دو پس جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کو لہراتے ہوئے دیکھا گویا کہ وہ سانپ کی سٹک ہے تو پشت پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (تو حکم ہوا) اے موسیٰ! آگے آؤ اور کوئی خوف نہ کرو بے شک تم امن والوں میں سے ہو، تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ بلا کسی مرض وبرائی کے نہایت روشن ہوکر نکلے گا اور ملالینا اپنا ہاتھ اپنی طرف خوف دور کرنے کے لئے پس یہ دو حجت ودلیلیں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف جانے کے لئے بے شک وہ نافرمان وفاسق لوگ ہیں۔

❷ **<u>آیات کی تفسیر</u>:۔** ان ماقبل ومابعد کی تمام آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طویل واقعہ کا ذکر ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام شادی کے بعد ملکِ مصر واپس جانے کیلئے لوٹے تو راستہ میں طور سینا کے قریب صحراء میں رات کو راستہ بھٹک گئے بیوی سے کہا کہ شدید سردی

ہے تم یہاں ٹھہرو مجھے سامنے پہاڑ کی طرف آگ دکھائی دے رہی ہے میں وہاں سے راستہ کی خبر یا سردی کے حل کیلئے آگ لاتا ہوں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کے قریب پہنچے تو وادی کے کنارے پر ایک سرسبز چمکتے ہوئے درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ! جس چیز کو تم آگ سمجھ رہے ہو یہ آگ نہیں بلکہ تمہارے پروردگار رب العالمین کی ایک تجلی ہے دوسری آواز آئی کہ اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی زمین پر پھینکی تو وہ سانپ بن گئی اور حرکت کرنا شروع کر دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرا کر بھاگے تو آواز آئی کہ اسے موسیٰ! گھبراؤ نہیں آگے آؤ اس سانپ سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا یہ تو دشمن کو ڈرانے کیلئے تمہیں معجزہ عطاء کیا گیا ہے۔

نیز ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ! اپنے ہاتھ کو گریبان میں داخل کرنے کے بعد نکالو تو انتہائی روشن چمکدار ہو کر نکلے گا اور اگر تمہیں اس سے خوف محسوس ہو تو پھر دوبارہ اس کو اپنے گریبان میں ڈالنا اور وہ اپنی اصل حالت پر آ جائے گا اور یہ دونوں نشانیاں بطور معجزہ تمہیں فرعون اور اس کے لشکر کے مقابلہ کیلئے عطاء کی گئی ہیں کیونکہ وہ بدکار و فاسق لوگ ہیں تمہیں ان کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا ہے۔

③ **کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔** "شَاطِئٌ" یہ اسم ہے بمعنی کنارہ اس کی جمع نہیں آتی (مصباح اللغات)۔

"نُوْدِيَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی مجہول از مصدر مُنَادَاةً، مُنَادَاةٌ، نِدَاءٌ (مفاعلة، ناقص) بمعنی پکارنا۔

"اَلْبُقْعَةُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع بِقَاعٌ وبُقَعٌ آتی ہے بمعنی زمین کا ٹکڑا۔

"تَهْتَزُّ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر اِهْتِزَازٌ (افتعال، مضاعف) بمعنی ہلنا و حرکت کرنا۔

"جَانٌّ" یہ "جن" کا اسم جمع ہے اور اس کی جمع جِنَّانٌ ہے بمعنی جن، پری، دیو۔

"وَلّٰى" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر تَوْلِيَةٌ (تفعیل) بمعنی منہ موڑنا، پیٹھ دے کر بھاگنا۔

"سُوْءٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اَسْوَاءٌ ہے بمعنی آفت، شر و فساد۔ "اَلرَّهْبُ" یہ مصدر ہے از باب سمع بمعنی ڈرنا و خوف کرنا۔

④ **مدبرًا، بیضاءً کے نصب اور تخرج کے جزم کی وجہ:۔** مدبرا، بیضاء یہ الفاظ اپنے ماقبل والے فعل کی ضمیر سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ "تخرج" اسلك فعل امر کے جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

﴿الورقة الاولىٰ فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ...... الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ○ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ○ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْ ۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ (پ ۱۱۔ س یونس: ۱ تا ۳)

آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ کریں۔ آیات کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے **قدم صدق، ستة ایام** اور **استواء علی العرش** کی وضاحت کریں۔ "**اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ**" کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) "**قدم صدق، ستة ایام، استوی علی العرش**" کی وضاحت (۴) "**اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ**" کی ترکیب۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** "الٓرٰ" (اللہ تعالیٰ ہی اس کی مراد جانتے ہیں) یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں، کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے وحی بھیجی ہے انہی میں سے ایک مرد کی طرف اس بات کی کہ ڈرا تو لوگوں کو اور خوشخبری سنا اہل ایمان کو اس بات کی

کہ ان کو انکے رب کے پاس پورا مرتبہ ملے گا؟ تو کافروں نے کہا کہ بیشک یہ واضح جادوگر ہے بے شک تمہارا پروردگار وہ ذات ہے جس نے آسمان وزمین کو چھ دن (کی مقدار) میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر قائم ہوا ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، (قیامت کے روز) کوئی سفارش کرنیوالا نہیں ہوگا مگر اس کی اجازت کے بعد، یہ ذات وہستی اللہ ہے جو تمہارا رب ہے بس تم اسکی عبادت کرو کیا تم غور وفکر نہیں کرتے۔

۲ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم کو کتاب ہدایت وحکمت بیان کرنے کے بعد دوسری آیت میں مشرکینِ مکہ کے شبہ کا جواب دے رہے ہیں، وہ شبہ یہ تھا کہ مشرکین کہتے تھے کہ پیغمبر ورسول کوئی فرشتہ وغیرہ ہونا چاہیے تھا اللہ تعالیٰ کا ایک انسان کو پیغمبر بنا کر بھیجنا اور اس کی طرف وحی نازل کرنا تعجب خیز وخلاف عقل ہے یہ نبی نہیں بلکہ ساحر وجادوگر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس دوسری آیت میں اس کا جواب دے دیا کہ انسان کو پیغمبر بنا کر بھیجنا عقل کے مقتضاء کے مطابق ہے کیونکہ پیغمبر نے "اسوہ" اور نمونہ بن کر دکھانا ہوتا ہے اگر پیغمبر بشر نہ ہوتا بلکہ فرشتہ ہوتا تو پھر یہی لوگ اعتراض کرتے کہ یہ تو فرشتہ ہے اس کو بشری تقاضے لاحق ہی نہیں ہوتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بشر کو ہی بشر کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

نیز بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ محرر ومقرر اور قاصد ہمیشہ اس شخص کو بناتے ہیں جو ان لوگوں کی جنس وزبان سے واقف ہو ورنہ لوگ اس کی بات سمجھ ہی نہ پائیں گے اور فائدہ تامہ حاصل نہ ہو سکے گا اسلئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی طرف انہی میں سے پیغمبر ورسول بنا کر بھیجے تاکہ وہ اس کی زبان وماحول سے واقفیت ومناسبت تامہ کی وجہ سے مکمل فائدہ وراہنمائی حاصل کر سکیں۔ اسی مفہوم کو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ **وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحي اليهم۔**

تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ ایک منفرد انداز میں توحید کی دعوت دے رہے ہیں کہ تمہارا پروردگار تو وہ ذات وہستی ہے جس نے تن تنہا زمین وآسمان کو پیدا کیا پھر وہ اکیلا ہی ان کی تخلیق کے بعد تخت شاہی عرش پر قائم ہوا، اور وہ تن تنہا ہی اپنی حکمت کے مطابق کائنات کے تمام امور کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور روزِ قیامت کوئی بزرگ کوئی ہستی کسی کی سفارش بھی اسکی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتی، جب ان تمام امور کا وہ تن تنہا خالق ومالک اور مدبر ہے تو عبادت کے لائق بھی وہی ہے اگر تم ذرہ برابر بھی کائنات کے اس نظام میں غور وفکر کرتے تو تمہارا ضمیر بھی یہ فیصلہ دیتا کہ عبادت وبندگی کے لائق صرف اور صرف ایک ہی پروردگار کی ذات ہے۔

۳ قدم صدق، ستة ایام، استوی علی العرش کی وضاحت:۔ قدم کا اصل معنی پاؤں ہے اور مرادی ومجازی معنی بلند مرتبہ ہے کیونکہ انسان کی بلندی اور ترقی کا ذریعہ قدم ہی ہوتا ہے اور صدق کے معنی حق ویقینی اور قائم وباقی رہنے والا ہے۔

عطاء رحمہ اللہ کے نزدیک **قدم صدق** سے مراد صدق کا مقام ہے جس میں نہ کوئی زوال ہے اور نہ دشواری وتکلیف، صاحب تفسیر مظہری کے نزدیک اونچا مرتبہ مراد ہے جس کی طرف اہل ایمان بڑھ رہے ہیں اور جہاں ان کا قیام ہوگا۔

حسن رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد وہ نیک اعمال ہیں جو اہلِ ایمان نے مرنے سے پہلے کئے ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس سے مراد سعادت سابقہ ہے۔

زید بن اسلم رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مراد ہے۔ (تفسیر مظہری ص ۳۰۸ ج ۵)

ستة ایام کی وضاحت یہ ہے کہ زمین وآسمان کو چھ دن کے وقت کے برابر میں پیدا کیا گیا یعنی آجکل حساب لگائیں تو اتنے وقت کے چھ دن بنتے ہیں اور باری تعالیٰ آن واحد میں بھی ان کو پیدا کر سکتے تھے، انسانیت کو آہستہ روی اور تدریج کی تعلیم دینے کیلئے چھ روز میں پیدا کیا۔

"**استوی علی العرش** تمام سلف صالحین کا ان جیسی آیات صفات میں مذہب یہ ہے کہ اس قسم کی آیات کے ظاہر پر ایمان لانا اور انکی حقیقت کے علم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا واجب ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں **الاستواء معلوم والکیفیت مجهول والسوال عنه بدعة** (استواء کا لفظی معنی معلوم ہے اس کی کیفیت مجہول ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے)۔

اگرچہ بعض متاخرین نے ان آیات کے بھی معانی بیان کئے ہیں مگر یہ صرف احتمال کے درجہ میں ہیں یقینی نہیں ہیں۔

❷ **اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَا اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ کی ترکیب:۔** ''ہمزۃ'' استفہامیہ کان ناقصہ للناس جار مجرور ملکر عجبا مصدر کے متعلق ہوکر شبہ جملہ بن کر خبر مقدم ان ناصبہ مصدریہ اوحینا فعل وفاعل الی رجل منهم جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ مصدر کی تاویل میں ہو کر اسم مؤخر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

الشق الثانی ...... وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ۝ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ۝ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ۝ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ۝ (پ۱۲۔ ہود:۶۴ تا ۶۸)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کیجئے۔ یہاں **صیحة** اور سورۃ اعراف میں **رجفة** کا ذکر ہے، دونوں کے درمیان ظاہری تعارض دور کیجئے۔ خط کشیدہ کلمات کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **الصیحة الرجفة** میں رفع تعارض (۴) کلمات مخطوطہ کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے ایک معجزہ ونشانی ہے پس تم اس کو چھوڑ دو تاکہ یہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور تم اس کو بری نیت سے ہاتھ مت لگاؤ ورنہ تم قریبی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے پس انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں تو حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ تم اپنے گھروں میں تین دن تک مزے حاصل کرلو یہ جھوٹا وعدہ نہیں ہے پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آیا تو ہم نے صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت کے سبب بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے بھی محفوظ رکھا بے شک تمہارا رب ہر چیز پر قدرت وغلبہ والا ہے اور پکڑ لیا ظلم کرنے والوں کو چیخ نے اور وہ سب اپنے گھروں میں صبح کے وقت اوندھے منہ گرے ہوئے (مردہ) رہ گئے گویا کہ وہ ان گھروں میں رہتے ہی نہ تھے۔ خبردار! بے شک قوم ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا، خبردار! قوم ثمود کیلئے اپنے رب کی رحمت سے دوری ہے۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم (قوم ثمود) کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جب قوم کے مطالبہ پر معجزہ کے طور پر حضرت صالح علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں پہاڑ سے اونٹنی پیدا ہوگئی تو پھر قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میری قوم یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے جو بغیر ماں باپ کے تمہاری آزمائش کے لئے پیدا کی گئی ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کی زمین میں گھومتی پھرتی رہنے دو تاکہ یہ زمین کا سبزہ چرتی پھرے اور زمین کا پانی پیتی رہے تم پر اس کے کھانے پینے کا کوئی بوجھ نہیں ہے لہٰذا تم اس کو بری نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں سخت عذاب سے دوچار کردے گا قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کی بات نہ مانی اور قوم کے مشورہ وحکم سے قدار بن سالف نامی بدبخت نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ کر اس کو قتل کردیا پھر حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قوم! اب تم تین دن تک زندگی کے مزے اڑالو، تین دن کے اندر اندر تمہارے اوپر عذاب آئے گا، اور یہ سچا وعدہ ہے جس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے اس دن کی رسوائی اور عذاب سے

حضرت صالح علیہ السلام کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچالیا اور باقی سب کے سب لوگوں کو ایک ہی چیخ کے ذریعہ ہلاک کر دیا گیا، اور اس بستی کو دیکھنے سے معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہاں بھی کوئی آباد تھا۔ آخری جملہ میں اللہ تعالیٰ تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قومِ ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا تھا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

③ **الصیحة ، الرجفة میں رفع تعارض:۔** بظاہر اس آیت کریمہ اور سورت اعراف کی آیت **فاخذتهم الرجفة** میں تعارض معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم ثمود چیخ سے ہلاک ہوئی تھی اور سورت اعراف کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم ثمود زلزلہ سے ہلاک ہوئی تھی۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ پہلے زلزلہ آیا ہو پھر سخت آواز سے سب ہلاک کر دیئے گئے ہوں۔ (معارف القرآن ص ۶۴۴ ج ۴)

④ **کلمات مخطوطہ کی ترکیبی حیثیت:۔** "آيَةً" یہ ماقبل کے جملہ **هذه ناقة الله** سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

"تَاْكُلْ" یہ فعل مضارع ہے جو کہ **فذروها** فعل امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

"فَيَاْخُذَ" یہ جواب نہی ہے اور فا کے بعد اَنْ مقدر ہے اور اس اَنْ مقدر کی وجہ سے منصوب ہے۔

"بُعْدًا" یہ بَعُدَ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ...... لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ (پ ۱۳۔ س رعد: ۱۴ و ۱۵) آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں۔ **الا کباسط کفیه**..... میں استثناء کون سا ہے، تعیین کریں۔ **طوعا و کرها** کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں اور خط کشیدہ کلمات کی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) استثناء کی تعیین (۴) **طوعا وکرها** کے نصب کی وجہ (۵) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** سچا پکارنا اسی کے لئے خاص ہے اور جن معبودوں کو وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ ان کی پکار نہیں قبول کر سکتے کچھ بھی مگر پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلانے والے کی مثل کہ وہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ پانی از خود اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہیں ہے کافروں کی پکار مگر بے اثر (ضائع وبیکار) اور اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کرتا ہے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی و مجبوری سے اور انکے سائے بھی صبح و شام کے اوقات میں۔

② **آیات کی تفسیر:۔** اللہ تعالیٰ ماقبل کی آیات میں اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب وہ ہر چیز پر قادر ہے تو عبادت و پکار کے لائق بھی وہی ہے وہی حاجت روا و مشکل کشا ہے اس کے علاوہ جن معبودوں کو وہ پکارتے ہیں اولاً تو وہ ان کی پکار سننے پر قادر ہی نہیں ہیں اور اگر سن لیں تو پھر کسی قسم کے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں لہٰذا ان کا یہ پکارنا بے کار و فضول ہے جیسا کہ کوئی پیاسا کنویں کے پاس کھڑا ہو کر پانی کو پکارے تو وہ پانی بے اختیار ہونے کی وجہ سے خود بخود کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اسی طرح یہ معبود بھی بے اختیار ہونے کی وجہ سے بالکل ان کی فریاد رسی نہیں کر سکتے، لہٰذا ان بتوں و باطل معبودوں کو پکارنا فضول ہے نیز اللہ تعالیٰ اسلئے بھی انسانوں کی پکار و عبادت کے لائق ہے کہ ساری کائنات کی اشیاء اور انکے سائے سب کے سب اسی کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں خواہ خوشی سے سجدہ کریں یا زبردستی مگر بہر صورت اسی کو سجدہ کرتے ہیں لہٰذا انسان کو

بھی چاہیے کہ دیگر مخلوق کی طرح اپنے خالق و مالک اور نفع و نقصان کے مالک کو ہی پکارے۔

❸ استثناء کی تعیین:۔ یہاں مستثنیٰ متصل ہے جو کہ محذوف ہے۔ اور اس میں باسط سے پہلے بھی مضاف محذوف ہے اصل عبارت ہے لا يستجيبون ای لا يجيبون لهم اجابة الا اجابة كاجابة باسط كفيه۔ (تلخیص از تفسیر مظہری ص ۱۶۰ ج ۶)

❹ طوعاً و کرھاً کے نصب کی وجہ:۔ یہ دونوں کلمات یسجد فعل کے فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے یا یسجد فعل کا مفعول لہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔

❺ کلمات مخطوطہ کی تحقیق:۔ "لَا يَسْتَجِيبُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر اَلْاِسْتِجَابَةُ (استفعال، اجوف) بمعنی قبول کرنا اَیْ لَا يُجِيبُوْنَ یعنی وہ باطل معبودان کی پکار قبول نہیں کر سکتے۔

"بَاسِطُ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اَلْبَسْطُ (نصر، صحیح) بمعنی پھیلانا۔

"كَفَّيْهِ" یہ "كَفٌّ" کا تثنیہ ہے اور نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا ہے بمعنی ہتھیلی۔

"طَوْعًا وَكَرْهًا" یہ دونوں مصدر ہیں جو کہ خوشی و مجبوری یعنی عدم خوشی کے مفہوم میں مستعمل ہوتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان اپنی خوشی سے پروردگار کی اطاعت کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہیں اور کافر و منافق لوگ تلوار کے خوف و دبدبہ کی وجہ سے مجبوراً سر جھکاتے ہیں۔

الشق الثانی ...... وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝ (پ ۱۷۔ س انبیاء: ۷۸ تا ۸۰)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں۔ اذ يحكمٰن فی الحرث میں جس مقدمہ کی طرف اشارہ ہے اس کی وضاحت کریں۔ علمنٰه صنعة لبوس الخ کی مکمل تفصیل بیان فرمائیں۔ لحكمهم میں هم ضمیر اور ففهمنٰها میں ها ضمیر کا مرجع متعین کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) مقدمہ کی وضاحت (۴) وعلمناه صنعة لبوس لكم الخ کی تفصیل (۵) هم، ها ضمیر کے مرجع۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور (تذکرہ کیجئے) حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کا جب وہ فیصلہ کر رہے تھے ایک کھیتی کا جب روند ڈالا تھا اس کو رات کے وقت ایک قوم کی بکریوں نے اور ہم ان کے فیصلہ سے واقف تھے پھر سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور دونوں کو ہم نے حکم اور علم و سمجھ دیا تھا اور مسخر کیا (تابع کیا) ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے پہاڑوں کو جو تسبیح پڑھتے تھے اور پرندوں کو (مسخر کیا) اور یہ سب کچھ ہم ہی کرنے والے تھے اور ہم نے اس کو تمہارے لباس (زرہیں) بنانے کا طریقہ بھی سکھایا تا کہ وہ محفوظ رکھے تمہیں تمہاری لڑائی میں پس کیا تم اب بھی شکر ادا نہ کرو گے؟

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اولاً حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے ایک فیصلہ کا ذکر ہے کہ ان میں سے حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک فیصلہ کیا مگر اس فیصلہ میں فریقین میں سے ایک کا بالکل نقصان تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دوسرے فیصلہ کی سمجھ بوجھ عطاء کی اور انہوں نے دونوں کی بہتری والا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام دونوں کو علم و حکمت سے نوازا تھا اس کے علاوہ معجزہ کے طور پر بالخصوص ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں اور پرندوں کو بھی مسخر کیا تھا کہ وہ دونوں ذکر و تسبیح کرتے تھے۔ اور یہ علم و حکمت سے نوازنا اور پہاڑوں و پرندوں کو مسخر و تابع کرنا ہمارا ہی فعل تھا۔ مزید برآں ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہیں بنانے کی تعلیم بھی دی جو لڑائی میں تمہاری حفاظت کے کام آتی ہیں اور اے اہل مکہ! کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس خصوصی کرم پر جو

تمہاری حفاظت کیلئے زرہیں بنا کر اس نے کیا اب بھی اس کا شکرادا نہیں کرو گے؟ یعنی کم از کم اب تو تمہیں پروردگار کا شکرادا کرنا چاہیے۔

❸ مقدمہ کی وضاحت:۔ بغوی نے لکھا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، قتادہ اور زہری رحمہما اللہ نے بیان کیا کہ دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے ایک کھیت کا مالک تھا اور دوسرا بکریوں کا، کھیت والے نے کہا اس کی بکریاں رات کو چھوٹ کر میرے کھیت میں پڑ گئیں، اور سارا کھیت چر گئیں کچھ بھی باقی نہیں رہا، حضرت داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا کہ وہ بکریاں کھیت کے عوض کھیت والے کو دیدی جائیں، یہ دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تم دونوں کا کیا فیصلہ ہوا؟ انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بیان کر دیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر تمہارا مقدمہ میرے سپرد کر دیا جاتا تو میرا فیصلہ کچھ اور ہی ہوتا ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بھی کہا تھا کہ میرا فیصلہ دونوں کیلئے فائدہ بخش ہوتا، حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس قول کی اطلاع حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی ہوگئی حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلوا کر فرمایا تم فیصلہ کرو دوسری روایت میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی نبوت اور حقِ پدری کا واسطہ دے کر فرمایا کہ مجھے بتاؤ وہ کیا فیصلہ ہے جو فریقین کیلئے سودمند ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا بکریاں کھیت والے کو دے دیجئے اور کھیت بکریوں کے مالک کے سپرد کر دیجئے کھیت والا بکریوں کے دودھ، اون اور نسل سے اتنی مدت تک فائدہ اندوز ہوتا رہے جتنی مدت تک کھیت بکریوں والے کی سپردگی میں رہے بکریوں کا مالک کھیت کو درست کر کے اس میں بیج بکھیر دے اور جب کھیتی تیار ہو کر اصلی حالت پر آجائے تو تیار کھیت کھیت والے کو دے دے اور اپنی بکریاں واپس لے لے، حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا صحیح فیصلہ یہی ہے جو تم نے کیا پھر آپ نے یہ فیصلہ جاری کر دیا روایت میں آیا ہے یہ فیصلہ کرنے کے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر گیارہ سال تھی۔ (تفسیر مظہری ص ۳۰۵ ج ۷)

❹ وعلمنه صنعة لبوس لكم الخ کی تفصیل:۔ لفظ لبوس لغت کے اعتبار سے اسلحہ میں سے ہر چیز کو کہا جاتا ہے جو انسان اوڑھ کر یا گلے میں ڈال کر استعمال کرے مراد اس جگہ آہنی زرہ ہے جو جنگ میں حفاظت کیلئے پہنی جاتی ہے دوسری آیت میں ہے۔ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ یعنی ہم نے ان کیلئے لوہے کو نرم کر دیا تھا خواہ اس طرح کہ لوہا ان کے ہاتھ میں آ کر خود بخود نرم ہو جاتا ہو کہ اس کو جس طرح موڑیں مڑ جائے اور باریک یا موٹا کرنا چاہیں تو ہو جائے جیسے موم ہوتا ہے یا اس طرح کہ ان کو آگ میں پگھلا کر نرم کرنے کی تدبیر بتلا دی جو سب لوہے کے کارخانوں میں آج استعمال کی جاتی ہے۔

ایسی صنعت جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے مطلوب ہے اور فعلِ انبیاء علیہم السلام ہے، اس آیت میں زرہ سازی کی صنعت داؤد علیہ السلام کو سکھانے کے ذکر کے ساتھ اس کی حکمت بھی یہ بتلائی ہے لتحصنكم من باسكم کہ یہ زرہ تمہیں جنگ کے وقت تیر نیزہ و تلوار کے خطرہ سے محفوظ رکھ سکے یہ ایک ایسی ضرورت ہے کہ جس سے اہلِ دین اور اہلِ دنیا سب کو کام پڑتا ہے اس لئے اس صنعت کے سکھانے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک انعام قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس صنعت کے ذریعہ لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوں اس کا سیکھنا سکھانا داخلِ ثواب ہے بشرطیکہ نیت خدمتِ خلق کی ہو صرف کمائی مقصد نہ ہو۔

❺ هم و ها ضمیر کے مرجع:۔ كُنَّا لحكمهم شاهدين میں هم ضمیر کا مرجع حضرت داؤد، حضرت سلیمان علیہما السلام اور فریقین مقدمہ سب لوگ ہیں اور امام فراء رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا مرجع صرف حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام ہیں اور جمع کا صیغہ بول کر تثنیہ مراد ہو سکتا ہے جیسے فان كان له اخوة فلامه السدس میں اخوة جمع کا کم سے کم فرد بالاجماع دو بھائی ہیں۔

ففهمنها سليمان میں ها ضمیر کا مرجع صحیح فیصلہ اور صحیح فتویٰ ہے۔ (تفسیر مظہری)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ...... وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ

مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا

آیات کا ترجمہ وتفسیر کریں۔ القریۃ سے کون سی بستی مراد ہے؟۔ اِن کادَ میں اِن کون سا ہے، واضح کریں۔ (پ ۱۹۔ س فرقان: ۳۹ تا ۴۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) القریۃ کی مراد (۴) اِن کی تعیین۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور ہر ایک کیلئے ہم نے امم مذکورہ میں سے مثالیں (نصیحت آموز مضامین) بیان کئے اور ہر ایک کو ہم نے امم سابقہ میں سے ہلاک و برباد کردیا اور البتہ تحقیق یہ اہلِ مکہ اُس بستی پر گزرے ہیں جس پر بُری بارش برسائی گئی کیا انہوں نے اس بستی کو نہیں دیکھا بلکہ وہ دوبارہ اُٹھنے کی امید نہیں رکھتے تھے اور جب یہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھتے ہیں تو یہ آپ ﷺ کو مذاق بنالیتے ہیں (کہتے ہیں کہ) کیا یہی ہے وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے بے شک قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے معبودوں سے گمراہ کردیتا اگر ہم ان (کی پرستش) پر جمے نہ رہتے اور عنقریب جان لیں گے وہ، جس وقت وہ عذاب دیکھیں گے کہ کون بڑا گمراہ تھا سیدھے راستہ سے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ماقبل کی آیات میں قوم عاد وثمود اور اصحاب رأس ودیگر اقوام کا ذکر کرنے کے بعد اس آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر ایک کے سامنے ہم نے طرح طرح کے واقعات اور معجزات بیان کئے تھے تو جب وہ ان سب دلائل کے باوجود بھی ایمان نہ لائے تو ہم نے ان کو تباہ وبرباد کردیا اور یہ اہلِ مکہ ملکِ شام کی طرف تجارت وغیرہ کی غرض سے آتے جاتے ہیں اور اس بستی پر بھی یہ گزرتے ہیں جس پر ہم نے پتھروں کی بارش کی تھی اور اس کے باشندوں کو نشانِ عبرت بنادیا تھا تو کیا یہ اس بستی کو دیکھتے نہیں ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ اس بستی کو دیکھنے کے باوجود بھی عبرت حاصل نہیں کرتے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ انکے دل کی آنکھیں اندھی ہیں اور انکو بعث بعد الموت اور عمل کی سزا وجزا کی امید وتوقع نہیں ہے اسلئے یہ اس بستی سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

اگلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ یہ کافر لوگ آپ سے استہزاء کرتے ہیں اور بطور تحقیر کہتے ہیں کہ کیا یہی شخص اللہ کا رسول ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے رسول بنانا ہی تھا تو کسی معزز ومحترم شخص کو رسول بناتے نہ کہ اس جیسے معمولی آدمی کو؟ مزید برآں یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ انتہاء درجہ کی دعوت وتبلیغ کرتا ہے کہ اگر ہم نے اچھی طرح اپنے آباؤ اجداد کے دین پر استقامت اختیار نہ کی ہوتی تو یہ شخص کب سے ہمیں گمراہ کرچکا ہوتا آخر میں اللہ تعالیٰ بطور انجام ذکر فرماتے ہیں کہ جب یہ لوگ عذاب سے دوچار ہوں گے اور تباہی وبربادی کا ان کو سامنا کرنا پڑے گا تو پھر ان کو معلوم ہوگا کہ ہدایت پر کون تھا اور گمراہی پر کون تھا؟

③ القریۃ کی مراد:۔ آیت کریمہ میں القریۃ سے مراد ملکِ شام کا ایک شہر سدوم اور اس کے مضافات میں واقع دوسری بستیاں ہیں جہاں قوم لوط آباد تھی ان پر لواطت وامرد پرستی جیسی قبیح حرکتوں کی وجہ سے پتھروں کی بارش برسائی گئی تھی اور بحوالہ بغوی قوم لوط کی ان بستیوں کی تعداد پانچ تھی جن میں سے چار تباہ وبرباد کردی گئی تھیں، اور ایک چھوٹی سی بستی بچی تھی جس کے باشندے اس غلط حرکت میں مبتلا نہ تھے۔ (تفسیر مظہری)

④ اِن کی تعیین:۔ یہ اِن مخففہ من المثقلہ ہے اور اس کا اسم محذوف ہے اصل عبارت اِنَّه کادَ ہے۔ (مظہری)

الشق الثانی ...... وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰي وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (پ ۱۹۔ س نمل: ۱۷ تا ۱۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ وتفسیر کریں۔ آیات میں بیان کردہ قصہ کی تفصیل لکھیں۔ ضاحکا کے منصوب ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) مذکورہ واقعہ کی تفصیل (۴) ضاحکا کے نصب کی وجہ۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور جمع کئے گئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جن وانس اور پرندوں کے لشکر وہ روکے جاتے تھے یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! تم اپنے گھروں میں گھس جاؤ کہ کہیں سلیمان علیہ السلام اور اس کی فوجیں تمہیں پیس نہ ڈالیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو پس حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی اس بات پر مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور عرض کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے توفیق عطاء فرما کہ تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطاء کی ہے اور یہ کہ میں وہ نیک عمل کروں جو تجھے پسند ہو اور مجھے اپنی خصوصی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کے ایک واقعہ کا ذکر ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت تمام چرند و پرند اور جن وانس پر تھی اور جب کبھی سفر پر نکلتے تو ان تمام مخلوقات میں سے چند ایک کو ساتھ لے کر چلتے چنانچہ ایک مرتبہ سب جن وانس اور پرندے سفر کے لئے جمع ہوگئے اور خصوصی نظم وضبط اور منصوبہ بندی کے ساتھ چلتے ہوئے ایک ایسے میدان سے گزر ہو رہا تھا جہاں بکثرت چیونٹیاں موجود تھیں تو ان چیونٹیوں میں سے ایک چیونٹی نے اپنی دیگر چیونٹیوں سے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر یہاں سے گزرنے والا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ لاعلمی میں وہ تمہیں روند ڈالیں اسلئے ان کی آمد سے قبل ہی اپنے اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی یہ بات ہواؤں کے ذریعہ سے سنی تو چیونٹی کی دانش مندی واحتیاط کی وجہ سے تعجب ہوا اور اس بات پر مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور پروردگار کی اس نعمت (پرندوں کی زبان کی) سمجھ کی وجہ سے دیگر نعمتیں بھی یاد آگئیں، اور فرمایا کہ اے پروردگار تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر جو بے شمار انعامات کئے ہیں اور خصوصی نعمتوں سے نوازا ہے مجھے ان تمام نعمتوں پر شکر ادا کرنے اور مقبول عمل صالح کرنے کی توفیق بھی عطاء فرما اور سب سے بڑھ کر نیاز مندانہ درخواست یہ ہے کہ تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک وصالح بندوں میں شامل فرما۔

❸ مذکورہ واقعہ کی تفصیل:۔ ابھی تفسیر کے ضمن میں پورا واقعہ بالتفصیل ذکر کر دیا گیا ہے۔

❹ ضاحکا کے نصب کی وجہ:۔ فَتَبَسَّمَ فعل کی ضمیرِ فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

﴿الورقة الاولٰى فى التفسير﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ...... اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (پ ۱۱۔ س یونس: ۶۲ تا ۶۴)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں۔ اولیاء اللہ پر خوف اور غم نہ ہونے کا مطلب بیان کریں۔ اولیاء اللہ کی تعریف اور علامات بیان فرمائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) اولیاء اللہ پر خوف وغم نہ ہونے کا مطلب (۴) اولیاء اللہ کی تعریف وعلامات۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ آگاہ رہو بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف واندیشہ ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں، اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور وہ تقوی اختیار کرتے ہیں ان کیلئے دنیاوی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخروی

زندگی میں بھی، اللہ تعالیٰ کے کلمات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی یہی بڑی کامیابی ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات کریمہ میں سے پہلی آیت میں اولیاء اللہ کی فضیلت کا ذکر ہے کہ اولیاء اللہ کو روزِ محشر جب تمام لوگ خوف و پریشانی میں مبتلا ہونگے اس وقت ان پر نہ ہی کسی ناگوار چیز کے پیش آنے کا خوف وخطرہ ہوگا اور نہ ہی کسی مقصد کے فوت ہونے کا غم ہوگا کیونکہ اب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے ہونگے پھر ان کی علامت بتلائی کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے احکامات کو مکمل طور پر من وعن تسلیم کیا اور تقوی اختیار کرتے ہیں پھر ارشاد فرمایا کہ آخرت تو انہی کی ہے دنیا میں بھی ان کیلئے فلاح وکامیابی کی بشارت وخوشخبری ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمادیا وہ حق وسچ ہے اس میں کسی قسم کا ہیر پھیر وتبدیلی ممکن ہی نہیں ہے اور یہ دنیا وآخرت میں فلاح وکامیابی کی بشارت وخوشخبری ہی اصل وحقیقی کامیابی ہے۔

❸ اولیاء اللہ پر خوف وغم نہ ہونے کا مطلب:۔ اولیاء اللہ پر خوف وغم نہ ہونے کا ایک مطلب یہ ہے کہ آخرت میں حساب وکتاب کے بعد ان کو جنت میں داخل کردیا جائے گا تو خوف وغم سے ہمیشہ کیلئے ان کو نجات مل جائیگی، نہ کسی تکلیف وپریشانی کا خطرہ ہوگا، اور نہ کسی محبوب چیز کے فوت ہونے کا غم ہوگا مگر یہ اولیاء اللہ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے اسلئے بہت سے مفسرین نے فرمایا کہ اولیاء اللہ پر خوف وغم نہ ہونا دنیا وآخرت دونوں کیلئے عام ہے اور اولیاء اللہ کی خصوصیت یہی ہے کہ دنیا میں بھی وہ خوف وغم سے محفوظ ہیں۔

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کا دنیا میں خوف وغم سے محفوظ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ جن چیزوں کے خوف وغم میں عام طور پر اہلِ دنیا مبتلا رہتے ہیں کہ دنیوی مقصد یعنی راحت وآرام اور عزت ودولت میں معمولی سی کمی ہو جائے تو مرنے لگتے ہیں اور معمولی سے تکلیف وپریشانی کے خوف سے ان سے بچنے کی تدبیروں میں دن رات کھوئے رہتے ہیں تو اولیاء اللہ کا مقام ان تمام سے بلند وبالا ہوتا ہے۔ (معارف القرآن ص ۵۴۸ ج ۴)

❹ اولیاء اللہ کی تعریف وعلامات:۔ اولیاء اللہ کی بے شمار تعاریف کی گئی ہیں مگر ہم اسی تعریف کو ذکر کرتے ہیں جو خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اور حقیقتِ ایمان اپنے اندر پیدا کرتے ہیں ذکر اللہ سے ان کو اطمینان ہوتا ہے اور ذکر سے معمولی مقدار بھی غافل نہیں ہوتے، شرک ومعاصی سے مکمل اجتناب کرتے ہیں، اوامر کی مکمل اطاعت وپیروی ونواہی سے مکمل اجتناب کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی علامات کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جن کو دیکھنے سے اللہ کی یاد آتی ہو، نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ میرے بندوں میں سے میرے اولیاء وہ ہیں جن کی یاد میرے ذکر سے اور میری یاد انکا ذکر کرنے سے ہوتی ہے نیز ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سب سے اچھے لوگ کون ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ضرور بتلائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جن کو دیکھنے سے اللہ کی یاد آتی ہو۔ (مظہری ص ۳۳۹ ج ۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اس آیت میں اولیاء اللہ سے کون مراد ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو خالص اللہ کیلئے آپس میں محبت کرتے ہیں کوئی دنیاوی غرض درمیان میں نہیں ہوتی۔ (معارف القرآن ص ۵۴۹ ج ۴)

الشق الثانی ...... لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ۝ (پ ۱۳، رعد: ۱۱)

آیت کا ترجمہ اور تفسیر کریں۔ احادیث کی روشنی میں لـه معقبٰت کی وضاحت فرمائیں ان الله لایغیر کا مطلب بیان فرمائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) احادیث کی روشنی میں لـه معقبٰت کی وضاحت (۴) ان الله لا یُغیّر کا مطلب۔

جواب ...... ① **آیت کا ترجمہ:۔** ہر شخص کے لئے کچھ نگہبان (باری باری تبدیل ہونے والے فرشتے) و پہرے دار ہیں۔ کچھ اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود اس چیز کو تبدیل نہ کریں جو ان کے نفسوں میں ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ برائی ومصیبت کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے ہٹنے کی کوئی صورت نہیں، اور اللہ کے علاوہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

② **آیت کی تفسیر:۔** اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ سے انسانوں کی حفاظت اور پھر انسانی بغاوت کی وجہ سے اس حفاظت کے خاتمہ کو ذکر کرتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی حفاظت ونگہبانی کیلئے صبح شام تبدیل ہونیوالے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو ہر طرف سے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں اور یہ مستقل طور پر بحکم خداوندی اس ڈیوٹی پر مامور ہیں اور اللہ تعالیٰ از خود کسی کو تکلیف ومصیبت میں مبتلا نہیں کرتا اور ان کی اچھی حالت کو از خود بری حالت سے تبدیل نہیں کرتا جب تک کہ وہ اپنے اچھے احوال کو اپنے ہاتھوں سے خود ہی بگاڑ نہ دے اور جب انکے اپنے ہی بگاڑے ہوئے احوال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب ومصیبت میں ڈالنا چاہیں تو کوئی ان کو بچانے والا نہیں ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کا کوئی بھی مددگار وکارساز نہیں ہے جو اس مصیبت کو ٹال سکے۔

③ **احادیث کی روشنی میں لہ معقبٰت کی وضاحت:۔** حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے بتائیے کہ بندے کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ تیرے دائیں ہاتھ کی طرف ہے جو تیری نیکیوں پر مامور ہے اور وہ بائیں ہاتھ والے فرشتہ کا سردار ہے۔ جب تو کوئی ایک نیکی کرتا ہے تو وہ دس نیکیاں لکھتا ہے اور جب تو کوئی بدی کرتا ہے تو بائیں ہاتھ والا فرشتہ اپنے سردار سے پوچھتا ہے کہ اس کو لکھ لوں؟ تو دائیں ہاتھ والا فرشتہ جواب دیتا ہے کہ ابھی ٹھہر جاؤ شاید یہ توبہ واستغفار کر لے جب وہ تین مرتبہ ایسا کہتا ہے تو پھر دائیں ہاتھ والا فرشتہ کہتا ہے کہ اچھا اب لکھ لو اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے یہ برا ساتھی ہے، نہ اس کو اللہ کا لحاظ ہے اور نہ یہ اللہ سے شرم کرتا ہے۔ اور دو فرشتے تیرے آگے پیچھے ہیں اور ایک فرشتہ تیری پیشانی پر مسلط ہے جب تو اللہ کیلئے اس کو نیچے رکھتا ہے تو وہ تجھے سربلند کر دیتا ہے۔ اور جب تو غرور کرتا ہے تو وہ تجھے شکستہ وذلیل کر دیتا ہے اور دو فرشتے تیرے لبوں پر مامور ہیں ان کا کام صرف یہ ہے کہ تو آپ ﷺ پر جو درود پڑھے وہ اس کی نگہداشت کریں اور ایک فرشتہ تیرے منہ کا محافظ ہے کہ سانپ وغیرہ کو منہ میں داخل نہیں ہونے دیتا اور دو فرشتے تیری آنکھوں پر مامور ہیں یہ ہر آدمی کے دس فرشتے ہوئے اور رات کے فرشتے دن کے فرشتوں پر اترتے ہیں کیونکہ رات کے فرشتے دن کے فرشتوں سے الگ ہیں۔ یہ کل بیس فرشتے ہیں اور ابلیس دن میں اور اسکی اولاد رات کو آتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں دن اور رات کے فرشتے آگے پیچھے آتے جاتے رہتے ہیں فجر وعصر کی نماز میں ان کا اجتماع ہوتا ہے۔ رات کو جو فرشتے تم میں رہے ہیں فجر کو جب وہ اوپر چڑھتے ہیں تو ان کا رب بخوبی ان سے واقف ہونے کے باوجود فرشتوں سے پوچھتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ تو وہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا ہے اور جب ہم پہنچے تھے وہ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ (تفسیر مظہری ص۱۵۵ ج۶)

④ **ان اللہ لا یغیّر کا مطلب:۔** مذکورہ جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی اچھی حالت کو بری حالت سے اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود برے اعمال کے ذریعہ اپنی اچھی حالت کو نہیں بدلتی مزید تفصیل تفسیر کے ضمن میں ابھی گزر چکی ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ...... وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ۝ (پ۱۶-س طٰہٰ:۱۳۱،۱۳۲)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ وأمر اهلك بالصلوة واصطبر عليها کی تفسیر کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) جملہ کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** اور ہرگز آپ ﷺ ان چیزوں کی طرف اپنی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا ہے اور وہ محض دنیوی زندگی کی رونق ہے اور آپ کے رب کا عطیہ اس سے بہتر اور دیرپا ہے اور آپ ﷺ اپنے متعلقین کو نماز کا حکم دیتے رہیں اور خود بھی اس پر پابند رہیں ہم نہیں سوال کرتے آپ ﷺ سے مخلوق کی روزی کا، روزی تو ہم آپ کو دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگار کیلئے ہے۔

② **مذکورہ جملہ کی تفسیر:۔** اس جملہ میں اہل وعیال و متعلقین کو نماز کی تاکید اور اس کی حکمت کو بیان کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے اہل وعیال کو بھی نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس پر پابند رہیں، بظاہر یہ دو الگ الگ حکم ہیں۔ ① اہل وعیال و متعلقین کو نماز کی تاکید ② خود اس کی پابندی، مگر غور کیا جائے تو خود اپنی نماز کی پابندی کیلئے بھی یہ ضروری ہے کہ آپ کا ماحول آپ کے اہل وعیال و متعلقین نماز کے پابند ہوں کیونکہ ماحول اسکے خلاف ہو تو طبعی طور پر انسان خود بھی کوتاہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ لفظ اہل میں بیوی، اولاد وجملہ متعلقین سب داخل ہیں جن سے انسان کا ماحول ومعاشرہ بنتا ہے۔ جب آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ روزانہ صبح کی نماز کے وقت حضرت علی وحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے مکان پر جا کر الصلوٰة الصلوٰة کی آواز لگاتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب تہجد کیلئے بیدار ہوتے تو اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور یہی آیت پڑھ کر سناتے تھے۔ (معارف القرآن ص ۱۶۵ ج ۶)

③ **الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔** "لَا تَمُدَّنَّ" یہ باب نصر سے نہی حاضر معلوم بانون تاکید ثقیلہ کا صیغہ ہے بمعنی کھینچنا۔

"مَتَّعْنَا" یہ باب تفعیل سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی دنیاوی نفع پہنچانا۔

"وَأْمُرْ" یہ باب نصر سے امر حاضر معلوم کا صیغہ ہے، بمعنی حکم کرنا۔ "نَرْزُقُكَ" یہ باب نصر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی روزی دینا۔

"لَا نَسْئَلُكَ" یہ باب فتح سے نفی مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی سوال کرنا۔

الشق الثانی ...... وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ (پ ۱۷۔ س ج:۱۱)

آیت مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کریں نیز آیات مذکورہ کا شان نزول لکھنا نہ بھولیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) آیت کا شانِ نزول۔

جواب ...... ① **آیت کا ترجمہ:۔** اور بعض لوگ وہ ہیں جو عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کنارہ پر پس اگر اس کو کوئی دنیاوی نفع پہنچے تو اس کی وجہ سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اس کو کوئی آزمائش ومصیبت پہنچے تو اپنے چہرہ کے بل لوٹ جاتا ہے دنیا وآخرت دونوں کو کھو بیٹھا، یہی واضح نقصان ہے۔

② **آیت کی تفسیر:۔** اس آیت کریمہ میں بعض منافقین لوگوں کے ایمان لانے کا ذکر ہے کہ وہ ایسے شک کے ساتھ ایمان لاتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی چیز کے کنارہ پر کھڑا ہو اور موقع ملتے ہی چلنے وبھاگنے کیلئے تیار ہو کہ اگر اس کو کوئی دنیاوی غرض وفائدہ حاصل ہو جائے تو اسکی وجہ سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی آزمائش ومصیبت پہنچ جائے تو منہ اٹھا کر کفر کی طرف بھاگ پڑتا ہے جس کی وجہ سے دنیا وآخرت دونوں کو کھو بیٹھتا ہے اور اس مصرعہ (نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم، نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے) کا مصداق بن جاتا ہے۔

③ **آیت کا شانِ نزول:۔** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف

لائے تو بعض ایسے لوگ بھی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو جاتے تھے جن کے دل میں ایمان کی پختگی نہ ہوتی تھی اگر اسلام لانے کے بعد ان کے مال و اولاد میں ترقی ہو جاتی تو کہتے کہ یہ دین اچھا ہے اور اگر اس کے خلاف ہوتا تو کہتے کہ برا دین ہے تو ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (معارف القرآن)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۳ھ

الشق الاول ...... سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ ۱۸، س نور: ۱،۲)

آیات کریمہ کا ترجمہ فرمائیں۔ سورۃ النور کی اہمیت وخصوصیات بیان فرمائیں۔ آیات کریمہ میں غیر شادی شدہ زانی کی سزا کا ذکر ہے تو شادی شدہ کی سزا کا ذکر کہاں ہے تفصیل سے بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) سورۃ النور کی اہمیت وخصوصیات (۳) شادی شدہ زانی کی سزا کا محلِ ذکر۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ یہ ایسی سورت ہے جو ہم نے نازل کی ہے اور (بیان کردہ احکام پر عمل کرنا) ہم نے فرض ولازم کیا ہے اور ہم نے اس میں واضح آیات نازل کی ہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو، زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد کہ تم ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو، اور تمہیں ان دونوں پر اللہ کے معاملہ میں بالکل رحم نہ آئے اگر تم اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ ان کو سزا دیتے وقت مؤمنین کی ایک جماعت حاضر ہو۔

❷ سورۃ النور کی اہمیت وخصوصیات:۔ اس سورت میں زیادہ تر احکام عفت کی حفاظت اور ستر وحجاب کے متعلق ہیں جیسے حدِ زنا اور حدِ قذف، حکمِ لعان وحکمِ استیذان اور حکمِ غضِ بصر یعنی نظر اور بصر کو نامحرموں کو دیکھنے سے محفوظ رکھنے کا حکم وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ اس سورت میں عفت کے اہتمام کیلئے متعلقہ احکام ذکر کئے گئے ہیں، اسی لئے عورتوں کو اس سورت کی تعلیم کی خصوصی ہدایات آئی ہیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ کے نام اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا تھا **علّموا نساء کم سورۃ النور** (اپنی عورتوں کو سورہ نور کی تعلیم دو) اور اس سورت کی ابتداء ان الفاظ سے کی گئی ہے: **سورۃ انزلنٰھا و فرضنٰھا** جس سے اس سورت کے خاص اہتمام کی طرف اشارہ ہے کہ یہ احکام ہمارے نازل کردہ اور مقرر کردہ ہیں ان میں کوتاہی نہ کرنا، یا یہ معنی ہیں کہ ان احکام کو ہم نے فرض اور لازم کیا ہے۔ تم پر ان احکام کی تعمیل لازم ہے اور ہم نے اس سورت میں تمہارے لیے واضح اور روشن آیتیں نازل کیں جو ایسی ہدایتوں اور نصیحتوں پر مشتمل ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے تمہارا دل منور ہو جائے۔ شاید نصیحت پکڑو اور سمجھو کہ بدکاریوں اور بے حیائیوں سے دل کا نور رخصت ہو جاتا ہے اور نفس کی تطہیر ان حدود اور تعزیرات کے بغیر ممکن نہیں کہ جو تمہیں اس سورت میں بتلا دی گئیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سورت میں معاشرہ کا دستور العمل بتلا دیا کہ زنا سے بچو اور عورتوں کو بے حجابی سے بچاؤ اور بیدھڑک اور بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں داخل نہ ہو۔ معلوم نہیں کہ کوئی شخص اپنے گھر میں کسی حال میں ہے یہ چیزیں معاشرہ اور تمدن کو خراب کرنے والی ہیں۔

❸ شادی شدہ زانی کی سزا کا محلِ ذکر:۔ سورۃ نور کی مذکورہ آیت کریمہ میں صرف غیر شادی شدہ زانی مرد وعورت کی سزا کا ذکر ہے اور شادی شدہ زانی مرد وعورت کی سزا کا ذکر صحیح مسلم، مسند احمد، نسائی، ابوداؤد، ترمذی وابن ماجہ میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس طرح آئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللّٰہ لھن**

سبیلا البکر بالبکر جلد مائة وتغریب عام والثیب بالثیب جلد مائة والرجم (مجھ سے علم حاصل کرلو مجھ سے علم حاصل کرلو، کہ اللہ تعالیٰ نے زانی مرد وعورت کے لیے وہ سبیل جس کا وعدہ سورہ نساء میں کیا تھا وہ یہ ہے کہ غیر شادی شدہ مرد وعورت کیلئے سوکوڑے اور سال بھر کی جلاوطنی اور شادی شدہ مرد وعورت کیلئے سوکوڑے وسنگساری ہے)۔

اسی طرح صحیحین میں مذکور ہے کہ غیر شادہ شدہ مرد نے جو ایک شادی شدہ عورت کا ملازم تھا اسکے ساتھ زنا کیا اقرار سے واقعہ ثابت ہوگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا لاقضین بینکما بکتاب اللہ (میں تم دونوں کا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کرونگا) پھر حکم فرمایا کہ غیر شادی شدہ لڑکے کو سوکوڑے لگائے جائیں اور عورت شادی شدہ تھی اسلئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عورت کو رجم وسنگسار کیا جائے۔

نیز ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زنا کی سزا میں ہم شرعی حیثیت سے رجم کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ وہ اللہ کی حدود میں سے ایک حد ہے خوب سمجھ لو کہ آپ ﷺ نے خود بھی رجم کیا ہے اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے بعد رجم کیا ہے۔ اور اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھا دیا ہے تو میں قرآن کریم کے کسی گوشہ و حاشیہ میں اس کو لکھوا بھی دیتا، اور عمر بن خطاب گواہ ہے۔ عبدالرحمن بن عوف گواہ ہے۔ اور فلاں فلاں صحابی گواہ ہیں کہ آپ ﷺ نے رجم کیا اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگرچہ آیت رجم مستقل آیت نہیں ہے لیکن جس ذات اقدس پر آیت زنا نازل ہوئی اس ذات کی طرف سے ناقابلِ التباس وضاحت کے ساتھ یہ تفصیل مذکور ہے اور یہ صرف زبانی تعلیم ومحض ارشاد ہی نہیں بلکہ متعدد مرتبہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں اس پر عمل بھی ہوا ہے۔ (تلخیص از معارف القرآن ص ۳۳۶ ج ۶)

الشق الثانی ...... وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ۝ (پ ۲۰ ـ س نمل ۸۲ تا ۸۵)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور مختصر تفسیر تحریر کریں، **دابة الارض** کیا ہے؟ کہاں اور کب نکلے گا، نیز لوگوں سے کیا کلام کریگا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **دابة الارض** کی وضاحت اور وقت ومقام خروج (۴) **دابة الارض** کا کلام۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب اللہ تعالیٰ کا قول واقع ہونے کے قریب ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک چوپایہ وجانور نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا کہ کافر لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے تھے اور جس دن جمع کریں گے ہم ہر امت میں سے ایک جماعت وگروہ ان لوگوں کا جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے تھے پھر وہ روکے جائیں گے (اکٹھے کئے جائیں گے) یہاں تک کہ جب وہ آجائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تم نے میری آیات کو ایسی حالت میں جھٹلایا تھا کہ تم نے ان کے پورے علم کا احاطہ بھی نہیں کیا تھا یا (بتلاؤ کہ) تم کون سے عمل کرتے تھے اور (عذاب موعود کا) قول ان پر ان کے ظلم کرنے کی وجہ سے ثابت ہوجائے گا اور وہ کوئی بات (کوئی عذر) نہ کرسکیں گے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت کو یاد کرو جب عذاب موعود اور قیامت کا زمانہ قریب پہنچے گا تو ہم ان کافروں کیلئے ایک عجیب الخلقت چوپایہ زمین سے نکالیں گے جو اُن سے کلام کریگا کہ یہ کافر لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر خصوصاً جو آیات قیامت کے متعلق تھیں یہ اُن پر یقین نہیں کرتے تھے اور ایمان نہیں لاتے تھے مگر اب قیامت آپہنچی ہے اور اسکی ایک علامت میں ہی ہوں۔

نیز اس وقت کو بھی یاد کرو جب ہم قبروں سے دوبارہ زندہ کرنے کے بعد تمام امتوں میں سے ایک ایسی جماعت کو جمع کریں

گے جو ہماری آیات کی تکذیب کرتی تھی پھران کو حساب و کتاب کے لئے روانہ کیا جائے گا اور کثرت کی وجہ سے چلنے میں جب وہ لوگ آگے پیچھے ہوں گے تو ان سب کو اکٹھا کرنے کے لئے روکا جائے گا تا کہ وہ آگے پیچھے نہ ہوں بلکہ سب اکٹھے ہو کر موقفِ حساب کی طرف چلیں، یہاں تک کہ جب وہ سب محشر کی طرف آ جائیں گے تو حساب و کتاب شروع ہوگا اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ کیا تم نے میری آیات کو ایسی حالت میں جھٹلایا تھا کہ تم نے ان کا پورا علم بھی حاصل نہ کیا تھا؟ اور اگر تم نے تکذیب نہیں کی تھی تو پھر بتلاؤ کہ تم تکذیب کے علاوہ اور کیا عمل کرتے تھے۔

دوسرا مطلب یہ کہ تم نے صرف میری آیات کی تکذیب پر ہی اکتفاء نہیں کیا تھا بلکہ تم یاد کرو کہ تم نے اسکے علاوہ بھی کون کون سے عمل کئے تھے مثلاً حضرات انبیاء علیہم السلام اور اہلِ ایمان کو ایذائیں دی تھیں اور تم عقائد کفریہ وفسق و فجور میں بھی مبتلا رہے۔

لہٰذا اس جرم کے قائم ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب کا وعدہ اور عذاب کا استحقاق ان پر ثابت ہو گیا ہے اور اب ان کے پاس کوئی عذر و جواب نہیں ہے اس لئے وہ لوگ بات بھی نہ کر سکیں گے۔

❸ **دابۃ الارض کی وضاحت اور وقت و مقام خروج:۔** اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ وہ چوپایہ اُون اور رنگا رنگ کے پروں والا ہوگا اس کی چار ٹانگیں ہوں گی، اس کا سر بیل کی طرح، آنکھیں خنزیر کی طرح، کان ہاتھی کی طرح، سینگھ بارہ سینگھے کی طرح، سینہ شیر کی طرح، رنگ چیتے کی طرح، کوکھیں بلی کی طرح، دم مینڈھے کی طرح، ٹانگیں اُونٹ کی طرح ہوں گی، اسکے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی، وہ ہر مؤمن کے سجدہ کی جگہ پر لاٹھی کی نوک سے نشان لگائے گا جس سے اس کا چہرہ جگمگا جائے گا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے ذریعہ ہر کافر کے چہرہ پر نشان لگائے گا جس سے اس کا چہرہ کالا ہو جائے گا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ کوہِ صفا کے ایک شگاف سے برآمد ہوگا اور جمعہ کی رات کو برآمد ہوگا جب لوگ منیٰ کی طرف جا رہے ہوں گی۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دابہ کا ذکر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ وہ کہاں سے برآمد ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ حرمت والی مسجد (مسجدِ حرام) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام طواف کر رہے ہوں گے مسلمان آپ علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے ان کے قدموں کے نیچے قندیل کی طرح زمین میں حرکت پیدا ہوگی اور مشرقی جانب سے کوہِ صفا پھٹے گا اور اس سے وہ دابہ برآمد ہوگا۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ جناد کی گھاٹی بُری گھاٹی ہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے دابہ برآمد ہوگا اور تین چیخیں مارے گا جن کو مشرق و مغرب کے درمیان سب سنیں گے اس کا چہرہ انسان کی طرح ہوگا اور باقی جسمانی بناوٹ پرندے کی طرح ہوگی الخ۔ (مظہری)

❹ **دابۃ الارض کا کلام:۔** سدی نے کہا کہ وہ کہے گا سوائے اسلام کے تمام مذاہب باطل ہیں۔

بعض نے کہا کہ اس کا کلام یہ ہوگا کہ بعض کے متعلق وہ کہے گا یہ مؤمن ہے اور بعض کے متعلق وہ کہے گا کہ یہ کافر ہے۔

بعض نے کہا کہ اس کا کلام یہی مابعد والا جملہ ہوگا **اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ** (مظہری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت بصری وقتادہ رحمہما اللہ سے منقول ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ہے کہ یہ دابہ لوگوں سے عمومی کلام کرے گا۔ (معارف القرآن)

﴿الورقة الاولى فى التفسير﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۴ھ

الشق الاوّل ...... وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى

وَزِيَادَةٌ ۚ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (پ ۱۱-س یونس: ۲۵ تا ۲۷)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ واللہ یدعو الی دار السلم کی تفسیر کریں۔ مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) واللہ یدعو الی دار السلام کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے سلامتی والے گھر کی طرف اور جس کو چاہتا ہے راہِ راست پر چلنے کی توفیق دیتا ہے جن لوگوں نے نیک اعمال کئے ان کیلئے آخرت میں اچھا ثواب ہے اور مزید انعام بھی اور انکے چہروں پر نہ غم کی کدورت چھائے گی اور نہ ذلت، یہی لوگ اہل جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور جن لوگوں نے برے اعمال کئے ان کو برائی کی سزا برائی کے برابر ملے گی اور ان پر ذلت چھائی ہوگی اور ان کو اللہ کے عذاب بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا کہ انکے چہروں کو اندھیری رات کے ٹکڑوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے، یہی لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

❷ واللہ یدعو الی دار السلام کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ انسان کو دار السلام کی طرف دعوت دیتا ہے یعنی ایسے گھر کی طرف جس میں ہر طرح کی سلامتی ہی سلامتی ہے، نہ اس میں کوئی تکلیف اور رنج وغم ہے، اور نہ بیماری وفنا ہے اور نہ حالت بدلنے کی فکر ہے اس سے مراد جنت ہے اور اسکو دار السلام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ہر شخص کو ہر طرح کا امن وسکون اور سلامتی حاصل ہوگی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں بسنے والوں کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے سلام پہنچتا رہے گا بلکہ لفظ سلام ہی اہلِ جنت کی اصطلاح ہوگی، جس کے ذریعہ وہ اپنی خواہشات کا اظہار کریں گے اور فرشتے ان کو مہیا کریں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دار السلام جنت کے سات ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (معارف القرآن)

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "یَدْعُوْ" یہ باب نصر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے، بمعنی بلانا و دعوت دینا۔

"یَهْدِیْ" یہ باب ضرب سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی راستہ دکھانا یا منزل تک پہنچانا۔

"اَحْسَنُوْا" یہ باب افعال سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی بھلائی کرنا، نیک کام کرنا۔

"یَرْهَقُ" یہ باب سمع سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے، بمعنی چھا جانا، ڈھانپ لینا۔

"کَسَبُوْا" یہ باب ضرب سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی کمانا، کام کرنا۔

"اُغْشِیَتْ" یہ باب افعال سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی ڈھانکنا۔

الشق الثانی ...... فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ (پ ۱۲-س ھود: ۱۲، ۱۳)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ تفسیر کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ پس شاید کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دینے والے ہیں بعض ان احکام کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

وحی کے ذریعہ بھیجے جاتے ہیں اور آپ ﷺ کا دل ان کے اس قول کی وجہ سے تنگ ہوتا ہے کہ (اگر یہ نبی ہے تو) اس پر کوئی خزانہ کیوں نازل نہیں ہوا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا؟ آپ ﷺ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا نگران و ذمہ دار ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خود قرآن کریم بنایا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ تم بھی اس جیسی خود ساختہ دس سورتیں بنا کر پیش کرو اور اللہ کے علاوہ جس کی بھی تم استطاعت رکھتے ہو اس کو بلا لو اگر تم اپنی بات میں سچے ہو۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** ان آیات میں سے پہلی آیت آپ ﷺ کی تسلی کیلئے نازل ہوئی اس کا پس منظر یہ ہے کہ مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کے سامنے مختلف قسم کے مطالبے پیش کرتے تھے، ان میں سے ایک مطالبہ یہ تھا کہ اس قرآن میں ہمارے معبودوں کی تردید کی گئی ہے۔ اسلئے ہم اس پر ایمان نہیں لاسکتے لہٰذا آپ ﷺ یا کوئی دوسرا قرآن لائیں یا اس میں ترمیم کریں نیز اگر آپ ﷺ رسول ہیں تو آپ ﷺ کو دنیاوی بادشاہوں کی طرح بخشش وعطایا کے لیے خزانہ کیوں نہیں دیا گیا، یا کم از کم کوئی فرشتہ ہی آسمان سے نازل ہو کر آپ ﷺ کی تصدیق کرے کہ بے شک یہ اللہ کے رسول ہیں، ان مختلف باتوں کی وجہ سے آپ ﷺ کا دل تنگ ہو گیا اور پریشان ہو گئے یہ بھی ممکن نہ تھا کہ ان کو ضلالت وشرک پر چھوڑ دیں اور یہ مطالبہ پورا کرنا بھی ممکن نہ تھا کہ دوسرا قرآن یا ترمیم شدہ قرآن پیش کریں تو اللہ تعالیٰ نے تسلی کیلئے یہ آیات نازل فرمائیں، ان میں فرمایا کہ کیا آپ ﷺ ان کے کہنے سے مجبور ہو کر اللہ کے کلام کا کچھ حصہ چھوڑ دیں گے جس سے یہ لوگ ناخوش ہوتے ہیں اور کیا آپ ﷺ ان کی ان فرمائشوں سے دل تنگ ہو جائیں گے؟ یہاں **لعلك** کے لفظ سے آپ ﷺ کا ان چیزوں سے بری ہونا بیان کرنا ہے کہ آپ ﷺ ان کی رعایت میں نہ تو قرآن کریم کا کوئی حصہ چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ان کی فرمائشوں سے آپ کو دل تنگی ہونی چاہیے کیونکہ آپ ﷺ تو اللہ کی طرف سے محض بشیر ونذیر یعنی ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے ہو اور ان تمام کاموں کو سرانجام دینا اللہ تعالیٰ کی ہی قدرت وطاقت میں ہے۔

اس کے بعد ان کے مطالبہ (دولت کا ملنا فرشتہ کا نازل ہو کر تائید کرنا) کا جواب ہے کہ اگر تم قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب نہیں سمجھتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ کلام محمد ﷺ نے خود گھڑا ہے تو پھر تم بھی اس جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور یہ ضروری نہیں کہ صرف ایک آدمی ہی دس سورتیں بنائے بلکہ تم سب اور دنیا جہان کے تمام لوگ بھی اس کلام کے بنانے کیلئے اکٹھے ہو جاؤ اور اس جیسا کلام بنا کر دکھاؤ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ چلو دس نہیں صرف ایک ہی سورت بنا کر دکھاؤ، مگر تم ہرگز اس پر قادر نہیں ہو پس ثابت ہوا کہ یہ اللہ کا کلام ہے لہٰذا محمد ﷺ کے نبی ہونے کیلئے یہ دلیل ومعجزہ ہی کافی ہے۔ پس اگر تم نیک نیتی سے معجزہ کا مطالبہ کرتے ہو تو یہ قرآن کریم کافی ہے اور اگر مقصد محض ضد وعناد ہے تو پھر تمہارے مطلوبہ معجزات بھی ظاہر ہو جائیں تب بھی تم سے ایمان کی توقع نہیں ہے۔ (تلخیص از معارف القرآن ص ۵۹۸ ج ۴)

❸ **الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔** "تَارِكٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اَلتَّرْكُ (نصر، صحیح) بمعنی چھوڑنا۔

"يُوْحٰى" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع مجہول از مصدر اِيْحَاءٌ (افعال، لفیف) بمعنی وحی کرنا۔

"اُنْزِلَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی مجہول از مصدر اِنْزَالٌ (افعال، صحیح) بمعنی اتارنا۔

"اِفْتَرٰى" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر اِفْتِرَاءٌ (افتعال، ناقص) بمعنی از خود بنانا وگھڑنا۔

"اِسْتَطَعْتُمْ" صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل ماضی معلوم از مصدر اِسْتِطَاعَةٌ (استفعال، اجوف) بمعنی طاقت رکھنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ...... وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ (پ ۱۳۔س رعد: ۲۲،۲۳)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ تفسیر کریں۔ صبر اور عدن کے معانی تفصیل سے بیان کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) صبر وعدن کے معانی کی تفصیل۔

جواب...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضاء کی خاطر اور قائم کی انہوں نے نماز اور خرچ کیا انہوں نے ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے پوشیدہ اور ظاہر طور پر اور دفع کرتے ہیں نیکی کے ذریعہ برائی کو انہی لوگوں کے لئے آخرت کا اچھا نتیجہ وثواب ہے یعنی رہنے کے باغات، داخل ہونگے یہ لوگ ان میں اور ان کے والدین از واج اور اولاد میں سے جو (جنت میں داخلہ کے) لائق ہونگے، اور فرشتے ان پر داخل ہوں گے ہر دروازے سے۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** ماقبل کی چند آیات اور ان آیات میں اہلِ حق اور حقیقی اہلِ عقل ودانش کی چند علامات وصفات اور ان کی جزا کا ذکر ہے ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے صبر کرتے ہیں خواہ وہ صبر کسی خلاف طبع امر کو برداشت کرنے کی وجہ سے ہو خواہ فرائض وواجبات یعنی اوامر کو بجالانے کی وجہ سے ہو خواہ محرمات ومکروہات یعنی منہی عنہ سے بچنے کی وجہ سے ہو۔ دوسری علامت یہ ہے کہ وہ محض نماز پڑھتے ہی نہیں بلکہ مکمل آداب وشرائط کا لحاظ کرتے ہوئے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ تیسری علامت یہ ہے کہ ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے ظاہری طور پر اور چھپ کر کچھ مال راہِ خدا میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ بدی وبرائی کا جواب اچھائی ونیکی سے دیتے ہیں اس کے دو مطلب ہیں ایک مطلب یہ کہ اگر کوئی شخص ان سے برا معاملہ کرے تو وہ اس کے ساتھ بھی برے معاملہ کی بجائے اچھا معاملہ کرتے ہیں۔ دوسرا مطلب یہ کہ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوری طور پر اس گناہ کے بعد نیکی کرنے کے ذریعہ سے اس گناہ کو دفع ودور کر دیتے ہیں آخر آیت میں ان کی جزا وانجام کا ذکر ہے کہ آخرت کے دائمی وحقیقی گھر میں ایسے نیک سیرت لوگوں کے لئے اچھا بدلہ واچھا انجام ہے۔

اسکے بعد دوسری آیت میں اس اچھے بدلہ وانجام کی تفصیل ہے کہ یہ نیک لوگ ایسے دائمی باغات میں داخل ہونگے جن کے کیا ہی کہنے؟ نہ ان باغات کو کسی نے دیکھا نہ ان کو کسی نے سنا اور نہ کسی نے سونگھا کہ کس اعلیٰ درجہ کے وہ باغات ہیں پھر ان کا مزید اعزاز واکرام یہ ہے کہ انکے ساتھ انکے نیک والدین بیویاں اور نیک اولاد بھی انہی باغات میں داخل ہونگے، اور فرشتے صبح وشام میں تین تین مرتبہ تحفے وہدایا اور سلامتی کا پیغام لیکر جنت یا محلاتِ جنت کے ہر ہر دروازہ سے ان پر داخل ہونگے۔ (مظہری)

❸ **صبر وعدن کے معانی کی تفصیل:۔** صبر کا اصلی معنی خلاف طبع چیزوں سے پریشان نہ ہونا بلکہ ثابت قدمی کے ساتھ اپنے کام پر لگے رہنا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ ① صبر علی الطاعۃ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل پر ثابت قدم رہنا ② صبر عن المعصیۃ یعنی گناہوں سے بچنے پر ثابت قدم رہنا۔ (معارف القرآن)

عدن کا معنی قیام وقرار ہے مراد یہ کہ ان جنتوں سے کسی وقت ان کو نکالا نہ جائے گا بلکہ ان جنتوں میں ان کا قرار وقیام دائمی ہوگا اور بعض حضرات نے فرمایا کہ عدن وسطِ جنت کا نام ہے جو جنت کے مقامات میں سے اعلیٰ مقام ہے۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ آیت تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا کہ لوگو! تم کو معلوم ہے کہ جنات عدن کیا ہے؟ عدن جنت میں ایک قصر (محل) ہے جس کے دس ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پچیس ہزار بڑی آنکھوں والی حوریں متعین ہیں اس قصر میں سوائے نبی، صدیق اور شہید کے اور کوئی داخل نہ ہوگا۔ (مظہری)

الشق الثانی ...... اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ (پ۱۴-س نحل: ۱۲۵، ۱۲۶)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ تفسیر کریں۔ ماقبل سے ربط بیان کریں اور دعوت کے اصول پر روشنی ڈالیں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا ماقبل سے ربط (۴) دعوت کے اصول

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ بلائیں اور معارضہ ومناظرہ کیجئے ان سے اچھے واحسن طریقہ سے، بے شک آپ کا رب خوب جاننے والا ہے اس شخص کو بھی جو اس کے راستہ سے گمراہ ہو گیا اور وہ خوب جاننے والا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی اور اگر تم بدلہ لینا چاہو تو بدلہ اتنا ہی لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا، اور اگر تم صبر کرو تو یہ صبر کرنا بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات کریمہ میں اصولِ دعوت وتبلیغ کا اجمالاً ذکر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ کا حاصل یہ ہے کہ اے پیغمبر! آپ اپنے رب کی راہ یعنی دینِ اسلام کی طرف لوگوں کو حکمت واچھی نصیحت کے ذریعہ بلائیں، حکمت سے وہ طریقہ دعوت مراد ہے جس میں مخاطب کے احوال کی رعایت سے ایسی تدبیر اختیار کی جائے جو مخاطب کے دل پر اثر انداز ہو سکے اور نصیحت سے مراد یہ ہے کہ خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبہ سے بات کہی جائے اور اچھی نصیحت سے مراد یہ ہے کہ عنوان بھی نرم ہو اور اگر بحث ومباحثہ کی نوبت آ جائے تو وہ بھی شدت وبے انصافی اور مخاطب پر الزام تراشی سے خالی ہو، بس آپ کا اتنا ہی کام ہے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے اور آپ ﷺ کا پروردگار ماننے اور نہ ماننے والوں کو خوب جانتا ہے۔ یعنی اسکے مطابق وہ ان کو بدلہ دے گا، اور اگر مخاطب علمی بحث ومباحثہ میں حد سے بڑھ کر علمی جدال وغیرہ پر آ جائے تو آپ ﷺ اور آپ کے متبعین کیلئے بدلہ لینا اور صبر کرنا دونوں کام جائز ہیں مگر بہر صورت صبر کرنا بہتر ہے اس سے مخاطب ومخالف اور دیکھنے والوں پر اچھا اثر بھی پڑتا ہے اور آخرت میں اجرِ عظیم کا باعث بھی ہے۔

❸ آیات کا ماقبل سے ربط:۔ سابقہ آیات میں آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کے اثبات سے مقصود یہ تھا کہ امت آپ ﷺ کے احکام کی تعمیل کر کے رسالت کے حقوق ادا کرے اور مذکورہ آیات میں خود رسولِ کریم ﷺ کو ادائے رسالت کے حقوق وآداب کی تعلیم ہے جس کے عموم میں تمام مؤمنین شریک ہیں۔ (معارف القرآن)

❹ دعوت کے اصول:۔ دعوت کے اصول کے متعلق اجمالی کلام تفسیر کے ضمن میں گزر چکا ہے مزید تفصیل یہ ہے کہ آیت میں دعوت کے لیے تین چیزوں کا ذکر ہے ① حکمت ② موعظہ حسنہ ③ مجادلہ بطریقِ احسن۔

بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ یہ تین چیزیں مخاطبین کی تین قسموں کی بناء پر ہیں، دعوت بالحکمۃ اہل علم وفہم کے لئے ہے، دعوت بالموعظۃ عوام کے لئے ہے، مجادلہ متعنتین (ضدی وہٹ دھرم) اور شکوک وشبہات والے لوگوں کے لئے ہے۔

صاحب روح المعانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ آیت کے نسق سے معلوم ہوتا ہے کہ اصولِ دعوت دو ہی ہیں۔ حکمت اور موعظت مجادلہ اصولِ دعوت میں شامل نہیں ہے بلکہ طریقِ دعوت میں کبھی اس کی بھی ضرورت پیش آ جاتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر تینوں چیزیں اصول دعوت ہوتیں تو تینوں چیزوں کو عطف کے ساتھ **بالحکمة والموعظة الحسنة والجدال الحسن** ذکر کیا جاتا، مگر قرآن کریم نے جدال ومجادلہ کیلئے الگ جملہ **وجادلهم بالتي هي احسن** ذکر کیا، معلوم ہوا کہ یہ اصولِ دعوت میں شامل نہیں بلکہ طریقِ دعوت میں پیش آنیوالے معاملات کے متعلق ایک ہدایت وتنبیہ ہے۔ (معارف القرآن)

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٣٤ھ

الشق الاوّل ...... يٰأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ وَإِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۝ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِينٍ ۝ (پ ۱۸۔س مؤمنون: ۵۱ تا ۵۴)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ تفسیر کریں۔ یأیھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحًا میں اکلِ طیب اور عملِ صالح کو ملانے کی حکمت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) اکلِ طیب اور عملِ صالح کو ملانے کی حکمت۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے رسولو! کھاؤ تم پاکیزہ چیزیں اور عمل کرو تم اچھے بے شک میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں، اور بے شک یہ ہے تمہارا طریقہ جو ایک ہی طریقہ ہے اور میں ہی تمہارا رب ہوں پس تم مجھ سے ڈرو اور ان لوگوں نے اپنا دین وطریقہ الگ الگ کر کے اختلاف پیدا کرلیا اور ہر گروہ اس دین پر جو ان کے پاس ہے خوش ہے پس آپ ان کو ایک وقت تک ان کی جہالت میں رہنے دیجئے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ آیات کا حاصل یہ ہے کہ اے پیغمبر! جس طرح ہم نے تمہیں نعمتوں کے استعمال کی اجازت دی اور پھر عبادت کا حکم دیا اسی طرح سب پیغمبروں کو اور ان کے واسطہ سے ان کی امتوں کو بھی حکم دیا کہ اے پیغمبر! تم اور تمہاری امتیں حلال و نفیس چیزیں کھاؤ اور پھر ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے نیک کام کرو اور میری عبادت کرو اور میں تمہارے تمام اعمال سے واقف وباخبر ہوں اور تمہارے نیک وبد اعمال پر تمہیں جزا وسزا بھی دونگا اور ہم نے ان انبیاء سے یہ بھی کہا کہ جو طریقہ تمہیں ابھی بتلایا گیا ہے اس طریقہ پر چلنا اور رہنا تمہارے لئے واجب ہے اور یہ طریقہ تمام امتوں وشریعتوں میں ایک ہی رہا ہے اور اس طریقہ کا حاصل یہ ہے کہ میں تمہارا رب ہوں بس تم مجھ سے ڈرو، یعنی میرے احکام کی مخالفت نہ کرو کیونکہ رب ہونے کی حیثیت سے میں ہی تمہارا خالق ومالک ہوں اور تمہیں بے شمار نعمتوں سے نوازتا ہوں لہٰذا ان سب باتوں کا تقاضا یہ تھا کہ تم ایک ہی طریقہ مذکورہ پر رہتے مگر تم نے اپنا دین وطریقہ الگ الگ کر کے باہم اختلاف پیدا کرلیا اور پھر ہر گروہ اپنے اپنے طریقہ اور بنائے ہوئے دین پر خوش ہے اس کے باطل ہونے کے باوجود بھی اس کو حق سمجھتا ہے، لہٰذا اے پیغمبر! آپ ان کی جہالت کی وجہ سے غمگین نہ ہوں آپ ان کو ایک خاص وقت یعنی قیامت تک مہلت دیجئے جب قیامت کا وقت مقرر آئے گا تو پھر سب حقیقت کھل جائے گی۔

❸ اکلِ طیب اور عملِ صالح کو ملانے کی حکمت:۔ اکلِ طیب اور عملِ صالح کو ایک ساتھ لانے میں علماء نے لکھا ہے کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حلال غذا کا عملِ صالح میں بڑا دخل ہے جب حلال غذا ہوتی ہے تو نیک اعمال کی توفیق خود بخود ہونے لگتی ہے اور جب غذا حرام ہو تو نیک کام کا ارادہ کرنے کے باوجود بھی اس میں مشکلات حائل ہو جاتی ہیں۔

حدیث میں ہے کہ بعض لوگ لمبے لمبے سفر کرتے ہیں اور غبار آلود رہتے ہیں پھر اللہ کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور یارب! یارب! پکارتے ہیں مگر ان کا کھانا بھی حرام ہوتا ہے اور پینا بھی، لباس بھی حرام سے تیار ہوتا ہے اور حرام ہی کی ان کو غذا ملتی ہے ایسے لوگوں کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عبادت یعنی نیک عمل اور دعا کے قبول ہونے میں حلال کھانے کو بڑا دخل ہے اور جب غذا حلال نہ ہو تو عبادت اور دعا کی قبولیت کا بھی استحقاق نہیں رہتا۔ (معارف القرآن ص ۲۶۶ ج ۶)

الشق الثانی ...... وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ أَلَا إِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ هُوَ الْغَنِیُّ (پ ۱۱-س یونس: ۶۵ تا ۶۸)

آیات کا ترجمہ کریں۔خط کشیدہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔ **ھو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیه** کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) الفاظ مخطوطہ کے ابواب و معانی (۳) مذکورہ جملہ کی ترکیب۔

جواب...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور نہ غمگین کرے آپ کو ان کی بات، بے شک عزت ساری کی ساری اللہ ہی کیلئے ہے وہ سننے والا جاننے والا ہے، خبردار! جو کچھ مخلوقات آسمانوں وزمین میں ہیں، وہ سب اللہ ہی کیلئے ہیں اور کس چیز کی اتباع کر رہے ہیں وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ دیگر شرکاء کو پکارتے ہیں وہ صرف بے سند خیال کی اتباع کرتے ہیں اور وہ محض قیاسی باتیں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون کرو اور دن بنایا دکھلانے والا (واضح) بیشک اس میں نشانیاں ہیں اس قوم کیلئے جو سنتی ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے، وہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے۔

❷ الفاظ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "لَا یَحْزُنْكَ" یہ باب نصر سے نہی غائب معلوم کا صیغہ ہے بمعنی غم میں ڈالنا۔

"یَتَّبِعُ" یہ باب افتعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی اتباع و پیروی کرنا۔

"یَدْعُوْنَ" یہ باب نصر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے۔ بمعنی بلانا و پکارنا۔

"یَخْرُصُوْنَ" یہ باب نصر و ضرب سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی جھوٹ بولنا، اٹکل سے کہنا، قیاس کرنا، اندازہ کرنا۔

"لِتَسْكُنُوْا" یہ باب نصر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی آرام کرنا، سکون کرنا۔

"اِتَّخَذَ" یہ باب افتعال سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی ٹھہرانا و بنانا۔

❸ مذکورہ جملے کی ترکیب:۔ **ھو** ضمیر مبتدا **الذی** اسم موصول **جعل** فعل وفاعل **لکم** جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے **اللیل** مفعول بہ **لام** جارہ کی **تسکنوا** فعل وفاعل **فیه** جار و مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر بتقدیر اَنْ مصدر کی تاویل میں ہو کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ثانی مفعول لہ ہوا فعل کا، فعل اپنے فاعل دونوں مفعول و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ مل کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الاولٰی فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل...... وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَیَئُوْسٌ كَفُوْرٌ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَیَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّیِّاٰتُ عَنِّیْ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْكَ وَضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِیْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ (پ ۱۲-س ھود: ۹ تا ۱۲)

آیات کا ترجمہ کریں۔ابتدائی دو آیتوں میں انسان کی کمزوریوں کی نشاندہی کی وضاحت کریں۔مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) انسانی کمزوریوں کی نشاندہی (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت چکھائیں پھر وہ اس سے چھین لیں تو وہ ناامید

وناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر ہم اس کو کسی نعمت کا مزہ چکھائیں کسی تکلیف کے بعد جو اس کو پہنچی تھی تو کہتا ہے کہ مجھ سے برائیاں دور ہو گئیں بے شک وہ اترانے والا اور شیخیاں مارنے والا ہے مگر وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور اعمال صالحہ کئے انہی لوگوں کے لیے مغفرت کا بڑا ذخیرہ ہے۔ پس شاید کہ آپ بعض ان احکام کو جو آپ کی طرف وحی کئے جاتے ہیں چھوڑنے والے ہیں اور آپ کا دل ان کے اس قول سے تنگ ہوتا ہے کہ (اگر یہ نبی ہے تو) کیوں نہیں اس پر کوئی خزانہ نازل کیا گیا اور اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا نگران و ذمہ دار ہے۔

❷ انسانی کمزوریوں کی نشاندہی:۔ ان آیات میں فطری طور پر انسان کے غیر مستقل مزاج، جلدی پسند ہونے اور موجودہ حالت میں کھپ کر ماضی و مستقبل کو بھلا دینے کا ذکر ہے حاصل یہ ہے کہ اگر ہم انسان کو کوئی نعمت چکھاتے ہیں اور پھر اس کو واپس لیتے ہیں تو وہ بڑا ناامید و ناشکرا بن جاتا ہے اور اگر اس کو کسی تکلیف کے بعد کسی نعمت کا مزہ چکھائیں تو اترانے اور شیخی مارنے لگتا ہے، اور کہتا ہے کہ میرے سب دکھ درد رخصت ہو گئے ہیں مطلب یہ ہے کہ انسان عاجل پسند اور موجودہ حالت کو سب کچھ سمجھنے کا عادی ہے اور اگلے پچھلے حالات واقعات میں غور و فکر اور ان کو یاد رکھنے کا بالکل عادی نہیں ہے اس لیے نعمت کے بعد تکلیف پہنچے تو ناامید و ناشکرا بن جاتا ہے اور اگر تکلیف کے بعد نعمت و راحت ملے تو فوراً بجائے شکر کرنے کے اترانے لگ جاتا ہے اور اس بات سے غافل ہو جاتا ہے کہ سابقہ حالت دوبارہ بھی آ سکتی ہے۔

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "اَذَقْنَا" یہ باب افعال سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی چکھانا۔

"نَزَعْنٰھَا" یہ باب ضرب سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی چھیننا، واپس لینا۔

"مَسَّتْہُ" یہ باب نصر وضرب سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی چھونا، پہنچنا۔

"ذَھَبَ" یہ باب فتح سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی جانا۔

"یُوْحٰی" یہ باب افعال سے مضارع مجہول کا صیغہ ہے بمعنی وحی کرنا و پیغام بھیجنا۔

"اُنْزِلَ" یہ باب افعال سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی نازل کرنا، اتارنا۔

الشق الثانی ...... وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ رَبَّنَاۤ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ۝ (پ ۱۳۔ س ابراہیم: ۳۵ تا ۳۷)

آیات کا ترجمہ کریں۔ فمن تبعنی .... فانك غفور رحيم کی تفسیر کریں۔ مخطوطہ الفاظ کے ابواب و معانی لکھیں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) مذکورہ جملہ کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہ اے میرے رب! اس شہر کو امن کا گہوارہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھنا، اے میرے رب! بے شک ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے پس جس نے بھی میری پیروی کی ہے وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی ہے پس تو بخشنے والا مہربان ہے اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی کچھ اولاد کو باشندہ بنا دیا ایسی وادی میں جہاں زراعت و کھیتی نہیں ہے تیرے معظم و محترم گھر کے پاس اے ہمارے رب! تاکہ وہ قائم کریں نماز کو پس تو کچھ لوگوں کے دل بنا دے کہ وہ ان کی طرف تیزی سے بڑھیں (انکے دل ان کی طرف جھک

جائیں) اور انکو پھلوں سے رزق عطاء فرما امید ہے کہ وہ تیرا شکرادا کریں گے۔

❷ مذکورہ جملہ کی تفسیر:۔ جملہ کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ اے میرے پروردگار جو شخص بھی میری اتباع و پیروی کرے گا وہ میرا ہے یعنی دنیا و آخرت میں اس کا تعلق مجھ سے نہیں ٹوٹے گا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا مطلب یہ ہے کہ اس پر فضل و کرم کی امید ظاہر ہے اور جو شخص میری نافرمانی کرے اگر صرف عملی نافرمانی کرے تو آپ کے فضل سے اس کی بھی مغفرت و بخشش کی امید ہے اور اگر نافرمانی سے کفر و انکار مراد ہو تو کافر و مشرک کی مغفرت نہ ہونے اور ان کی شفاعت نہ کرنے کا حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ہو چکا تھا اس لئے ان کی مغفرت کی امید کا اظہار کرنا درست نہیں ہو سکتا اسلئے بحر محیط میں فرمایا کہ اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی سفارش یا دعا کے الفاظ اختیار نہیں کئے کہ اے پروردگار ان کی مغفرت کر دے بلکہ پیغمبرانہ شفقت کے دامن میں کافر بھی رہتے ہیں اور ہر پیغمبر کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی بھی کافر عذاب میں مبتلا نہ ہو تو اس طبعی خواہش کا اظہار ان الفاظ سے کیا کہ اے پروردگار آپ بڑے غفور و رحیم ہیں یعنی انکے ساتھ بھی مغفرت کا معاملہ ہو جائے تو آپ کی غفور و رحیم ذات اس کے زیادہ لائق ہے، یہ نہیں فرمایا کہ اے پروردگار ان کی بھی مغفرت و بخشش فرما دے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے کافروں کے بارے میں فرمایا تھا **وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم**۔

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "تَبِعَنِیْ" یہ باب سمع سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی اتباع و پیروی کرنا۔

"عَصَانِیْ" یہ باب ضرب سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی نافرمانی کرنا۔

"اَسْكَنْتُ" یہ باب افعال سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی آباد کرنا و بسانا ٹھہرانا۔

"لِيُقِيْمُوْا" یہ باب افعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی قائم کرنا، پورا کرنا۔

"تَهْوِیْ" یہ باب ضرب سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی مائل ہونا، تیزی سے بڑھنا و گرنا۔

"وَارْزُقْهُمْ" یہ باب نصر سے امر حاضر معلوم کا صیغہ ہے بمعنی رزق دینا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ...... وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ (پ۱۴۔س نحل:۶۶،۶۷)

آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ بطونہ کی ضمیر کا مرجع متعین کریں۔ **بين فرث ودم لبنا خالصا** کی تفسیر کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) آیات کا ترجمہ (۲) ضمیر کا مرجع (۳) مذکورہ جملہ کی تفسیر۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور بیشک تمہارے لئے چوپاؤں میں عبرت (غور و فکر کی جگہ) ہے ہم پلاتے ہیں تمہیں انکے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر و خون کے درمیان سے ایسا خالص دودھ جو پینے والوں کیلئے خوشگوار ہے یا آسانی سے گلے میں اترنے والا ہے اور کھجور و انگور کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ کھانے بناتے ہو بیشک اس میں نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو سمجھتے ہیں۔

❷ ضمیر کا مرجع:۔ **بطونه** کی ضمیر کا مرجع انعام ہے جو کہ اسم جمع ہے اور لفظ کے اعتبار سے مفرد ہے۔ امام سیبویہ نے اس لفظ کو ان مفرد الفاظ میں شمار کیا ہے جو اَفْعَالٌ کے وزن پر آتے ہیں نِعَمٌ اور اَنْعَام دونوں مفرد کے صیغے ہیں، مذکر و مؤنث دونوں طرح ان کا استعمال ہوتا ہے جس نے مؤنث استعمال کیا اس نے جمع والے معنی کا لحاظ کیا اور جس نے مذکر استعمال کیا اس نے لفظ کا لحاظ

کیا، الحاصل اس کی طرف مذکر ومؤنث دونوں ضمیریں لوٹائی جاسکتی ہیں۔ (تفسیر مظہری)

❸ **مذکورہ جملہ کی تفسیر:۔** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جانور جو گھاس وغیرہ کھاتا ہے وہ اس کے معدہ میں جمع ہوجاتا ہے اور معدہ اس کو پکاتا ہے معدہ کے اس عمل غذا کا فضلہ نیچے بیٹھ جاتا ہے، اور دودھ اوپر ہوجاتا ہے اور خون اسکے بھی اوپر ہوجاتا ہے، پھر جگر ان تینوں چیزوں کو الگ الگ تقسیم کرتا ہے، خون کو رگوں میں منتقل کردیتا ہے، دودھ کو جانور کے تھنوں میں پہنچادیتا ہے اور معدہ میں صرف فضلہ باقی رہ جاتا ہے۔ جو گوبر کی صورت میں نکلتا ہے۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی ...... وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِیْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝ (پ ۱۷۔ س ج: ۵۲، ۵۳)

آیات کا ترجمہ کریں اور بے غبار تفسیر تحریر کریں "رسول" اور "نبی" کی تعریف میں فرق اور باہمی نسبت بیان کریں و **القاسیة قلوبهم** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) رسول و نبی میں فرق اور نسبت (۴) **القاسیة قلوبهم** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اور ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا (جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو) کہ جب اس نے کلام اللہ کا کچھ حصہ پڑھا تو شیطان نے اس کے پڑھنے میں کچھ مداخلت کی، پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے خیالات ومداخلت کو نیست ونابود کردیتا ہے اور محکم ومضبوط کردیتا ہے اپنی آیات کو اور اللہ تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے (یہ عمل اور واقعہ اس لئے کیا) تاکہ بنائے شیطان کے خیالات وشبہات کو آزمائش ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں مرض ہے اور جن کے قلوب سخت ہیں اور بے شک ظالم لوگ بڑی مخالفت میں ہیں۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے پیغمبر! یہ لوگ جو شیطان کے اغواء سے آپ سے مجادلہ کرتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کچھ پڑھا تو شیطان نے اس کے پڑھنے میں مداخلت کی تو اللہ تعالیٰ شیطان کے ان خیالات ومداخلت کو جوابات قاطعہ اور دلائل واضحہ سے نیست ونابود کردیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کے مضامین کو زیادہ مضبوط کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب علم وحکمت والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ سارا قصہ اس لئے بیان کیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگوں کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنادے جن کے دل میں شک کا مرض ہے اور جن کے دل بالکل ہی سخت ہیں کہ وہ شک سے بڑھ کر باطل کا یقین کیے ہوئے ہیں اور یہ ظالم لوگ بڑی مخالفت میں ہیں۔

❸ **رسول ونبی میں فرق اور نسبت:۔** بغوی نے لکھا ہے کہ رسول وہ ہوتا ہے جس کے سامنے حضرت جبرائیل علیہ السلام رُودررُو (آمنے سامنے) ہوکر آئیں اور نبی وہ ہوتا ہے جس کی نبوت بصورت الہام وخواب ہو۔

بعض علماء نے کہا کہ رسول وہ ہے جس کو نئی شریعت دے کر بھیجا گیا ہو اور نبی کا لفظ عام ہے، رسول بھی نبی ہوتا ہے اور وہ شخص بھی نبی ہوتا ہے جس کو سابق شریعت کی دعوت دینے اور اس کی تائید کرنے کے لئے بھیجا گیا ہو۔

رسول ونبی میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔ نبی اعم اور رسول اخص ہوتا ہے یعنی ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی کا رسول

ہونا ضروری نہیں ہے۔ (مظہری)

❷ القاسیة قلوبهم کی ترکیبی حیثیت:۔ بواسطہ "واؤ" عاطفہ اس کا عطف ہو رہا ہے الذین پر جو کہ لام جارہ کا مدخول ہونے کی وجہ سے مجرور ہے لہٰذا یہ بھی لام جارہ کا مدخول ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ...... وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پ ۱۸، س نور: ۴، ۵)

آیات مبارکہ کا ترجمہ وتفسیر تحریر کریں، حدِ قذف میں ثبوتِ احصان کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟ وضاحت کے ساتھ لکھیں، محدود فی القذف کی شہادت توبہ کرنے کے بعد قبول کی جائے گی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) حدِ قذف میں ثبوت احصان کی شرائط (۴) محدود فی القذف کی توبہ کے بعد شہادت کی قبولیت میں اختلاف۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسّی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی فاسق لوگ ہیں مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں زنا کی جھوٹی تہمت لگانے کی شرعی حد کا ذکر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح زنا کرنا اسلامی معاشرہ میں بہت بڑا جرم ہے اور اس کی سزا سخت سے سخت تر ہے اسی طرح اس کے ثبوت کیلئے شرائط بھی سخت سے سخت تر ہیں لہٰذا عام شہادتوں سے ہٹ کر اس کے ثبوت کے لئے چار عادل مردوں کی گواہی کی شرط لگائی گئی ہے پس جس طرح یہ جرم سخت ہے اسی طرح اس کی جھوٹی تہمت کی حد وسزا بھی سخت ہے وہ یہ کہ اگر آدمی زنا کی جھوٹی تہمت لگائے اور پھر چار عادل گواہوں کے ذریعہ اس کو ثابت نہ کر سکے تو اسے اسّی دُرّے و کوڑے لگائے جائیں مزید یہ کہ کسی بھی معاملہ میں اس کی گواہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قبول نہیں ہوگی، البتہ اگر یہ شخص صدقِ دل سے ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کرے اور جس شخص پر جھوٹی تہمت لگائی ہے اس سے معافی مانگے تو پھر ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک اس کی گواہی قبول ہو سکتی ہے جبکہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ اس کی گواہی ہمیشہ کے لیے مردود ہے وہ قبول نہیں ہوگی، البتہ توبہ ومعافی کے نتیجہ میں اخروی سزا وعذاب سے بچ جائے گا، آخرت میں اس کی پکڑ نہیں ہوگی۔

❸ حدِ قذف میں ثبوتِ احصان کی شرائط:۔ حدِ قذف میں ثبوتِ احصان کے لیے باجماعِ علماء مندرجہ ذیل شرائط ہیں، محصن شخص آزاد عاقل بالغ مسلمان اور پاک دامن ہو اس سے پہلے متہم بالزنا نہ ہو۔ (تفسیر مظہری)

لہٰذا غلام، مجنون ودیوانہ بچہ کافر یا متہم بالزنا پر تہمت لگانے والے پر حد جاری نہیں ہوگی۔

❹ محدود فی القذف کی توبہ کے بعد شہادت کی قبولیت میں اختلاف:۔ اس امر کا حل تفسیر کے ضمن میں گزر چکا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اسکی گواہی ہمیشہ کیلئے مردود ہے جبکہ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک اسکی گواہی توبہ، استغفار ومعافی کے بعد قبول ہے۔

الشق الثانی ...... هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا

خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ○ (پ ۱۱-س یونس: ٦،٥)

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ وتفسیر تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں، ضیاء اور نور کے درمیان فرق واضح کریں، قدرہ میں ضمیرِ مفعول کا مرجع متعین کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق (۴) ضیا و نور میں فرق (۵) قدرہ کی ضمیرِ مفعول کا مرجع۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اللہ وہی ہے جس نے سورج کو چمکنے والا اور چاند کو نور والا بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تا کہ تم جان لو برسوں کی گنتی اور (باہم) حساب وکتاب، نہیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کو مگر حق کے ساتھ وہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے نشانیاں اس قوم کے لئے جو سمجھتے ہیں، بے شک دن اور رات کے بدلنے میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں وزمین میں پیدا کیا ہے البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت وحکمت کی علامات ونشانیاں بیان فرمارہے ہیں کہ ہم نے کائنات کے اتنے بڑے نظام کو چلانے کیلئے اور روشن رکھنے کیلئے دو ایسے روشن وچمکدار خزانے پیدا فرمائے جو خصوصی ترتیب ونظام کے مطابق بغیر کسی پٹرول وڈیزل اور ڈرائیور کے یکے بعد دیگرے سالہا سال سے چل رہے ہیں ان کو کسی قسم کے ایندھن بجلی گریس وسگنل وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ رک جائیں گے اور یہ سب تمہارے فائدہ کیلئے ہے تا کہ تمہیں اپنے حساب وکتاب ومعاملات اور فرائض شریعت کے اوقات کا صحیح علم ہو سکے اور یہ تمام اشیاء اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے ذریعہ اپنی کاریگری وقدرت کو ظاہر کرنے کیلئے پیدا کی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح کی نشانیاں بے فائدہ نہیں بلکہ عقل وشعور اور فہم وفراست والے لوگوں کو اپنی قدرت وحکمت دکھلانے کیلئے پیدا کی ہیں اسی طرح یکے بعد دیگرے دن رات کا آنا جانا اور کائنات کی دیگر تمام مخلوقات بھی اللہ تعالیٰ کے وجودِ وحدانیت اور کمالِ علم وقدرت کی اور اس کے تمام عیوب ونقائص سے پاک ہونے کی علامات ونشانیاں ہیں بشرطیکہ کوئی صحیح طور پر غور وفکر کرے اور اس کے دل میں پروردگار کا ڈر وخوف بھی ہو۔

❸ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "ضِيَاءً" یہ اسم جامد ہے اور بقول زجاج یہ ضوء کی جمع ہے بمعنی ذاتی روشنی۔

"نُوْرًا" یہ اسم بھی ہوسکتا ہے اور مصدر (نصر) بھی ہوسکتا ہے بمعنی وہ روشنی جو دوسرے سے حاصل شدہ ہو۔

"مَنَازِلَ" صیغہ جمع بحث اسم ظرف از مصدر نزولا (ضرب، صحیح) بمعنی اترنا۔

"يَعْلَمُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر عِلْمٌ (سمع، صحیح) بمعنی جاننا۔

"يَتَّقُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر اِتِّقَاءٌ (افتعال، لفیف) بمعنی ڈرنا وخوف کرنا۔

❹ ضیاء ونور میں فرق:۔ ائمہ لغت نے دونوں لفظوں کو مترادف کہا ہے، علامہ زمخشری وطیبی رحمہما اللہ نے فرمایا کہ اگرچہ روشنی کے معنی میں دونوں مشترک ہیں مگر نور عام ہے ہر قوی ضعیف ہلکی وتیز روشنی کو نور کہا جاتا ہے جبکہ ضوء صرف قوی وتیز روشنی کو ہی کہا جاتا ہے اور قرآن کریم نے شمس وقمر کی روشنیوں میں فرق وامتیاز کو متعدد جگہ مختلف عنوانات سے بیان فرمایا ہے۔ وجعل القمر فيهن نورا وجعل الشمس سراجا، وجعل فيها سراجا وقمرا منيرا سراج کا معنی چراغ ہے اور چراغ کی ذاتی روشنی ہوتی ہے کسی چیز سے حاصل شدہ نہیں ہوتی اس لئے بعض حضرات نے کہا کہ ضیاء کسی چیز کی ذاتی روشنی اور نور دوسری چیز سے حاصل شدہ روشنی کو کہتے ہیں مگر بظاہر یہ یونانی فلسفہ سے متاثر ہو کر کہا گیا ہے۔ ورنہ لغت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور قرآن

کریم میں بھی اس کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ (معارف القرآن ص ۵۰۵ ج ۴)

❺ **قدرہ کی ضمیرِ مفعول کا مرجع:۔** بعض مفسرین نے کہا کہ اگرچہ ذکر مفرد کی ضمیر ہے مگر مراد ہر ہر واحد اعتبار سے دونوں ہیں اور اسکے نظائر قرآن کریم وعربی محاورات میں بکثرت پائے جاتے ہیں، چاند ہر مہینے میں اپنا دورہ وچکر پورا کرتا ہے اِسلئے اُس کی منزلیں تیس یا اُنتیس ہوتی ہیں مگر چونکہ چاند ہر مہینہ میں ایک دن غائب رہتا ہے اِسلئے عموماً اسکی اٹھائیس منزلیں کہی جاتی ہیں۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ منزلیں شمس وقمر دونوں کے لئے قائم فرمائی ہیں مگر اس جگہ صرف چاند کی منازل کا ذکر مقصود ہے کیونکہ سورج کی منازل آلات رصدیہ وحسابات کے بغیر معلوم نہیں ہوسکتیں، اس کا طلوع وغروب ایک ہی ہیئت میں سال کے تمام ایام میں ہوتا ہے مشاہدہ سے کسی کو یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ آج آفتاب کونسی منزل سے طلوع ہوا ہے بخلاف چاند کے کہ اس کے حالات ہر روز مختلف ہوتے ہیں آخر ماہ میں بالکل نظر نہیں آتا اور درمیان ماہ میں مکمل نظر آتا ہے اس طرح کے تغیرات کے مشاہدہ سے بے علم لوگوں کو بھی تاریخوں کا علم ہوسکتا ہے۔ (معارف القرآن)

﴿الورقة الاولیٰ فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

آیات کا ترجمہ کریں۔ **انه ربی احسن مثوای** کی تفسیر کریں۔ مخطوط الفاظ کے ابواب ومعانی لکھیں۔ (پ ۱۲۔ یوسف: ۲۲، ۲۳)

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) مذکورہ جملہ کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اور جب پہنچ گیا وہ اپنی قوت یعنی جوانی کو تو دیا ہم نے اسکو حکم اور علم اور اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں نیکی والوں کو اور پھسلایا اسکو اس عورت نے جسکے گھر میں تھے اور بند کردیئے دروازے اور کہا کہ آ جاؤ تم ہی سے کہتی ہوں، یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں بیشک وہ میرا مربی ومحسن ہے اس نے اچھا کیا میرے ٹھکانہ کو بیشک ظالم وگنہگار لوگ فلاح نہیں پاتے۔

❷ **مذکورہ جملہ کی تفسیر:۔** اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تیرا شوہر (قطفیر) میرا مربی ومحسن اور آقا ہے اس نے خود بھی میری خاطر ومدارت کی ہے اور پھر تجھے بھی حکم دیا تھا **اکرمی مثواہ** کہ اس کو خاطر سے رکھنا یعنی اس کی غذا لباس ومکان ہر چیز کا خصوصی خیال رکھنا، لہٰذا اپنے محسن ومربی کے حرم پر دست اندازی کرنا بڑا ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا۔

❸ **الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔** "بَلَغَ" یہ باب نصر سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی پہنچنا و بالغ ہونا۔

"نَجْزِىْ" یہ باب ضرب سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی جزاء وبدلہ دینا۔

"رَاوَدَتْهُ" یہ باب مفاعلہ سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی فریب دینا، پھسلانا، برائی کی ترغیب دینا۔

"غَلَّقَتْ" یہ باب تفعیل سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی خوب مضبوطی سے بند کرنا یا بکثرت بند کرنا۔

"اَحْسَنَ" یہ باب افعال سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی احسان کرنا، اچھائی کرنا۔

الشق الثانی ...... هُوَ الَّذِىْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝ (پ ۱۳۔ س رعد: ۱۲، ۱۳)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تشریح ذکر کریں، ویرسل الصواعق الخ کا شانِ نزول لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی تشریح (۴) جملہ کا شانِ نزول۔

جواب...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو تمہیں بجلی دکھلاتا ہے ڈرانے اور امید دلانے کیلئے اور وہی اٹھاتا ہے بوجھل بادلوں کو اور تسبیح بیان کرتی ہے گرج یا فرشتہ اسکی حمد وثناء کے ساتھ اور تمام فرشتے بھی اسکے خوف سے اور بھیجتا ہے وہ بجلیاں پھر گرادیتا ہے انکو جس پر چاہتا ہے۔ اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی قوت وطاقت میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ زبردست قوت والا ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی کمالِ قدرت کی علامات ونشانیوں کو ذکر فرمار ہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ پاک ذات ہے جو تمہیں بجلی دکھلاتا ہے اور یہی بجلی انسان کیلئے خوف بھی ہوتی ہے کہ جس جگہ گرے گی سب کچھ جلا کر راکھ کردے گی اور طمع لالچ وامید بھی ہوتی ہے کہ اسکی چمک کے بعد بارش آئیگی جو تمام انسان وحیوان کی زندگی کا سہارا ہے تو ایک ہی چیز میں نفع ونقصان والی دو متضاد وصفوں کو جمع کرنا اسکی کمالِ قدرت کی دلیل ہے، اسی طرح بھاری بھرکم بادل ہزاروں ٹن پانی کے ساتھ اٹھاتا ہے اور بڑی سرعت وتیزی سے کہیں سے کہیں ان بادلوں کو لے جاتا ہے اور پھر اپنے خصوصی حکم وقدرت سے جس زمین پر برسانا چاہتا ہے وہاں پر برساتا ہے اسکے حکم کے بغیر پانی کی ایک بوند بھی دوسرے علاقہ میں نہیں برس سکتی یہ بھی اس کی کمالِ قدرت کی دلیل ہے۔

اور رعد (بادل کی گرج کو کہتے ہیں یا بارش برسانے پر مسلط فرشتہ کا نام ہے) بھی اس کی حمد وثناء کے ساتھ تسبیح کرتا ہے اور اسکے ساتھ دیگر فرشتے بھی اس کے خوف سے تسبیح وتحمید پڑھتے ہیں یہ سب اس کی کمالِ قدرت کی دلیل ونشانیاں ہیں۔

پھر وہ اپنی کمالِ قدرت سے زمین پر بجلیاں بھیج کر جس کو چاہتا ہے جلا دیتا ہے اور ہلاک کردیتا ہے وہ ان تمام چیزوں پر مکمل قدرت رکھتا ہے مگر یہ کافر لوگ اسکے عذاب وقہر سے ڈرتے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ آپس میں جھگڑتے اور مباحثہ ومجادلہ میں مبتلا ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بہت بڑی طاقت وقوت اور تدبیر کا مالک ہے جس کے سامنے کسی کی تدبیر وچال نہیں چل سکتی۔

❸ الفاظ مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "اَلْبَرْقُ" یہ اسم ہے بمعنی بجلی وبجلی کی چمک اور مصدر (نصر، صحیح) بمعنی چمکنا اور روشن ہونا۔

"اَلثِّقَالُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد ثقیل ہے بمعنی بوجھ اور مصدر ثِقَلًا (کرم، صحیح) بمعنی بھاری ہونا۔

"اَلرَّعْدُ" یہ اسم ہے بمعنی کڑک وگرج اور مصدر (نصر وفتح، صحیح) بمعنی کڑکنا وگرجنا۔

"اَلصَّوَاعِقُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد صَاعِقَةٌ ہے بمعنی بجلی وکڑک اور مصدر صَعْقًا (سمع) بمعنی بادل کا گرجنا۔

"اَلْمِحَالُ" یہ اسم ہے بمعنی حیلہ وتدبیر اور مصدر بمعنی مکر کرنا دشمنی کرنا، زور آزمائی کرنا، جھگڑا کرنا، گرج سے غشی طاری ہونا۔

❹ جملہ کا شانِ نزول:۔ اس آیت کے شانِ نزول کے سلسلہ میں متعدد روایات ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کسی صحابی کو دعوتِ اسلام دینے کیلئے کسی کافر کی طرف بھیجا اس نے آگے سے سوال کیا جس رب کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ کس چیز کا ہے؟ لوہے کا تانبے کا سونے کا یا چاندی کا؟ اس صحابی نے واپس آکر آپ ﷺ کو اسکے جواب کی خبر دی تو آپ ﷺ نے دوبارہ اور سہ بارہ اس صحابی کو اس کی طرف بھیجا جب تیسری مرتبہ اس نے یہی سوال کیا تو فوراً اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک بجلی گرادی جس سے جل کر راکھ ہوگیا، اور اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، دیگر روایات بھی اسی سے ملتی جلتی ہیں۔ (تفسیر مظہری)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل...... وَإِذَا بَدَّلْنَآ ءَايَةً مَّكَانَ ءَايَةٍ ۙ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوٓا۟ إِنَّمَآ أَنتَ مُفْتَرٍۭ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝

آیات کا ترجمہ کریں۔ آیات کی تفسیر کرتے ہوئے بتائیں کہ **انما یعلمه بشر** میں **بشر** سے کون مراد ہے؟ (پ ۱۴۔ س نحل: ۱۰۱ تا ۱۰۳)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **بشر** کی تعیین۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کی جگہ دوسری آیت اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے، تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ تو از خود تراش لیتا ہے بلکہ اکثر کافر (اس کی حکمت و مصلحت) نہیں جانتے، کہہ دیجئے کہ اس کو روح القدس نے تیرے رب کی طرف سے اتارا ہے (لے کر آیا ہے) حکمت کے مطابق تا کہ ثابت قدم رکھے مؤمنین کو اور ہدایت و خوشخبری ہو جائے مسلمانوں کے لئے اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں کہ اس کو سکھلاتا ہے ایک بشر، اس شخص کی زبان و لغت جس کی طرف یہ نسبت کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ قرآن تو واضح عربی زبان ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں کفار و مشرکین کے شیطانی وساوس و شبہات کا ذکر ہے کہ جب ہم کسی آیت یا حکم کو منسوخ کر کے دوسری آیت یا حکم نازل کرتے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ از خود کلام گھڑتا ہے اور پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کو اس کے بدلنے کی کیا ضرورت تھی کیا اللہ تعالیٰ کو پہلے اس کا علم نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم جو کچھ نازل کرتے ہیں اس کی حکمت و مصلحت کو بھی خوب جانتے ہیں اور یہ کافر لوگ اکثر جاہل ہیں کہ یہ احکام میں نسخ کو بغیر کسی دلیل کے کلام الٰہی کے خلاف سمجھتے ہیں آپ ﷺ ان کے جواب میں فرمادیں کہ یہ کلام میرا بنایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ اس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیکر نازل ہوتے ہیں، اور اس میں احکام کی تبدیلی کسی حکمت و مصلحت کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ کلام اسلئے بھیجا جاتا ہے تا کہ اہل ایمان کو ایمان پر ثابت قدم رکھا جائے اور وہ مسلمانوں کیلئے ہدایت و خوشخبری کا ذریعہ ہو جائے، اس کے بعد تیسری آیت میں کفار کے ایک اور شبہ کا ازالہ ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کو یہ کلام ایک آدمی ہی سکھلاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رد کرتے ہیں کہ اس کی تو زبان بھی عجمی ہے جبکہ یہ قرآن فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے اور کوئی عجمی شخص تو درکنار کوئی عربی شخص بھی اس کی مثل ایک سورت لانے پر قادر نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نبی برحق ہیں اور یہ قرآن کریم منزل من اللہ ہے۔ اور احکام و آیات کی تبدیلی بھی اسی کی طرف سے ہے۔

❸ بَشَــرٌ کی تعیین:۔ اس بشر کی تعیین میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں خلاصہ سب کا یہ ہے کہ آپ ﷺ کا مختلف لوگوں کے ساتھ ایمان کے حوالہ سے ملنا جلنا تھا اور ان میں سے بعض ایسے عجمی غلام بھی تھے جو پہلے سے تورات و انجیل پڑھتے تھے تو یہ کفار کہتے کہ یہ محمد اس عجمی غلام سے قرآن سیکھ کر اپنے ساتھیوں کو بیان کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا نام بلعام حضرت عکرمہؒ نے اس کا نام یعیش، فراءؒ نے اس کا نام عائش اور ابن اسحاقؒ نے اس کا نام جبر لکھا ہے۔ (تفسیر مظہری ص ۲۹۰ ج ۶)

الشق الثانی ...... لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۗ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۗ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ ۱۱۔ س یونس: ۲۶، ۲۷)

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ اور مختصر تفسیر کریں۔ **الحسنیٰ وزیادۃ** سے کیا مراد ہے؟ واضح کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔ **قطعا** اور **مظلما** کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **حسنیٰ، زیادہ** کی

مراد (۴) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۵) قطعا، مظلما کے نصب کی وجہ۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کمامرّ فی الشق الاوّل من السوال الاوّل ۱۴۳۴ھ۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اہلِ جنت واہلِ جہنم کے احوال وانجام کا اجمالاً ذکر ہے، اولاً اہلِ جنت واہلِ ایمان کے انجام کا ذکر فرمایا کہ نیکی وبھلائی کرنے والوں کیلئے اچھا بدلہ یعنی جنت اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ دیدارِ خداوندی نصیب ہوگا اور ان کے چہروں پر غم کی کدورت اور ذلت وپریشانی نہ ہوگی اور یہ لوگ ہمیشہ جنت کی دائمی نعمتوں میں رہیں گے اور پھر اہلِ جہنم کے احوال کا ذکر ہے کہ ان کو برے اعمال کی بدولت برا بدلہ ہی ملے گا اور ان کے چہروں پر ذلت ورسوائی چھائی ہوئی ہوگی اور ان کے چہروں کی ایسی حالت ہوگی جیسے اندھیری رات میں تہ بہ تہ ظلمات وتاریکیاں ہوتی ہیں، اور ان تاریکیوں کے ساتھ اس کے چہرہ کو لپیٹا گیا ہو اور یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کے دائمی عذاب میں رہیں گے۔

❸ حسنیٰ، زیادۃ کی مراد:۔ صحیحین میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ **الحسنیٰ** سے مراد اچھا ثواب یعنی جنت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ **احسنوا** یعنی **لا الٰہ الا اللہ** کی شہادت دی **الحسنیٰ** جنت **زیادۃ** اللہ کی طرف دیکھنا ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک فرشتہ آواز لگائے گا کہ اے اہلِ جنت! اللہ تعالیٰ نے تم سے اچھے ثواب کا وعدہ کیا تھا اور زیادتی کا بھی اچھا ثواب جنت ہے اور مزید انعام رحمان کا دیدار حاصل ہونا ہے۔

❹ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "قَتَرٌ" یہ اسم ہے بمعنی لکڑی کا اٹھتا ہوا دھواں مراد غبار نما بد رونقی ہے جو چہرہ پر چھا جائے۔

"لَا يَرْهَقُ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر رَهَقًا (سمع، صحیح) بمعنی چھا جانا، ڈھانپ لینا۔

"عَاصِمٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر عِصْمَةٌ (ضرب، صحیح) بمعنی بچانا وحفاظت کرنا۔

"أُغْشِيَتْ" صیغہ واحد مونث غائب بحث ماضی مجہول از مصدر إِغْشَاءٌ (افعال، ناقص) بمعنی ڈھانکنا۔

"قِطَعًا" یہ قِطْعَةٌ کی جمع ہے بمعنی ٹکڑا۔

❺ قطعا، مظلما کے نصب کی وجہ:۔ **قطعا** یہ **اغشیت** فعل کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

مظلما یہ **لیل** یا **قطعا** سے حال ہونے کی وجہ سے یا **قطعا** کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ ۝ (پ۱۲-س ہود: ۱۱۲، ۱۱۳)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں۔ استقامت کا مفہوم واضح کریں۔ **ولا ترکنوا الی الذین ظلموا** کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال تحریر کریں۔ **ومن تاب** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) استقامت کا مفہوم (۴) **لاترکنوا الی الذین ظلموا** کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال (۵) **من تاب الخ** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ پس آپ قائم رہیں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جنہوں نے آپ کے ساتھ توبہ کی اور حد سے نہ بڑھو، بے شک وہ (تمہارا رب) دیکھنے والا ہے اس کو جو تم عمل کرتے ہو، اور مت جھکو ظالموں کی طرف پھر

تم کو آگ چھولے گی اور نہیں ہوگا اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی مددگار اور پھر تم مدد بھی نہ کئے جاؤ گے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اس سورۃ کے اندر اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کے واقعات حضرت نوح علیہ السلام سے شروع کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک خصوصی ترتیب وتفصیل سے ذکر کئے جن میں متعدد مواعظ احکام وہدایات ہیں اسکے بعد امت محمدیہ کو ان واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی اسکے بعد اس آیت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے امت کو دوبارہ خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے پیغمبر! آپ دین کے راستہ پر اسی طرح مستقیم وسیدھے رہیں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی مستقیم رہیں جو کفر سے توبہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے نہ نکلو کیونکہ وہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

دوسری آیت میں انسان کو خرابی وبربادی سے بچانے کیلئے ایک اور ہدایت جاری کی کہ ظالموں کی طرف ادنی میلان بھی نہ رکھو ورنہ اس ادنی میلان کی وجہ سے تمہیں عذاب دیا جاسکتا ہے اور پھر خدا کے علاوہ تمہارا کوئی رفیق ومددگار نہ ہوگا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ ظالموں سے دوستی نہ کرو اور انکا کہنا نہ مانو، ابن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ظالموں کی طرف کسی طرح کا بھی میلان نہ رکھو، ابوالعالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انکے اعمال وافعال کو پسند نہ کرو، سدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انکے برے اعمال پر سکوت ورضا کا اظہار نہ کرو، قاضی بیضاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شکل وصورت اور فیشن ورہن سہن کے طریقوں میں ان کا اتباع کرنا بھی اس ممانعت میں داخل ہے اور ظلم وجور کی ممانعت وحرمت کیلئے اس آیت میں وہ انتہائی شدت ہے جو زیادہ سے زیادہ تصور میں لائی جاسکتی ہے کیونکہ اس آیت میں ظالموں کے ساتھ دوستی وگہرے تعلق ہی نہیں بلکہ ان کی طرف ادنی میلان وجھکاؤ اور ان کے پاس بیٹھنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عالم سے زیادہ مبغوض نہیں جو اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر کسی ظالم سے ملنے جائے، تفسیر قرطبی میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہل کفر ومعصیت اور اہل بدعت کی صحبت سے اجتناب وپرہیز واجب ہے۔ (معارف القرآن)

❸ استقامت کا مفہوم:۔ استقامت کا لفظ اپنے اندر عموم رکھتا ہے ہر طرح کی استقامت کو شامل ہے۔

① عقائد کی استقامت، یعنی اللہ کی ذات کو تمام صفات کمالیہ کا جامع سمجھنا (صفات خداوندی کا انکار نہ کرنا) اور اس کی صفات کو مخلوق کی صفات کے مشابہ بھی نہ قرار دینا (یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کی کوئی صفت مخلوق کی صفت کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کی صفات کامل ہیں) اور نہ بندوں کو بالکل مجبور سمجھ لینا نہ کامل مختار (یعنی انسان کو درودیوار اور چرند پرند کی طرح بے اختیار بھی نہ سمجھنا اور نہ قادر مطلق، بے لگام، مختار کل کہ جیسا چاہے کر سکے اور جب چاہے جاسکے بلکہ درمیانی سیدھی راہ پر ہی چلنا)

② اعمال کی استقامت، یعنی وحی اور شریعت کو پورا پورا بیان کر دینا، نہ اس میں زیادتی کرنا نہ کمی۔

③ عبادات اور معاملات کو ان کے حقوق کے موافق ادا کرنا، نہ ان میں (جذبۂ خیر کے زیر اثر) زیادتی کرنا کہ پانچ وقت کی جگہ چھ وقت کی نماز فرض قرار دے دی جائے، نہ کمی کرنا کہ چار رکعت فرض کی جگہ تین رکعتیں مقرر کر لی جائیں۔

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اسلام کے متعلق مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ آپ کے بعد میں کسی سے پوچھنے کا محتاج نہ رہوں فرمایا آمنت باللہ کہو اور استقامت رکھو یعنی سیدھی چال چلو اور اس پر قائم رہو لفظ استقامت ان تمام امور کو حاوی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا استقامت سے مراد یہ ہے کہ اوامر ونواہی پر قائم ہو جائے اور لومڑی کی طرح (راہ مستقیم سے ادھر ادھر) نہ مڑے۔

استقامت بہت ہی سخت حکم ہے یعنی اس پر عمل کرنا انتہائی دشوار ہے اس لیے صوفیاء کا قول ہے کہ استقامت کا مرتبہ کرامت

سے اونچا ہے، بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پوری نبوت کی مدت میں اس آیت سے زیادہ سخت آپ ﷺ پر کوئی اور آیت نازل نہ ہوئی اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا تھا مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا، میں کہتا ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے معلوم ہو رہا ہے کہ سورہ ہود نے جو رسول اللہ ﷺ کو بوڑھا کر دیا اس سے مراد پوری سورت نہیں بلکہ اس سورت کی یہی آیت ہے جس میں استقامت کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ حضور ﷺ گو فطرتاً اور تخلیقاً استقامت کے حامل تھے مگر آپ پر ایمان لانے والے اور آپ کا اتباع کرنے والی ساری امت تو ایسی نہ تھی اور امت پر آپ بڑے مہربان تھے اسی فکر نے آپ کو بوڑھا کر دیا کہ امت کے لئے استقامت سخت دشوار ہے اس کا کیا ہوگا۔

④ لا ترکنوا الی الذین ظلموا کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال:۔ کمامرّ فی التفسیر آنفا۔

⑤ من تاب الخ کی ترکیبی حیثیت:۔ یہ جملہ استقم کی ضمیر فاعل پر عطف کی وجہ سے فاعل حکماً مرفوع ہے۔

الشق الثانی ...... اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ (پ۱۳۔س رعد:۸تا۱۰)

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ کر کے مختصر تفسیر لکھیں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کریں۔ وما تغیض الارحام وما تزداد کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح (۴) وما تغیض الارحام وما تزداد کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال۔

جواب ...... **① آیات کا ترجمہ:۔** اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کو حمل ہوتا ہے اور جو کچھ رحم میں کمی وبیشی ہوتی ہے اور ہر چیز کا اللہ کے نزدیک ایک خاص اندازہ ہے۔ وہ تمام پوشیدہ وظاہری چیزوں کو جاننے والا ہے، سب سے بڑا اور عالیشان ہے، برابر ہے تم میں سے جو شخص چپکے سے کوئی بات کہے اور جو شخص پکار کر کہے اور جو چھپنے والا ہے رات میں اور جو چلنے پھرنے والا ہے دن میں۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفت عالم الغیب کا ذکر ہے کہ وہ تمام کائنات ومخلوقات کے ذرہ ذرہ سے واقف اور ہر ذرہ کے بدلتے ہوئے حالات سے مکمل طور پر باخبر ہے اور حمل کا یقینی وصحیح علم صرف اسی کو ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی یا دونوں یا کچھ بھی نہیں، حسین ہے یا بدشکل ہے، نیک ہے یا بد ہے اور جو کچھ ان عورتوں کے رحم میں کمی بیشی ہوتی ہے کہ کبھی ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اور کبھی زیادہ، کبھی جلدی پیدا ہوتا ہے اور کبھی دیر میں، یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور وہ سب ظاہر وباطن کا جاننے والا اور سب سے بڑا وبلند وبرتر ہے اور تم میں سے کوئی شخص کوئی بات دل میں چھپائے رکھے یا آہستہ سے کوئی بات کرے یا زور سے پکار کر کوئی بات کہے، رات کو کہیں چھپ کر کوئی عمل کرے یا دن میں ظاہراً کوئی کام کاج کرے وہ پروردگار ہر ایک سے مکمل طور پر باخبر ہے۔

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "مُتَعَال" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر تَعَالِیٌ (تفاعل، ناقص) بمعنی بلند ہونا۔

"تَغِيْضُ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث مضارع معلوم از مصدر غَيْضًا (ضرب، اجوف) بمعنی کم ہونا۔

"اَسَرَّ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر اِسْرَارٌ (افعال، مضاعف) بمعنی چھپانا، چپکے سے بات کرنا۔

"مُسْتَخْفٍ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِسْتِخْفَاءٌ (استفعال، ناقص) بمعنی چھپنا وپوشیدہ ہونا۔

"سَارِبٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر سُرُوْبًا (نصر، صحیح) بمعنی برآمد ہونا، باہر نکلنا۔ (مظہری)

❹ **ماتغیض الارحام وما تزداد کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال:۔** حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس جملہ سے مراد حمل کی مدت کا نو ماہ سے کم اور زیادہ ہونا ہے، بعض نے کہا کہ نقصان سے مراد بچہ کا ساقط ہونا اور زیادتی سے مراد ولادت کا پورا ہونا ہے۔ (مظہری)

پیدا ہونے والے بچہ کی تعداد میں کمی بیشی بھی مراد ہوسکتی ہے کہ حمل میں ایک بچہ ہے یا زیادہ بچے ہیں اور زمانہ پیدائش کی کمی بیشی بھی مراد ہوسکتی ہے کہ یہ حمل کتنے مہینے کتنے دن اور کتنے گھنٹے میں پیدا ہوکر انسان کو ظاہری وجود دیگا۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زمانہ حمل میں عورت کو جو خون آتا ہے وہ حمل کی جسامت وصحت میں کمی کا باعث ہوتا ہے اور آیت میں کمی سے یہی جسامت وصحت کی کمی مراد ہے۔ (معارف القرآن)

﴿الورقة الاولىٰ فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ...... وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۝ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ اور مختصر تفسیر تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کریں۔ کَمَآ اَنْزَلْنَا الخ کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔ الْمُقْتَسِمِيْنَ سے کون مراد ہے؟ مفسرین کے اقوال لکھیں۔ (پ۱۴۔ س حجر: ۸۷تا۹۳)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح (۴) کما انزلنا الخ کی ترکیبی حیثیت (۵) المقتسمین کی مراد میں مفسرین کے اقوال۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اور تحقیق ہم نے آپ کو سات مکرر پڑھی جانے والی آیات دیں اور قرآن عظیم دیا، اور آپ نہ اٹھا کر دیکھیں اپنی آنکھوں کو ان چیزوں کی طرف جو ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو برتنے (استعمال) کیلئے دی ہیں اور آپ کافروں پر غمگین نہ ہوں اور آپ اپنے بازوؤں کو مؤمنین کیلئے جھکائیے اور آپ (کافروں سے) کہہ دیں کہ میں واضح ڈرانے والا ہوں جیسا کہ نازل کیا ہم نے (عذاب) تقسیم کرنے والوں پر، جنہوں نے آسمانی کتاب کے حصے کئے تھے، پس قسم ہے تیرے رب کی البتہ ہم ضرور سوال کرینگے ان سے ان اعمال کے متعلق جو وہ کرتے تھے۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** اللہ تعالیٰ ان آیات میں آپ ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے پیغمبر! آپ ان کفار کے معاملہ کو نہ دیکھیں جس سے آپ غمگین ہوتے ہیں بلکہ آپ ہمارا معاملہ اپنے ساتھ دیکھیں کہ ہماری طرف سے آپ ﷺ کے ساتھ کیسے لطف وعنایت کا معاملہ ہے کہ ہم نے آپ کو سات آیات عظیم نعمت کے طور پر دی ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں اور وہ جامع مضامین ہونے کے اعتبار سے پورا قرآن کریم ہی ہیں پس آپ ﷺ اس انعام ونعمت کی طرف دیکھیں تا کہ آپ کا قلب مسرور ومطمئن ہو، آپ ﷺ ان لوگوں کے عناد واختلاف کی طرف متوجہ ہی نہ ہوں، اور آپ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس چیز کی طرف نہ دیکھیں جو ہم نے مختلف کافروں کو عارضی طور پر نفع اٹھانے کے لئے دی ہیں اور پھر بہت جلد وہ ان سے واپس لے لیں گے اور آپ ان کی حالت کفر پر غمگین نہ ہوں بلکہ آپ مسلمانوں پر شفقت رکھئے یعنی فکرِ مصلحت وشفقت کیلئے مسلمان ہی کافی ہیں اور ان کو اس سے نفع بھی ہے جبکہ کافروں کے لئے فکرِ مصلحت کا کوئی فائدہ نہیں ہے اسلئے آپ انکی طرف متوجہ بھی نہ ہوں البتہ آپ اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے انکی تبلیغ کرتے رہیں اور ان کو بتا دیں کہ میں کھلم کھلا تمہیں خدا کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے

تمہیں یہ مضمون پہنچاتا ہوں وہ عذاب جس سے ہمارا نبی تمہیں ڈراتا ہے وہ عذاب ہم تم پر کسی وقت ضرور نازل کرینگے جیسا کہ وہ عذاب ہم نے مختلف اوقات میں اُن لوگوں پر نازل کیا تھا جنہوں نے احکام الٰہی کے مختلف اجزاء و حصے بنا رکھے تھے ان میں سے جو انکی مرضی کے موافق ہوا وہ مان لیا اور جو مرضی کے خلاف ہوا اس کا انکار کر دیا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ اپنی قسم کھا کر حلفاً کہتے ہیں کہ ہم اگلے پچھلے تمام کافروں سے ان کے اعمال کے متعلق ضرور باز پرس کریں گے اور پھر اُن اعمال کے مطابق ان کو سزا دیں گے۔ (معارف القرآن ج ۵ ص ۳۱۲)

۳ کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "اَلْمَثَانِیْ" یہ مَثْنَاةٌ اسم ظرف یا مَثْنِیَةٌ اسم فاعل کی جمع ہے بمعنی بار بار و مکرر پڑھی جانیوالی۔

"اَلْمُقْتَسِمِیْنَ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِقْتِسَامٌ (افتعال، صحیح) بمعنی تقسیم کرنا۔

"عِضِیْنَ" یہ جمع ہے اُسکا مفرد عِضَةٌ ہے جو اصل میں عِضْوَةٌ تھا بمعنی ٹکڑا و پارہ۔ بعض نے کہا کہ یہ اصل میں عِضْهَةٌ تھا بمعنی بہتان۔ بعض نے عِضَةٌ کا معنی جادو بھی بیان کیا ہے۔ (مظہری)

۴ کما انزلنا الخ کی ترکیبی حیثیت:۔ ① اٰتینٰک کے متعلق ہے یعنی نازل کی ہم نے آپ پر وحی جیسا کہ مقتسمین (اہل کتاب) پر نازل کی ② النذیر کے متعلق ہے یعنی میں ڈرانے والا ہوں تمہیں نزول عذاب سے جیسا کہ مقتسمین پر عذاب نازل ہوا۔ (اعراب القرآن)

۵ المقتسمین کی مراد میں مفسرین کے اقوال:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ و مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے مراد یہودی و عیسائی ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ اس سے مراد قرآن کریم کے متعلق مختلف خیالات رکھنے والے کافر ہیں کوئی قرآن کو جادو کہتا، کوئی شاعری کہتا، کوئی کہانت کہتا، کوئی پرانے لوگوں کے قصے و داستانیں کہتا۔

بعض علماء نے کہا کہ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے متعلق ان کے بٹے ہوئے اقوال ہیں کوئی آپ ﷺ کو جادو کہتا، کوئی شاعر کہتا اور کوئی کاہن کہتا۔ بعض علماء نے کہا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے رات کے وقت حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کرنے کا مشورہ کیا تھا اور اس پر انہوں نے قسمیں کھائی تھیں، اس صورت میں مقتسمین کا ترجمہ قسم کھانا ہے۔ (مظہری ج ۶ ص ۲۴۰)

الشق الثانی ...... وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝ (پ ۱۵۔ سورۃ بنی اسرائیل: ۵۹، ۶۰)

آیات کا ترجمہ کریں۔ "وما جعلنا الرؤیا التی ارینٰک الا فتنة للناس" کی تفسیر کریں۔ مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) مذکورہ جملہ کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب ...... ۱ آیات کا ترجمہ:۔ اور نہیں منع کیا ہمیں معجزات کے بھیجنے سے مگر اس بات نے کہ پہلے لوگوں نے بھی معجزات کو جھٹلایا تھا اور ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی جو واضح نشانی تھی پس انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم صرف ڈرانے کے لئے ہی معجزات بھیجتے ہیں، اور یاد کرو جب ہم نے آپ سے کہا تھا کہ بے شک آپ کا رب لوگوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور نہیں بنایا ہم نے اس عجیب و غریب واقعہ کو جو ہم نے آپ کو دکھایا مگر فتنہ و آزمائش لوگوں کے لئے اور جس درخت کی قرآن میں مذمت بیان کی گئی ہے، اور ہم ان لوگوں کو ڈراتے ہیں مگر ان کی بڑی سرکشی اور بڑھتی و زائد ہوتی ہے۔

۲ مذکورہ جملہ کی تفسیر:۔ آیت کریمہ کے مذکورہ جملہ کا تعلق واقعہ معراج سے ہے کہ ہم نے اس کو لوگوں کیلئے فتنہ و آزمائش بنایا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ واقعہ معراج روحانی و منامی تھا جسمانی معراج ممکن نہیں ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم

میں اس کو رؤیا (خواب) کہا گیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو قرآن کریم میں فتنہ وآزمائش کہنا دلیل ہے کہ جسمانی معراج تھا کیونکہ خواب کے واقعہ کی وجہ سے متعدد نو مسلموں کے مرتد ہونے کا کیا مطلب ہے؟ پس یہاں پر رؤیا سے مراد خواب نہیں ہے بلکہ عجیب وغریب واقعہ کا بحالت بیداری دیکھنا مراد ہے۔ اور کلام عرب میں رؤیا کا لفظ اس معنی میں بھی مستعمل ہے۔

۴ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "مَنَعَنَا" یہ باب فتح سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی روکنا ومنع کرنا۔

"كَذَّبَ" یہ باب تفعیل سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی جھٹلانا وتکذیب کرنا، انکار کرنا۔

"فَظَلَمُوْا" یہ باب ضرب سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی ظلم وناانصافی کرنا۔

"نُرْسِلَ" یہ باب افعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی بھیجنا۔

"اَحَاطَ" یہ باب افعال سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی گھیرنا واحاطہ کرنا۔

"رُؤْيَا" یہ اسم ہے بمعنی خواب اور اس کی جمع "رُؤًى" ہے۔ مصدر "رُؤْيَا، رُؤْيَةً" (ضرب، مہموز وناقص) بمعنی دیکھنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ...... اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝ (پ۱۶۔س مریم: ۷۷تا۸۰)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، مذکورہ آیات کا شان نزول تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کے صیغے اور ابواب ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول (۴) کلمات مخطوطہ کے صیغے وابواب۔

جواب ...... ۱ آیات کا ترجمہ:۔ کیا آپ ﷺ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے ضرور مال واولاد دیا جائیگا کیا وہ غیب پر مطلع ہوگیا ہے یا اللہ تعالیٰ سے اس نے کوئی عہد لیا ہے؟ ہرگز ایسا نہیں ہے ہم یہ اسکی باتیں لکھ رہے ہیں اور ہم اس کیلئے عذاب بڑھاتے جائینگے اور لے لیں گے ہم اس کا وہ مال جس کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔ اور آئے گا وہ ہمارے پاس تن تنہا۔

۲ آیات کی تفسیر:۔ شیخین کی روایت ہے حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن ارت کہتے ہیں کہ میں لوہاری کا کام کرتا تھا اور میں نے ایک مرتبہ عاص بن وائل کا کام کیا اور میری مزدوری اس کے پاس جمع ہوگئی ایک دن میں مزدوری لینے کیلئے اس کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم جب تک تو محمد ﷺ کا انکار نہیں کرے گا اس وقت تک تجھے مزدوری نہیں ملے گی، میں نے کہا کہ خدا کی قسم جب تک تو مر کر دوبارہ زندہ ہو کر اٹھے گا اس وقت تک بھی میں یہ کام نہیں کرونگا، عاص بن وائل نے کہا کیا میں دوبارہ زندہ کیا جاؤنگا؟ میں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ پھر میرے پاس وہاں مال واولاد بھی ہوگا، میں وہیں تیرا قرض دے دونگا۔ تو اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں، ان میں اللہ تعالیٰ اس کی حماقت کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اس کو کس طرح پتہ چلا کہ اسے بھی اگلے جہان میں مال واولاد ملے گا کیا اس کو غیب سے خبر واطلاع آئی ہے یا اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد وپیمان لیا ہے کہ وہ اسے وہاں بھی مال واولاد سے نوازے گا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ اسکی بالکل غلط بات ہے ہرگز ایسا نہیں ہوگا بلکہ جو کچھ وہ غلط باتیں کررہا ہے ہم اس کو لکھ رہے ہیں اور اسکی وجہ سے آخرت میں اسکے عذاب میں اضافہ ہوتا رہے گا اور جو کچھ وہ مال واولاد چھوڑ کر مرے گا وہ سب مال ومتاع بھی ہمارا ہی ہوگا اور وہ ہمارے پاس تن تنہا ہی آئے گا کوئی مال واولاد اسکے ساتھ نہیں ہوگا۔

۳ آیات کا شانِ نزول:۔ ابھی آیات کی تفسیر کے ضمن میں شانِ نزول بھی گزر چکا ہے۔

۴ کلمات مخطوطہ کے صیغے وابواب:۔ "نَمُدُّ" صیغہ جمع متکلم بحث مضارع معلوم از مصدر مَدًّا (نصر) بمعنی کھینچنا وگھسیٹنا۔

"لَأُوتَيَنَّ" صیغہ واحد متکلم بحث لام تاکید بانون ثقیلہ مجہول از مصدر اِيْتَاءٌ (افعال) بمعنی دینا۔

"اِطَّلَعَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر اِطِّلَاعٌ (افتعال) بمعنی جاننا۔

"نَرِثُهٗ" صیغہ جمع متکلم بحث مضارع معلوم از مصدر وَرْثًا، وِرْثًا اِرْثًا (حسب) بمعنی وارث ہونا۔

الشق الثانی ...... فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝ (پ١٢۔س ھود:١١٦، ١١٧)

آیات مبارکہ کا واضح ترجمہ کر کے مختصر تفسیر لکھیں۔ اولوا بقية کی لغوی تشریح کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ ان سے کون لوگ مراد ہیں؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) آیات کی تفسیر (٣) اولوا بقية کی تشریح و مراد۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ پس کیوں نہ ہوئے ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے گزری ہیں ایسے سمجھدار لوگ جو (لوگوں کو) زمین میں بگاڑ کرنے سے منع کرتے مگر بہت تھوڑے کہ جن کو ہم نے نجات دی ان میں سے اور ظالم لوگ پیچھے پڑے رہے اسی عیش کے جسمیں وہ تھے اور وہ مجرم لوگ تھے اور آپ کا رب ہرگز ایسا نہیں کہ کسی بستی کو ظلم سے ہلاک کر دے اس حال میں کہ اسمیں نیک لوگ بھی ہوں

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں پچھلی اقوام پر عذاب الٰہی نازل ہونے کی وجہ اور لوگوں کو اس سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ افسوس ایسا نہیں ہوا کہ سابقہ امتوں میں کچھ سمجھدار لوگ ہوتے جو اپنی قوم کو زمین پر فساد و بگاڑ پیدا کرنے سے منع کرتے مگر بہت کم لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کا اتباع کرتے ہوئے یہ کام کیا اور وہی عذاب سے بچے، باقی سب لوگ دنیا کی لذتوں میں پھنس کر جرائم پیشہ بن گئے۔ اسکے بعد اگلی آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ظالم نہیں ہے اور اس کے ہاں ظلم کا امکان و تصور بھی نہیں کہ وہ نیک لوگوں کی موجودگی میں کسی بستی والوں کو ہلاک کر دے بلکہ کسی بھی قوم اور بستی کو اس وقت ہلاک کیا جاتا ہے جب وہ مکمل طور پر اسکی مستحق ہو جاتی ہے اور اس میں کوئی مصلح باقی نہیں رہتا۔

❸ اولوا بقية کی تشریح و مراد:۔ بقية کا لفظ باقی ماندہ چیز پر بولا جاتا ہے اور اس آیت میں اس سے اہل الرائے و سمجھ دار لوگ مراد ہیں کیونکہ انسان کی عادت ہے کہ جو چیز اسے سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اس کو ہر حال میں اپنے لئے محفوظ و باقی رکھنے کا اہتمام کرتا ہے۔ ضرورت کے وقت دوسری سب چیزیں قربان کر دیتا ہے مگر وہ محبوب چیز نہیں دیتا اسی لئے عقل و بصیرت کو بقية کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ عزیز ہے۔ (معارف القرآن ص ٦٧٩ ج ٤)

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٣٧ھ

الشق الاوّل ...... وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ (پ١٣۔س رعد:٣١)

آیت مبارکہ کا ترجمہ اور مفہوم وضاحت کے ساتھ تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں، لو حرف شرط کا جواب متعین کریں نیز آیت کا شان نزول لکھنا نہ بھولیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں (١) آیت کا ترجمہ (٢) آیت کا مفہوم (٣) کلمات مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق (٤) لَوْ کا جوابِ شرط (٥) آیت کا شانِ نزول۔

جواب...... ❶ آیت کا ترجمہ:۔ اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اس کے ذریعہ پہاڑ چلا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ زمین کی مسافت جلدی طے ہوتی یا اس کے ذریعہ مُردوں سے کلام کروا دیا جاتا (تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے) بلکہ سارا اختیار اللہ کو ہی ہے، کیا (ابھی تک بھی) اہلِ ایمان نا اُمید نہیں ہوئے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت (ایمان کی توفیق) دے دیتا، اور یہ کافر لوگ ہمیشہ اس حالت میں رہتے ہیں کہ انکو کوئی آفت ومصیبت انکے اعمال وکردار کی وجہ سے پہنچتی ہی رہتی ہے یا انکے علاقہ وبستی کے قریب وہ آفت ومصیبت نازل ہوتی ہی رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آ جائیگا، بیشک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

❷ آیت کا مفہوم:۔ یہ آیت کریمہ مشرکینِ مکہ کی طرف سے معجزات کے مطالبہ کے جواب میں نازل ہوئی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے مطالبات پورے کر دیں یعنی پہاڑوں کو ہٹا کر مکہ کی زمین کو فراخ ووسیع کر دیا جائے یا ہواؤں کو ان کیلئے مسخر کر کے بڑے بڑے فاصلے وسفران کیلئے مختصر کر دیئے جائیں یا مُردے زندہ ہو کر ان سے کلام کریں تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے اور مذکورہ مطالبات کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خارج نہیں ہے البتہ مصالح دنیا کو وہی جانتا ہے اس لئے اپنی حکمت سے ان مطالبات کو پورا کرنا مناسب نہیں سمجھتا اس لئے کہ ان مشرکین کی ہٹ دھرمی وبدنیتی اس کو معلوم ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تمنا تھی کہ یہ مطالبات پورے کر دیئے جائیں تا کہ سب اہلِ مکہ مسلمان ہو جائیں تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا ابھی تک مسلمان ان مشرکین وکفار کے ایمان لانے سے مایوس نہیں ہوئے کہ ابھی تک وہ ان کے ایمان کی تمنا کرتے ہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو یہ سب ایمان لے آتے کوئی بھی ایمان کے بغیر باقی نہ رہتا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے ہر شخص کو ایمان لانے اور نہ لانے کا اختیار دیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے مطالبات پورے کرنا اپنی جگہ، یہ لوگ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک آفات ومصائب کے مستحق ہیں چنانچہ کبھی قحط کی، کبھی اسلامی فتوحات کی، کبھی قتل وقید کی اور کبھی بجلی گرنے کی آفات ان پر نازل ہوئیں اور کبھی براہِ راست ان پر آفات نازل نہیں ہوتیں مگر ان کے قرب وجوار کے علاقوں میں آفات نازل ہوتی رہتی ہیں تا کہ ان کو عبرت حاصل ہو اور ان کو اپنا انجامِ بد بھی نظر آئے، مگر وہ اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے یہ آفات کا سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فتح مکہ کا وعدہ پورا کر دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے اور پھر یہ سب لوگ مغلوب ومقہور ہو جائیں گے۔

❸ کلمات مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ قَارِعَةٌ صیغہ واحد مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر قَرْعًا (فتح، صحیح) بمعنی کھٹکھٹانا۔

سُيِّرَتْ صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی مجہول از مصدر تَسْيِيْرٌ (تفعیل، اجوف) بمعنی چلانا۔

قُطِّعَتْ صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی مجہول از مصدر تَقْطِيْعٌ (تفعیل، صحیح) بمعنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔

تَحُلُّ صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر حَلًّا، حُلُوْلًا (نصر وضرب، مضاعف) بمعنی اترنا۔

❹ لَوْ کا جواب شرط:۔ لَوْ کا جوابِ شرط بقرینۂ مقام محذوف ہے جو کہ لَمَا آمَنُوْا ہے اور اسکی دلیل دوسری آیت کریمہ میں اسکی تصریح ہے وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى ...... مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا (معارف القرآن)

بعض حضرات نے کہا کہ اس کا جوابِ شرط مقدم ہے جو کہ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ہے اور درمیان میں جملہ معترضہ ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن کے ذریعہ پہاڑ بھی رواں کر دیتے تب بھی یہ لوگ کفر ہی کرتے، ایمان نہ لاتے کیونکہ ان کیلئے بدبختی لکھ دی گئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسمِ مُضِل کے مظہر ہیں انکو ہدایت کیسے مل سکتی ہے۔ (مظہری)

❺ آیت کا شانِ نزول:۔ طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے لکھا ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

عرض کیا تم جو کچھ کہہ رہے ہو اگر وہ صحیح ہے تو ہمارے مُردہ اسلاف کو ہم سے ملا دو تا کہ ہم ان کو دیکھیں اور ان سے باتیں کریں (اور وہ تمہاری تصدیق کریں) اور مکہ کے پہاڑوں کو (ان کی جگہ سے ہٹا کر) پھیلا دو، اس زمین کو کشادہ کر دو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عطیہ عُوفی کا بیان نقل کیا ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اگر مکہ کے پہاڑوں کو یہاں سے چلا دیں کہ میدان نکل آئے اور ہم اس پر کھیتی کریں یا جس طرح ہوا کے ذریعہ سے سلیمان علیہ السلام قطع مسافت کرتے تھے اور قوم کو ہوا کے دوش پر قطع مسافت کراتے تھے آپ بھی ہمارے لئے ایسا ہی کر دیتے یا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے آپ بھی ہمارے مُردوں کو زندہ کر دیتے (تو ہم ایمان لے آتے) اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

بغوی نے تفصیل کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ آیت مذکورہ چند مشرکوں کے حق میں نازل ہوئی جن میں ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن امیہ بھی شامل تھے، وہاں سے عبداللہ بن امیہ نے ایک شخص کی زبانی یہ کہلوایا کہ اگر آپ ہم کو اپنا تابع بنانا چاہتے ہیں تو قرآن کے ذریعے سے مکہ کے پہاڑوں کو یہاں سے ہٹا دیجئے تا کہ کشائش پیدا ہو جائے ہماری کھیتی کے لئے اسوقت زمین تنگ ہے اور یہاں چشمے اور نہریں بھی نکال دیجئے تا کہ ہم درخت لگائیں، کھیتیاں بوئیں اور باغ تیار کریں۔ آپ اپنے دعوے کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام سے کم مرتبہ تو نہیں ہیں آپ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ رواں کر دیئے گئے تھے جو اُن کے ساتھ مل کر اللہ کی پاکی بیان کرتے تھے، آپ ہوا کو بھی ہمارا تابع بنا دیجئے کہ ہم غلہ کو حاصل کرنے اور دوسری ضروریات کو فراہم کرنے کیلئے جو شام کو جاتے ہیں ہوا پر چلے جایا کریں اور ہم روز لوٹ آیا کریں آخر آپ کا قول ہے کہ ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیرِ حکم کر دیا گیا تھا اور آپ کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے اور خدا کے نزدیک آپ کا مرتبہ (بقول آپ کے) عیسیٰ علیہ السلام سے کم نہیں ہے لہٰذا آپ اپنے دادا قصی یا ہمارے مُردوں میں سے کسی کو زندہ کر دیجئے تا کہ ہم اس سے آپ کے معاملہ میں دریافت کریں کہ آپ کا دعویٰ نبوت صحیح ہے یا غلط۔ اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

الشق الثانی ...... وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ (پ۱۵، بنی اسرائیل ۱۶، ۱۷)

آیات کا ترجمہ کریں، لفظ امرنا میں کتنی قراءتیں ہیں؟ ہر قراءت کے اعتبار سے آیت کی تفسیر تحریر کریں، خط کشیدہ حصہ کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) اَمَرْنَا کی قراءتیں وتفسیر (۳) عبارتِ مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک وتباہ وبرباد کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس بستی کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پس وہ اسکی نافرمانی کرتے ہیں اور اُن پر بات ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم ان کو بالکل تباہ وبرباد کر دیتے ہیں اور کتنی ہی امتوں کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بعد ہلاک کیا ہے اور تیرا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے والا دیکھنے والا کافی ہے۔

❷ اَمَرْنَا کی قراءتیں وتفسیر:۔ اس لفظ میں دو قراءت اور تین تفسیریں منقول ہیں۔ ① اَمَرْنَا (عمومی قراءت) اس صورت میں تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ جب ہم کسی بستی کو جو اپنے کفر و نافرمانی کی وجہ سے بمقتضائے حکمتِ الٰہیہ ہلاک کرنے کے قابل ہو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اُس کو بعثتِ رسل سے پہلے ہلاک نہیں کرتے بلکہ پہلے کسی رسول کی معرفت اس بستی کے خوش عیش یعنی امیر ورئیس لوگوں کو خصوصاً اور دوسرے عوام کو عموماً ایمان واطاعت کا حکم دیتے ہیں پھر جب وہ لوگ کہنا نہیں مانتے بلکہ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اس بستی کو تباہ وغارت کر ڈالتے ہیں۔

② اَمَرْنَا (عمومی قراءت) حضرت علی وابن عباس رضی اللہ عنہم نے اس کی عمومی قراءت ہی کی ہے مگر انہوں نے اس کی تفسیر اَكْثَرْنَا

کی ہے، مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم یا بستی پر عذاب بھیجتے ہیں تو اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اُس قوم میں خوش عیش سرمایہ دار لوگوں کی کثرت کردی جاتی ہے اور وہ اپنے فسق وفجور کے ذریعہ پوری قوم کو عذاب میں مبتلا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

③ آمَّرنا (بتشدید المیم) ابوعثمان نہدی، ابورجاء، ابوالعالیہ اور مجاہد رحمہم اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے، اس صورت میں تفسیر یہ ہے کہ جب ہم نے کسی بستی وقوم کو ہلاک کرنا چاہا تو ہم نے اس قوم کا امیر وحاکم خوش عیش سرمایہ دار لوگوں کو بنایا جو فسق وفجور میں مبتلا ہونے کی وجہ سے قوم کے لئے عذاب وہلاکت کا سبب بنے۔ (معارف القرآن ج ۵ ص ۴۵۸)

④ **عبارت مخطوطہ کی ترکیب:۔** کَفٰی فعل ب زائد بِكَ مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور محلاً فاعل ب جارہ ذنوب مضاف عبادہ مضاف ومضاف الیہ ملکر ذنوب کا مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق مقدم خبیرا بصیرا اپنے متعلق مقدم سے ملکر نسبت فعل سے حال، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الاولٰى فى التفسير﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٣٨ھ

الشق الاوّل ...... وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ۞ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۞ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ۞ (پ۱۵۔ س بنی اسرائیل: ۱۰۱ تا ۱۰۳)

آیات کا ترجمہ وتفسیر کریں۔ تسع آیات بینات کی مراد تحریر کریں۔ بصائر کے منصوب ہونے کی وجہ ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) تسع آیات بینات کی مراد (۴) بصائر کے نصب کی وجہ۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اور البتہ تحقیق ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح نشانیاں دیں۔ بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں بنی اسرائیل سے جب آئے موسیٰ علیہ السلام اُن کے پاس تو کہا ان سے فرعون نے کہ میرے خیال میں اے موسیٰ! تجھ پر جادو کیا گیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تحقیق تو جانتا ہے کہ یہ عجائبات (آیات ومعجزات) زمین وآسمان کے رب نے نازل کئے ہیں جو کہ بصیرت کے ذرائع ہیں اور میرے خیال میں اے فرعون! تیری کم بختی وہلاکت کے دن آگئے ہیں۔ پھر اس نے ارادہ کیا کہ بنی اسرائیل کے قدم ارضِ مصر سے اکھاڑ دے تو ہم نے اس کو اور اس کے تمام ساتھیوں کو غرق کردیا۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** ان آیات میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام وفرعون کے درمیان ہونے والے واقعات کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا چاہتے ہیں کہ اگر ان کفار کی تمام فرمائشیں پوری کردی جائیں تب بھی یہ لوگ بنی اسرائیل کی طرح ضد وعناد کی وجہ سے ایمان نہیں لائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم فرعون سے بنی اسرائیل کو مانگ لو یعنی فرعون بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ چھوڑ دے، یا مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر! آپ چاہے بنی اسرائیل سے اسکے متعلق پوچھ لیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون وآل فرعون کو ایمان کی دعوت دی اور انہیں آیات بینات سے ڈرایا تو فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ! تم پر کسی جادو کا اثر ہے جسکی وجہ سے تمہاری عقل مخبوط ہوگئی ہے اور تم بہکی بہکی باتیں کررہے ہو، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے فرعون! تو بھی دل میں خوب جانتا ہے اگرچہ عار کی وجہ سے زبان سے اقرار نہیں کرتا کہ یہ تمام معجزات زمین وآسمان کے پروردگار نے ہی بھیجے ہیں جو کہ بصیرت وعبرت کیلئے کافی ہیں اور میرے خیال میں تیری کمبختی وہلاکت کے دن قریب ہیں، فرعون بنی اسرائیل کو مصر جانے کی اجازت نہ دیتا تھا مگر جب اس نے

دیکھا کہ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے اثر سے قوت پکڑ کر مضبوط ہو رہے ہیں تو خوف کی وجہ سے اس نے خود ہی سوچا کہ بنی اسرائیل کو ملک بدر کردے، مگر اسکی تدبیر کی کامیابی سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے اسکو اور اسکے لشکر کو غرق کر دیا۔ (معارف القرآن ج ۵ ص ۵۳۷، مظہری ج ۷ ص ۹۸)

❸ **تسع آیات بینات کی مراد:۔** تعیینِ معجزات میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، حضرت ابن عباس اور ضحاک رحمہم اللہ کے نزدیک معجزات یہ تھے عصا، ید بیضاء، زبان کی گرہ کا کھل جانا، سمندر کا لاٹھی کی ضرب سے پھٹ جانا، طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک و خون۔ حضرت عکرمہ، مجاھد اور عطاء رحمہم اللہ کے نزدیک نو معجزات یہ تھے، طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک، خون، عصا، ید بیضاء، قحط، پھلوں کی کمی۔ قبطیوں میں سے ایک شخص اپنی بی بی کے ساتھ بستر پر سو رہا تھا (شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے) دونوں پتھر بن گئے ایک عورت کھڑی روٹی پکا رہی تھی (شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے سے) وہ بھی پتھر کی ہو گئی، محمد بن کعب قرظی نے طمس (صورتوں کو بدل دینا یا بگاڑ دینا) اور سمندر کو پھاڑنے اور طور کے سروں پر معلق ہو جانے کو بھی تسع آیات میں شمار کیا ہے۔

حضرت صفوان بن عسال کا بیان ہے کہ ایک یہودی نے دوسرے یہودی سے کہا چلو اس نبی کے پاس چلیں اس نے کہا ارے نبی نہ کہو اگر اس نے یہ لفظ سن لیا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی غرض دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نو واضح آیات دریافت کیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (وہ نو آیات یعنی احکام یہ ہیں) ① کسی چیز کو اللہ کا ساجھی نہ قرار دو ② چوری نہ کرو ③ زنا نہ کرو ④ ناحق ناجائز خون نہ کرو ⑤ کسی بے قصور کو (قتل یا بغاوت وغیرہ کی تہمت لگا کر) حاکم کے پاس قتل کرانے کیلئے نہ جاؤ ⑥ جادو نہ کرو ⑦ سود نہ کھاؤ ⑧ کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ ⑨ جہاد میں مقابلہ کے وقت بھاگنے کیلئے پشت نہ پھیرو۔ اور اے یہودیو! تمہارے لئے خصوصی حکم یہ تھا کہ ہفتہ کے دن کی حرمت میں حدودِ شرعیہ سے تجاوز نہ کرو۔ (مظہری ص ۹۸ ج ۷)

❹ **بصائر کے نصب کی وجہ:۔** **بصائر** کا لفظ ماقبل والے جملہ **ما انزل هؤلاء** سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی ...... وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ ۱۳۔ س رعد: ۴ و ۵)

آیات کریمہ کا ترجمہ و تفسیر کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں۔ **یسقی بماء واحد** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) **یسقی بماء واحد** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** اور زمین میں مختلف قطعات ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگور کے باغات ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن میں سے بعض کی جڑ ملی ہوئی ہے اور بعض کی جڑ نہیں ملی ہوئی ہے کہ ان کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور ہم بعض کو بعض پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں بے شک ان میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب ہو تو ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم مٹی ہو جائینگے تو کیا ہم از سر نو پیدا کئے جائینگے؟ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے منکر ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہیں اور یہی لوگ جہنمی ہونگے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** اللہ تعالیٰ ان آیات میں اپنی قدرت کی نشانیوں کو ذکر کرنے کے بعد اہلِ عقل و فکر کو غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ایک ہی زمین ہے اس کے بہت سے ٹکڑے باہم متحد ہونے کے باوجود طبیعت کے اعتبار سے مختلف

ہیں کوئی ٹکڑا عمدہ و پیداواری اور کوئی شور یلا نمکین، کوئی صرف درختوں کے قابل اور کوئی صرف کھیتی کے قابل اور کوئی بالکل چٹیل، اور ہر علاقہ کی خاص پیداوار، ایک علاقہ کا پھل دوسرے علاقہ میں پیدا ہونا مشکل، کہیں انگور کے باغات اور کہیں کھجور باوجودیکہ سب پر ایک ہی پانی برسا لیکن پھر بھی اتنا فرق ہے، یہ سب ہماری قدرت و وحدانیت کے دلائل ہیں۔

دوسری آیت کریمہ میں بعث بعد الموت کے منکرین کے رد میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کے معجزات و دلائل نبوت کے منکر ہیں اور بے جان اپنے ہی ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کی عبادت پر قائم ہیں آپ کو ان کے ان افعال پر تعجب ہوتا ہے حالانکہ اس سے زیادہ تعجب و حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ بعث بعد الموت کے منکر ہیں کہ جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے اور ہماری ہڈیاں بھی بوسیدہ و خاک ہو جائیں گی تو کیا ہم اس کے بعد دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ حالانکہ جو ذات ایک ہی زمین میں اتنے بڑے تغیرات و تبدیلی پر قادر ہے وہ بغیر نقشہ و مسودہ کے سب کچھ تیار کرنے پر قادر ہے وہ بعث بعد الموت پر بھی قادر ہے در حقیقت یہ دلائل میں غور و فکر نہیں کرتے اور اپنے رب کے منکر ہیں کیونکہ بعث بعد الموت کا انکار باری تعالیٰ کی قدرت کا انکار ہے۔ اور جو ذات قادر نہ ہو وہ رب بھی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا یہ اپنے رب کے منکر ہیں اور ان کی گردنوں میں گمراہی کے طوق ہیں جن سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے اور اسی وجہ سے یہ جہنم میں جائیں گے اور پھر ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، جس سے خلاصی نہیں ہو سکے گی (اعاذنا الله منه)

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "صِنْوَانٌ" یہ صِنْوٌ کی جمع ہے بمعنی مثل اور ایک ہی جڑ سے نکلنے والے درخت و تنے۔

"مُتَجَاوِرَاتٌ" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر تَجَاوُرٌ (تفاعل، اجوف) بمعنی برابر ہونا، ملے ہوئے ہونا۔

"قِطَعٌ" یہ جمع ہے اس کا مفرد قِطْعَةٌ ہے بمعنی ٹکڑا۔ "اَغْلَالٌ" یہ غُلٌّ کی جمع ہے بمعنی ہتھکڑی یا طوق۔

④ یسقی بماء واحد کی ترکیبی حیثیت:۔ یہ پورا جملہ ماقبل کے جملہ قِطَعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ الخ کی صفت ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٢٨ھ

الشق الاوّل ...... وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۚ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۙ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۞ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۞ (پ ١٣۔ س ابراہیم: ٤٢ تا ٤٤)

آیات کا ترجمہ کریں اور مختصر تفسیر لکھیں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں، مھطعین کیوں منصوب ہے؟ وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) آیات کی تفسیر (٣) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (٤) مُهْطِعِيْنَ کے نصب کی وجہ۔

جواب ...... **① آیات کا ترجمہ:۔** اور ہرگز مت گمان کر کہ اللہ تعالیٰ غافل و بے خبر ہے ان کاموں سے جو ظالم لوگ کرتے ہیں، وہ مہلت دیتا ہے ان کو اُس دن تک کہ جس دن آنکھیں پتھرا جائیں گی (کھلی کی کھلی رہ جائیں گی) دوڑ رہے ہوں گے وہ اوپر اٹھائے ہوئے اپنے سروں کو، نہیں لوٹیں گی ان کی طرف ان کی نظریں، اور ان کے دل بدحواس (حیرت زدہ و دہشت زدہ) ہوں گے۔ اور (اے محمد) آپ ڈرایئے لوگوں کو اُس دن سے کہ آئے گا ان کے پاس عذاب، پس کہیں گے ظالم لوگ کہ اے ہمارے رب! ہمیں مہلت دیجئے تھوڑی مدت تک کہ ہم قبول کریں تیری دعوت کو اور ہم رسولوں کی اتباع و پیروی کریں، کیا وہ اس سے پہلے قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ ہمیں کوئی زوال نہیں ہے؟

❷ آیات کی تفسیر:۔ پہلی آیت میں آنحضرت ﷺ اور ہر مظلوم کی تسلی اور ظالم کیلئے سخت عذاب کی دھمکی ہے کہ یہ ظالم و مجرم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو انکے جرائم کی خبر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و حکمت کے تقاضے سے خود ان کو ڈھیل دے رہے ہیں۔

اس کے بعد بقیہ آیات میں عذاب آخرت کی تفصیلات اور ہولناک واقعات کا ذکر ہے کہ اُس دن لوگوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور لوگ خوف و حیرت کے سبب سر اوپر اٹھائے ہوئے تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے، ان کی پلکیں بھی نہ جھپکیں گی اور ان کے دل انتہائی دہشت و حیرت کی وجہ سے فہم و عقل سے خالی ہو جائیں گے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو خطاب کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی قوم کو اس دن کے عذاب سے ڈرایئے جس دن ظالم و مجرم لوگ مجبور ہو کر پکاریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں مزید کچھ مہلت دے دیجئے یعنی پھر ہمیں چند روز کیلئے دنیا میں بھیج دیجئے تا کہ ہم آپ کی دعوت قبول کریں اور آپ کے رسولوں کی اتباع و پیروی کر کے اس عذاب سے نجات حاصل کر سکیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملے گا کہ اب تم یہ کہہ رہے ہو کیا تم نے اس سے پہلے یہ قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ ہماری دولت اور شان و شوکت کو زوال نہ ہوگا، ہم ہمیشہ دنیا میں یونہی عیش و عشرت میں رہیں گے اور تم نے بعث بعد الموت اور عالم آخرت کا انکار کیا تھا۔ (معارف القرآن)

❸ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "مُقْنِعِيْ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِقْنَاعٌ (افعال، صحیح) بمعنی بلند کرنا۔

"تَشْخَصُ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر شُخُوْصًا (فتح، صحیح) بمعنی ٹکٹکی لگانا۔

"مُهْطِعِيْنَ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِهْطَاعٌ (افعال، صحیح) بمعنی سر جھکانا، تیز چلنا۔

"اَفْئِدَةٌ" یہ جمع ہے، اس کا مفرد فُؤَادٌ ہے بمعنی دل۔

❹ مُهْطِعِيْنَ کے نصب کی وجہ:۔ یہ ماقبل سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (جلالین)

الشق الثانی ...... وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۞ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۞ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۞ (پ۱۵۔ بنی اسرائیل:۸۵تا۸۸)

آیات کا ترجمہ، تفسیر اور شان نزول لکھیں اور یہ بتائیں کہ روح سے متعلق سوال کا واقعہ مکہ معظمہ میں پیش آیا یا مدینہ منورہ میں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شان نزول (۴) روح کے متعلق سوال کا محل وقوع۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور یہ لوگ آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تم معمولی علم دیئے گئے ہو، اور اگر ہم چاہیں تو لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے پھر (اس کو واپس لانے کیلئے) آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی نہ ملے مگر یہ آپ کے رب کی رحمت ہے، بے شک تجھ پر اسکی بخشش و فضل بہت بڑا ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ پہلی آیت میں کفار کی طرف سے روح کے متعلق سوال اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب مذکور ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ کفار و مشرکین آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کر رہے ہیں، آپ ﷺ ان کو بتا دیں کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے جس کی تخلیق مادہ کے بغیر صرف لفظ ''کُن'' سے ہوئی ہے، چونکہ یہ روح غیر مادی اشیاء میں سے ہے اور غیر مادی اشیاء کا تمہیں بالکل معمولی علم دیا گیا ہے جتنا تم اپنے حواس سے حاصل کر سکو، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کے علم کو اپنے علم کے مقابلہ میں حقیر و قلیل ہونا بیان کیا، پھر دوسری آیت میں آپ ﷺ کو کافروں کی طرف سے پہنچنے والے دُکھ پر صابر

رہنے کی تلقین کی غرض سے نعمتِ وحی کی عظمت کا اظہار کر رہے ہیں کہ اے پیغمبر! اگر ہم چاہیں تو آپ ﷺ کی طرف نازل کردہ اس قرآن کو واپس لے لیں اور لوگوں کے سینوں سے اس کو نکال دیں اور تحریروں سے اس کو مٹا دیں اور پھر آپ کو کوئی ایسی ہستی نہیں ملے گی جو قرآن کریم کو ہم سے واپس لینے کی ذمہ داری لے سکے، مگر یہ سب کچھ آپ کے رب کی رحمت ہے کہ اس نے ایسا نہیں کیا، اور آپ کے پروردگار کا آپ پر خصوصی فضل و کرم ہے کہ اس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا، اپنی کتاب آپ پر نازل فرمائی پھر اس کو تحریروں و دلوں میں جمع کرایا اور لوگوں سے بیان کرنے کا حکم دیا، پھر مقامِ محمود و حوضِ کوثر آپ ﷺ کو عطا فرمائی۔ (مظہری)

③ آیات کا شانِ نزول:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے کھیتوں میں ایک مرتبہ جا رہے تھے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، چلتے چلتے یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو یہود باہم کہنے لگے کہ ان سے روح کے متعلق دریافت کرو چنانچہ ایک یہودی نے کھڑے ہو کر روح کے متعلق دریافت کیا آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے میں سمجھ گیا کہ وحی نازل ہونے والی ہے میں بھی کھڑا ہو گیا کچھ دیر میں جب وحی کی کیفیت ختم ہو گئی تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ قریش نے جمع ہو کر باہم مشورہ کیا اور کہا کہ محمد ﷺ ہم میں پلے بڑھے ہیں اور ہمیشہ امانت و سچائی کے حامل رہے ہیں کبھی ہم نے کسی جھوٹ کا ان پر شبہ بھی نہیں کیا، لیکن اب انہوں نے وہ دعویٰ کیا جو تم لوگ جانتے ہو، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو مدینہ کے یہودیوں کے پاس بھیج کر دریافت کراؤ، وہ اہلِ کتاب ہیں دیکھو وہ کیا کہتے ہیں، چنانچہ چند آدمیوں کو یہودیوں کے پاس مدینہ میں بھیجا گیا، لوگوں نے جا کر یہودیوں سے دریافت کیا یہودیوں نے جواب دیا محمد ﷺ سے جا کر تین باتیں پوچھو اگر وہ تینوں کا جواب دے دیں یا کسی کا جواب نہ دیں تو سمجھ وہ نبی نہیں ہیں اور اگر دو باتوں کا جواب دیں اور تیسری کا جواب نہ دیں تو سمجھ لو وہ نبی ہیں۔ ① ان سے دریافت کرو وہ نوجوان کون تھے جنہوں نے بھاگ کر کہیں پناہ پکڑی تھی ان کا کیا واقعہ تھا ② وہ کون شخص تھا جو مشرق و مغرب تک پہنچ گیا اس کا کیا واقعہ تھا ③ روح کیا ہے؟ اس کے متعلق بھی جا کر دریافت کرو۔

قریش نے رسول اللہ ﷺ سے یہ تینوں سوال کیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل کو تمہارے سوالوں کے جواب دے دوں گا۔ آپ ﷺ نے انشاء اللہ نہیں فرمایا، اسلیے وحی آنے میں تاخیر ہو گئی۔ مجاہد کے قول میں بارہ دن، بعض اقوال میں پندرہ دن اور عکرمہ کے نزدیک چالیس دن تک تاخیرِ وحی کی صراحت آئی ہے۔ اہلِ مکہ کہنے لگے محمد ﷺ نے ہم سے کل کا وعدہ کیا تھا لیکن اتنی مدت ہو گئی کچھ بھی نہیں بتایا، اُدھر نزولِ وحی میں تاخیر ہوئی ادھر اہلِ مکہ ایسی باتیں کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کا رنج ہوا (اور سخت رنج ہوا) اسی اثناء میں اچانک ایک روز جبرائیل علیہ السلام یہ وحی لے کر آئے وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ پھر پہلے سوال کے متعلق نازل ہوا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا۔ دوسرے سوال کے جواب میں نازل ہوا يَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ الخ اور روح کے متعلق ارشاد فرمایا قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ۔ ترمذی نے یہ قصہ اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (مظہری ج ۷ ص ۸۹)

ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں حدیثوں کا تعارض دور کرنے کے لئے تکرارِ نزول کا قول اختیار کیا ہے۔ اگر دونوں حدیثوں میں تطبیق نہ دی جائے تو پھر صحاح کی روایت ہی قابلِ ترجیح ہے۔

نیز بخاری کی روایت کے راجح ہونے کی یہ وجہ بھی ہے کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ یہودیوں کی ملاقات کے وقت اسی جگہ موجود تھے اور بغوی کی روایت میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے دورانِ قصہ موجود ہونے کا ذکر نہیں ہے (مظہری ج ۷ ص ۸۷ تا ۹۰)

④ روح کے متعلق سوال کا محل وقوع:۔ ابھی شانِ نزول میں یہ بات گزر چکی ہے کہ راجح قول کے مطابق یہودیوں نے یہ سوال مدینہ منورہ میں کیا تھا اور اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئی تھیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاول ...... وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ (پ۱۳۔س ابراہیم:۵،۶)

آیات کا سلیس ترجمہ اور مختصر تفسیر تحریر کریں، تذکیر بایام اللہ سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کے ساتھ لکھیں، **وفی ذلکم بلاء** میں **بلاء** کا مفہوم اور مراد واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں: (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **تذکیر بایام اللہ** کی مراد (۴) بلاء کا مفہوم و مراد۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات و نشانیوں کے ساتھ کہ نکالو اپنی قوم کو تاریکیوں سے نور و روشنی کی طرف اور انہیں اللہ تعالیٰ کے خاص ایام یاد دلاؤ، بے شک اسمیں البتہ ہر صبر کرنے والے شکر گزار بندے کیلئے نشانیاں ہیں اور اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت واحسان کو جب نجات دی اس نے تمہیں فرعون کی قوم سے جو تمہیں بُرا عذاب پہنچاتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے، اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑا امتحان و آزمائش ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی واضح نشانیاں دے کر انکی قوم کی طرف بھیجا (نشانی سے مراد تورات ہے یا دیگر نو معجزات مراد ہیں) اور حکم دیا کہ جاؤ اپنی قوم کو کفر و معاصی کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان و طاعت کی روشنی و نور کی طرف لے آؤ اور انہیں میرے مخصوص ایام (عذاب والے ایام، نعمتوں والے ایام) یاد دلاؤ کیونکہ ان معاملات میں صبر کرنے والے اور شکر گزار بندوں کیلئے عبرت و سبق آموز باتیں ہیں کہ وہ نعمت کو یاد کر کے شکر کریں گے اور سزا و عذاب اور انکے زوال کو یاد کر کے آئندہ حوادثات پر صبر کریں گے چنانچہ اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے حکم کے مطابق اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! اپنے اوپر اپنے پروردگار کی نعمتوں و احسانات کو یاد کرو جب اس نے تمہیں فرعون اور اسکے لشکر سے نجات دی تھی کہ وہ تمہیں سخت تکالیف پہنچاتے تھے حتی کہ وہ تمہارے بچوں کو قتل کر دیتے تھے اور تمہاری مستقبل کی عورتوں کو اپنی خدمت وغیرہ کیلئے زندہ چھوڑ دیتے تھے، اس قتل و خدمت والی مصیبت میں بلاء، اور نجات میں نعمت تھی اور یہ بلاء و نعمت دونوں ہی تمہارے رب کی طرف سے بڑے امتحان و آزمائش ہیں۔

③ **تذکیر بایام اللہ** کی مراد:۔ ایام یوم کی جمع ہے اس کا مشہور معنیٰ دن ہے۔ لفظ ایام اللہ دو معنیٰ کے لئے بولا جاتا ہے اور وہ دونوں معنیٰ یہاں مراد ہو سکتے ہیں ① وہ خاص ایام جن میں کوئی جنگ یا انقلاب آیا ہو جیسے غزوۂ بدر، اُحد، احزاب، حنین وغیرہ کے واقعات یا پچھلی امتوں پر عذاب نازل ہونے کے واقعات جن میں بڑی بڑی قومیں زیر و زبر یا دنیا سے نیست و نابود ہو گئیں، اس صورت میں ایام اللہ یاد دلانے سے اُن لوگوں کو کفر کے انجام بد سے ڈرانا اور تنبیہ کرنا مقصود ہوگا۔ ② ایام اللہ کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور احسانات بھی ہیں ان کو یاد دلانے سے مقصد یہ ہوگا کہ شریف انسان کو جب کسی محسن کا احسان یاد دلایا جائے تو وہ اُس کی

مخالفت اور نافرمانی سے شمار جاتا ہے۔ (معارف القرآن ج۵ ص۲۳۱)

حضرت ابن عباس، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما، مجاہد وقتادہ رحمہم اللہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں مراد ہیں اور مقاتلؒ کے نزدیک وہ واقعات مراد ہیں جو گزشتہ امتوں (عاد، ثمود، قوم نوح وغیرہ) کو پیش آئے۔ محاورہ میں بولا جاتا ہے کہ فلاں شخص ایام عرب کا عالم ہے یعنی عرب کی لڑائیوں سے واقف ہے اس تقریر پر کلام کا مطلب یہ ہوگا کہ اپنی قوم کو وہ واقعات بتاؤ جو اللہ تعالیٰ نے گزشتہ ایام میں ظاہر کئے خواہ بصورتِ نعمت واقع ہوئے ہوں یا بشکلِ مصیبت۔ (مظہری ج۶ ص۱۸۷)

❹ بلاء کا مفہوم ومراد:۔ بلاء کا اصل مفہوم امتحان وآزمائش ہے اور تکلیف وراحت دونوں حالتوں میں بندے کے صبر شکر کی آزمائش ہے کما قال تعالیٰ (ونبلو کم بالشر والخیر فتنة (الانبیاء) وبلونٰهم بالحسنات والسیّاٰت (اعراف)
یہاں بلاء سے مراد غلامی کی ذلت سے نکال کر آزادی عطاء کرنا ہے۔ (عثمانی)

الشق الثانی ...... وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۱۷۔ س انبیاء: ۸۷، ۸۸)

آیات کا ترجمہ کریں، حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ اختصار کے ساتھ ذکر کریں، آیت مبارکہ کی بے غبار تفسیر تحریر کریں، الظلمات سے کون سے ظلمات مراد ہیں؟ واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔ (۱) آیات کا ترجمہ (۲) حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ (۳) آیات کی تفسیر (۴) ظلمات کی مراد۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور یاد کیجئے مچھلی والے (پیغمبرؑ کے واقعہ) کو جب چلے گئے وہ غصہ کی حالت میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہم اس پر کوئی گرفت نہ کریں گے یا اس پر کوئی تنگی نہ کریں گے، پھر پکارا اس نے اندھیروں میں "لاالٰہ الاّ انت الخ" (ترجمہ: تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو بے عیب ہے، بیشک میں ظالمین میں سے ہوں) پھر ہم نے قبول کی اس کی دعا اور ہم نے اس کو گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح مؤمنین کو نجات دیتے ہیں۔

❷ حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ:۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یونس علیہ السلام کو علاقہ موصل کی ایک بستی نینویٰ کے لوگوں کو ہدایت کے لئے بھیجا گیا تھا، یونس علیہ السلام نے ان کو ایمان وعمل صالح کی دعوت دی، انہوں نے سرکشی سے کام لیا، یونس علیہ السلام ان سے ناراض ہو کر بستی سے نکل گئے اور اُن کو کہہ دیا کہ تین دن کے اندر تمہارے اوپر عذاب آجائیگا۔ یونس علیہ السلام بستی چھوڑ کر نکل گئے تو ان کو فکر ہوئی کہ اب عذاب آہی جائے گا (اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب کے بعض آثار کا اُن کو مشاہدہ بھی ہوگیا) تو انہوں نے اپنے شرک وکفر سے توبہ کی اور بستی کے سب مرد عورت اور بچے جنگل کی طرف نکل گئے اور اپنے مویشی جانوروں اور انکے بچوں کو بھی ساتھ لے گئے اور بچوں کو انکی ماؤں سے الگ کر دیا اور سب نے گریہ وزاری کرنا شروع کر دی اور الحاح وزاری کے ساتھ اللہ سے پناہ مانگی، جانوروں کے بچوں نے جنکو انکی ماؤں سے الگ کر دیا گیا تھا الگ شور وغل کیا۔ حق تعالیٰ نے ان کی سچی توبہ اور الحاح وزاری کو قبول کرلیا اور عذاب اُن سے ہٹا دیا۔ ادھر حضرت یونس علیہ السلام اس انتظار میں رہے کہ قوم پر عذاب آرہا ہے وہ ہلاک ہوگئی ہوگی جب ان کو یہ پتہ چلا کہ عذاب نہیں آیا اور قوم صحیح سالم اپنی جگہ ہے (تو ان کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ میں جھوٹا سمجھا جاؤں گا اور بعض روایات میں ہے کہ اُن کی قوم میں یہ رسم جاری تھی کہ کسی کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے تو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ مظہری)۔ اس سے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنی جان کا بھی خطرہ لاحق ہو گیا تو یونس علیہ السلام نے اپنی قوم میں واپس جانے کی بجائے کسی دوسری جگہ کو ہجرت کرنے کے قصد

سے سفر اختیار کیا، راستہ میں دریا تھا اس کو پار کرنے کیلئے ایک کشتی میں سوار ہو گئے، اتفاق سے کشتی ایسے گرداب میں پھنسی کہ غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا، ملاحوں نے یہ طے کیا کہ کشتی میں سوار لوگوں میں سے ایک کو دریا میں ڈال دیا جائے تو باقی لوگ غرقابی سے محفوظ رہ سکیں گے، اس کام کیلئے کشتی والوں نے نام پر قرعہ اندازی کی، اتفاق سے قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر نکل آیا (کشتی والے شاید ان کی بزرگی سے واقف تھے) انکو دریا میں ڈالنے سے انکار کیا اور دوبارہ قرعہ ڈالا پھر بھی اس میں یونس علیہ السلام کا نام نکلا، انکو پھر بھی تامل ہوا تو تیسری مرتبہ قرعہ ڈالا پھر بھی اُنہی کا نام نکل آیا، اسی قرعہ اندازی کا ذکر قرآن کریم میں دوسری جگہ ان الفاظ سے آیا ہے فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ یعنی قرعہ اندازی کی گئی تو یونس علیہ السلام ہی اس قرعہ میں متعین ہوئے، اس وقت یونس علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور اپنے غیر ضروری کپڑے اتار کر اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا، اُدھر حق تعالیٰ نے بحرِ اخضر سے ایک مچھلی کو حکم دیا وہ دریاؤں کو چیرتی پھاڑتی فوراً وہاں پہنچ گئی (کما قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ) اور یونس علیہ السلام کو اپنے اندر لے لیا، اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو یہ ہدایت فرما دی تھی کہ نہ ان کے گوشت کو کوئی نقصان پہنچے نہ ہڈی کو، یہ تیری غذا نہیں بلکہ تیرا پیٹ چند روز کیلئے ان کا قید خانہ ہے۔

قرآن کریم کے اشارات اور بعض تصریحات سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کا بغیر اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کے اپنی قوم کو چھوڑ کر نکل جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسند ہوا اسی پر عتاب نازل ہوا اور دریا میں پھر مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی نوبت آئی۔ اس کے بعد انہوں نے صدق و اخلاق سے آیت کریمہ کا ورد کیا اور نجات ملی۔ (معارف القرآن ج ۶ ص ۲۲۱)

❸ آیات کی تفسیر:۔ اے پیغمبر! آپ اس وقت کو یاد کریں جب حضرت یونس علیہ السلام قوم کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے خفا ہو کر ہمارے حکم کا انتظار کئے بغیر چلے گئے اور اپنے اجتہاد سے یہ سمجھا کہ شاید ہم انکی اس معاملہ میں گرفت نہیں کریں گے پھر جب ہمارے حکم سے مچھلی نے انکو نگل لیا تو اس تاریکی میں انہوں نے صدق و اخلاص کے ساتھ ہمیں پکارا کہ اے پروردگار! تیرے علاوہ کوئی معبود و پروردگار نہیں ہے تو تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور میں نے خود یہ ظلم اپنے اوپر کیا ہے کہ تیرے حکم و اجازت کے بغیر قوم کو چھوڑ کر چل پڑا چنانچہ ہم نے اسکی دعا قبول کرتے ہوئے اسکو نجات دی اور ہم اپنے مؤمن بندوں کو اسی طرح نجات دیتے ہیں۔

❹ ظلمات کی مراد:۔ یہاں پر یا تو شدید ترین تاریکی کو متعدد تاریکیوں سے تعبیر کیا گیا ہے یا پھر اس سے رات کی تاریکی سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی مراد ہے۔ (مظہری)

﴿الورقة الاولىٰ فى التفسير﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ۝ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ (پ ۱۹، الشعراء: ۲۱۴ تا ۲۲۰)

آیات کا ترجمہ کریں، مختصر تفسیر لکھیں، اسلام میں شعر و شاعری کا حکم کیا ہے؟ اور اس کی کس حد تک اجازت ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) اسلام میں شعر و شاعری کا حکم اور اجازت کی حد۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور (اے محمد) آپ اپنے قریبی خاندان و کنبہ کو ڈرایئے اور جو لوگ مؤمنین میں سے آپ کی اتباع کرنے والے ہیں اُن سے شفقت و فروتنی سے پیش آیئے، پس اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں

تمہارے اعمال سے بری ہوں اور آپ عزیز ورحیم ہستی پر توکل کیجئے جو آپ کو اُس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اور نمازیوں کے ساتھ نشست وبرخاست کرتے ہیں بیشک وہ ہستی سننے والی، خوب جاننے والی ہے۔

۳ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ رب العزت خصوصیت کے ساتھ آپ ﷺ کو اپنے خاندان وکنبہ کے متعلق تبلیغ رسالت اور انذار کا حکم دے رہے ہیں کہ اے پیغمبر آپ اپنے قریبی رشتے داروں اور عزیز واقارب کو اللہ رب العزت کے عذاب اور بُرے انجام سے ڈرایئے، چنانچہ آپ ﷺ نے اِس حکم کو سننے کے فوراً بعد اپنی قوم کو جمع کیا اور شرک وغیرہ بُرے اعمال اور عذاب الٰہی سے ڈرایا، اُسکے بعد عمومی طور پر تمام اہلِ ایمان کے ساتھ خواہ وہ خاندان کے ہوں یا غیر ہوں اُن سب کے ساتھ شفقت اور نرم دلی کا مظاہرہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ تیسری آیت میں منکرین کے ساتھ برتاؤ کی تفصیل ہے کہ جو لوگ آپ کی تعلیمات کو نہ مانیں اور کفر پر ڈٹے رہیں آپ اُن سے واضح طور پر بیزاری کا اعلان فرمادیں اور مخالفین کی طرف سے کسی بھی تکلیف ونقصان پہنچانے کی پرواہ نہ کیجئے اور اُس عظیم ہستی کے اوپر آپ توکل اور بھروسہ کیجئے جو نماز کی حالت میں آپ کی نشست وبرخاست وغیرہ سب اعمال کو دیکھتی ہے اور نماز کے علاوہ بھی وہ ذات آپ کو دیکھتی اور بھالتی ہے جب وہ ہستی کامل علم اور رؤیت والی ہے اور وہ آپ پر مہربان بھی ہے تو وہ ہستی توکل کے لائق بھی ہے لہٰذا وہ ہر قسم کے ضرر سے آپ کو بچائے گی، پس آپ لوگوں کے مصائب وتکالیف سے بے پرواہ ہو کر اُن سے براءت کا اعلان کر دیں۔

۴ اسلام میں شعر وشاعری کا حکم اور اجازت کی حد:۔ شریعت میں نفسِ شعر مذموم نہیں بلکہ مذمت اس کے مضمون کی وجہ سے آتی ہے یعنی جس شعر کا مضمون خلافِ شریعت ہو مثلاً جھوٹ، بہتان، کسی مسلمان کی مذمت کرنا، شرکیہ اشعار وغیرہ تو ایسا شعر شرعاً جائز نہیں ہے، اسی طرح وہ اشعار جن کا مضمون اگرچہ درست ہو مگر اس میں اتنا مصروف ہو جائے کہ فرائض وواجبات سے بھی غافل ہو جائے اسکی حدیث پاک میں مذمت بیان کی گئی ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو جائز ہے۔ مثلاً حمد وثناء، شانِ رسالت، جہادی ترانے وغیرہ تو یہ جائز ہیں، حضور پاک ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کیلئے منبر بچھواتے اور **اللھم ایدہ بروح القدس** سے دعا دیتے تھے۔

الشق الثانی ...... فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۞ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۞ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۞

ترجمہ کریں، مختصر تفسیر لکھیں، آیات میں مذکورہ واقعۂ قبول توبہ اور اسکے پسِ منظر کو تفصیل سے قلم بند کریں، الرجس کے معنی ومراد بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) واقعۂ قبولِ توبہ اور اس کا پسِ منظر (۴) الرجس کا معنی ومراد۔ (پ ۱۱۔ یونس: ۹۸ تا ۱۰۰)

جواب ...... **۱ آیات کا ترجمہ:۔** بھلا کسی بستی کے لوگ ایسے کیوں نہ ہوئے کہ وہ ایسے وقت میں ایمان لے آتے کہ اُن کا ایمان انہیں نفع پہنچاتا، البتہ یونس علیہ السلام کی قوم کے لوگ ایسے تھے کہ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے دنیاوی زندگی میں رسوائی کا عذاب اُن سے اٹھالیا اور ایک مدت تک انہیں زندگی سے لطف اٹھانے دیا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو روئے زمین پر موجود سب کے سب لوگ ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کروگے تاکہ وہ سب مؤمن ہو جائیں؟ اور کسی شخص کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر مؤمن ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اُن لوگوں پر گندگی مسلط کر دیتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے۔

۲ آیات کی تفسیر:۔ سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو بیان کیا کہ کسی انسان کے لئے ایمان لانا اور توبہ کرنا اُس وقت تک کارآمد ہوتا ہے جب تک وہ موت اور عذاب الٰہی کا مشاہدہ نہ کرلے، جب عذاب آجاتا ہے یا موت کے آثار ظاہر ہو

جاتے ہیں تو اُس وقت ایمان لانا کارآمد نہیں ہوتا، چنانچہ اسی اصول کے مطابق پچھلی تمام قوموں پر عذاب آیا کہ وہ عذاب کو دیکھنے سے پہلے ایمان نہیں لائے تھے البتہ یونس علیہ السلام کی قوم ایسی تھی کہ وہ عذاب کے نازل ہونے سے کچھ وقت پہلے ایمان لے آئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس کا ایمان منظور کرلیا اور اُس کی توبہ کی وجہ سے اُس قوم پر آنے والا عذاب بھی ہٹالیا گیا۔

اُسکے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو تمام انسانوں کو مؤمن بنادیں مگر چونکہ دنیا دارالامتحان ہے اسلئے یہاں پر ہر شخص سے مطالبہ ہے کہ وہ اپنی آزادی، مرضی اور اختیار سے ایمان لائے۔ اسلئے کسی کو زبردستی مسلمان بنانا یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ نہیں ہے مگر جو شخص اپنی سمجھ اور اختیار کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہوئے ایمان لانا چاہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اُسے ایمان کی توفیق بھی دیتے ہیں اور اگر کوئی شخص عقل اور سمجھ بوجھ سے کام نہ لے تو پھر اللہ رب العزت اُس پر کفر کی گندگی کو مسلط کردیتے ہیں۔ (آسان ترجمہ)

③ <u>واقعۂ قبول توبہ اور اس کا پس منظر:</u> حضرت یونس علیہ السلام کی قوم عراق میں موصل کے مشہور مقام نینویٰ میں رہتی تھی، اللہ نے اس قوم کی ہدایت کیلئے اپنے نبی حضرت یونس علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا حضرت یونس علیہ السلام نے بحکم الٰہی انکو تین دن کے اندر اندر عذاب آنے سے آگاہ کیا اس پر قوم یونس علیہ السلام نے آپس میں مشورہ کیا اور طے پایا کہ اگر یونس علیہ السلام رات کو ہمارے اندر رہتے ہیں تو کچھ نہیں ہوگا اور اگر کہیں چلے جائیں تو عذاب الٰہی کا یقین کرلو، حضرت یونس علیہ السلام بارشادِ خداوندی اس بستی سے چلے گئے، صبح کو عذابِ الٰہی کے آثار نمودار ہوئے، قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا تاکہ ایمان لائیں جب حضرت یونس علیہ السلام کہیں نہ ملے تو انہوں نے خود ہی توبہ واستغفار، گریہ وزاری شروع کردی اور میدان میں ساری قوم بمع جانوروں کے آگئی اور خوب روئے، اللہ نے انکی توبہ قبول کرلی اور آنیوالے عذاب کو ہٹادیا، دوسری طرف حضرت یونس علیہ السلام بستی سے باہر عذاب الٰہی کے آنے کے انتظار میں تھے کیونکہ ان کو قوم کی توبہ کا حال معلوم نہ تھا، جب عذاب ٹل گیا تو ان کو فکر لاحق ہوئی کہ مجھے جھوٹا قرار دیا جائیگا اسلئے انہوں نے بحرِ روم کی طرف رُخ کیا اور کشتی میں سوار ہوگئے جب سمندر کے درمیان میں کشتی پہنچی تو وہیں رُک گئی، کشتی والوں نے کہا کہ ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کا نام نکلے گا اس کو سمندر میں پھینکا جائیگا تاکہ وزن کم ہو اور کشتی چل پڑے چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا مگر لوگوں نے سمندر میں ڈالنے سے انکار کردیا تو پھر خود یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کشتی سے سمندر میں ڈالدو لوگوں نے ایسا کرنے سے گریز کیا، حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی سمندر میں چھلانگ لگادی، اُدھر سے اللہ کے حکم سے مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے لیا، آپ علیہ السلام نے **لاالہ الّا انت سبحانك انی کنت من الظالمین** دعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی، مچھلی نے سمندر کے کنارے پر پھینک دیا، اللہ نے کدو کی بیل سائے کیلئے اور دودھ کے لئے اپنی قدرت سے بکری مقرر کردی اس طرح حضرت یونس علیہ السلام کو اس لغزش (کوئی نقل وحرکت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں ہونی چاہیے تھی) پر تنبیہ ہوگئی اور قوم کو بھی پورا حال معلوم ہوگیا۔

④ <u>الرجس کا معنیٰ ومراد:</u> رجس کا لفظی معنیٰ تو نجاست وگندگی ہے اور یہاں پر کفر کی گندگی مراد ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل ...... وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۚ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۚ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ (پ ۱۳۔ یوسف: ۱۰۰)

آیت کریمہ کا ترجمہ کریں، مختصر تفسیر قلم بند کریں، کیا غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو یہ کونسا سجدہ تھا؟ وضاحت کریں، **تاویل رؤیای** سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) غیر اللہ کو سجدہ کرنے کا حکم اور تاویل (۴) تاویل رؤیای کی مراد۔

جواب ...... ❶ آیت کا ترجمہ:۔ اور انہوں نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب کے سب اُن کے سامنے سجدے میں گر گئے اور یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے ابا جان یہ میرے سابقہ خواب کی تعبیر ہے جسے میرے پروردگار نے سچ کر دکھایا اور تحقیق اُس نے مجھ پر بڑا احسان فرمایا جب اُس نے مجھے قید خانے سے نکالا اور پھر آپ لوگوں کو دیہات سے یہاں لے کر آیا بعد اس بات کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا، بیشک میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کے لئے بڑی لطیف تدبیریں کرتا ہے، بیشک وہ خوب جاننے والا حکمت والا ہے۔

❷ آیت کی تفسیر:۔ اس آیت میں اللہ رب العزت نے حضرت یوسف علیہ السلام کے طویل واقعہ میں سے ایک مختصر واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے، جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے مطالبے پر اپنے والدین کو لے کر مصر پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا، اُن کا اعزاز و اکرام کیا اور اُس کے بعد والدین اور سب بھائی یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ اس موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے ابا جان! جو میں نے بچپن میں خواب آپ کے سامنے بیان کیا تھا یہ اُس کی تعبیر ہے اور میرے اُس خواب کو پروردگار نے سچ کر دکھایا ہے۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ رب العزت کے خصوصی احسان کا تذکرہ فرمایا کہ سب سے پہلے میرے پروردگار نے مجھے بادشاہِ وقت کے قید خانے سے نکالا اور پھر مجھے تخت پر بٹھانے کے بعد تم لوگوں کو میرے سامنے لے کر آیا اور پھر میرے دل میں اپنے بھائیوں کی محبت بھی پیدا کی حالانکہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان مختلف طریقوں سے فساد ڈال چکا تھا، اس سب کچھ کے باوجود میرا پروردگار بڑا لطیف ہے اور وہ جو چاہتا ہے اپنی دانائی و حکمت کے مطابق کرتا ہے کیونکہ وہ بڑا علیم و حکیم ہے۔

❸ غیر اللہ کو سجدہ کرنے کا حکم اور تاویل:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سب حضرات نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے لئے سجدہ کیا تھا یعنی درحقیقت سجدہ اللہ تعالیٰ کو ہی تھا البتہ یوسف علیہ السلام کے سامنے اور اُن کے مل جانے کی خوشی میں یہ سجدہ کیا تھا۔ امام رازیؒ نے اسی تفسیر کو راجح قرار دیا ہے۔ دیگر مفسرینؒ نے فرمایا کہ یہ عبادت کا سجدہ نہیں تھا بلکہ یہ تعظیمی سجدہ تھا جیسا کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شریعت میں یہ سجدۂ تعظیمی جائز تھا جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو تعظیمی سجدہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

❹ تاویل رؤیای کی مراد:۔ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ اے والدِ محترم میں نے جو بچپن میں خواب دیکھا تھا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہیں، یہ واقعہ اُس خواب کی تعبیر ہے کہ اُس خواب میں سورج و چاند سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین تھے اور ستاروں سے مراد اُن کے گیارہ بھائی تھے۔ (آسان ترجمہ)

الشق الثانی ...... وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــــُٔوْلًا ۝ (پ۱۵۔ بنی اسرائیل: ۳۱ تا ۳۴)

آیات کا ترجمہ کریں، مختصر تفسیر کریں کہ ان آیات میں ذکر کردہ تمام احکام واضح ہو جائیں، اِلَّا بِالْحَقِّ کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) اِلَّا بِالْحَقِّ کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی بیشک اُنکو قتل کرنا بہت بڑی غلطی ہے اور زناء کے قریب بھی نہ جاؤ اسلئے کہ وہ بڑی بے حیائی اور انتہائی برا راستہ ہے اور کسی ایسی جان کو قتل نہ کرو جس کو اللہ رب العزت نے حرام کیا ہے مگر حق کی وجہ سے اور جو شخص مظلومانہ طور پر قتل کر دیا جائے تو ہم نے اُس کے ولی کو اختیار دیا ہے پس وہ قتل کرنے میں حد سے تجاوز نہ کرے، بیشک وہ مدد کئے جانے کے لائق ہے اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنی پختگی کو پہنچ جائے اور وعدے کو پورا کرو بیشک وعدے کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں سب سے پہلا حکم اللہ تعالیٰ نے غربت و مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرنے کا دیا کہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو رزق دینے والے ہم ہیں جیسے ہم تمہیں رزق دیتے ہیں اُسی طرح اُن کو بھی دیں گے لہٰذا اُن کو غربت و مفلسی کے خوف سے بلا جرم قتل کر کے خواہ مخواہ مجرم نہ بنو۔ دوسرا حکم زناء کے متعلق دیا کہ زناء انتہائی بے حیائی اور بے راہ روی والا عمل ہے اور اس کے برے نتائج بعض اوقات پورے کے پورے قبیلوں کو بھی برباد کر دیتے ہیں اور صرف زناء سے بچنے کا حکم ہی نہیں دیا کہ زناء نہ کرو بلکہ فرمایا کہ زناء کے قریب بھی نہ جاؤ یعنی زناء والے راستے کی طرف ہی نہ بھٹکو۔ تیسرا حکم نفسِ معصومہ کو قتل نہ کرنے کا دیا کہ جس نفس و جان کو اللہ رب العزت نے حرام قرار دیا ہے ناحق طور پر اُس کو قتل نہ کرو، ناحق قتل کا جرم عظیم ہونا دنیا کی تمام جماعتوں، مذہبوں اور فرقوں میں مسلّم ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنے کی بنسبت ساری دنیا کی تباہی زیادہ ہلکی ہے۔ چوتھا حکم یتیم کا مال نہ کھانے کے متعلق دیا کہ یتیم کا مال کسی بھی طریقہ سے استعمال نہ کیا جائے یہاں پر بھی وہی زناء والی ترتیب سے حکم دیا کہ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ، یعنی اُن کے مال میں کوئی بھی ایسا تصرف نہ کرو جو غلط، ناجائز اور یتیم کی مصلحت کے خلاف ہو۔ پانچواں حکم معاہدات اور وعدوں کو پورا کرنے کے متعلق دیا، اس میں تمام سیاسی، تجارتی، معاملاتی معاہدات شامل ہیں بشرطیکہ وہ خلافِ شرع نہ ہوں۔

❸ اِلَّا بِالْحَقِّ کی وضاحت:۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے جو اللہ کے ایک ہونے پر اور میرے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہو سوائے تین صورتوں کے۔ ① شادی شدہ ہونے کے باوجود زناء کرے تو اُس کو رجم کیا جائے ② وہ مؤمن جو کسی انسان کو ناحق قتل کرے تو مقتول کے ورثاء اس کو قصاص میں قتل کر سکتے ہیں ③ وہ شخص جو دین اسلام سے مرتد ہو جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین وجہ سے مسلمان کو قتل کیا جا سکتا ہے، اسکے علاوہ کسی بھی مسلمان کا قتل کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ (معارف القرآن ج ۵ ص ۴۷۴)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۞ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۞ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۞ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۞ (پ۱۶۔ الکہف: ۸۳ تا ۸۶)

آیات کا ترجمہ کریں، مختصر تفسیر لکھیں، ذوالقرنین کا تعارف کرائیں اور یاجوج ماجوج کون ہیں؟ تفصیل درج کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) ذوالقرنین کا تعارف (۴) یاجوج ماجوج کا تعارف۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ میں اُس کا کچھ حال تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں بیشک ہم نے اُسے زمین میں اقتدار بخشا تھا اور ہم نے اُسے ہر کام کے وسائل عطاء کئے تھے پس وہ ایک راستے کے پیچھے چل پڑا حتیٰ کہ جب وہ سورج کے ڈوبنے کی جگہ پہنچا تو اُسے دکھائی دیا کہ وہ سیاہ چشمے میں ڈوب رہا ہے اور وہاں اُسے ایک قوم ملی، ہم نے کہا کہ اے ذوالقرنین! یا تو ان لوگوں کو سزا دو یا پھر ان کے معاملے میں اچھا رویہ اختیار کرو۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ مشرکین نے آپ ﷺ سے جو تین سوالات کئے تھے اُن میں سے ایک سوال سکندر ذوالقرنین کے متعلق تھا کہ اُس شخص کا حال بیان کرو تو ان آیات میں اللہ رب العزت نے اسی کا تذکرہ کیا ہے کہ اے پیغمبر! اُن مشرکین کے سوالات کے جواب میں اُن سے کہہ دو کہ وہ ایک بادشاہ تھا جسے ہم نے دنیا کی بادشاہت اور ہر طرح کے وسائل سے مالا مال کیا تھا چنانچہ اس نے اپنی زندگی کے اندر مشرق، مغرب اور شمال کی طرف ایک ایک سفر کیا اور تینوں سفروں میں وہ اُس جہت کی انتہاء تک گیا چنانچہ اُس کے مغرب کی طرف کئے جانے والے پہلے سفر کا ذکر کیا کہ جب وہ علاقے کو فتح کرتے کرتے اُس کی انتہاء کو پہنچا تو ہم نے اسے حکم دیا کہ اگر چاہو تو دوسرے فاتحوں کی طرح تم بھی ان لوگوں کو قتل عام کر کے تکلیف میں مبتلا کر سکتے ہو اور اگر چاہو تو اُن کے ساتھ اچھا رویہ بھی اختیار کر سکتے ہو البتہ اچھا رویہ اختیار کرنا بہترین صورت ہے۔

❸ ذوالقرنین کا تعارف:۔ ذوالقرنین جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے یہ کون ہیں اور کس زمانہ میں پیدا ہوئے۔ اس کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ابن کثیر کے نزدیک ان کا زمانہ اسکندر یونانی مقدونی سے دو ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ہے ان کے وزیر حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ تفسیر ابن کثیر میں منقول ہے کہ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حج طواف و قربانی بھی کی ہے۔ (معارف القرآن)

قرآن مجید میں جس ذوالقرنین کا ذکر ہے اگرچہ بعض حضرات سے لغزش ہوگئی اور انہوں نے اسکندر مقدونی کو ذوالقرنین کا مصداق قرار دیا ہے اور ذوالقرنین کی مراد بتلایا ہے لیکن محققین حافظ ابن تیمیہ، ابن عبدالبر، زبیر ابن بکار، حافظ ابن حجر، ابن کثیر علامہ عینی رحمہ اللہ اور بکثرت علماء نے اسکی تردید کی ہے اور یہ کہا ہے کہ ذوالقرنین جسکا ذکر قرآن پاک میں ہے اس کا مصداق سکندر مقدونی نہیں ہے کیونکہ اسکندر مقدونی ایک ظلم پیشہ جبر پسند مشرک و آتش پرست کافر بادشاہ تھا، اور ذوالقرنین نیک صالح اور متقی انسان تھا اور اس کا مصداق ایران کا عظیم بادشاہ خواس یا سائرس ہے اور مختلف تاریخی شواہد سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ (کمالین)

علماء نے ذوالقرنین کے لقب سے ملقب ہونے کی متعدد وجوہ لکھی ہیں بعض نے کہا ہے کہ ذوالقرنین کا معنی دو قرن والا ہے چونکہ اس کی دو زلفیں تھیں اس وجہ سے اسے ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ یہ مشرق و مغرب کے ممالک پر حکمران تھے اس وجہ سے اسے ذوالقرنین کہتے ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ اس کے سر پر سینگ کی مثل دو نشانات تھے اس لئے اسے ذوالقرنین کہتے ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ اسکے سر کی دونوں جانب چوٹ کے نشانات تھے اس لئے اسے ذوالقرنین کہتے ہیں۔ (معارف القرآن)

متاخرین علماء اور اہل تحقیق کی متفقہ رائے یہ ہے کہ ذوالقرنین ایک متقی و صالح، نیک دل، رحم پسند اور رعایا پرور بادشاہ تھے۔ نبی ہرگز نہیں تھے۔ چنانچہ ابن حجرؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ذوالقرنین نبی نہ تھے اور نہ فرشتہ، بلکہ وہ انسان تھے، وہ خدا تعالیٰ سے محبت کرتے تھے اور خدا تعالیٰ نے بھی ان کو محبوب رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام رازیؒ اور متاخرین کی اکثریت اسی کی قائل ہے کہ ذوالقرنین نبی نہ تھے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اپنی آخری رائے یہی ظاہر کی ہے۔ (کمالین)

④ یاجوج ماجوج کا تعارف:۔ قرآن وسنت کی تصریحات سے اتنی بات ثابت ہے کہ یاجوج ماجوج انسانوں کی ہی قومیں ہیں اور عام انسانوں کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد میں سے ہیں، کیونکہ طوفانِ نوح کے بعد روئے زمین پر جتنے بھی انسان باقی رہے وہ سب یافث کی اولاد میں سے ہیں۔ (معارف القرآن)

یاجوج وماجوج دو وحشی قبیلے تھے جو پہاڑوں کے پیچھے رہتے تھے اور وقفے وقفے سے وہ لوگ اُن پہاڑوں کے درمیانی درّے سے نکل کر قتل وغارت گری کا بازار گرم کرتے تھے، علاقے کے لوگ اُن سے بہت پریشان تھے، انہوں نے ذوالقرنین کو دیکھا کہ وہ بڑے وسائل کا مالک ہے تو اس سے درخواست کی کہ آپ پہاڑوں کے درمیانی درّے کو دیوار سے بند کر دیں تا کہ یاجوج وماجوج کا راستہ بند ہو جائے اور وہ یہاں آ کر فساد نہ پھیلا سکیں۔ چنانچہ ذوالقرنین نے لوہے کی بڑی بڑی چادروں کو آگ سے گرم کر کے اُن پر پگھلا ہوا تانبا ڈالا جس کے نتیجے میں اس درّے کو مضبوطی سے بند کر دیا گیا۔ (آسان ترجمہ)

الشق الثانی ...... وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۞ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۞ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۗ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۞ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۞ (پ ۱۸۔ المؤمنون: ۱۲ تا ۱۵) آیات کا ترجمہ کریں، مختصر تفسیر کریں، جنت کا وارث بننے کیلئے ایک مؤمن میں کون کونسی صفات ہونی چاہئیں؟ قرآنی آیات کی روشنی میں مدلل لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) جنتی ہونے کیلئے مؤمن کی صفات۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور تحقیق ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا، پھر ہم نے اُس کو نطفہ بنایا جو ایک محفوظ ٹھکانے میں رہا پھر ہم نے نطفہ کو جما ہوا خون کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے اُس خون کے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر ہم نے گوشت کی بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے اُن ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر ہم نے اُسے ایک نئی صورت میں اٹھا کھڑا کیا پس اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بابرکت ہے جو سب سے بہتر بنانے اور پیدا کرنے والی ہے پھر بے شک تم اس کے بعد البتہ مرو گے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور بنی نوعِ انسان کی تخلیق میں اُسکے مظاہرِ خاص کا ذکر فرمارہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ سب سے پہلے زمین کی مٹی کے خاص اجزاء نکال کر اُس سے انسان کو پیدا کیا اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہے، اُسکے بعد ایک انسان کا نطفہ دوسرے انسان کی تخلیق کا سبب بنا۔ گویا سب سے پہلی تخلیق مٹی سے ہوئی پھر اُسکے بعد بقیہ تمام انسانیت کی تخلیق نطفے سے ہوئی بایں طور کہ نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا پھر خون کے لوتھڑے سے گوشت کا ٹکڑا بنایا پھر اس گوشت کے ٹکڑے کو ہڈی میں تبدیل کیا اور پھر ان ہڈیوں کے اوپر گوشت چڑھایا، ان سب انقلابات کے بعد اُس میں روح ڈال کر اُن سابقہ تمام شکلوں سے ہٹ کر نہایت عجیب وغریب انسانی شکل میں ایک نئی مخلوق بنائی اور پھر آخر میں اللہ رب العزت موت دے کر سب نظام ختم کر دینگے۔

③ جنتی ہونے کیلئے مؤمن کی صفات:۔ قرآن کریم کی اس سورت کی ابتدائی آیات میں مؤمنِ کامل کی ایسی سات اوصاف ذکر کی گئی ہیں جن پر فلاحِ دنیا وآخرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

① اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ نماز میں خشوع اختیار کرنا یعنی قلب میں بھی سکون ہو، غیر اللہ کے خیال کو قلب میں بالقصد حاضر نہ کرے اور اعضاءِ بدن میں بھی سکون ہو کہ فضول اور بے فائدہ حرکتیں نہ کرے۔

② وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ لغو سے پرہیز کرنا، لغو کا معنیٰ فضول کلام یا فضول کام ہے جس میں کوئی دینی فائدہ نہ ہو اس کا اعلیٰ درجہ معصیت اور گناہ ہے جس میں دینی فائدہ نہ ہونے کے ساتھ ساتھ دینی ضرر ونقصان ہے اس سے پرہیز

لازم ہے اوراس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ کلام یا کام نہ مفید ہو اور نہ مضر ہو اس کا ترک کرنا کم از کم اولیٰ ہے۔

③ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ اس سے مالی زکوٰۃ ادا کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے اور تزکیہ نفس بھی مراد ہو سکتا ہے یعنی اپنے نفس کو رزائل سے پاک کرنا یہ بھی فرض ہی ہے کیونکہ شرک، ریاء، تکبر، حسد، بغض، حرص و بخل وغیرہ جن سے نفس کو پاک کرنا تزکیہ کہلاتا ہے یہ سب چیزیں اسلام میں حرام و گناہ کبیرہ ہیں اور نفس کو ان سے پاک کرنا فرض ہے۔

④ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ حرام امور سے شرمگاہ کی حفاظت کرنا یعنی وہ لوگ جو اپنی ازواج اور شرعی لونڈیوں کے علاوہ سب سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان دونوں کے ساتھ بھی شرعی ضابطہ کے مطابق ہی شہوت نفسانی پوری کرتے ہیں ان سے اور ان کے علاوہ کسی اور سے ناجائز طریقہ پر شہوت رانی میں مبتلا نہیں ہوتے۔

⑤ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ امانت کا حق ادا کرنا، امانت کا لغوی معنی ہر اُس چیز کو شامل ہے جس کی ذمہ داری کسی شخص نے اٹھائی ہو اور اس پر اعتماد و بھروسہ کیا ہو چنانچہ حقوق اللہ سے متعلق امانات تمام شرعی فرائض و واجبات کا ادا کرنا اور تمام محرمات و مکروہات سے پرہیز کرنا ہے اور حقوق العباد سے متعلق امانات میں مالی امانت اور کسی کے راز کی حفاظت، مزدوری و ملازمت کے اوقات کی پابندی شامل ہیں۔

⑥ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ عہد پورا کرنا، جو دو طرفہ عہد ہو اُس کا پورا کرنا فرض اور اس کے خلاف کرنا غدر و دھوکہ ہے جو کہ حرام ہے اور وہ عہد جو یکطرفہ ہو جسے وعدہ کہتے ہیں اس کا پورا کرنا بھی شرعاً لازم و واجب ہے البتہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی قسم کے پورا کرنے پر عدالت کے ذریعے مجبور کیا جا سکتا ہے جبکہ دوسری قسم کے پورا کرنے پر عدالت کے ذریعے مجبور نہیں کیا جا سکتا البتہ دیانتاً اس کا بھی پورا کرنا واجب ہے اور بلا عذر شرعی اس کے خلاف کرنا گناہ ہے۔

⑦ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ نماز پر محافظت، اس سے مراد اُس کی پابندی کرنا اور ہر نماز کو اس کے وقت مستحب میں ادا کرنا ہے۔

مذکورہ سات اوصاف میں تمام حقوق اللہ و حقوق العباد اور ان سے متعلقہ احکام آجاتے ہیں، پس جو شخص ان اوصاف کے ساتھ متصف ہو جائے اور ان پر جمارہے وہ شخص کامل مؤمن اور فلاحِ دنیا و آخرت کا مستحق ہے۔ (معارف القرآن ج۶ ص۲۹۵)

الشق الثانی ...... قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ (پ۱۶-س طٰہٰ: ۹۵ تا ۹۷)

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ کریں، آیات مذکورہ کی تفسیر لکھتے ہوئے اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ کا مطلب واضح کریں، مِنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ میں رسول سے کون مراد ہیں؟ ''سامری'' کون تھا؟ نام کیا تھا؟ اور کس قبیلہ سے تعلق تھا۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال میں پانچ امور توجہ طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ کا مطلب (۴) اثر الرسول میں رسول کی مراد (۵) سامری کا تعارف، نام و قبیلہ۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سامری! تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے وہ چیز دیکھی تھی جو دوسروں نے نہیں دیکھی تھی پھر میں نے ایک مٹھی رسول کے نشانات قدم کے نیچے سے اُٹھائی تھی پھر میں نے وہی خاک اس (مجسمہ) میں ڈال دی تھی اور میرے نفس کو یہی بات پسند آئی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پس تیرے لئے زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو کہے گا لَا مِسَاسَ یعنی مجھے کوئی نہ چھوئے، اور بیشک تیرے لئے ایک دوسرا مقررہ وعدہ ہے وہ ہرگز تجھ سے خلاف نہ

ہوگا اور دیکھ تو اپنے اُس معبود کی طرف کہ جس پر تو جما بیٹھا تھا، ہم اس کو جلا دیں گے پھر اس کو دریا میں بکھیر کر بہا دیں گے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حضرت ہارون علیہ السلام سے بنی اسرائیل کی شرکیہ گمراہی وغیرہ کے متعلق باز پرس کر لی تو اسکے بعد سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے سامری! تو بتلا کہ تو نے یہ حرکت کیوں کی؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے وہ چیز دیکھی جو دوسروں نے نہیں دیکھی اس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور جس وقت دریائے قلزم سے بنی اسرائیل گزر گئے اور فرعونی لشکر دریا میں داخل ہو رہا تھا اس وقت سامری نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا جو دوسروں کو معلوم نہ تھا، دوسری روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر آنے کی دعوت دینے کیلئے حضرت جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تھے اس وقت سامری نے دیکھا تھا اور سامری کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈالی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا قدم جس جگہ پڑتا ہے وہاں حیات وزندگی کے خاص اثرات ہیں یہ مٹی اٹھالی جائے چنانچہ اس نے وہ مٹی اٹھالی اور اس نے وہی مٹی بچھڑے کے اندر ڈالی تو بقدرتِ خداوندی اس میں حیات کے آثار پیدا ہو گئے اور وہ بچھڑا بولنے لگا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کیلئے بددعا کی فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ اس بددعا کے نتیجہ میں یہ کسی کو ہاتھ لگاتا یا کوئی دوسرا اسے ہاتھ لگاتا تو دونوں کو بخار ہو جاتا اس لئے وہ سب سے الگ رہتا، اور جب کسی کو اپنی طرف آتے دیکھتا تو دور سے پکارتا لَا مِسَاسَ یعنی کوئی مجھے نہ چھوئے۔

بعض حضرات نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کیلئے سزا تجویز کی تھی کہ سب لوگ اس سے مقاطعہ کریں اور کوئی اسکے قریب نہ جائے اور اس کو بھی یہ حکم دیا کہ وہ کسی کو ہاتھ نہ لگائے اور زندگی بھر وحشی جانوروں کی طرح سب سے الگ رہے اور آخرت میں بھی اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا وعدہ ہے۔ اسکے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے فرمایا کہ تو اپنے اس معبود یعنی بچھڑے کو دیکھ جس کی عبادت کے لئے تو جم کر بیٹھا ہوا تھا کہ ہم اسکو جلا دیں گے یا ریتی سے بالکل گھس ڈالیں گے اور پھر اسکے گھسے ہوئے ذرات کو یا جلی ہوئی راکھ کو دریا میں بکھیر کر بہا دیں گے اور اسکی خاک کا کوئی ذرہ بھی ہاتھ نہ لگے گا چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ (معارف القرآن ومظہری)

❸ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ کا مطلب:۔ اس جملہ کے دو مطلب ابھی تفسیر میں ذکر کئے گئے ہیں۔

❹ اثر الرسول میں رسول کی مراد:۔ اس رسول سے لغوی معنی کے اعتبار سے رسول یعنی قاصد مراد ہے اور اس کا مصداق حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جیسا کہ ابھی تفسیر میں گزرا۔

❺ سامری کا تعارف، نام وقبیلہ:۔ بعض حضرات نے کہا کہ یہ آلِ فرعون کا قبطی آدمی تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پڑوس میں رہتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا، اور بنی اسرائیل کے ساتھ ہی مصر سے نکلا تھا۔ بعض نے کہا کہ یہ بنی اسرائیل کے ہی ایک قبیلہ سامرہ کا رئیس تھا اور یہ قبیلہ شام میں معروف ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ یہ فارسی شخص کرمان کا رہنے والا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ ایسی قوم کا آدمی تھا جو گائے کی پرستش کرنے والی تھی اور یہ کسی طرح مصر پہنچ کر بظاہر دینِ بنی اسرائیل میں داخل ہو گیا مگر اس کے دل میں نفاق تھا۔ بحوالی حاشیہ قرطبی یہ شخص ہندوستان کا ہندو تھا جو گائے کی عبادت کرتے ہیں۔

مشہور یہ ہے کہ سامری کا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سامری اس وقت پیدا ہوا جب فرعون کی طرف سے تمام اسرائیلی لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم تھا، اس کی والدہ نے قتل سے بچانے کیلئے جنگل کے ایک غار میں رکھ کر اوپر سے اس کو بند کر دیا اور کبھی کبھی وہ اس کی خبر گیری کرتی ہوگی۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اس کی حفاظت وغذاء پر مامور کر دیا وہ اپنی ایک انگلی پر شہد، ایک انگلی پر مکھن اور ایک انگلی پر دودھ لاتے اور اس کو چٹا دیتے حتیٰ کہ یہ غار ہی میں پل کر بڑا ہوا اور اس کا انجام یہ ہوا کہ خود بھی یہ کفر میں مبتلا ہوا اور بنی اسرائیل کو بھی مبتلا کیا اور پھر قہرِ الٰہی میں گرفتار ہوا۔ (معارف القرآن ج ۶ ص ۱۴۴)

﴿الورقة الاولیٰ : فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَ امْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤی ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ﴿۷۲﴾ آیات کا ترجمہ کریں۔ آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جن مہمانوں کی آمد کا تذکرہ ہے وہ کون تھے؟ اور کیوں آئے تھے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان مہمانوں نے کہاں جانے کا ذکر کیا؟ اس کی تفصیل لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② مہمانوں کی تعیین و آنے کا مقصد ③ مہمانوں کے جانے کی منزل کی تفصیل۔ (پ۱۲۔ ہود: ۶۹ تا ۷۲)

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور تحقیق آچکے ہیں ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر انہوں نے کہا کہ سلام ہو، ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم پر بھی سلام ہو، پھر دیر نہ کی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لے آئے، پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے پر نہیں آتے تو ان کو اجنبی سمجھا اور دل میں ان سے گھبرائے، وہ بولے مت ڈرو ہم قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں، اور اس کی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے اس کو اسحاق کے پیدا ہونے کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی خوشخبری دی، وہ بولی اے خرابی وہلاکت کیا میں بچے جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے، یہ تو ایک عجیب بات ہے۔

② مہمانوں کی تعیین و آنے کا مقصد:۔ اللہ تعالیٰ نے چند فرشتوں کو ابراہیم علیہ السلام کے پاس اولاد کی بشارت دینے کیلئے بھیجا تھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ سے کوئی اولاد نہ تھی اور ان کو اولاد کی تمنا تھی مگر دونوں کا بڑھاپا تھا بظاہر کوئی امید نہ تھی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ خوشخبری بھیجی کہ نرینہ اولاد ہوگی اور ان کا نام بھی اسحاق تجویز فرما دیا اور پھر یہ بھی بتلا دیا کہ وہ زندہ رہیں گے اور وہ بھی صاحب اولاد ہوں گے ان کے لڑکے کا نام یعقوب ہوگا اور دونوں اللہ تعالیٰ کے رسول و پیغمبر ہوں گے، یہ فرشتے چونکہ بشکل انسانی آئے تھے اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے ان کو عام مہمان سمجھ کر مہمان نوازی شروع کی، مگر انہوں نے اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا، ابراہیم علیہ السلام کو یہ دیکھ کر اندیشہ لاحق ہوا کہ یہ مہمان نہیں معلوم ہوتے، ممکن ہے کسی فساد کی نیت سے آئے ہوں، فرشتوں نے ان کا یہ اندیشہ محسوس کر کے بات کھول دی اور بتلا دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں آپ گھبرائیں نہیں، ہم آپ کو اولاد کی بشارت دینے کے علاوہ ایک اور کام کے لئے بھی بھیجے گئے ہیں کہ قوم لوط پر عذاب نازل کریں۔ (معارف القرآن)

③ مہمانوں کے جانے کی منزل کی تفصیل:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری سنانے کے بعد یہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے جن کا مقام وہاں سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر تھا اللہ تعالیٰ شانہ جس قوم کو عذاب میں پکڑتے ہیں اس پر ان کے عمل کے مناسب ہی عذاب مسلط فرماتے ہیں، اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کے یہ فرشتے حسین لڑکوں کی شکل میں بھیجے گئے جب وہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر پہنچے تو ان کو بشکل انسانی دیکھ کر انہوں نے بھی مہمان سمجھا اور اس وقت وہ سخت فکر و غم میں مبتلا ہو گئے کہ مہمانوں کی مہمانی نہ کی جائے تو یہ شان پیغمبری کے خلاف ہے اور اگر ان کو مہمان بنایا جاتا ہے تو اپنی قوم کی خباثت معلوم ہے، اس کا خطرہ ہے کہ وہ مکان پر چڑھ آئیں گے، ان مہمانوں کو اذیت پہنچائیں گے اور وہ ان کی مدافعت نہ کر سکیں گے، اور دل میں کہنے لگے کہ آج بڑی سخت مصیبت کا دن ہے۔ جب یہ محترم مہمان حسین لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں مقیم ہو گئے تو ان کی بیوی نے ان کی قوم

کے اوباش لوگوں کو خبر کردی کہ آج ہمارے گھر میں اس طرح کے مہمان آئے ہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم دوڑی ہوئی آئی اور علانیہ حضرت لوط علیہ السلام کے مکان پر چڑھ دوڑے، حضرت لوط علیہ السلام نے جب دیکھا کہ ان کی مدافعت مشکل ہے تو ان کو شر سے باز رکھنے کیلئے فرمایا کہ تم اس شر و فساد سے باز آ جاؤ تو میں اپنی لڑکیاں تمہارے سرداروں کے نکاح میں دیدوں گا، مگر وہاں شرافت و انسانیت کا کوئی اثر کسی میں باقی نہ تھا، سب نے جواب میں کہا: آپ جانتے ہیں کہ ہمیں آپ کی لڑکیوں کی کوئی ضرورت نہیں، ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ آپ کو معلوم ہے۔ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا یہ اضطراب دیکھ کر بات کھول دی اور کہا کہ گھبرایئے نہیں آپ کی جماعت بڑی قوی اور مضبوط ہے، ہم اللہ کے فرشتے ہیں ان کے قابو میں آنے والے نہیں ان پر عذاب واقع کرنے کیلئے آئے ہیں۔
اس وقت فرشتوں نے بحکم ربانی حضرت لوط علیہ السلام کو کہا کہ آپ رات کے آخری حصہ میں اپنے اہل وعیال کو لے کر یہاں سے نکل جائیں اور یہ ہدایت کر دیجئے کہ ان میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے، بجز آپ کی بیوی کے کیونکہ اس پر تو وہی عذاب پڑنے والا ہے جو قوم پر پڑے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ بیوی بھی ساتھ چلی مگر جب قوم پر عذاب آنے کا دھما کہ سنا تو پیچھے مڑ کر دیکھا اور قوم کی تباہی پر اظہار افسوس کرنے لگی، اسی وقت ایک پتھر آیا جس نے اس کا بھی خاتمہ کر دیا۔
روایات میں ہے کہ یہ چار بڑے بڑے شہر تھے جن میں یہ لوگ بستے تھے، جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو جبرائیل امین نے اپنا پر ان سب شہروں کی زمین کے نیچے پہنچا کر سب کو اس طرح اوپر اٹھالیا کہ ہر چیز اپنی جگہ رہی، پانی کے برتن سے پانی بھی نہیں گرا، آسمان کی طرف سے کتوں اور جانوروں اور انسانوں کی آوازیں آ رہی تھیں ان سب بستیوں کو آسمان کی طرف سیدھا اٹھانے کے بعد اوندھا کر کے پلٹ دیا، جو ان کے عمل خبیث کے مناسب حال تھا۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی ...... اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا۝ (پ۱۵۔ کہف: ۹تا۱۲)

آیات کا سلیس ترجمہ کریں۔ اصحاب کہف اور رقیم کی وضاحت کریں۔ **سورة الكهف** کا شانِ نزول تحریر کریں۔
﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② اصحاب کہف اور رقیم کی وضاحت ③ **سورة الكهف** کا شانِ نزول۔

جواب ...... ① __آیات کا ترجمہ:۔__ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ غار اور رقیم والے ہماری عجیب نشانیوں میں سے تھے؟ جب اُن جوانوں نے غار میں پناہ لی اور دعا کی کہ اے ہمارے رب ہم پر اپنی خصوصی رحمت نازل فرما اور اس حال میں ہمارے لئے بھلائی کا راستہ مہیا فرما، پھر تھپکی دی ہم نے ان کے کانوں پر غار میں چند سالوں تک، پھر ہم نے ان کو اٹھایا تا کہ ہم جان لیں کہ دو گروہوں میں سے کون زیادہ صحیح جانتا ہے اس مدت کو جو وہ ٹھہرے رہے۔

② __اصحاب کہف اور رقیم کی وضاحت:۔__ رقیم کا لفظی معنی مرقوم بمعنی لکھی ہوئی چیز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس کا معنی لکھی ہوئی تختی ہے جس پر بادشاہِ وقت نے اصحاب کہف کے نام لکھوا کر غار کے دروازے پر لگا دی تھی اسی وجہ سے اصحاب کہف کو اصحاب رقیم کہا جاتا ہے۔ قتادہ، عطیہ، عوفی ومجاہد کا قول یہ ہے کہ رقیم اس پہاڑ کے نیچے ایک وادی کا نام ہے جس پہاڑ میں اصحاب کہف کا غار تھا۔ بعض نے کہا کہ رقیم اسی پہاڑ کا نام ہے۔ کعب احبار اور وہب بن منبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رقیم ایلہ یعنی عقبہ کے قریب ایک شہر کا نام ہے جو بلادِ روم میں واقع ہے۔ (معارف القرآن)

جمہور محدثین ومفسرین اصحاب کہف واصحاب رقیم کے ایک ہونے پر متفق ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی جماعت کے دو نام ہیں۔ ان کو اصحاب کہف کہنے کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ جماعت ایک غار میں چھپی تھی الخ اور اصحاب رقیم کہنے کی وجہ رقیم کی مراد سے واضح ہے۔ البتہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں یہ دو الگ الگ عنوان قائم کئے ہیں اور اصحاب کہف کے تحت یہی واقعہ ہے اور اصحاب رقیم کے تحت تین شخصوں کا مشہور واقعہ ذکر کیا ہے جو غار میں داخل ہوئے تو پہاڑ کی ایک چٹان کے ذریعہ غار کا منہ بند ہو گیا تھا اور تینوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کی تھی۔ شارح بخاری حافظ ابن حجرؒ نے امام بخاریؒ کی بات کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ یہ ایک ہی جماعت کے دو نام ہیں۔

❹ سورۃ الکہف کا شان نزول:۔ کما مر فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۸ھ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ آیات کا ترجمہ کریں۔ آیات میں جو قصہ بتایا گیا ہے، وہ تحریر کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ولادت کے بعد حیرت انگیز طور پر قوم سے جو گفتگو کی، اس کا خلاصہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② قصہ کی وضاحت ③ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بوقتِ ولادت گفتگو کا خلاصہ۔ (پ۱۶۔ مریم:۱۶تا۲۱)

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور اے محمد ﷺ اس کتاب میں حضرت مریم کا قصہ بھی ذکر کیجئے جب جدا ہوئی وہ اپنے لوگوں سے ایک مشرقی مکان میں، پھر ان گھر والوں سے اوٹ کرنے کیلئے انہوں نے پردہ ڈال لیا، پھر بھیجا ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ اور وہ ان کے سامنے ایک پورا آدمی بن کر نمودار ہوا۔ کہنے لگیں میں تجھ سے اپنے خدا رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو اس سے ڈرتا ہے، فرشتہ نے کہا کہ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاک دامن لڑکا عطا کروں، مریم علیہا السلام نے (تعجب سے) کہا کہ میرے لڑکا کیسے ہو گا مجھے تو کسی بشر نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکارہ ہوں؟ فرشتہ نے کہا کہ تیرے رب نے فرمایا کہ وہ مجھ پر آسان ہے اور ہم اس کو لوگوں کیلئے نشانی بنانا چاہتے ہیں اور مہربانی اپنی طرف سے، اور یہ کام مقرر ہو چکا ہے۔

❷ قصہ کی وضاحت:۔ مریم علیہا السلام اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہو کر ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب تھا۔ غسل کیلئے گئیں اور انہوں نے اپنے اور اہل کے درمیان ایک پردہ ڈال لیا تاکہ اس پردہ کی آڑ میں غسل کر سکیں اور کوئی اس پردہ کے اندر نہ آ سکے، جب غسل کر چکیں اور کپڑے پہن لیے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس جبرئیل امین علیہ السلام کو بھیجا، وہ آدمی بن کر مریم کے سامنے ایک نہایت حسین وجمیل اور خوبصورت نوجوان کی صورت میں ظاہر ہوئے، مریم علیہا السلام نے جب غسل خانے میں ایک اجنبی اور بیگانہ آدمی دیکھا تو گھبرا گئیں اور بولیں کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو متقی ہے تو میں تیرے شر سے پناہ مانگتی ہوں، اس وقت جبرئیل امین علیہ السلام نے اپنا فرشتہ ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ میں کوئی بشر اور آدمی نہیں اس سے تم ڈر رہی ہو، میں تو تیرے پروردگار کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں تاکہ تجھ کو خدا کے حکم سے پاک اور پاکیزہ لڑکا عطا کروں، مجھ سے ڈرنے اور پناہ مانگنے کی ضرورت نہیں، مریم علیہا السلام کو اس کی نورانی صورت سے القاءِ ربانی سے یہ یقین ہو گیا کہ بیشک یہ فرشتہ ہے مگر تعجب ہے کہ بغیر شوہر کے کیسے بچہ ہو گا اسلئے مریم علیہا السلام

نے کہا میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا یعنی میرا کسی سے نکاح نہیں ہوا اور نہ میں بدکار ہوں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یونہی ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ تجھے بغیر نکاح کے ہی لڑکا عطا کرے گا اور تیرے پروردگار نے فرمایا ہے کہ بغیر باپ کے بیٹا عطا کرنا مجھ پر آسان ہے، اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، وہ اپنی تخلیق وتکوین میں آلات اور مواد واسباب کا محتاج نہیں، اسے بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لیے اپنی قدرت کی نشانی بنادیں کہ اس کے حال کو دیکھ کر لوگ ہماری قدرت کو پہچانیں کہ اللہ تعالیٰ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنے پر قادر ہے اور اس بچہ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا علم الٰہی میں طے شدہ امر ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام فرشتے کی بات سے مطمئن ہوگئیں پھر اس گفتگو کے بعد جبریل علیہ السلام مریم علیہا السلام کے قریب آئے اور ان کے منہ میں یا گریبان میں پھونک ماری، پس اسی وقت مریم علیہا السلام حاملہ ہوگئیں، بعض کہتے ہیں کہ چھ سات مہینے حمل رہا اور بعض کہتے ہیں کہ قرار حمل اور ولادت سب ایک ہی ساعت میں واقع ہوئے۔ (معارف القرآن۔ کاندھلوی)

④ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بوقت ولادت گفتگو کا خلاصہ:۔ جب حضرت مریم علیہا السلام بچہ کو لے کر اپنی قوم میں آئیں تو بنی اسرائیل جمع ہوگئے اور حضرت مریم پر طعن وتشنیع شروع کی اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کا دودھ پی رہے تھے اسی وقت دودھ پینا شروع کیا اور کہا کہ تحقیق میں اللہ کا بندہ ہوں اور اپنی ذات کیلئے آٹھ صفات بیان فرمائیں جن میں تمام خیالات فاسدہ کا رد ہوگیا۔

① **انی عبد اللہ** یعنی میں اللہ کا خاص بندہ ہوں بطور خرقِ عادت بغیر باپ کے پیدا ہوا ہوں۔ معاذ اللہ ولد الزنا نہیں اور نہ معاذ اللہ میں عین خدا ہوں اور نہ خدا مجھ میں حلول کیے ہوئے ہے۔ ② **آتانی الکتاب** اللہ نے مجھ کو کتاب یعنی انجیل دی ہے یعنی عنقریب اللہ تعالیٰ مجھ کو انجیل عطا کرے گا جو میری نبوت کی دلیل ہوگی اور نبوت الوہیت کے منافی ہے۔ ③ **جعلنی نبیا** اللہ نے مجھ کو نبی بنایا ہے یعنی اللہ نے ازل میں فیصلہ کردیا ہے کہ وہ مجھ کو نبی بنائے گا اور مجھ کو انجیل عطا کرے گا۔ ④ **جعلنی مبارکا این ملکنت** اللہ تعالیٰ نے مجھ کو برکت والا بنایا ہے جس جگہ بھی ہوں جہاں بھی رہوں اور جہاں خیر وبرکت میرے ساتھ ہوگی اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ میں خدا کا مبارک بندہ ہوں۔ ⑤ **اوصٰنی بالصلوۃ و الزکوۃ ما دمت حیا** اللہ نے مجھ کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے جب تک میں دنیا میں زندہ رہوں۔ اس لیے کہ آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد بندہ احکام شریعہ کا مکلف نہیں رہتا۔ ⑥ **و برا بوالدتی** اللہ تعالیٰ نے مجھ کو میری والدہ کا خدمت گذار بنایا ہے۔ اشارہ اس طرف ہے کہ میں بغیر باپ کے پیدا ہوا ہوں اور میری یہ والدہ عفیفہ اور طاہرہ ومطہرہ ہے۔ مجھ پر اس کی تعظیم وتکریم واجب ہے۔ ⑦ **و لم یجعلنی جبارا شقیا** اللہ نے مجھ کو سرکش اور بدبخت نہیں بنایا کہ اللہ کا حکم نہ مانوں بلکہ متواضع اور نیک بخت بنایا اسلئے کہ معصیت شقاوت کا سبب ہے۔ ⑧ **والسلام علیّ یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا** سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں قبر سے زندہ اٹھایا جاں گا۔ یہ صفت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے کیونکہ خدا ولادت اور موت سے پاک ہے اور کسی کی سلامتی اور حفاظت سے بے نیاز ہے۔ (ایضا)

الشق الثانی ...... قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ (پ۱۶۔ طٰہٰ: ۹۵ تا ۹۷)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں، آیات کی تفسیر لکھیں۔ سامری نے بنی اسرائیل کو کیسے گمراہ کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ''سامری'' کون تھا؟ نام کیا تھا؟ اور کس قبیلہ سے تعلق تھا۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ سامری کے بنی

اسرائیل کو گمراہ کرنے کی کیفیت اور موسیٰ علیہ السلام کا سامری کے ساتھ معاملہ ④ سامری کا تعارف، نام و قبیلہ۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سامری! تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے وہ چیز دیکھی تھی جو دوسروں نے نہیں دیکھی تھی پھر میں نے ایک مٹھی رسول کے نشاناتِ قدم کے نیچے سے اُٹھائی تھی پھر میں نے وہی خاک اس (مجسمہ) میں ڈال دی تھی اور میرے نفس کو یہی بات پسند آئی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پس تیرے لئے زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو کہے گا لَا مِسَاسَ یعنی مجھے کوئی نہ چھوئے، اور بیشک تیرے لئے ایک دوسرا مقررہ وعدہ ہے وہ ہرگز تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور دیکھ تو اپنے اُس معبود کی طرف کہ جس پر تو جما بیٹھا تھا، ہم اس کو جلا دیں گے پھر اس کو دریا میں بکھیر کر بہا دیں گے۔

② **آیات کی تفسیر:۔** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حضرت ہارون علیہ السلام سے بنی اسرائیل کی شرکیہ گمراہی وغیرہ کے متعلق باز پرس کرلی تو اسکے بعد سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے سامری! تو بتلا کہ تونے یہ حرکت کیوں کی؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے وہ چیز دیکھی جو دوسروں نے نہیں دیکھی اس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور جس وقت دریائے قلزم سے بنی اسرائیل گزر گئے اور فرعونی لشکر دریا میں داخل ہو رہا تھا اس وقت سامری نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا جو دوسروں کو معلوم نہ تھا، دوسری روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر آنے کی دعوت دینے کیلئے حضرت جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تھے اس وقت سامری نے دیکھا تھا اور سامری کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈالی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا قدم جس جگہ پڑتا ہے وہاں حیات و زندگی کے خاص اثرات ہیں یہ مٹی اٹھالی جائے چنانچہ اس نے وہ مٹی اٹھالی اور اس نے وہی مٹی بچھڑے کے اندر ڈالی تو بقدرتِ خداوندی اس میں حیات کے آثار پیدا ہوگئے اور وہ بچھڑا بولنے لگا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کیلئے بددعا کی فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ اس بددعا کے نتیجہ میں یہ کسی کو ہاتھ لگاتا یا کوئی دوسرا اسے ہاتھ لگاتا تو دونوں کو بخار ہو جاتا اس لئے وہ سب سے الگ رہتا، اور جب کسی کو اپنی طرف آتے دیکھتا تو دور سے پکارتا لَا مِسَاسَ یعنی کوئی مجھے نہ چھوئے۔

بعض حضرات نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کیلئے سزا تجویز کی تھی کہ سب لوگ اس سے مقاطعہ کریں اور کوئی اسکے قریب نہ جائے اور اس کو بھی یہ حکم دیا کہ وہ کسی کو ہاتھ نہ لگائے اور زندگی بھر وحشی جانوروں کی طرح سب سے الگ رہے اور آخرت میں بھی اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا وعدہ ہے۔ اسکے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے فرمایا کہ تو اپنے اس معبود یعنی بچھڑے کو دیکھ جس کی عبادت کے لئے تو جم کر بیٹھا ہوا تھا کہ ہم اسکو جلا دیں گے یا ریتی سے بالکل گھس ڈالیں گے اور پھر اسکے گھسے ہوئے ذرات کو یا جلی ہوئی راکھ کو دریا میں بکھیر کر بہا دیں گے اور اسکی خاک کا کوئی ذرہ بھی ہاتھ نہ لے گا چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ (معارف القرآن ومظہری)

③ **سامری کے بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے کی کیفیت اور موسیٰ علیہ السلام کا سامری کے ساتھ معاملہ:۔** اس کیفیت و معاملہ کی وضاحت ابھی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

④ **سامری کا تعارف، نام و قبیلہ:۔** بعض حضرات نے کہا کہ یہ آلِ فرعون کا قبطی آدمی تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پڑوس میں رہتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا، اور بنی اسرائیل کے ساتھ ہی مصر سے نکلا تھا۔ بعض نے کہا کہ یہ بنی اسرائیل کے ہی ایک قبیلہ سامرہ کا رئیس تھا اور یہ قبیلہ شام میں معروف ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ یہ فارسی شخص کرمان کا رہنے والا تھا۔
حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ ایسی قوم کا آدمی تھا جو گائے کی پرستش کرنے والی تھی اور یہ کسی طرح مصر پہنچ کر بظاہر دینِ بنی اسرائیل میں داخل ہوگیا مگر اس کے دل میں نفاق تھا۔ بحوالی حاشیۂ قرطبی یہ شخص ہندوستان کا ہندو تھا جو گائے کی عبادت کرتے ہیں۔
مشہور یہ ہے کہ سامری کا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سامری اس وقت پیدا ہوا

جب فرعون کی طرف سے تمام اسرائیلی لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم تھا، اس کی والدہ نے قتل سے بچانے کیلئے جنگل کے ایک غار میں رکھ کر اوپر سے اس کو بند کر دیا اور کبھی کبھی وہ اس کی خبر گیری کرتی ہوگی۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اس کی حفاظت وغذاء پر مامور کر دیا وہ اپنی ایک انگلی پر شہد، ایک انگلی پر مکھن اور ایک انگلی پر دودھ لاتے اور اس کو چٹا دیتے حتیٰ کہ یہ غار ہی میں پل کر بڑا ہوا اور اس کا انجام یہ ہوا کہ خود بھی یہ کفر میں مبتلا ہوا اور بنی اسرائیل کو بھی مبتلا کیا اور پھر قہرِ الٰہی میں گرفتار ہوا۔ (معارف القرآن ج ۶ ص ۱۳۲)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ (پ ۱۷۔ انبیاء: ۹۴ تا ۹۸) آیات کا ترجمہ کریں۔

وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون کی تفسیر لکھیں۔ یاجوج ماجوج کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیت ثانیہ کی تفسیر ③ یاجوج ماجوج کا تعارف۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ پس جو کوئی کچھ نیک کام کرے اور وہ ایمان رکھتا ہو پس ہم اس کے اعمال اکارت وضائع نہ کریں گے اور ہم اس کو لکھ لیتے ہیں، اور حرام ہے ہر بستی پر جس کو ہم نے ہلاک کر دیا کہ وہ لوٹ کر نہیں آئیں گے، یہاں تک کہ جب کھول دیے جائیں گے یاجوج وماجوج اور وہ ہر اونچی جگہ سے پھسلتے چلے آئیں گے، اور نزدیک آلگے گا سچا وعدہ پھر اس دم اوپر لگی رہ جائیں گی منکروں کی آنکھیں (اپنی غفلت پر دست حسرت ملیں گے) ہائے ہماری کم بختی! ہم اس سے بے خبر رہے۔ نہیں، بلکہ ہم ظالم وگنہگار تھے۔ تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو اللہ کے سوا یہ سب جہنم کا ایندھن ہے، تمہیں اس پر پہنچنا ہے۔

② آیت ثانیہ کی تفسیر:۔ حق جل شانہ نے اس آیت میں اس خوف ودہشت کو بیان کیا ہے جو قیامت کے قریب پیش آئے گی۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ جن بستی والوں کو ہم نے عذاب یا موت کے ذریعے ہلاک کر دیا تو اس بستی والوں کے لیے یہ بات محال اور ناممکن ہے کہ وہ دوبارہ زندہ ہو کر ہماری طرف نہ لوٹیں یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ مرنے والے ہماری طرف نہ لوٹیں اور ہمارے حضور میں حساب وکتاب کے لیے حاضر نہ ہوں کفار کا یہ خیال کہ مر مرا کر خاک میں مل جائیں گے اور نیست ونابود ہو جائیں گے ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے ایک روز ضرور ہماری طرف واپس لائے جائیں گے، قیامت قائم ہوگی اور ان کا حساب وکتاب ہوگا پس یہ جملہ درحقیقت گزشتہ جملہ **کل الینا راجعون فمن یعمل من الصٰلحٰت وھو مومن فلا کفران لسعیہ وانا لہ کاتبون** کے مضمون کی تاکید ہے جس سے منکرین حشر اور منکرین قیامت اور منکرین رجوع الی اللہ کا رد مقصود ہے۔

بعض علماءِ تفسیر یہ کہتے ہیں کہ **لا یرجعون** میں لا زائدہ ہے اور رجوع سے رجوع بجانب دنیا مراد ہے، مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ہلاک ہو چکے اور مر چکے ان کا تدارک مافات اور اپنے اعمال کی درستی کے لیے دنیا میں دوبارہ واپس آنا ناممکن اور محال ہے ایک مرتبہ جب دنیا سے رخصت ہو گئے تو اس دار العمل سے چلے جانے کے بعد دوبارہ اس دار العمل کی طرف رجوع ممکن نہیں کہ دوبارہ واپس آ کر پھر ایمان لا سکیں اور عمل صالح کر سکیں اور اس طرح اپنی برائیوں کا کفارہ کر سکیں تو یہ بات محال اور ناممکن ہے۔ (معارف القرآن۔ کاندھلوی)

③ یاجوج ماجوج کا تعارف:۔ **کما مرّ فی الشق الاول من السول الثالث ۱۴۳۹ھ**

الشق الثانی ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ (پ ۱۸۔نور: ۲۷ تا ۲۹)

آیات کا ترجمہ کریں۔آیات میں کن معاشرتی آداب کو بیان کیا گیا ہے؟ سورہ نور کی اہمیت پر آدھے صفحے کا مضمون لکھیں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات میں مذکور معاشرتی آداب کی وضاحت ③ سورۂ نور کی اہمیت۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والومت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے علاوہ جب تک بول چال نہ کر لو اور سلام کرلو ان گھر والوں پر، یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تا کہ تم نصیحت پکڑو۔ پھر اگر نہ پاؤ تم اس میں کسی کو تو نہ جاؤ اس میں جب تک کہ اجازت نہ ملے تم کو اور اگر تمہیں جواب ملے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ، اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لیے اور اللہ اس کو جو تم کرتے ہو جانتا ہے۔ کوئی حرج نہیں تم پر اس میں کہ جاؤ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا، جہاں تمہارا سامان یعنی نفع کی چیز ہو اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

❷ آیات میں مذکور معاشرتی آداب کی وضاحت:۔ ① کسی کی ملاقات کو جاؤ تو پہلے اجازت لو بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہو۔ ② اگر گھر میں کوئی نہ ہو تب بھی بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہو۔ ③ اگر کسی شخص نے کسی شخص سے اجازت طلب کی گئی اور اس نے جواب میں کہہ دیا کہ اس وقت ملاقات نہیں ہوسکتی لوٹ جائیے تو اس سے برا نہ ماننا چاہئے کیونکہ ہر شخص کے حالات اور اس کے مقتضیات مختلف ہوتے ہیں بعض وقت وہ مجبور ہوتا ہے باہر نہیں آسکتا نہ آپ کو اندر بلا سکتا ہے تو ایسی حالت میں اس کے عذر کو قبول کرنا چاہئے۔ ④ اگر کسی کے دروازے پر جا کر اجازت طلب کی گئی اور اندر سے کوئی جواب نہ آیا تو سنت یہ ہے کہ دوبارہ پھر استیذان کرے اور پھر بھی جواب نہ آئے تو تیسری مرتبہ کرے۔ اگر تیسری مرتبہ بھی جواب نہ آئے تو پھر بھی لوٹ جانا چاہئے۔ ⑤ وہ مکانات اور مقامات جو کسی خاص فرد یا قوم کیلئے خصوصی طور پر رہائش گاہ نہیں بلکہ افرادِ قوم کو وہاں جانے ٹھہرنے اور استعمال کرنے کی عام اجازت ہے جیسے وہ مسافر خانے جو شہروں اور جنگلوں میں اسی غرض کیلئے بنائے گئے ہوں اور باشتراک علت عام مسجدیں، خانقاہیں، دینی مدارس، ہسپتال، ڈاکخانہ، ریلوے اسٹیشن، ہوائی جہازوں کے مستقر اور قومی تفریحات کیلئے جو مکانات بنائے گئے ہوں غرض رفاہ عام کے سب ادارے اسی حکم میں ہیں کہ وہاں ہر شخص بلا اجازت جا سکتا ہے۔ (معارف القرآن)

❸ سورۂ نور کی اہمیت:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۳۳ھ

﴿لا الٰہ الّا انت سبحانک انّی کنت من الظالمین﴾

الورقة الثانية
حديث
معارف الحديث (ج-۲-۳-٤)

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ......عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما من عبدٍ مؤمن يخرج من عينيه دموع وان كان مثل رأس الذباب من خشية الله ثم يصيب شيئًا من حروجهٖ الا حرمه الله على النار.

حدیث مبارکہ کا ترجمہ اور تشریح بیان کریں۔کیا بڑے بڑے گناہ کرنے والا شخص محض ایک آنسو کا قطرہ بہانے سے جہنم سے محفوظ ہو جائے گا؟ واضح کریں۔(ص۳۵۔ج۲۔دارالاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) مسئلہ کی وضاحت۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے خوف اور ہیبت سے جس بندۂ مؤمن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلیں اگرچہ وہ مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے برابر ہوں پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرہ پر پہنچ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آتشِ دوزخ کے لئے حرام کر دے گا۔

② حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے خوف سے نکلنے والے آنسوؤں کی اللہ کے ہاں بہت قدر و قیمت ہے کہ جو چہرہ خوفِ خدا کی وجہ سے آنسوؤں سے کبھی بھی تر ہوا ہو گا تو اُس کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا جائے گا اور دوزخ کی آگ اُس کو نہ چھوئے گی۔

③ مسئلہ کی وضاحت:۔ یہ حدیث اور اس سے ملتے جلتے مفہوم والی احادیث جن میں کسی خاص نیک عمل پر دوزخ کی آگ کے حرام ہونے کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس نیک عمل کا ذاتی تقاضا اور خاصا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل کرنے والے کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھیں گے مگر اس فضیلت کو حاصل کرنے کیلئے شرط یہ ہے کہ اُس شخص سے اس کے برخلاف کوئی ایسا گناہ سرزد نہ ہوا ہو جس کا تقاضا یہ ہو کہ اس شخص کو جہنم میں ڈالا جائے۔اگر کسی شخص سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا ہو اور پھر اُس نے اُس گناہ سے معافی بھی مانگ لی ہو تو اُس شخص کو بھی یہ فضیلت حاصل ہوگی۔البتہ اگر کسی نے اس فضیلت کے بعد کوئی ایسا گناہ کیا اور اُس پر توبہ کی توفیق نہ ملی تو ایسا شخص جہنم کی آگ سے محفوظ نہ رہے گا۔

الشق الثانی ......عن عائشة قالت استاذن رجل على النبی ﷺ فقال بئس ابن العشيرة او بئس رجل العشيرة ثم قال ائذنوا له فلما دخل الان له القول فقالت عائشة يا رسول الله النت له القول وقد قلت له ما قلت قال ان شرّ الناس منزلة عند الله يوم القيٰمة من ودعه او تركه الناس لاتقاء فحشه.

حدیث کا ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کریں، حدیث سے مستنبط فوائد تحریر کریں۔(ص۱۵۲۔ج۲۔دارالاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حاصل تین امور ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) حدیث سے مستنبط فوائد۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اجازت چاہی، آپ نے (ہم لوگوں سے) فرمایا کہ یہ اپنے قبیلہ کا برا فرزند ہے یا فرمایا کہ یہ شخص اپنے قبیلہ کا بُرا آدمی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ اس کو آنے کی اجازت دیدو پھر جب وہ آ گیا تو آپ نے اُس کے ساتھ گفتگو بہت نرمی سے فرمائی (جب وہ چلا گیا) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے تو اس شخص سے بڑی نرمی کے ساتھ بات کی اور پہلے آپ نے اسی کے بارے میں وہ بات فرمائی تھی (کہ وہ اپنے قبیلے کا بہت بُرا آدمی ہے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک درجہ کے لحاظ سے بدترین آدمی قیامت کے دن وہ

ہوگا جس کی بدزبانی اور سخت کلامی کے ڈر سے لوگ اس کو چھوڑ دیں (یعنی اس سے ملنے اور بات کرنے سے گریز کریں)۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ قبیلہ کے شریر آدمی کے ساتھ بھی آپ ﷺ نے نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی اور وجہ بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اگر کوئی آدمی شریر و بُرا بھی ہو تب بھی اُسکے ساتھ نرمی اور شریفانہ طریقہ سے ہی گفتگو کی جائے ورنہ بدزبانی اور سخت کلامی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی ایسے شخص سے ملنے اور بات چیت کرنے سے گریز کرنے لگتا ہے اور جس شخص کا یہ حال ہو وہ اللہ کے نزدیک بہت بُرا آدمی ہے۔

❸ حدیث سے مستنبط فوائد:۔ ① آپ ﷺ نے اُس شریر شخص کے آنے سے قبل حاضرینِ مجلس کو غالبًا اس لئے خبر دی تا کہ وہ اُس کے سامنے محتاط ہو کر بات کریں تا کہ شریر آدمی کے شر سے محفوظ رہیں اور کسی مصلحت کی وجہ سے کسی شخص کی برائی سے دوسروں کو خبردار کرنا غیبت میں داخل نہیں ہے بلکہ خبردار کرنے کا حکم ہے۔ ② جو آدمی شریر ہو اُس سے بھی گفتگو نرم انداز میں ہی کرنی چاہیے نیز بعض لوگوں کا یہ خیال کہ جن کی برائی اور بدکرداری ہم جانتے ہیں اُن سے اچھی طرح نہیں ملنا چاہیے یہ صحیح نہیں ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم بہت سے ایسے لوگوں سے ہنس کر ملتے اور بولتے ہیں جن کے احوال اور اعمال کے لحاظ سے ہمارے دل اُن پر لعنت کرتے ہیں۔

③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اللہ تعالیٰ بدزبان اور فحش گو آدمی کو دوست نہیں رکھتا، مطلب یہ ہے کہ بدزبانی کی عادت اللہ تعالیٰ کی محبت سے محرومی کا سبب ہے اس سے بچنا چاہیے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۴ھ

الشق الاوّل ...... عَن عبداللّٰہ بن عمر قال مکثنا ذات لیلۃ ننتظر رسول اللہ ﷺ صلٰوۃ العشاء الاٰخرۃ فخرج الینا حین ذھب ثلث اللیل او بعدہ فلا ندری اشیئٌ شغلہ فی اھلہ او غیر ذٰلک فقال حین خرج انکم تنتظرون صلٰوۃ ما ینتظرھا اھل دینٍ غیرکم ولو لا ان یثقل علی امتی لصلیت بھم ھذہ الساعۃ ثم امر المؤذن فاقام الصلٰوۃ وصلّٰی۔ (ص۹۱۔ج۳۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح بیان کرتے ہوئے نمازِ عشاء اور وتر کا افضل وقت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات ہم نمازِ عشاء کے وقت رسول اللہ ﷺ کا کافی دیر تک انتظار کرتے رہے پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے تو رات کا ایک تہائی حصہ گزر چکا تھا یا اُس کے بھی بعد تشریف لائے، پس ہم نہیں جانتے کہ آپ کو اپنے اہل کے متعلق کسی چیز نے مشغول کر دیا تھا یا کوئی اور وجہ تھی، پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس وقت باہر نکلے کہ بیشک تم ایسی نماز کے انتظار میں ہو کہ جس کا تمہارے علاوہ کسی دوسرے دین والے انتظار نہیں کرتے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر یہ نماز انتہائی ثقیل و مشکل ہو جائے گی تو البتہ میں اس نماز کو اِسی وقت میں پڑھا کرتا پھر آپ ﷺ نے مؤذن کو حکم دیا اُس نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازِ عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھنا افضل و اولیٰ ہے البتہ اگر مشقت

اور تکلیف کا باعث ہو تو پھر ابتدائی وقت میں ہی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

نیز معلوم ہوا کہ اجتماعی اعمال میں فضیلت کے حصول کے مقابلہ میں عوام کی رعایت اور سہولت کا خیال کرنا زیادہ مقدم ہے۔

وتر کو صبح بوقتِ تہجد پڑھنا افضل و اولیٰ ہے البتہ اگر کسی کو صبح بوقتِ تہجد بیدار نہ ہونے کا اندیشہ و خوف ہو تو ایسے شخص کیلئے عشاء کی نماز کے متصل ہی وتر پڑھ لینا افضل و اولیٰ ہے۔

الشق الثانی ......عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَیْهِ (یَعْنِیْ شِدْقَیْهِ) ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الخ ۔ (ص ۳۰۶۔ج ۳۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث کا مفہوم واضح کریں۔ نیز بتلائیں کہ استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے اور زکوٰۃ کے مستحقین کی تفصیل قلمبند کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کا مفہوم (۳) استعمالی زیورات پر زکوٰۃ کا حکم اور مستحقین کی تفصیل۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دولت عطا فرمائی پھر اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو وہ دولت قیامت کے دن اس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گی جس کے انتہائی زہریلے پن سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں اور اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں (جس سانپ میں یہ دو باتیں پائی جائیں، وہ انتہائی زہریلا سمجھا جاتا ہے) پھر وہ سانپ اس (زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے بخیل) کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا (یعنی اس کے گلے میں لپٹ جائے گا) پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا (اور کاٹے گا) اور کہے گا کہ میں تیری دولت ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں...... یہ فرمانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ الخ اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال و دولت میں جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے انکو دیا ہے (اور اسکی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ مال و دولت انکے حق میں بہتر بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ ان کیلئے بدتر ہے اور شر ہے۔ قیامت کے دن انکے گلوں میں طوق بنا کے ڈالی جائیگی وہ دولت جس میں انہوں نے بخل کیا (اور جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی)۔

❷ حدیث کا مفہوم:۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے گناہ کی سزا بیان کی ہے کہ اس کا مال ایک زہریلے سانپ کی شکل میں اُس کے گلے میں لپٹ جائے گا اور اُس کی دونوں باچھوں کو کاٹے گا اور دوسری حدیث کے مطابق جب تک بقیہ لوگ حساب و کتاب سے فارغ نہ ہوں گے اُس وقت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ جاری رہے گا۔

❸ استعمالی زیورات پر زکوٰۃ کا حکم اور مستحقین کی تفصیل:۔ امام ابو حنیفہ و صاحبین رحمہم اللہ کے ہاں سونے چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ فرض ہے اور امام مالک و امام احمد رحمہما اللہ کے ہاں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے اظہر قول کے مطابق زیورات میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

زکوٰۃ کے آٹھ مستحقین ہیں کما قال اللّٰہ تعالیٰ انما الصدقات ① للفقراء ② والمساکین ③ والعاملین علیہا ④ والمؤلفة قلوبهم ⑤ وفی الرقاب ⑥ والغارمین ⑦ وفی سبیل اللّٰہ ⑧ وابن السبیل۔ یعنی فقراء، مساکین، حکومت کی جانب سے صدقات وصول کرنے والے عامل، مؤلفۃ قلوب یعنی جنکے اسلام لانے کی امید ہو یا وہ اسلام میں

کمزور ہوں (اب یہ قسم منسوخ ہے) غلام کا بدل کتابت ادا کرنا، آفت یا حادثہ میں مقروض ہونیوالا، مجاہدین جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں اور وہ مسافر جس کے پاس سفر میں رقم نہ ہو اگر چہ اس کے پاس گھر میں رقم موجود ہو۔ الحاصل مؤلفۃ قلوب کے منسوخ ہونے کی وجہ سے اب صدقات وزکوۃ کے سات مصارف ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٣٤ھ

الشق الاوّل ......معروضی سوالات میں صحیح غلط کی نشاندہی کریں۔

① وضو کے بعد تولیہ ورومال استعمال کرنا ناجائز ہے۔ (غلط)
② ہر نماز کیلئے نیا وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ (صحیح)
③ مریض حاجی کے لئے وقوف عرفہ چھوڑنا جائز ہے۔ (غلط)
④ خاندان نبوت کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ (صحیح)
⑤ قحط سالی میں پڑھی جانے والی نماز کو صلوٰۃ الکسوف کہتے ہیں (غلط)
⑥ واضح لنگڑے جانور کی قربانی جائز ہے۔ (غلط)

جواب ......کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ......معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① میت کو نہلانے کے بعد غسل کرنا فرض نہیں ہے۔ (ہاں)
② طواف زیارت حج میں فرض ہے۔ (ہاں)
③ رسول اللہ ﷺ کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ (نہیں)
④ بیٹا اپنے مستحق باپ کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ (ہاں)
⑤ اونٹ کی قربانی میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ (نہیں)
⑥ دس محرم کا روزہ رکھنا فرض ہے۔ (نہیں)

جواب ......کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٣٥ھ

الشق الاوّل ......**عن عبدالله بن جعفر قال دخل النبی ﷺ حائطًا لرجل من الانصار فاذا فيه جملٌ فلما رأى النبی ﷺ حن و ذرفت عيناه فاتاه ﷺ فمسح ذفراه فسكت فقال من رب هٰذا الجمل؟ لمن هٰذا الجمل؟ فجاء فتًى من الانصار فقال لی يا رسول الله ! فقال له افلا تتقی الله فی هٰذه البهيمة التی ملكك اياه؟ فانه شكٰی الیّ انك تجيعهٗ وتدئبه۔** (ص ۱۱۵۔ ج ۲۔ دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کریں، حدیث سے مستنبط فوائد قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس میں تین امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) حدیث سے مستنبط فوائد۔

جواب ...... **①** <u>حدیث کا ترجمہ:۔</u> عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ تھا جب اُس اونٹ نے آپ کو دیکھا تو ایسا ڈکرایا اور ایسی درد بھری آواز اُس نے نکالی جیسی بچے کے جدا ہونے پر اونٹنی کی آواز نکلتی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے اور آپ نے اسکی کنوتیوں پر اپنا دست شفقت پھیرا (جیسے کہ گھوڑے یا اونٹ پر پیار کرتے وقت پھیرا جاتا ہے) وہ اونٹ خاموش ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ اسکا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان آیا اور اس

نے عرض کیا، حضرت! یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بیچارے بے زبان جانور کے بارے میں تم اس اللہ سے ڈرتے نہیں جس نے تم کو اسکا مالک بنایا ہے، اس نے مجھے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور زیادہ کام لیکر تم اس کو بہت دکھ پہنچاتے ہو۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حاصل حدیث یہ ہے کہ اونٹ نے اپنے مخصوص انداز کے اندر آپ ﷺ کے سامنے اپنے مالک کی شکایت کی اور آپ ﷺ معجزانہ طور پر اُس شکایت کو سمجھ گئے اور آپ ﷺ نے اس کے مالک کو بلایا اور اُس کو تنبیہ کی کہ ان بے زبان جانوروں کے متعلق اپنے پروردگار سے ڈرو اور اُن سے اتنا ہی کام لو جتنا کہ انہیں چارہ ڈالتے ہو۔

❸ حدیث سے مستنبط فوائد:۔ ① جانوروں کے کھانے پینے کا خیال کیا جائے اور اُن کو بھوکا نہ رکھا جائے۔ ② جانور سے اُس کی ہمت اور طاقت کے مطابق کام لیا جائے یعنی جتنا چارہ ڈالا جائے اتنا ہی کام لیا جائے۔

الشق الثانی ...... عَنْ اُمِّ حُمَيْدِ السَّاعِدِيَّةِ اَنَّهَا جَاءَ تْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ مَعَكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلٰوةَ مَعِیَ وَصَلٰوتُكِ فِیْ بَيْتِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِكِ فِیْ حُجْرَتِكِ وَصَلٰوتُكِ فِیْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِكِ فِیْ دَارِكِ وَ صَلٰوتُكِ فِیْ دَارِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِكِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ وَ صَلٰوتُكِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِكِ فِیْ مَسْجِدِیْ۔ (ص ۱۲۳۔ ج ۳۔ دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ و مفہوم بیان کریں۔ حدیث کی روشنی میں عورتوں کیلئے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی تفصیل قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کا مفہوم (۳) عورتوں کی مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی تفصیل۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں چاہتی ہوں کہ آپ کے ساتھ (جماعت سے مسجد میں) نماز ادا کیا کروں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں جانتا ہوں کہ تمہیں میرے ساتھ (یعنی میرے پیچھے جماعت کے ساتھ) نماز پڑھنے کی بڑی چاہت ہے مگر شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ تمہاری وہ نماز جو تم اپنے گھر کے اندرونی حصے میں پڑھو وہ اس نماز سے افضل اور بہتر ہے جو تم اپنے بیرونی دالان میں پڑھو اور بیرونی دالان میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھو اور اپنے گھر کے صحن میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے قبیلہ کی مسجد میں (جو تمہارے مکان سے قریب ہے) نماز پڑھو اور اپنے قبیلہ والی مسجد میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم میری مسجد میں آکر نماز پڑھو۔

❷ حدیث کا مفہوم:۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد اور کھلی جگہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ حتیٰ کہ فرمایا کہ گھر کے اندرونی حصہ میں نماز پڑھنا بیرونی حصہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور بیرونی حصہ میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا قبیلہ وغیرہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا جامع مسجد اور مسجد نبوی وغیرہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

❸ عورتوں کی مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی تفصیل:۔ سابقہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا بہرصورت گھر میں بغیر جماعت تنہا نماز پڑھنا افضل اور اولیٰ ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ عورتوں میں پیدا شدہ آج کل کی خرافات وغیرہ کو رسول اللہ ﷺ دیکھ لیتے تو انہیں واضح طور پر مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیتے۔ معلوم ہوا کہ معاشرے کی موجودہ

خرابیوں کی بناء پر عورت کا گھر میں ہی نماز پڑھنا افضل واولیٰ ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل......عن ام عطیه قالت دخل علینا رسول الله ﷺ ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلاثًا او خمسًا او اکثر من ذلك ان رأیتن ذلك بماءٍ و سدرٍ واجعلن فی الاخرة کافورًا او شیئًا من کافور فاذافرغتن فاذنني فلما فرغنا اذناه فالقی الینا حقوه فقال اشعر نها ایاه وفی روایة اغسلنها وترًا ثلاثًا او خمسًا او سبعًا وابدان بمیامنها ومواضع الوضوء منها. (ص ۱۷۹۔ج ۳۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ لکھیں۔حدیث کی تشریح تحریر کریں۔میت کو غسل وکفن دینے کا مسنون طریقہ قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) میت کو غسل وکفن دینے کا مسنون طریقہ۔

جواب...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک فوت شدہ صاحبزادی کو ہم غسل دے رہے تھے اس وقت رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے اور ہم سے فرمایا کہ تم اس کو بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیئے ہوئے پانی سے تین دفعہ یا پانچ دفعہ اور اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ غسل دو اور آخری دفعہ کافور بھی شامل کرو، پھر جب تم غسل دے چکو تو مجھے خبر دو۔(ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ) جب ہم غسل دیکر فارغ ہو گئے تو ہم نے آپ ﷺ کو اطلاع دے دی تو آپ ﷺ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا کہ سب سے پہلے یہ اسے پہنا دو اور اس حدیث کی ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس کو طاق دفعہ غسل دو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ اور داہنے اعضاء سے اور وضو کے مقامات سے شروع کرو۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں آپ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے غسل وکفن کا ذکر ہے جن کی وفات ۸ھ میں ہوئی تھی، حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا جو کہ دور نبوی میں خواتین کو غسل دینے اور دیگر فلاحی کاموں میں پیش پیش رہتی تھیں۔وہ نقل کرتی ہیں کہ جب ہم صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے تو آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیئے ہوئے پانی سے اس کو غسل دو اور اس پانی میں کافور بھی شامل کرو اور فراغت پر مجھے اطلاع کرو۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے فارغ ہو کر آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینکا کہ اُسے پہنا دو۔معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کے لباس وغیرہ کو تبرک کے طور پر اس طرح استعمال کرنا صحیح ہے البتہ حد سے تجاوز نہیں ہونا چاہیے۔

❸ میت کو غسل وکفن دینے کا مسنون طریقہ:۔ جب قریب المرگ شخص دنیا سے رخصت ہو جائے تو اس کو کسی تخت پر غسل دینے کے لئے لٹا دیا جائے اور اس تخت کو کسی خوشبودار چیز مثلاً لوبان سے تین یا پانچ یا سات دفعہ دھونی دیدی جائے اور اس کو اس طرح لٹائیں کہ پیر قبلہ کی طرف ہو اور سر مشرق کی طرف اور اگر کچھ مشکل ہو تو جس طرف چاہیں لٹائیں چونکہ سترِ عورت واجب ہے اس لئے شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیا جائے اس کے بعد مکمل صفائی کے پیش نظر پورے کپڑے اتار دیئے جائیں (گو امام شافعی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ کپڑوں میں غسل دیا جائے) اس کے بعد بغیر کلی اور ناک میں پانی ڈالے وضو کرایا جائے (ہاں اگر انتقال جنابت کی حالت میں ہو تو کلی اور ناک میں پانی ڈال کر کپڑے سے پانی نکال لیں) پھر ایسا پانی جسم میت پر ڈالا جائے جس میں بیر کے

پتے یا اشنان ڈال کر جوش دیا گیا ہو اگر یہ چیز میسر نہ ہو تو خالص پانی کافی ہے۔ (یہ طریقہ صاحبِ قدوری نے ذکر کیا ہے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے جسم پر سارا پانی ڈالا جائے تا کہ میل پھول جائے اسکے بعد بیر یا اشنان ڈال کر پانی استعمال کرائیں تا کہ میل صاف کر دیں اس کے بعد کافور ملا ہوا پانی استعمال کرائیں تا کہ جسم خوشبودار ہو جائے، بیر کے پتے اور کافور دونوں مل کر اچھی صفائی پیدا کرتے ہیں کیونکہ یہ دافعِ تعفن اور جراثیم کش ہیں سیدنا آدم علیہ السلام کیلئے یہی دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا تھا) اور اسکے سر اور داڑھی کو خطمی سے دھویا جائے پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹائیں اور جوش دیئے ہوئے بیر کے پتے والے پانی سے میت کو نہلائیں اور پانی اس قدر ڈالا جائے کہ تخت سے ملے ہوئے جسم کے حصہ تک پانی پہنچ جائے پھر اسی طرح دائیں کروٹ پر لٹا کر پانی ڈالا جائے، اس سے فارغ ہونے کے بعد غسل دینے والا میت کو اپنے بدن کی ٹیک دے کر ذرا بٹھلانے کے قریب کر کے اسکے پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف نرم ہاتھ سے ملے اور دبائے اگر کچھ فضلہ خارج ہو تو اس کو دھو دے وضو اور غسل دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد بدن کو کسی پاک صاف کپڑے سے خشک کر کے پونچھ دیا جائے تا کہ کفن نہ بھیگے پھر اس کو کفن پہنایا جائے، اسکے بعد سر اور داڑھی میں حنوط لگایا جائے (جو چند خوشبودار چیزوں سے مرکب عطر کا نام ہے) اور اسکے اعضاءِ سجدہ یعنی پیشانی، ناک، ہتھیلیوں، گھٹنوں اور پاؤں پر کافور ملا جائے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اثر سے ثابت ہے۔ (تکمیل الضروری ج ا ص ۱۳۸)

نوٹ: مرد کا کفنِ مسنون تین کپڑے ہیں ① ازار یعنی تہبند، جو سر سے پیر تک ہوتا ہے ② کرتہ جو بغیر کلی اور آستین کے گردن سے قدم تک ہو ③ لفافہ جو سر سے پاؤں تک ہو۔

عورت کا کفنِ مسنون پانچ کپڑے ہیں: ① کرتی ② ازار ③ اوڑھنی ④ لفافہ ⑤ سینہ بند۔

الشق الثانی ...... **عن ابن عباس قال وقت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لاهل المدينة ذاالحليفة ولاهل الشام الجحفة ولاهل نجدٍ قرن المنازل ولاهل اليمن يلملم فهن لهن ولمن اتى عليهن من غير اهلهن لمن كان يريد الحج والعمرة فمن كان دونهن فمهله من اهله وكذٰلك وكذاك حتى اهل مكة يهلون منها.**

حدیث کا ترجمہ کریں۔ میقات کی تعریف ذکر کریں۔ تمام مواقیت کی مکمل تفصیل قلمبند کریں۔ (ص ۴۰۴۔ ج ۴۔ دار الاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) میقات کی تعریف (۳) مواقیت کی تفصیل۔

جواب ...... ① **حدیث کا ترجمہ:** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کو اہلِ مدینہ کا میقات مقرر کیا اور جحفہ کو اہلِ شام کا اور قرن المنازل کو اہلِ نجد کا اور یلملم کو اہلِ یمن کا۔ پس یہ چاروں مقامات خود ان کے رہنے والوں کے لئے میقات ہیں اور ان سب لوگوں کیلئے جو دوسرے علاقوں سے ان مقامات پر ہوتے ہوئے آئیں جن کا ارادہ حج یا عمرہ کا ہو۔ پس جو لوگ ان مقامات کے ورے ہوں (یعنی ان مقامات سے مکہ معظمہ کی طرف کے رہنے والے ہوں) تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے اور یہ قاعدہ اسی طرح چلے گا، یہاں تک کہ خاص مکہ کے رہنے والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔

② **میقات کی تعریف:** وہ مقام جہاں پر حاجی احرام باندھتے ہیں اور جہاں سے حاجی یا معتمر کا بلا احرام گزرنا ممنوع ہے۔

③ **مواقیت کی تفصیل:** مواقیت الحج پانچ ہیں ① ذوالحلیفہ: یہ اہلِ مدینہ کا میقات ہے ② ذاتِ عرق: یہ اہلِ عراق کا میقات ہے ③ جحفہ: یہ اہلِ شام اور اہلِ مصر کا میقات ہے ④ قرن: یہ اہلِ نجد کا میقات ہے ⑤ یلملم: یہ اہلِ یمن کا میقات ہے۔ (التسہیل الضروری)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل……درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① نمازِ عید کے لئے غسل کرنا فرض ہے۔(نہیں) ② زندگی بھر میں ایک مرتبہ عمرہ کرنا فرض ہے۔(نہیں)

③ وقت سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے۔(ہاں) ④ طلوعِ شمس کے بعد والے نوافل کو اوابین کہتے ہیں۔(نہیں)

⑤ قربانی کے دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔(ہاں)

جواب……کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی……درج ذیل سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں۔

① حالتِ احرام میں عورت کیلئے نقاب لگانا ممنوع ہے۔(صحیح) ② دورانِ طواف حطیم میں سے گزرنا جائز ہے۔(غلط)

③ عید کے چاند کیلئے ایک معتبر آدمی کی گواہی کافی ہے۔(غلط) ④ نفلی روزہ شروع کرنے کے بعد لازم ہوجاتا ہے۔(صحیح)

⑤ دس ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی ظہر کے بعد کرنا مسنون ہے۔(غلط)

جواب……کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل……عن خارجة بن حذافة قال خرج علینا رسول الله ﷺ وقال ان الله امدکم بصلوٰة هی خیرٌ لکم من حمر النعم الوتر جعله الله لکم فیما بین صلوٰة العشاء الی ان یطلع الفجر۔

عن بریدة قال سمعت رسول الله ﷺ یقول الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا۔ (ص۲۰۱۔ج۳۔دارالاشاعت)

احادیث کا ترجمہ کریں، نمازِ وتر کا حکم، مسنون قراءت اور افضل وقت احادیث کی روشنی میں قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾……اس سوال کا حل دو امور ہیں۔(۱) احادیث کا ترجمہ (۲) نمازِ وتر کا حکم، مسنون قراءت اور افضل وقت۔

جواب…… ❶ **احادیث کا ترجمہ:۔** حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہاری ایسی نماز کے ذریعے مدد کی ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ نمازِ وتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے تمہارے لئے نمازِ عشاء اور طلوعِ فجر کے درمیان لازم کیا ہے۔ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ نمازِ وتر حق ہے اور جو شخص وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا)۔

❷ **نمازِ وتر کا حکم، مسنون قراءت اور افضل وقت:۔** مذکورہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث جن میں تشدید اور تہدید کے الفاظ ہیں ان کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ نے وتر کے واجب ہونے کا قول اختیار کیا ہے جبکہ دیگر ائمہ اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں۔

مختلف احادیث کی روشنی میں وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھنا مسنون ہے۔ اکثر احادیث میں رسول اللہ ﷺ کی اسی قراءت کا تذکرہ ملتا ہے البتہ بعض اوقات آپ ﷺ تیسری

رکعت میں سورۃ الاخلاص کے ساتھ معوذتین کو بھی شامل کرلیا کرتے تھے۔ وتر کو صبح بوقتِ تہجد پڑھنا افضل واولیٰ ہے البتہ اگر کسی کو صبح بوقتِ تہجد بیدار نہ ہونے کا اندیشہ وخوف ہو تو ایسے شخص کیلئے عشاء کی نماز کے متصل ہی وتر پڑھ لینا افضل واولیٰ ہے۔

الشق الثانی ...... **عن سهل بن سعد قال مرّ رجل على رسول الله ﷺ فقال لرجل عنده جالسٌ مارأيك في هٰذا؟ فقال رجلٌ من اشراف الناس هٰذا والله حريٌ ان خطب ان ينكح وان شفع ان يشفع، قال فسكت رسول الله ﷺ مرّ رجلٌ فقال له رسول الله ﷺ ما رأيك في هٰذا؟ فقال يا رسول الله هٰذا رجلٌ من فقراء المسلمين هٰذا حريٌ ان خطب ان لاينكح وان شفع ان لا يشفع وان قال ان لا يسمع لقوله فقال رسول الله ﷺ هٰذا خيرٌ من ملأ الارض مثل هٰذا.** (ص۸۲۔ج۲۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ کریں اور واضح تشریح تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ دو امور ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص (جو غالباً دولت مند اور معززین میں سے تھا) رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرا تو آپ نے ایک صاحب سے جو آپ کے پاس اُس وقت بیٹھے ہوئے تھے، پوچھا کہ اس گزرنے والے شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے اور کیا اندازہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ بہت بڑے اور معزز آدمیوں میں سے ہے، یہ ایسی شان والا ہے کہ جس گھرانے کی بیٹی کیلئے نکاح کا پیغام دے تو منظور کرلیا جائے اور نکاح کر دیا جائے اور اگر کسی معاملے میں سفارش کردے تو اسکی سفارش ضرور مانی جائے۔ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہوگئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک اور اللہ کا بندہ گزرا، آپ نے اُن ہی صاحب سے پھر پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے اور کیا اندازہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول یہ بے چارہ نادار اور مسکین مسلمانوں میں سے ہے یہ ایسا ہے کہ اگر کہیں نکاح کا پیغام دے تو اس کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے اور اگر کسی معاملہ میں سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ مانی جائے اور کوئی بات کہنا چاہے تو اس کی بات بھی نہ سنی جائے۔ (اُن کا یہ جواب سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے والے اُس آدمی کے مثل اگر زمین بھر ہوں تو یہ ایک اکیلا فقیر ومسکین اُن سب سے بہتر ہے۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ لوگوں کی عمومی حالت یہ ہے کہ وہ دنیا کی دولت کو اصل اور بڑائی کی چیز سمجھتے ہیں اور اُسی سے متاثر ہوتے ہیں اور اللہ کے جو بندے ایمان اور حسنِ عمل کے ساتھ متصف ہوں اور دنیاوی مال ومتاع سے خالی ہوں عموماً اہلِ دنیا اُن کو حقیر وذلیل سمجھتے ہیں۔ اس حدیث میں اسی قلبی وذہنی بیماری کو بیان کیا گیا ہے، ممکن ہے کہ آپ ﷺ کے پاس جو صاحب بیٹھے ہوں اُن میں بھی اس مرض کے جراثیم ہوں تو آپ ﷺ نے اُن کی اصلاح کے لئے یہ گفتگو فرمائی کہ دو شخصوں کے متعلق سوال کیا پہلا دنیاوی مال ومتاع میں برتر اور دین میں کم تر تھا جبکہ بعد والا دنیاوی لحاظ سے کم تر اور دین، تقویٰ وتعلق باللہ میں برتر تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بعد والا اللہ کا غریب ومسکین بندہ پہلے جیسے زمین بھر لوگوں سے بہتر وافضل ہے اس لئے کہ اس کا دین اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق ہے اُس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ كل عمل ابن آدم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی سبع مائة ضعف قال الله تعالیٰ الا الصوم فانه لی وانا اجزی به یدع شهوته وطعامه من اجلی، للصائم فرحتان فرحة عند فطرة وفرحة عند لقاء ربه ولخلوف فم الصائم اطیب عندالله من ریح المسك والصیام جنة واذا كان یوم صوم احدكم فلا یرفث ولا یصخب فان سابه احدٌ او قاتله فلیقل انی امرءٌ صائمٌ۔ (ص۳۴۹۔ج۴۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ رمضان وروزہ کی فضیلت احادیث کی روشنی میں قلمبند کریں۔

جواب ...... **❶ حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنا سے سات سوگنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مگر روزہ اس قانون کے مستثنیٰ ہے وہ بندے کی طرف سے میرے لئے ایک خاص تحفہ ہے اور میں ہی اس کا اجر وثواب دونگا، میرا بندہ میری رضا کے لئے اپنی خواہشات اور کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے مالک کی بارگاہ میں ملاقات کے وقت۔ اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے اور روزہ ایک ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ بیہودہ اور فحش باتیں نہ کرے اور شور نہ کرے۔ پس اگر کوئی دوسرا شخص اُسے گالی گلوچ دے یا اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو اسے چاہیے کہ اسے جواب دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

❷ رمضان وروزہ کی فضیلت:۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے روزہ کی فضیلت اور قدر و قیمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عام اعمال کا اجر دس گنا سے سات سوگنا تک ملتا ہے مگر روزے کا اجر وثواب ان ساری حدود سے مستثنیٰ ہے۔ اُس کا اجر اللہ رب العزت خود روزہ دار کو عطاء کریں گے۔ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ افضل ہے۔ روزہ آگ اور شیطانی حملوں سے حفاظت کیلئے ڈھال ہے۔ رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں اہلِ ایمان کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اُن کو اتنا ملتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس مہینے کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ نیز رمضان کے مہینہ کو صبر اور غم خواری کا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔

الشق الثانی ...... عن عبدالله بن عمر ان رجلاً سأل رسول الله ﷺ مایلبس المحرم من الثیاب فقال رسول الله ﷺ لا تلبسوا القمیص ولا العمائم ولا السراویلات ولا البرانس ولا الخفاف الا احدٌ لایجد النعلین فیلبس الخفین ولیقطعهما اسفل من الكعبین ولا تلبسوا من الثیاب شیئًا مسه زعفرانٌ ولا ورسٌ۔ (ص۴۰۶۔ج۳۔دارالاشاعت) حدیث کا ترجمہ اور تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں: (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح۔

جواب ...... **❶ حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ محرم کیا کیا کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو تم کرتہ قمیص پہنو اور نہ سر پر عمامہ اور نہ شلوار پاجامہ پہنو اور نہ بارانی پہنو اور نہ پاؤں میں موزے پہنو، سوائے اسکے کسی آدمی کے پاس پہننے کے لئے چپل وجوتا نہ ہو تو وہ مجبوراً پاؤں کی

حفاظت کیلئے موزے پہن لے اور ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کے جوتا سا بنا لے۔ ایسا بھی کوئی کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس لگا ہو۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں محرم آدمی کے لباس کا ذکر کیا گیا ہے کہ محرم آدمی قمیض، کرتہ، شلوار، پاجامہ، عمامہ وغیرہ نہیں پہن سکتا اسی طرح مختلف زمانوں میں مختلف اقوام اور ملکوں کے اعتبار سے جو کپڑے انہی مقاصد کے لئے استعمال ہوں اُن کو پہننا بھی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح چپل وغیرہ یعنی ایسا جوتا جو پاؤں کی اوپر والی ہڈی کو ڈھانپ لے اُس کو بھی پہننا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح وہ کپڑا جس کو زعفران یا کوئی دوسری خوشبو لگی ہوئی ہو اس کا استعمال بھی ممنوع ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل......درج ذیل سوالات کا جواب ہاں یا نہیں میں دیں۔

① غسل کے فرائض (کلی کرنا، منہ دھونا، جسم دھونا) ہیں۔ (نہیں) ② اہل عراق کا میقات قرن ہے۔ (نہیں)

③ آپ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ (ہاں) ④ بیوی اپنے مستحق خاوند کو زکوۃ دے سکتی ہے۔ (ہاں)

⑤ حائضہ عورت پر فوت شدہ روزوں کی قضاء لازم ہے۔ (ہاں)

جواب......کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی......درج ذیل سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں۔

① حائضہ عورت پر فوت شدہ نمازوں کی قضاء لازم ہے۔ (غلط) ② نماز جنازہ میں چار تکبیریں فرض ہیں۔ (صحیح)

③ ایام تشریق ذوالحجہ کے ابتدائی دس ایام کو کہتے ہیں۔ (غلط) ④ عورت کا کفنِ مسنون چار کپڑے ہیں۔ (غلط)

⑤ محرم آدمی دورانِ طواف غلاف کعبہ کو چھو سکتا ہے۔ (غلط)

جواب......کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل...... **عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال ثلث منجيات وثلث مهلكات فاما المنجيات فتقوى الله فى السر و العلانيه والقول بالحق فى الرضا والسخط والقصد فى الغنا و الفقر واما المهلكات فهوىً متبع وشح مطاع و اعجاب المرء بنفسه وهى اشدهن.** (ص۹۰۔ج۲۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ اور مفہوم ذکر کریں۔ حدیث میں مذکور تمام خصلتوں کی خوب وضاحت کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کا مفہوم (۳) مذکورہ خصلتوں کی وضاحت۔

جواب...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں اور تین ہی چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ پس نجات دینے والی چیزیں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے خلوت وجلوت میں اور حق بات کہنا ہے خوشی وغمی میں اور میانہ روی اختیار کرنا ہے خوشحالی اور تنگدستی میں اور ہلاک کرنے والی چیزیں وہ خواہشِ نفس ہے جس کی پیروی کی جائے اور وہ بخل ہے جس کی اطاعت کی جائے اور آدمی کی خود پسندی کی عادت ہے اور یہ ان سب خصلتوں میں سب سے زیادہ سخت ہے۔

❷ حدیث کا مفہوم:۔ رسول اللہ ﷺ حاضرین مجلس اور مخاطبین کے خاص حالات کے لحاظ سے اور بسا اوقات کسی اور سبب سے اپنے ارشادات میں اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ کی اہمیت خصوصیت سے بیان فرماتے تھے اور اسی طرح بعض اوقات برے اعمال و اخلاقِ سیئہ کی قباحت اور شناعت بھی خصوصیت سے بیان فرماتے تھے۔ یہ حدیث بھی اسی نوعیت کی ہے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کو ہلاکت سے بچنے اور نجات حاصل کرنے کی فکر نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ خصوصیت کے ساتھ ان چند نصیحتوں کی پابندی کرے تو اس کے نتیجہ میں ہلاکت سے بچنے اور نجات حاصل کرنے کی فکر خود بخود اُس میں پیدا ہو جائے گی۔

❸ مذکورہ خصلتوں کی وضاحت:۔ ① اس کا ظاہر اور باطن، خلوت و جلوت یعنی تنہائی و مجلس میں تقویٰ کی وصف سے متصف ہو، خدا کا خوف اور تقویٰ اس کا شعار ہو۔ ② ہمیشہ حق، سچ و انصاف کی بات کی جائے خواہ اس کی وجہ سے کوئی راضی ہو یا ناراض ہو۔ ③ ہر حال میں میانہ روی اختیار کرے خواہ حالات اچھے ہوں یا برے ہوں، خوشحالی ہو یا تنگدستی ہو۔ ④ کبھی بھی انسان اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق نہ چلے کیونکہ نفس کی خواہشات انسان کو ہمیشہ ہلاکت میں ہی ڈالتی ہیں۔ ⑤ بخل کی اطاعت نہ کی جائے یعنی بخل کے تقاضوں کے مطابق نہ چلا جائے بلکہ جہاں خرچ کرنے کا تقاضا اور ضرورت ہو وہاں پر خرچ کیا جائے اور بلاوجہ یا ضرورت سے زائد بھی خرچ نہ کیا جائے۔ ⑥ آدمی خود پسندی کی عادت میں مبتلا نہ ہو اس لئے کہ خود پسندی و عُجب کی بیماری میں مبتلا ہونا انتہائی ہلاکت کا باعث ہے اور یہ بیماری تمام بیماریوں سے سخت ہے اس لئے کہ اس بیماری میں مبتلا ہونے والا شخص اپنے آپ کو بیمار ہی نہیں سمجھتا بلکہ نصیحت کرنے والے اور سمجھانے والے کو غلط سمجھتا ہے جو یقیناً انتہائی سخت اور لاعلاج مرض ہے۔

الشق الثانی ...... **عن ابی هريرة قال النبی ﷺ ليس صلوٰة اثقل علی المنافقين من الفجر والعشاء ولو يعلمون ما فيهما لاتوهما ولو حبوا ولقد هممت ان امر المؤذن فيقيم ثم اٰمر رجلًا يؤم الناس ثم اٰخذ شعلًا من نار فاحرق علی من لايخرج الی الصلوٰة بعد.** (ص۱۲۶۔ج۳۔دارالاشاعت)

حدیث مبارک کا ترجمہ تحریر کریں۔ وضاحت کے ساتھ بتائیں کہ روایت بالا اور اس قسم کی دیگر احادیث میں بیان کردہ سخت وعیدوں کے باوجود جماعت سے نماز پڑھنا فرض کیوں نہیں، کیا ائمہ اربعہؒ میں سے کسی کے نزدیک جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) باجماعت نماز فرض نہ ہونے کی وجہ (۳) باجماعت نماز کی فرضیت والے امام کی نشاندہی۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافقوں پر کوئی نماز بھی فجر و عشاء سے زیادہ بھاری نہیں ہے اور اگر لوگ جانتے کہ ان دونوں میں کیا اجر و ثواب ہے اور کیا برکتیں ہیں تو وہ ان نمازوں میں بھی حاضر ہوا کرتے اگرچہ ان کو گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑتا (یعنی اگر بالفرض کسی بیماری کی وجہ سے وہ چل کر نہ آسکتے تو گھٹنوں کے بل گھسٹ کے آتے، اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا) کہ میرے جی میں آتا ہے کہ (کسی دن) میں مؤذن کو حکم دوں کی وہ جماعت کیلئے اقامت کہے پھر میں کسی شخص کو حکم دوں کہ (میری جگہ) وہ لوگوں کی امامت کرے اور خود آگ کے فتیلے ہاتھ میں لوں اور ان لوگوں پر (یعنی ان کے موجود ہوتے ہوئے ان کے گھروں میں) آگ لگادوں جو اس کے بعد بھی (یعنی اذان سننے کے بعد بھی) نماز میں شرکت کرنے کیلئے گھروں سے نہیں نکلتے۔

۲ باجماعت نماز فرض نہ ہونے کی وجہ:۔ مذکورہ حدیث اور اس سے ملتی جلتی دیگر احادیث زجر و ڈانٹ پر مشتمل ہیں یعنی اس ارشاد کا تعلق دھمکی کے ساتھ ہے تاکہ لوگ باجماعت نماز ادا کریں جیسا کہ خائن و کاذب شخص کو منافق کہا گیا ہے۔ الغرض محققین حنفیہ کے نزدیک نماز باجماعت ادا کرنا واجب ہے اور اسکا تارک گنہگار ہے اور رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد تہدید و دھمکی پر محمول ہے۔

۳ باجماعت نماز کی فرضیت والے امام کی نشاندہی:۔ امام احمد بن حنبلؒ اور اسی طرح دیگر بعض ائمہ کے نزدیک باجماعت نماز ادا کرنا فرض ہے البتہ معذور شخص اس سے مستثنیٰ ہے گویا ان کے نزدیک جس طرح نماز پڑھنا بذاتہ ایک فرض ہے اسی طرح نماز کو باجماعت ادا کرنا مستقل دوسرا فرض ہے اور جماعت کا تارک ایک فرضِ عین کا تارک ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ......عن عبدالله بن عمر قال اشتكى سعد بن عبادة شكوى له فاتاه النبى ﷺ يعوده مع عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابى وقاص و عبدالله بن مسعود فلما دخل عليه وجده فى غاشية فقال قد قضى؟ قالوا: لا يا رسول الله، فبكى النبى ﷺ فلما رأى القوم بكاء النبى ﷺ بكوا فقال الا تسمعون ان الله لا يعذب بدمع العين وبحزن القلب ولكن يعذب بهذا واشار الى لسانه او يرحم وان الميت ليعذب ببكاء اهله عليه۔ (ص ۲۷۳۔ ج ۳۔ دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ تحریر کریں۔ مختصر تشریح کر کے بتائیں کہ اہل خانہ کے رونے کی وجہ سے کن کن صورتوں میں میت کو عذاب دیا جائیگا۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) اہل خانہ کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب کی صورتیں۔

جواب ...... ۱ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر اُن کی عیادت کے لئے تشریف لائے، جب آپ ﷺ اندر تشریف لائے تو ان کو غاشیہ (سخت حالت) میں پایا، پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ختم ہو چکے ہیں، حاضرین نے عرض کیا کہ نہیں اے اللہ کے رسول۔ تو آپ ﷺ رو پڑے جب قوم نے آپ ﷺ کے رونے کو دیکھا تو وہ بھی رونے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگاہ رہو بیشک اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسوؤں اور دل کے رنج و غم پر سزا نہیں دیتا، لیکن اللہ تعالیٰ عذاب دیتا ہے اور رحم بھی کرتا ہے اس کی وجہ سے اور آپ ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا کہ بیشک میت کو گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

۲ حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ میت کے اوپر رونا اور دل کا غمگین و پریشان ہونا ایک قدرتی چیز ہے جو انسان کے اختیار اور قابو میں نہیں ہے اس وجہ سے اس پر کوئی سزا و پکڑ نہیں ہے لیکن میت کے اوپر نوحہ و ماتم کرنا، گریبان پھاڑنا اور غلط قسم کے جملے کہنا یہ گناہ کا سبب اور باعث ہیں، اس کی شریعت میں اجازت و گنجائش نہیں ہے۔

۳ اہل خانہ کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب کی صورتیں:۔ ① جب میت نے مرنے سے پہلے خود اپنے ورثاء کو نوحہ و ماتم کرنے کی وصیت کی ہو جیسا کہ عربوں میں اس کا رواج تھا۔ ② جب میت کے خاندان میں کسی کی وفات پر نوحہ و ماتم

کرنے کی رسم ہو اور میت کو بھی پتہ ہو کہ میرے مرنے پر بھی ایسا ہی کیا جائے گا تو اس علم کے باوجود وہ اس سے منع نہ کرے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ......مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا زکوٰۃ کا معنی مال کی تطہیر اور تزکیہ ہے۔ (ہاں) ② کیا آل محمد ﷺ کے لئے مال زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ (نہیں)

③ کیا سونے اور چاندی میں وجوب زکوٰۃ کے لئے ان کا تجارت کے لئے ہونا بھی ضروری ہے۔ (نہیں)

④ کیا زکوٰۃ وصول کرنے والے عملے کو ان کی خدمت کا صلہ زکوٰۃ کی رقم سے دیا جا سکتا ہے؟ (ہاں)

⑤ کیا حضور ﷺ نے زکوٰۃ وصدقات کو مسلمانوں کے اموال کا میل کچیل قرار دیا ہے۔ (ہاں)

⑥ کیا زمین کی پیداوار میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ (ہاں)

جواب ......کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ......مندرجہ سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا میقات اس جگہ کا نام ہے جہاں سے حج کرنے والے کو احرام کے بغیر گزرنا ناجائز ہے۔ (ہاں)

② کیا ''یلملم'' عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ (نہیں)

③ کیا احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا واجب ہے۔ (نہیں)

④ کیا احرام باندھنے کے بعد شرعاً ایسے کپڑوں کا استعمال ممنوع ہے جن کو زعفران لگی ہو۔ (ہاں)

⑤ کیا یہ درست ہے کہ راجح قول کے مطابق حج کی فرضیت کا حکم سن ۹ھ میں نازل ہوا تھا۔ (ہاں)

⑥ کیا فرضیت حج کے سال آپ ﷺ نے خود حج ادا کیا تھا۔ (نہیں)

جواب ......کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ......عن أبی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ: اسرف رجل علی نفسه فلما حضره الموت أوصی بنیه اذا مات فحرقوه، ثم اذروا نصفه فی البر ونصفه فی البحر، فوالله لئن قدرالله علیه لیعذبنه عذابا لایعذبه أحدا من العالمین فلمامات فعلوا ماأمرهم، فأمرالله البحرفجمع مافیه وأمرالبرفجمع مافیه، ثم قال له: لم فعلت هذا؟ قال: من خشیتك یارب وأنت أعلم فغفرله۔

حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں۔ حدیث شریف کی تشریح کر کے بتائیں کہ کیا یہ واقعہ آپ ﷺ کے کسی گناہگار امتی کا ہے؟ کیا ورثہ کے لئے میت کی خلاف شرع وصیت پر عمل کرنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو مذکورہ میت کے ورثہ نے ایسا کیوں کیا؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ......اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) میت کی خلاف شریعت وصیت کا حکم۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی نے

اپنے نفس پر بہت زیادتی کی، پس جب اُس کی موت کا وقت آیا تو اُس نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ جب وہ مرجائے تو اُسے جلا ڈالو پھر اُس کی آدمی راکھ خشکی میں اُڑادو اور اُس کی آدمی راکھ سمندر میں بہادو۔ قسم بخدا! البتہ اگر اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہوگیا تو البتہ وہ اسے ایسا عذاب دے گا کہ اُس جیسا عذاب کسی کو بھی نہیں دیا ہوگا پس جب وہ مرگیا تو اس کے بیٹوں نے اُس کے حکم کے مطابق کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا پس اُس نے اُس کے ذرات کو جمع کر دیا اور خشکی کو حکم دیا اس نے بھی اس کے ذرات کو جمع کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا؟ اُس نے کہا کہ اے پروردگار تیرے خوف کی وجہ سے اور تو اس بات کو زیادہ جانتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حاصلِ حدیث یہ ہے کہ ایک بیچارہ شخص اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے ناواقف تھا اور اُس کے اعمال بھی صحیح نہ تھے مگر مرنے سے پہلے اُس نے خوفِ خدا کی وجہ سے اپنی اولاد کو جاہلانہ وصیت کی اور یہ سمجھا کہ شاید میرے اس طرزِ عمل سے میرے دوبارہ زندہ ہونے کا امکان اور حساب وکتاب کا مرحلہ باقی نہیں رہے گا۔ چونکہ اس جاہلانہ غلطی اور وصیت کا منشاء خوفِ خدا تھا اور ایک خوفِ خدا میں مبتلا سہمے ہوئے جاہل شخص کے یہ جاہلانہ الفاظ تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس کو معاف کر دیا اور یہ واقعہ آپ ﷺ کے کسی گناہگار امتی کا نہیں ہے بلکہ یہ سابقہ امتوں میں سے کسی شخص کا واقعہ ہے۔

❸ میت کی خلافِ شریعت وصیت کا حکم:۔ میت کی طرف سے خلافِ شریعت کی گئی وصیت پر عمل کرنا جائز نہیں ہے مگر اس واقعہ میں میت کے ورثاء نے بھی جہالت اور نادانی کی وجہ سے اُس کی وصیت پر عمل کیا۔

الشق الثانی ......عن أبی هريره قال:قال رسول اللهﷺ:إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث، ولا تحسسوا ولاتجسسوا ولاتناجشوا ولاتحاسدوا ولاتباغضوا ولاتدابروا وكونوا عباد الله إخوانا

حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں۔ حدیث شریف کی ایسی تشریح کریں جس سے حدیث میں مذکورہ ممنوعہ اشیاء کے درمیان باہمی امتیاز ہوسکے۔ مختصراً بتائیں کہ ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل میں مذکورہ امور پر عمل کرنا کس قدر ضروری ہے؟ (ص ۱۲۷۔ج ۲۔دارالاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) اسلامی معاشرے کی تشکیل میں مذکورہ امور پر عمل کی ضرورت۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسروں سے متعلق بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور ایک دوسرے کی کمزوریوں کی تلاش میں نہ رہا کرو اور ایک دوسرے پر بڑھنے کی ناجائز کوشش بھی نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض وکینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ وپیٹھ پھیرو اور اللہ کے بندے اور باہم بھائی بھائی بن کر رہو۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حدیث شریف میں مذکور اشیاء کا تعلق دلوں کے باہمی بغض وعداوت کے ساتھ ہے اور مذکورہ اشیاء کے نتیجے میں باہم تعلقات خراب ہوجاتے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے ان برے اُمور سے منع فرمایا۔

سب سے پہلے آپ ﷺ نے بدگمانی سے منع فرمایا کہ یہ ایک جھوٹا وہم ہے جو شخص اس وہم میں مبتلا ہوجائے تو اُس شخص کا یہ حال ہوتا ہے کہ ذرا سے اختلاف کی وجہ سے ہر کام میں اس کو بدنیتی ہی نظر آتی ہے اور پھر وہ ہر برے عمل کو اُس شخص کی طرف منسوب

کرتا ہے اور آپ ﷺ نے بدگمانی کو سب سے جھوٹی بات قرار دیا اور دل کا یہ گناہ زبان والے جھوٹ سے کم نہیں ہے۔

پھر آپ ﷺ نے کسی کی کمزوری کی ٹوہ میں رہنے، عیبوں کی جاسوسی وتلاش کرنے، ایک دوسرے پر ناجائز وغلط طریقوں سے بڑھنے کی کوشش کرنے، کسی کے اچھے حال کو دیکھ کر اُس پر حسد کرنے، دلوں کے اندر بغض وعداوت، نفرت کے بیج پیدا کرنے اور ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنے اور پیٹھ پھیرنے سے منع فرمایا کیونکہ یہ سب کے سب امور باہم نفرت وعداوت کے بیج بوتے ہیں اور مسلمانوں کے ایک دوسرے سے تعلقات خراب کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

آخر میں آپ ﷺ نے باہم بھائی بھائی اور اللہ کے بندے بن کر رہنے کا حکم دیا کہ جب تم اپنے دلوں اور سینوں کو نفرت و عداوت پیدا کرنے والی ان تمام بری عادتوں سے صاف رکھو گے تو صحیح معنوں میں اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہ سکو گے۔

۳ اسلامی معاشرے کی تشکیل میں مذکورہ امور پر عمل کی ضرورت:۔ اسلامی معاشرہ کی بنیاد امن، بھائی چارہ، محبت و مودت، اخوت اور ہمدردی پر ہے جبکہ مذکورہ ممنوعہ اشیاء اسلامی معاشرہ کے بالکل برعکس نفرت وعداوت، سختی وشقاوت پیدا کرنے کا باعث ہیں اور اس کے نتیجہ میں ایک بدامنی کی فضاء قائم ہوتی ہے اور مسلم معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اس وجہ سے اسلامی معاشرہ میں قطعاً اس کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اسلام امن اور باہم بھائی چارے کا حکم دیتا ہے اور مذکورہ امور سے بچ کر ہم اسلامی معاشرے کی تشکیل میں بہت بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳۸ھ

الشق الاوّل ......عن سلمان قال: قيل له: قد علمكم نبيكم ﷺ كل شيئ حتى الخراءة؟ قال فقال: أجل، لقد نهانا أن نستقبل القبلة لغائط أو بول أو أن نستنجي بيمين أو أن نستنجي بأقل من ثلثة أحجار أو أن نستنجي برجيع أو بعظم۔ (ص۳۱۔ج۳۔دارالاشاعت)

حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے سوال کرنے والے کون تھے، نیز ان کے سوال کا مقصد کیا تھا؟ حدیث شریف کی مکمل وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) سائل کی تعیین وسوال کا مقصد (۳) حدیث کی وضاحت۔

جواب ...... ۱ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُن سے سوال کیا گیا کہ تحقیق تمہارے نبی نے تمہیں ہر چیز کی تعلیم دی ہے حتیٰ کہ قضائے حاجت کا طریقہ بھی سکھایا ہے؟ تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پس انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں البتہ تحقیق ہمیں منع کیا اس بات سے کہ ہم قضائے حاجت یا پیشاب کے وقت قبلے کی طرف رُخ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجاء کریں یا تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجاء کریں یا گندگی یا ہڈی کے ساتھ استنجاء کریں۔

۲ سائل کی تعیین وسوال کا مقصد:۔ مذکورہ سوال بعض مشرکینِ مکہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کیا تھا اور اس کا مقصد تمسخر وطنز تھا۔

۳ حدیث کی وضاحت:۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے قضائے حاجت کے متعلق چار ہدایات دی ہیں۔ ① قضائے حاجت کے وقت نہ قبلے کی طرف منہ ہو اور نہ پیٹھ ہو یہ قبلے کے ادب واحترام کا تقاضا ہے کیونکہ ہر شخص سمجھتا ہے کہ قضائے حاجت کے وقت کسی مقدس چیز کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا بے ادبی ہے۔ ② دایاں ہاتھ جو عموماً کھانے پینے، لکھنے پڑھنے، لینے دینے کے

کاموں میں استعمال ہوتا ہے اور پیدائشی طور پر بائیں ہاتھ کے مقابلے میں زیادہ صلاحیت اور فوقیت رکھتا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس کو گندگی کی صفائی میں استعمال نہ کریں اور ہر مہذب آدمی کو اس کا شعور واحساس ہے۔ ④ قضائے حاجت واستنجاء کیلئے کم سے کم تین پتھر استعمال کئے جائیں کیونکہ عموماً تین سے کم پتھروں میں مکمل صفائی نہیں ہوتی۔ البتہ اگر کوئی شخص یہ محسوس کرے کہ اُس کو صفائی کیلئے تین سے زائد پتھروں کی ضرورت ہے تو وہ زائد بھی استعمال کر سکتا ہے اور اگر مقصد تین سے کم پتھروں میں پورا ہو جائے تو حنفیہ کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔ ④ کسی جانور کے پاخانہ یعنی لید وغیرہ یا کسی ہڈی وغیرہ سے استنجاء نہ کیا جائے اسلئے کہ گندگی کے ذریعے صفائی ممکن نہیں ہے اور ہڈی سے استنجاء کرنا نقصان کا باعث بن سکتا ہے اس لئے سلیم الفطرت آدمی اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

الشق الثانی ......عن أبی الدرداء قال: أوصانی خلیلی أن لا تشرك بالله شیئاً وإن قطعت وحرقت ولا تترك صلوٰة مكتوبة متعمداً فمن تركها متعمداً فقد برئت منه الذمة ولا تشرب الخمر فإنها مفتاح كل شر.

حدیث کا ترجمہ تحریر کریں۔ کیا قصداً نماز چھوڑنے سے آدمی واقعی کافر ہو جاتا ہے؟ نیز ائمہ میں یہ مسلک کس کا ہے؟ حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے احناف کا مسلک واضح کریں۔ (ص ۷۷۔ ج ۳۔ دارالاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) قصداً نماز چھوڑنے والے کا حکم (۳) حدیث کی تشریح واحناف کا مسلک۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے دوست ومحبوب نے مجھے وصیت کی ہے کہ تو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تو کاٹ دیا جائے یا جلا دیا جائے اور کبھی بھی جان بوجھ کر فرض نماز کو نہ چھوڑنا اس لئے کہ جس شخص نے فرض نماز کو جان بوجھ کر چھوڑا تو پس تحقیق وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ داری سے بری ہو گیا اور شراب نہ پینا اس لئے کہ وہ ہر برائی کی چابی ہے۔

② قصداً نماز چھوڑنے والے کا حکم:۔ اس حدیث اور دیگر متعدد احادیث میں ترک نماز کو کفر یا ملت سے خروج قرار دیا گیا ہے کہ نماز ایمان کی ایسی اہم نشانی اور ایسا خاص شعار ہے کہ اس کو چھوڑ دینا اس بات کی علامت وثبوت ہے کہ تمہارا اللہ ورسول اور اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر بعض آئمہ نے اس جیسی احادیث کی وجہ سے نماز چھوڑنے والے کو کافر اور مرتد قرار دیا ہے حتیٰ کہ فرمایا کہ اس کو غسل بھی نہ دیا جائے اور اسکی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے، اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہ کیا جائے اور اسکے اوپر مرتد والے سب احکام جاری کئے جائیں۔ جبکہ اکثر آئمہ کی رائے یہ ہے کہ نماز چھوڑنا اگرچہ کافرانہ عمل ہے جس کی اسلام میں بالکل گنجائش نہیں مگر اس عمل کی وجہ سے ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہ ہوگا بلکہ حدیث میں جو نماز چھوڑنے کو کفر کہا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کافرانہ عمل ہے اور اس گناہ کی شدت وخباثت کو بیان کرنے کیلئے یہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔

③ حدیث کی تشریح واحناف کا مسلک:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت واہتمام کے ساتھ مجھے یہ ارشاد فرمایا کہ کسی بھی حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا جائے کیونکہ سب سے بڑے خالق ومالک اور محسن کے ساتھ شرک کرنے سے بڑا برا عمل کیا ہو سکتا ہے۔ اس لئے خواہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تمہیں آگ میں بھون دیا جائے تب بھی شرک نہ کرنا۔ نیز فرمایا کہ جان بوجھ کر کبھی نماز نہ چھوڑنا اس لئے کہ یہ صرف ایک گناہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک باغیانہ سرکشی ہے جس کی وجہ سے آدمی باری تعالیٰ کی عنایت کا مستحق نہیں رہتا اور رحمت خداوندی اُس سے بری الذمہ ہو

جاتی ہے اور کسی بھی حال میں کبھی بھی شراب نہ پینا اس لئے کہ شراب تمام برائیوں کی جڑ اور کنجی ہے، شراب پی لینے کے بعد انسان میں کسی جائز وناجائز، پاک وناپاک، حلال وحرام کی تمیز نہیں رہتی۔

حنفیہ کی رائے بھی جمہور والی ہی ہے کہ سستی کی وجہ سے نماز چھوڑنے والا کافر نہیں ہوگا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاوّل ......درجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب تحریر کریں۔

① کیا ''باب الریان'' سے صرف روزہ دار جنت میں داخل ہوں گے؟ (ہاں)

② کیا اعتکاف مسنون رمضان کے پہلے اور دوسرے عشرے میں بھی کیا جاسکتا ہے؟ (نہیں)

③ کیا آپ ﷺ نے رمضان میں بیس دن کا بھی اعتکاف فرمایا تھا؟ (ہاں)

④ کیا لیلۃ القدر اور شب براءت ایک ہی رات کے دو مختلف نام ہیں؟ (نہیں)

⑤ کیا معتکف کے لئے میت کی نماز جنازہ یا مریض کی عیادت کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہے؟ (نہیں)

⑥ کیا اعتکاف مسنون کیلئے روزہ اور جماعت والی مسجد کا ہونا ضروری ہے؟ (ہاں)

جواب ......کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ......درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب تحریر کریں۔

① کیا حالتِ احرام میں کرتا، قمیص اور عمامہ پہننا ممنوع ہیں؟ (ہاں)

② کیا احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا واجب ہے؟ (نہیں)

③ کیا عورت کے لئے حالت احرام میں نقاب استعمال کرنا جائز ہے؟ (نہیں)

④ کیا راجح قول کے مطابق حج کی فرضیت کا حکم سن ۹ ھ میں نازل ہوا تھا؟ (ہاں)

⑤ کیا عورت کے لئے حالتِ احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہننا جائز ہے؟ (ہاں)

⑥ کیا ملکِ یمن کی طرف سی آنے والوں کے لیے میقات ''ذوالحلیفہ'' ہے؟ (نہیں)

جواب ......کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... عن ابی ذر قال: قال رسول الله ﷺ انی اری ما لاترون واسمع ما لاتسمعون اطت السماء وحق لها ان تاط والذی نفسی بیده ما فیها موضع اربع اصابع الا وملك واضع جبهته ساجدا لله والله لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرًا۔

حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے تشریح کریں، عالم غیب کے امور وحقائق کو انسانوں سے مخفی رکھنے کی کیا حکمت ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا مفہوم وتشریح (۲) عالم غیب کے امور وحقائق کو

انسانوں سے مخفی رکھنے کی حکمت۔

جواب ...... ❶ حدیث کا مفہوم وتشریح:۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں میں دیکھتا ہوں مگر تم نہیں دیکھ سکتے اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں میں سنتا ہوں اور تم نہیں سن سکتے۔ پس اُس ذات کی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے آسمان میں چار انگلی کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ اللہ رب العزت کی عبادت اور بندگی میں مصروف نہ ہو، اگر وہ باتیں جو میں جانتا ہوں تمہیں معلوم ہو جائیں تو تمہاری زندگی میں ہنسی مذاق کم ہو جائے اور آہ وبکاء کی کثرت ہو جائے اور تم اپنی عورتوں کے قریب بھی نہ جاؤ اور تم پروردگار کے دربار میں آہ وبکاء کرتے ہوئے جنگلوں اور بیابانوں کی طرف نکل جاؤ۔

❷ عالم غیب کے امور وحقائق کو انسانوں سے مخفی رکھنے کی حکمت:۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے اپنی نیابت وخلافت کا کام لینا تھا اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب انسان اس دنیا میں اطمینان وسکون سے رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کیلئے بہت سی حقیقتیں وچیزیں عام انسانوں سے پردۂ غیب میں رکھیں کیونکہ ان کے انکشاف کے بعد آدمی دنیا میں سکون سے نہیں رہ سکتا مثلاً قبر و دوزخ کا عذاب اور قیامت کے ہولناک ولرزہ خیز مناظر اگر عام انسانوں پر منکشف کر دیئے جاتے تو پھر دنیا میں لوگ کوئی کام نہ کر سکتے بلکہ زیادہ دنوں تک زندہ بھی نہ رہ سکتے البتہ آپ ﷺ پر بہت سی چیزوں کو منکشف کر دیا گیا تا کہ ایک درجہ میں آپ ﷺ اُن حقائق کا مشاہدہ بھی کر لیں تا کہ آپ میں عین الیقین اور حق الیقین پیدا ہو جائے جو کہ آپ کے منصب عالی کی ضرورت تھی، اس انکشاف کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب اطہر کو وہ غیر معمولی طاقت بخشی کہ آپ اپنے تمام فرائضِ منصبی کو خوب اچھے انداز میں سرانجام دے سکیں۔

الشق الثانی ...... **عن عمران بن حطان قال اتیت ابا ذر فوجدته فی المسجد محتبأ بکساء اسود وحده فقلت یا ابا ذر ما هذه الوحدة؟ فقال سمعت رسول الله ﷺ یقول الوحدة خیر من جلیس السوء والجلیس الصالح خیر من الوحدة واملاء الخیر خیر من السکوت والسکوت خیر من املاء الشر۔**

حدیث شریف کا ترجمہ کریں، حدیث شریف کی تشریح کریں کہ خاموشی کب بہتر ہے اور کب نہیں؟ غیبت اور بہتان کی وضاحت کرتے ہوئے دونوں کا فرق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) غیبت اور بہتان کی وضاحت اور ان میں فرق۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عمران بن حطانؒ سے مروی ہے کہ مَیں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مَیں نے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ ایک کالی کملی لپیٹے ہوئے تنِ تنہا بیٹھے ہوئے تھے پس مَیں نے عرض کیا کہ اے ابوذر یہ تنہائی کیسی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بری مجلس وہم نشینوں سے تنہائی اختیار کرنا بہتر ہے اور تنہائی سے اچھی مجلس بہتر ہے اور خیر کا پھیلانا خاموشی کی بنسبت بہتر ہے اور خاموشی اختیار کرنا شر کو پھیلانے سے بہتر ہے۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے چار جامع ارشاد فرمائے جن کا حاصل یہ ہے کہ بری مجلس میں اور بری ہم نشینوں کے ساتھ بیٹھنے سے تنہائی اختیار کرنا افضل وبہتر ہے اور اگر اچھے ہم نشین واچھی مجلس میسر ہو تو پھر تنہائی اختیار کرنے کی بنسبت اُس مجلس کو اختیار کرنا افضل وبہتر ہے۔ اِسی طرح فرمایا کہ خیر ونیکی کا پھیلانا خاموشی اختیار کرنے سے بہتر ہے اور خاموشی اختیار کرنا

شروبدی کو پھیلانے سے افضل و بہتر ہے۔

❸ غیبت اور بہتان کی وضاحت اور ان میں فرق:۔ غیبت کسی بھائی کی ایسی بات یا ایسے فعل وحال کا ذکر کرنا ہے کہ اگر وہ اُس کے سامنے کیا جائے تو اُس کو ناگواری واذیت ہو اور اُس کی وجہ سے وہ شخص حقیر وذلیل یا مجرم سمجھا جائے۔

بہتان کسی مسلمان یا انسان کی طرف کسی ایسی برائی اور بداخلاقی کی نسبت کرنا ہے جس سے وہ بالکل بری اور پاک ہو، یہ بڑی شقاوت اور بدبختی والا عمل ہے اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ اور بندوں کے نزدیک سخت ترین مجرم ہے۔

اس تشریح سے فرق بھی واضح ہوگیا کہ غیبت میں وہ نامناسب وغلط عمل اُس انسان میں موجود ہوتا ہے جبکہ بہتان میں وہ نامناسب وغلط عمل اس انسان میں موجود نہیں ہوتا اس کی طرف جھوٹی نسبت کی جاتی ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... **عن ابی ایوب قال : قال رسول اللہ ﷺ اربع من سنن المرسلین، الحیاء والتعطر، والسواک والنکاح۔**

حدیث کا ترجمہ کریں، ایک حدیث میں ہے **عشر من الفطرۃ**...... ان کی وضاحت لکھیں، فطرت کے معنیٰ بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) **عشر من الفطرۃ الخ** کی نشاندہی (۳) فطرت کا معنیٰ۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں رسولوں کی سنت میں سے ہیں حیاء کرنا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔

❷ **عشر من الفطرۃ الخ** کی نشاندہی:۔ ① مونچھوں کو تراشنا ② داڑھی کو بڑھانا ③ مسواک کرنا ④ ناک میں پانی ڈال کر اس کی صفائی کرنا ⑤ ناخن تراشنا ⑥ انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا ⑦ بغل کے بال صاف کرنا ⑧ زیرناف بال صاف کرنا ⑨ پانی سے استنجاء کرنا ⑩ کلی کرنا۔

❸ فطرت کا معنیٰ:۔ ① انسان کی اصل فطرت وجبلت (فطری وطبعی امور) ② انبیاء علیہم السلام کی سنت وطریقہ ③ دینِ اسلام۔
حدیث کا مدعیٰ تینوں صورتوں میں ایک ہی ہے کہ یہ دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے اُس متفقہ طریقہ زندگی اور اُس دین کے اجزاء واحکام میں سے ہیں جو دراصل انسان کی اصل فطرت وجبلت کا تقاضا ہے۔ (ج ۳ ص ۴۷)

الشق الثانی ...... **عن ام حبیبۃ قالت : قال رسول اللہ ﷺ من صلی فی یوم ولیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ بنی لہ بیت فی الجنۃ ۔ اربعا......** حدیث کا ترجمہ کر کے سنن مؤکدہ کی تفصیل درج کریں، سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ میں کیا فرق ہے؟ فجر کی دوسنتوں کی اہمیت پر کوئی سی ایک حدیث یا مفہوم لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) سنن مؤکدہ کی تفصیل (۳) سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ میں فرق (۴) فجر کی سنتوں کی اہمیت۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن اور

رات میں بارہ رکعت نماز ادا کرے اُس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔اُن میں سے چار رکعت یہ ہیں..........۔

❷ سنن مؤکدہ کی تفصیل:۔ فجر کے فرائض سے پہلے دو رکعت، ظہر کے فرائض سے پہلے چار رکعت، ظہر کے فرائض کے بعد دو رکعت، مغرب کے فرائض کے بعد دو رکعت، عشاء کے فرائض کے بعد دو رکعت۔

❸ سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ میں فرق:۔ سنن مؤکدہ اُن سنتوں کو کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عملاً اُن کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے اور بعض کے متعلق آپ ﷺ نے خاص تاکید بھی فرمائی جبکہ غیر مؤکدہ دیگر سنن و نوافل کو کہا جاتا ہے کہ جن کا آپ ﷺ نے زیادہ اہتمام نہیں فرمایا یا اُن کے متعلق خاص تاکید نہیں فرمائی۔

❹ فجر کی سنتوں کی اہمیت:۔ آپ ﷺ نے فجر کی سنتوں کی بہت زیادہ فضیلت واہمیت بیان کی ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعت سنن دنیا و مافیہا سے افضل و بہتر ہیں۔دوسری جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعت سنن کسی صورت میں نہ چھوڑو اگرچہ تم گھوڑے پر سوار ہو تب بھی اِن کو ترک نہ کرو حتیٰ کہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس نے فجر کی سنتیں فرائض سے پہلے نہ پڑھی ہوں اس کو چاہیے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے۔گویا فرض و وتر کی طرح اِن کی بھی قضاء کا حکم دیا جا رہا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... **عن فاطمة بنت قيس قالت : قال رسول الله ﷺ ان فی المال لحقا سوی الزکوة ثم تلا (لیس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب......)۔**

حدیث شریف کا دل نشین ترجمہ کریں، حدیث کی واضح تشریح کریں، لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی مذمت اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے حلال کھانے کی فضیلت کو احادیث کی روشنی میں واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی مذمت اور اپنے ہاتھ کی کمائی کی فضیلت۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی **لیس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب......**۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا منشاء یہ ہے کہ آدمی کے مال پر صرف زکوٰۃ کی ادائیگی ہی لازم نہیں ہے کہ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ کا کوئی حق باقی نہیں رہتا اور وہ مکمل طور پر اس سلسلہ کی تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جاتا ہے بلکہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے ضرورت مند بندوں کی مدد کرنا دولت مندوں پر لازم ہے مثلاً زکوٰۃ کی ادائیگی کے باوجود پڑوسی یا قریبی رشتہ دار فاقے میں یا سخت محتاجی میں ہو یا دورانِ سفر کسی مسافر کو ایسی مصیبت پہنچ جائے کہ فوری امداد کی ضرورت ہو تو اِن صورتوں میں ضرورت و حاجت مندوں کی مدد کرنا لازم ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اس موقع پر مذکورہ آیت ارشاد فرمائی جس میں ایمان کے بعد یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں، حاجت مند وغیرہ طبقوں کی مالی مدد کا ذکر ہے۔

❸ لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی مذمت اور اپنے ہاتھ کی کمائی کی فضیلت:۔ لوگوں کے سامنے

ہاتھ پھیلانا اور بلاضرورت سوال کرنا انتہائی برا و قبیح فعل ہے اور نصوص میں سختی کے ساتھ اس سے منع کیا گیا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ غنی اور تندرست و توانا آدمی کے لئے سوال کرنا اور ہاتھ پھیلانا جائز نہیں ہے البتہ اگر وہ نادار اور مفلس ہو جائے یا اُس پر قرض یا کسی تاوان وغیرہ کا بھاری بوجھ واقع ہو جائے تو اُس کے لئے سوال کرنا جائز ہے۔ اور فرمایا کہ جو لوگ مال میں اضافہ کے لئے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں قیامت کے دن اُن کا یہ سوال کرنا اور بھیک مانگنا ان کے چہرے پر ایک زخم اور گھاؤ کی شکل میں نمایاں نشان ہوگا اور جہنم کا گرم جلتا ہوا پتھر ہوگا جس کو وہ کھائے گا۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص بلاوجہ مال کی زیادتی کے لئے لوگوں سے بھیک مانگتا ہے وہ درحقیقت اپنے لئے آخرت کے انگارے مانگتے ہے اب جس کا دل چاہے اُن انگاروں میں کمی کرے یا زیادتی کرے۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ رزقِ حلال حاصل کرنے کی فکر اور کوشش کرنا بنیادی ارکان اور فرائض کے بعد ایک فرض ہے۔ کیونکہ بندہ اگر اس سے غفلت برتے گا اور کوتاہی کرے گا تو خطرہ ہے کہ کہیں حرام روزی سے پیٹ بھرنے کے نتیجے میں آخرت کے عذاب سے دوچار نہ ہو۔ پس معلوم ہوا کہ کسب حلال کی فکر اور کوشش اور اس میں مشغول ہونا عین دین و عبادت اور موجب اجر و ثواب ہے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کاروباری معاملات میں سچائی اور امانت و دیانت کا مظاہرہ کرنیوالا تاجر انجام کے اعتبار سے آخرت میں انبیاء ﷺ، صدیقین و شہداء کے ساتھ ہوگا۔ نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ کی محنت مزدوری سے کمائی حاصل کرنے والا شخص اللہ رب العزت کا دوست ہے۔ اِسی طرح فرمایا کہ سب سے اچھی کمائی وہ ہے جو خود اپنے دست و بازو اور محنت سے ہو، اسی طرح اُس تجارت کی کمائی بھی پاکیزہ ہے جو شریعت کے احکام کے مطابق اور دیانتداری کے ساتھ ہو۔

الشق الثانی ...... **عن ابی سعید الخدری قال نھٰی رسول اللہ ﷺ عن صوم یوم الفطر......**

حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں، سال کے کون کون سے دن ہیں جن میں روزہ رکھنا منع ہے؟ مسجد نبوی کی فضیلت اور روضہ نبویہ کی زیارت کی فضیلت احادیث کی روشنی میں واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) روزہ کے ممنوعہ ایام (۳) مسجد نبوی اور روضہ نبویہ کی زیارت کی فضیلت۔

جواب ...... ❶ <u>حدیث کا ترجمہ:</u>۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

❷ <u>روزہ کے ممنوعہ ایام:</u>۔ عید الفطر و عید الاضحیٰ کے دو روز اور ایام تشریق کے تین روز (یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرھویں تاریخ) ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

❸ <u>مسجد نبوی اور روضہ نبویہ کی زیارت کی فضیلت:</u>۔ مسجد نبوی کی سب سے بڑی عظمت اور فضیلت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بذاتِ خود اس کی بنیاد و تعمیر میں حصہ لیا۔ آپ ﷺ نے عمر بھر اس میں نمازیں ادا کیں اور آپ ﷺ کی ساری دینی سرگرمیوں، تعلیم و تربیت، رُشد و ہدایت اور دعوت و جہاد کا مرکز رہی اور اللہ تعالیٰ نے اِسے اپنے مقدس گھر خانہ کعبہ اور مسجد حرام کے علاوہ دنیا جہان کے عبادت خانوں پر عظمت و فضیلت عطاء کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں ایک نماز ادا کرنا مسجدِ حرام

کے علاوہ دیگر مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ہزار درجے بہتر ہے۔ نیز فرمایا کہ جس شخص نے مسجد نبوی میں چالیس نمازیں مسلسل پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اُس کیلئے نجات اور دوزخ ونفاق سے براءت لکھ دیں گے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوضِ کوثر پر ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کے علاوہ دنیا کی کسی بھی مسجد کی طرف عبادت کے لئے سفر کرنا ممنوع ہے۔ البتہ دیگر دینی ودنیاوی مقاصد کیلئے سفر ہوسکتا ہے۔ روضۂ رسول ﷺ وگنبدِ خضراء کی زیارت حج وعمرے کا کوئی رکن یا جزء نہیں ہے مگر امت کا تعامل چلا آرہا ہے کہ جب مسلمان حج یا عمرہ کیلئے جاتے ہیں تو روضۂ رسول ﷺ کی زیارت اور وہاں پر صلوٰۃ وسلام کی سعادت بھی ضرور حاصل کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی بہت فضیلت بیان فرمائی چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے حج ادا کیا اور پھر میرے روضہ کی زیارت کی تو زیارت کی سعادت حاصل کرنے میں یہ شخص انہی لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے زندگی میں ہی میری زیارت کی۔ اسی طرح ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگی۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا کے کسی بھی حصہ میں مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے تو فرشتے مجھ تک اُس درود وسلام کو پہنچاتے ہیں اور مَیں اُسکا جواب دیتا ہوں اور جو شخص میرے روضہ پر آکر درود وسلام پڑھتا ہے مَیں خود اس کا درود وسلام سنتا ہوں اور اسے جواب دیتا ہوں۔

﴿الورقة الثانية : فی الحدیث﴾

﴿السؤال الاول﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل......عن معاذ بن جبل قال لما بعثه رسول الله ﷺ الی الیمن خرج معه رسول الله ﷺ یوصیه ومعاذ راکب و رسول الله ﷺ یمشی تحت راحلته فلما فرغ قال یا معاذا انك عسٰی ان لا تلقانی بعد عامی هذا ولعلك ان تمر بمسجدی هذا وقبری فبکی معاذ جشعًا لفراق رسول الله ﷺ ثم التفت فاقبل بوجهه نحو المدینة فقال: ان اولی الناس بی المتقون من کانوا وحیث کانوا.

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حضور ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کیوں بھیجا تھا؟ حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے قرب کیلئے کس چیز کو معیار قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا رُخ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مدینہ کی طرف کیوں پھیر لیا تھا؟ (ص ۳۸۔ج ۲۔دارالاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کی وجہ ③ قربِ رسول کیلئے معیار کی وضاحت ④ آپ ﷺ کی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے رُخ پھیرنے کی وجہ۔

جواب...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو یمن کے لئے روانہ فرمایا (اور وہ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق روانہ ہونے لگے) تو (ان کو رخصت کرنے کیلئے) حضور ﷺ بھی اُن کو کچھ نصیحتیں اور وصیتیں فرماتے ہوئے ان کے ساتھ چلے، اس وقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تو (حضور ﷺ کے حکم سے) اپنی سواری پر سوار تھے اور حضور ﷺ خود ان کی سواری کے نیچے پیدل چل رہے تھے۔ جب آپ ضروری نصیحتوں اور وصیتوں سے فارغ ہوچکے تو آخری بات آپ نے یہ فرمائی کہ اے معاذ! شاید میری زندگی کے اس سال کے بعد میری تمہاری ملاقات اب نہ ہو۔ (گویا آپ نے ان کو اشارہ فرمایا کہ میری زندگی کا یہی آخری سال ہے اور میں عنقریب ہی اس دنیا سے دوسرے عالم کی طرف منتقل کیا جانے

والا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا) اور شاید ایسا ہو کہ (کبھی تم یمن سے واپس آؤ تو بجائے مجھ سے ملنے کے اس مدینہ میں) تم میری اس مسجد اور میری قبر پر گزرو۔ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ (حضور ﷺ کی وفات کے تصور اور) آپ کے فراق کے صدمہ سے رونے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے انکی طرف سے منہ پھیر کے اور مدینہ کی طرف رُخ کر کے فرمایا مجھ سے زیادہ قریب اور مجھ سے زیادہ تعلق رکھنے والے وہ بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں (تقوے والی زندگی گزارتے ہیں) وہ جو بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں۔

❷ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کی وجہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا کر یا زکوٰۃ کی وصولی کے لئے عامل بنا کر یمن بھیجا تھا۔

❸ قربِ رسول کیلئے معیار کی وضاحت:۔ ارشادِ نبوی ﷺ کا حاصل یہ ہے کہ اصل چیز روحانی تعلق اور قرب ہے اور میرے ساتھ تعلق و قرب کا دارومدار تقویٰ پر ہے اور میرے ساتھ تعلق والا کوئی بندہ جسمانی طور پر خواہ مجھ سے کتنا ہی دور یعنی یمن یا دنیا کے کسی اور علاقہ میں کیوں نہ ہو اگر اُس کو خوفِ خدا اور تقویٰ نصیب ہو تو وہ مجھ سے قریب ہی ہے۔ اور اس کے برعکس اگر کوئی ظاہری وجسمانی طور پر میرے قریب ہو مگر اُس کا دل تقویٰ کی دولت سے خالی ہو تو وہ حقیقت میں مجھ سے دور ہی ہے۔

❹ آپ ﷺ کے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے رُخ پھیرنے کی وجہ:۔ غالباً حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے رونے کی وجہ سے آپ ﷺ خود آبدیدہ ہو گئے تھے تو آپ ﷺ نے چاہا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے بہتے ہوئے آنسو دیکھ کر پریشان نہ ہو جائیں۔ نیز ممکن ہے کہ ایک سچے محب کا رونا دیکھ کر آپ ﷺ کا دل دکھا ہو۔ اسلئے آپ ﷺ نے بات کرتے وقت اپنا رُخ مدینہ کی طرف پھیر لیا۔

الشق الثانی ......"عن ابن مسعود قال: تلا رسول الله ﷺ: ﴿فمن يرد الله أن يهديه يشرح صدره للاسلام﴾ فقال رسول الله ﷺ "ان النور اذا دخل الصدر انفسح، فقيل: يا رسول الله اهل لتلك من علم يعرف به؟ قال:" نعم، التجافي من دار الغرور والانابة الى دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزوله".

حدیث کا ترجمہ کریں۔ دل کے نورانی ہونے کی اس حدیث میں جو علامات بتائی گئی ہیں، وہ تحریر کریں۔ (ص ۶۷۔ ج ۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② دل کے نورانی ہونے کی علامات۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ "فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام" کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ جب نور سینہ میں داخل ہوتا ہے تو (عبدیت وفرمانبرداری والی زندگی کیلئے) اس کا سینہ کھل جاتا ہے، پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول اسکی کوئی علامت و پہچان بھی ہے جس سے اس کو پہچانا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، دنیا جو دھوکہ وفریب کا گھر ہے اس سے دل کا اُچاٹ ہونا، ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع و میلان ہونا اور موت سے قبل موت کی تیاری کرنا۔

❷ دل کے نورانی ہونے کی علامات:۔ اس حدیث میں دل کے نورانی ہونے کی تین علامات ذکر کی گئی ہیں: ① دنیا سے دل و طبیعت کا اُچاٹ ہونا، دنیا سے بے رغبتی و بے رُخی یعنی دنیا میں دل نہ لگنا۔ ② آخرت کی طرف دل کا مائل ہونا، آخرت کی فکر کا لاحق ہونا، اللہ تعالیٰ کی ملاقات و جنت کا شوق پیدا ہونا۔ ③ موت سے پہلے ہی موت کی تیاری کا ذوق پیدا ہونا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ......"عن أبي هريرة ان النبي ﷺ قال لبلال عند صلاة الفجر: حدثني بأرجى عمل عملته في

الاسلام فلنی سمعت دف نعلیك بین یدی فی الجنة، قال ما عملت عملاً أرجی عندی انی لم اتطهر طهوراً فی ساعة لیل او نهار الا وصلیت بذلك الطهور ما کتب لی ان اصلی"۔ (ص۵۹۔ج۳۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیثِ مذکورہ سے کس عمل کی فضیلت معلوم ہوتی ہے؟ مسواک کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔ باوضو ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو دوبارہ وضو اسراف کہلائے گا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② فضیلت والے عمل کی نشاندہی ③ مسواک کی اہمیت ④ نماز کے وقت دوبارہ وضو کے اسراف ہونے کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) فجر کی نماز کے بعد بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنے جس اسلامی عمل کی وجہ سے سب سے زیادہ پُر امید ہو مجھے وہ عمل بتلاؤ کیونکہ میں نے تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی ہے، بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے اپنے اعمال میں سے سب سے زیادہ امید اپنے اس عمل سے ہے کہ میں نے رات یا دن میں جب بھی وضو کیا ہے میں نے اس وضو سے نماز ضرور پڑھی ہے، جتنی نماز کی بھی اللہ نے مجھے توفیق دی ہے۔

❷ فضیلت والے عمل کی نشاندہی:۔ جب بھی آدمی وضو کرے اس وضو کے بعد کوئی فرض، سنت یا نفل نماز ضرور پڑھے۔

❸ مسواک کی اہمیت:۔ طہارت ونظافت کے معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کی تاکید فرمائی ان میں سے ایک چیز مسواک ہے۔ یہاں تک فرمایا کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کو لازم قرار دیتا۔ مسواک کے بیشمار فوائد ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: معدہ درست رہتا ہے، جراثیم کی بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے، بینائی تیز ہوتی ہے، منہ کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے، نماز کا ثواب ستائیس گنا تک بڑھ جاتا ہے، موت کے وقت کلمۂ شہادت نصیب ہوتا ہے۔

❹ نماز کے وقت دوبارہ وضو کے اسراف ہونے کی وضاحت:۔ باوضو ہونے کے باوجود نماز کے وقت دوبارہ وضو کرنے والے کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ یہ عمل ہرگز اسراف و بے فائدہ نہیں ہے، بشرطیکہ سابقہ وضو سے کوئی ایسی عبادت کی ہو جس کیلئے وضو ضروری ہے۔ اگر سابقہ وضو سے کوئی بھی ایسی عبادت نہیں کی تو پھر نیا وضو نہیں کرنا چاہئے۔

الشق الثانی ......"عن خارجة بن حذافة قال خرج علینا رسول الله ﷺ وقال: ان الله أمدکم بصلاة هی خیر لکم من حمر النعم: الوتر، جعله الله لکم فیما بین صلاة العشاء الی ان یطلع الفجر"۔

حدیث کا ترجمہ کریں۔ وتر کی نماز کس وقت پڑھنا افضل ہے؟ دن بھر میں ۱۲ سنن مؤکدہ کون کون سی ہیں؟ فجر کی سنت کی کیا اہمیت ہے؟

جواب ...... کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۶ھ وفی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۹ھ

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ......"عن عائشة قالت: کان رسول الله ﷺ یتحفظ من شعبان ما لا یتحفظ من غیره ثم یصوم لرؤیة رمضان فان غمّ علیه عد ثلاثین یوما ثم صام"۔ (ص۳۶۱۔ج۴۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث کی رو سے رمضان وشوال کے شروع ہونے کا مدار کس چیز پر ہے؟ صومِ وصال کسے کہتے ہیں؟ اعتکاف کی تعریف وفضیلت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② رمضان وشوال شروع ہونے کا

مدار ③ صوم وصال کی وضاحت ④ اعتکاف کی تعریف وفضیلت۔

جواب ...... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہ شعبان کے دن وتاریخیں جتنی اہتمام سے یاد رکھتے تھے اتنے اہتمام سے کسی دوسرے مہینہ کی تاریخیں یاد نہ رکھتے تھے۔ پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزے رکھتے تھے پس اگر (انتیس شعبان کو) چاند دکھائی نہ دیتا تو تیس یوم پورے کرتے پھر روزہ رکھتے۔

② **رمضان وشوال شروع ہونے کا مدار:۔** رمضان وشوال شروع ہونے کا مدار چاند کی رؤیت پر تھا، اگر انتیس کو چاند نظر آجاتا تو اگلا مہینہ شروع ہو جاتا، اگر چاند دکھائی نہ دیتا تو تیس یوم پورے کئے جاتے اور پھر اگلا مہینہ شروع کیا جاتا۔

③ **صوم وصال کی وضاحت:۔** صوم وصال کا مطلب ہے کہ سحری وافطاری کے بغیر مسلسل روزے رکھے جائیں اور دن کی طرح رات کو بھی کچھ نہ کھایا پیا جائے۔ یہ روزے سخت مشقت وضعف کا سبب ہیں اور کمزوری کے باعث دیگر فرائض وعبادات میں کوتاہی کا اندیشہ ہے اسلئے آپ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے۔

④ **اعتکاف کی تعریف وفضیلت:۔** اعتکاف کا لغوی معنی ٹھہرنا ہے اور اصطلاح میں اعتکاف مسجد میں روزہ کے ساتھ بہ نیت عبادت وقرب ٹھہرنے کو کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کا بہت زیادہ اہتمام کیا، حتی کہ ایک سال اعتکاف نہ کر سکے تو اگلے سال بیس یوم کا اعتکاف کیا۔ اعتکاف کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آدمی ساری دنیا کو چھوڑ کر ایک اللہ کے گھر کا فقیر بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ دوسری فضیلت یہ کہ آدمی مسجد میں آکر گناہوں سے بچ جاتا ہے اور عبادات میں مصروف رہتا ہے۔ تیسری فضیلت یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے جن نیکیوں سے رُکا رہا ان سب نیکیوں کا ثواب بغیر مشقت مل جاتا ہے۔

الشق الثانی ...... **عن حصين بن وحوح أن طلحة بن البراء مرض فأتاه النبى ﷺ يعود فقال: انى لا أرى طلحة الا قد حدث به الموت فآذنونى به وعجلوا فانه لا ينبغى لجيفة مسلم ان تحبس بين ظهرانى أهله۔**

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث سے ثابت ہونے والے حکم کی وضاحت کریں۔ میت پر نوحہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث سے ثابت شدہ حکم ③ میت پر نوحہ کرنے کا حکم۔ (ص۲۷۶ج۳۔ دارالاشاعت)

جواب ...... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کیلئے تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے کیال میں ان کی موت کا وقت آچکا ہے (اگر موت واقع ہو جائے) تو مجھے اطلاع کرنا اور (تجہیز وتکفین میں) جلدی کرنا، اسلئے کہ کسی مسلمان کی میت کے مناسب نہیں کہ وہ دیر تک گھر والوں میں رہے۔

② **حدیث سے ثابت شدہ حکم:۔** موت کے بعد تجہیز وتکفین اور تدفین میں جلدی کرنی چاہئے۔

③ **میت پر نوحہ کرنے کا حکم:۔** کسی عزیز کی موت پر رنجیدہ وغمگین ہونا، اسکے نتیجہ میں رونا اور بے اختیار آنسو کا جاری ہونا ایک فطری عمل ہے جو دل میں محبت ودردمندی کا جذبہ موجود ہونے کی علامت ونشانی ہے، یہ انسانیت کا پسندیدہ عنصر ہے، اس پر کوئی پابندی بھی نہیں ہے۔ مگر نوحہ وماتم کرنا جان بوجھ کر رونا وپیٹنا، شور وشغب کرنا ممنوع وناپسندیدہ اور جاہلانہ فعل ہے۔ یہ مقام عبدیت ورضا بالقضاء کے بالکل خلاف ہے۔ عقل وفہم جیسی قیمتی وبیش بہا نعمت کی ناشکری ہے۔ رنج وغم میں اضافہ کا سبب ہے۔ میت کیلئے بھی تکلیف کا باعث ہے۔

الورقة الثالثة
فقه
تعليم الاسلام (مكمل)
بهشتی زیور (ج-۲-۳-٤)

﴿الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل...... چار آسمانی کتابوں کے نام اور جن پیغمبروں پر نازل ہوئیں انکے نام تحریر کریں۔ رسول کی تعریف اور نبی و رسول میں فرق واضح کریں۔ اللہ تعالیٰ نے کتنے رسول اور نبی مبعوث فرمائے؟ قیامت کب آئیگی؟ قیامت کی کچھ نشانیاں ذکر کریں۔ تقدیر کسے کہتے ہیں اور مرنے کے بعد زندہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ (ج ۲۔ ص ۸، ۹، ۱۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں: (۱) آسمانی کتب اور ان کے پیغمبروں کے نام (۲) رسول کی تعریف اور نبی و رسول میں فرق (۳) رسول و نبیوں کی تعداد (۴) قیامت کا وقوع اور اسکی نشانیاں (۵) تقدیر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کی مراد۔

جواب...... ① آسمانی کتب اور ان کے پیغمبروں کے نام:۔ ① تورات، یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ ② زبور، یہ حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ ③ انجیل، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ ④ قرآن مجید، یہ حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔

② رسول کی تعریف اور نبی و رسول میں فرق:۔ رسول اللہ تعالیٰ کے بندے اور انسان ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے بندوں پر اپنے احکام پہنچانے کیلئے مقرر فرماتے ہیں، یہ سچے ہوتے ہیں، کبھی جھوٹ نہیں بولتے، گناہ بھی نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے معجزے دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیغام و احکام کو بغیر کسی کمی و بیشی کے انسانوں تک پہنچاتے ہیں۔

رسول وہ پیغمبر جس کو نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو اور نبی ہر پیغمبر کو کہتے ہیں خواہ اسے نئی شریعت و کتاب دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو۔

③ رسول و نبیوں کی تعداد:۔ دنیا میں بے شمار نبی و رسول آئے مگر اُن کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، ہمیں صرف اس بات پر ایمان لانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی رسول اور نبی بھیجے وہ سب کے سب برحق ہیں، ہم ان کو نبی و رسول مانتے ہیں۔

④ قیامت کا وقوع اور اسکی نشانیاں:۔ قیامت کے وقوع کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے بس اتنا معلوم ہے کہ جمعہ کا دن اور محرم الحرام کی دس تاریخ ہوگی۔ البتہ قیامت کی کچھ نشانیاں درج ذیل ہیں: جب دنیا میں گناہ زیادہ ہوں گے، لوگ اپنے ماں باپ کی نافرمانیاں کریں گے اور اُن پر سختیاں کریں گے، امانت میں خیانت کی جائے گی، ناچ گانا کی زیادتی ہوگی، بعد والے لوگ اپنے پہلے بزرگوں کو بُرا کہیں گے، بے علم اور کم علم لوگ مقتداء و پیشوا بن جائیں گے، چرواہے وغیرہ کم درجے کے لوگ اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے، نا قابل لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوں گے۔ جب ان علامات کا ظہور ہو تو سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے۔

⑤ تقدیر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کی مراد:۔ ہر بات اور ہر اچھی بری چیز کے لئے اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک اندازہ مقرر ہے اور ہر چیز کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اسی علم اور اندازے کو تقدیر کہتے ہیں۔

قیامت میں سب چیزیں فنا ہو جائیں گی، پھر اسرافیل علیہ السلام دوبارہ صور پھونکیں گے تو سب چیزیں دوبارہ موجود ہو جائیں گی، آدمی بھی زندہ ہو جائیں گے، میدان حشر میں خدا تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوگی حساب لیا جائیگا اور اچھے برے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا جس روز یہ کام ہوں گے اس دن کو **یوم الحشر** (جمع کئے جانے کا دن) **یوم الجزاء** اور **یوم الدین** (بدلہ دینے کا دن) اور **یوم الحساب** (حساب کا دن) کہتے ہیں۔

الشق الثانی...... حضرت محمد ﷺ کہاں پیدا ہوئے اور تمام عمر کہاں گزاری؟ حضرت محمد ﷺ کے والد و دادا کا نام کیا تھا؟ یہ کیسے

معلوم ہوا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے؟ نماز کسے کہتے ہیں اور اسکا طریقہ کیا ہے؟ (ح ۱۔ص ۹،۶)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل چار امور ہیں: (۱) حضرت محمد ﷺ کی جائے پیدائش و سکونت (۲) حضرت محمد ﷺ کے والد و دادا کا نام (۳) حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہونے کا علم (۴) نماز کی مراد اور اسکا طریقہ۔

جواب ...... ❶ حضرت محمد ﷺ کی جائے پیدائش و سکونت:۔ آپ ﷺ عرب کے شہر مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور اپنی عمر کے ۵۳ سال اسی شہر میں گزارے۔ اُسکے بعد عرب کے شہر مدینہ منورہ میں دس سال گزارے اور ۶۳ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

❷ حضرت محمد ﷺ کے والد و دادا کا نام:۔ آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالمطلب تھا۔

❸ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہونے کا علم:۔ آپ ﷺ نے ایسے اچھے کام کئے اور ایسی باتیں دکھائیں اور بتائیں جو پیغمبروں کے علاوہ نہ کوئی دوسرا شخص دکھا سکتا ہے اور نہ بتا سکتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلام (قرآن مجید) اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سردار جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے میرے اوپر نازل کی ہے۔

❹ نماز کی مراد اور اس کا طریقہ:۔ نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور رسول اللہ ﷺ نے احادیث کے اندر مسلمانوں کو سکھایا ہے۔ نماز کا طریقہ یہ ہے کہ گھر یا مسجد میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی تعریف اس کی بزرگی اور تعظیم کی جاتی ہے اُس کے سامنے جھک کر زمین پر سر رکھ کر اُس کی بڑائی اور اپنی عاجزی و ذلت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ...... پانچوں نمازوں کے اوقات تحریر کریں، نیز صرف ظہر و عصر کا مستحب وقت بتائیں:۔ (ح ۳۔ص ۵۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) پانچوں نمازوں کے اوقات (۲) ظہر و عصر کا مستحب وقت۔

جواب ...... ❶ پانچوں نمازوں کے اوقات:۔ نمازِ فجر: اس کے وقت کی ابتدا طلوعِ فجر کے وقت (یعنی جب صبح کے وقت مشرق کی طرف چوڑائی میں سفیدی نظر آئے) ہوتی ہے اور انتہا سورج کے طلوع ہونے کے وقت ہوتی ہے۔

نمازِ ظہر: اس کے وقت کی ابتدا سورج ڈھلنے کے وقت ہوتی ہے اور اس کی انتہا ہر چیز کے سایہ اصلی کے علاوہ اس کا سایہ دو مثل (دوگنا) ہونے کے وقت ہوتی ہے۔ نمازِ عصر: ظہر کے وقت کی انتہا کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج کے غروب ہونے تک اس کا وقت باقی رہتا ہے، البتہ سورج کے زرد ہونے کے بعد وقتِ مکروہ شروع ہو جاتا ہے۔

نمازِ مغرب: سورج کے غروب ہونے کے فوراً بعد اس کا وقت شروع ہوتا ہے اور آسمان کے کنارے پر مغرب کی جانب سرخی کے زائل ہونے تک اس کا وقت باقی رہتا ہے۔ نمازِ عشاء: مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی کے زائل ہونے کے بعد اس کے وقت کی ابتداء ہوتی ہے اور صبح ہونے تک اس کا وقت باقی رہتا ہے، البتہ آدھی رات کے بعد وقتِ مکروہ شروع ہو جاتا ہے۔

❷ ظہر و عصر کا مستحب وقت:۔ ظہر کی نماز گرمی میں تاخیر سے اور سردی میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے اور عصر کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے کہ عصر کا وقت شروع ہونے کے بعد نوافل پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے۔

الشق الثانی......مذکورہ سوالات کے جوابات تحریر کریں۔ ① رمضان کے روزے کی نیت کس وقت کرنا ضروری ہے ② کیا زبان سے نیت کرنا ضروری ہے ③ قضاء روزے کی نیت کس وقت کرنا ضروری ہے ④ نفل روزہ کی نیت کس وقت تک درست ہے ⑤ نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اس پر قضاء واجب ہے یا نہیں ⑥ اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا تو اس کے لئے عید کرنا درست ہے یا نہیں؟ ⑦ رمضان کے مہینے میں نفل روزہ کی نیت کی تو یہ رمضان کا روزہ ہوگا یا نفل کا۔ (ح۳۔ص۔۷)

جواب......**مذکورہ سوالات کے جوابات:۔**

① رمضان کے روزے کی نیت کا وقت: دن کے وقت کچھ کھائے پئے بغیر دوپہر تک رمضان کے روزہ کی نیت ہوسکتی ہے۔

② نیت کی کیفیت: زبان کے ساتھ روزہ کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے محض دل سے نیت وقصد کر لینا ہی کافی ہے۔

③ قضاء روزے کی نیت کا وقت: قضاء روزے کیلئے رات سے نیت کرنا ضروری ہے صبح ہوجانے کے بعد نیت کرنے سے نفلی روزہ ہوجائیگا۔

④ نفلی روزہ کی نیت کا وقت: رمضان کے روزہ کی طرح نفلی روزہ کی نیت بھی دوپہر تک ہوسکتی ہے۔

⑤ نفلی روزہ کی قضاء کا حکم: نفلی روزہ شروع کرنے سے واجب ہوجاتا ہے لہٰذا اگر کسی نے نفلی روزہ کی نیت کر لی اور پھر اس کے بعد روزہ توڑ دیا تو اس کی قضاء ضروری ہے۔ ⑥ عید کا چاند اکیلے دیکھنے والے کا حکم: اگر کسی شخص نے اکیلے عید کا چاند دیکھا تو اسکی گواہی معتبر نہیں ہے لہٰذا وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ اگلے دن کا روزہ رکھے گا۔

⑦ رمضان میں نفلی روزہ کی نیت کا حکم: اگر کسی نے رمضان کے مہینے میں نفلی روزہ کی نیت کر لی تب بھی رمضان کا روزہ ہوگا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۴ھ

الشق الاوّل......درج ذیل سوالات کے ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① غسل کی تین سنتیں اور پانچ فرائض ہیں۔ (نہیں)

② حرام جانوروں کا پیشاب، آدمی و جانور کا بہتا ہوا خون نجاست غلیظہ ہے۔ (ہاں)

③ نجاست غلیظہ چوتھائی کپڑے یا چوتھائی عضو سے کم معاف ہے۔ (نہیں)

④ گائے، بکری، کبوتر، فاختہ و گھوڑے کا جھوٹا پانی پاک ہے۔ (ہاں)

⑤ مچھلی، مینڈک، مکھی، مچھر، چھپکلی و چیونٹی کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ (ہاں)

⑥ ندی و دریا کا بہتا ہوا پانی، بڑے تالاب وحوض کا ٹھہرا ہوا پانی نجاست گرنے سے ناپاک ہوجاتا ہے۔ (نہیں)

جواب......**کمامرّ فی السوال آنفا۔**

الشق الثانی......درج ذیل سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں۔

① روزہ دار نے بھول کر کھا پی لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (صحیح)

② روزہ یاد تھا اور کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (غلط)

③ دانتوں میں سے گوشت کا ٹکڑا نکال کر کھا لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (صحیح)

④ نفلی روزہ رکھ کر قصداً توڑ دیا تو قضاء لازم نہیں ہے۔ (غلط)

⑤ شوہر کے ڈر سے عورت نے سالن کا نمک چکھا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (غلط)

⑥ منہ سے خون نکلا اور وہ تھوک سے کم تھا، اس کو نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (غلط)

جواب...... کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل...... ناپاک کنویں کو پاک کرنے کا طریقہ تحریر کریں نیز مرا ہوا جانور کنویں میں گر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ زندہ جانور کنویں میں گر کر باہر نکل آئے تو اس کا حکم تحریر کریں۔ (ح۲۔ص۴۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔ (۱) ناپاک کنویں کو پاک کرنے کا طریقہ (۲) مرا ہوا جانور کنویں میں گر جانے کا حکم (۳) زندہ جانور کنویں میں گر کر باہر نکل آئے تو اس کا حکم۔

جواب...... ❶ <u>ناپاک کنویں کو پاک کرنے کا طریقہ:۔</u> کنویں کو پاک کرنے کے پانچ طریقے ہیں۔ ① جب کنویں میں نجاست گر جائے تو تمام پانی نکالنے سے پاک ہو جائے گا۔ ② جب آدمی یا سؤر یا کتا یا بکری یا دو بلیاں یا اتنا یا اس سے بڑا کوئی اور جانور گر کر مر جائے تو سارا پانی نکالنا پڑے گا ③ اور جب کوئی بہتے ہوئے خون والا جانور کنویں میں گر کر پھول گیا یا پھٹ گیا تو سارا پانی نکالنا ہوگا خواہ وہ جانور چھوٹا ہو یا بڑا۔ ④ جب کبوتر یا مرغی یا بلی یا اتنا ہی بڑا کوئی جانور گر کر مر گیا لیکن پھولا نہیں تو چالیس ڈول نکالنے پڑیں گے۔ ⑤ اگر چوہا، چڑیا یا اتنا ہی بڑا کوئی اور جانور گر کر مر گیا تو بیس ڈول نکالنے پڑیں گے۔ بیس کی جگہ تیس اور چالیس کی جگہ ساٹھ ڈول نکالنا مستحب ہے۔

❷ <u>مرا ہوا جانور کنویں میں گر جانے کا حکم:۔</u> اگر کنویں میں سے مرا ہوا جانور نکلے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کب گرا ہے تو جس وقت جانور کو دیکھا گیا ہے اُسی وقت سے کنواں ناپاک سمجھا جائے گا۔

❸ <u>زندہ جانور کنویں میں گر کر باہر نکل آئے تو اس کا حکم:۔</u> اگر کنویں میں کوئی جانور گر کر زندہ باہر نکل آیا تو اگر وہ ایسا جانور ہے جس کا جوٹھا ناپاک ہے یا اُس جانور کے جسم پر نجاست لگی ہوئی تھی تو کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ اور وہ جانور جن کا جوٹھا ناپاک نہیں اور اُن کے بدن پر کوئی نجاست بھی نہ ہو اگر وہ جانور کنویں میں گر کر زندہ باہر نکل آئیں اور ان کے کنواں میں پیشاب یا پاخانہ نہ کرنے کا یقین ہو تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

الشق الثانی...... توراۃ، انجیل و زبور کا آسمانی کتابیں ہونا کیسے معلوم ہوا؟ اگر کوئی شخص ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ کی کتابیں نہ مانے تو اس کیا حکم ہے؟ قرآن کریم کی پہلی کتب پر فضیلت کی وجہ کیا ہے؟ (ح۳۔ص۸)

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ (۱) توراۃ، انجیل و زبور کا آسمانی کتابیں ہونے کا علم (۲) ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ کی کتابیں نہ ماننے والے کا حکم (۳) قرآن کریم کی پہلی کتب پر فضیلت کی وجہ۔

جواب...... ❶ <u>توراۃ، انجیل و زبور کا آسمانی کتابیں ہونے کا علم:۔</u> توراۃ، انجیل و زبور کا آسمانی کتابیں ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ توراۃ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے **انا انزلنا التوراۃ فیها هدًی و نورٌ**۔ زبور کے بارے میں ارشاد باری

تعالیٰ ہے وآتینا داؤد زبورًا۔ انجیل کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وقفّینا بعیسی ابن مریم وآتیناہ الانجیل۔

❷ ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ کی کتابیں نہ ماننے والے کا حکم:۔ اگر کوئی شخص ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ کی کتابیں نہ مانے تو وہ گویا قرآن کریم کی ان آیات کا انکار کررہا ہے اور جو قرآن کریم کی آیات کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

❸ قرآن کریم کی پہلی کتب پر فضیلت کی وجہ:۔ قرآن کریم کو سابقہ کتب پر متعدد وجوہ سے فضیلت حاصل ہے۔ ① قرآن کریم کا ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ محفوظ ہے اس میں نقطہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہو سکے گی جبکہ سابقہ کتابوں میں تحریف کردی گئی۔ ② قرآن کریم کی عبارت والفاظ معجز ہیں یعنی ایسے اونچا درجہ کی عبارت ہے کہ قرآن مجید کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مثل بھی کوئی شخص لانے پر قادر نہیں ہے۔ ③ قرآن مجید میں آخری شریعت کے احکام ہیں تو گویا اس کے ذریعے سابقہ شریعتوں کے بہت سے احکام منسوخ کردیئے گئے۔ ④ پہلی کتابیں یکبارگی نازل ہوئیں اور قرآن کریم ضرورتوں کے مطابق تیئس (۲۳) برس تک تھوڑا تھوڑا نازل ہوا اور ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اترتا گیا اور لوگ اس کے احکام کو قبول کر کے مسلمان ہوتے گئے۔ ⑤ قرآن مجید لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں محفوظ ہے اور یہ حفاظت رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے چلی آرہی ہے اور قیامت تک چلتی رہے گی۔ ⑥ قرآن کریم کے احکام ایسے معتدل ہیں کہ ہر زمانے اور ہر قوم کے مناسب ہیں، دنیا کی کوئی قوم اس کے احکام پر عمل کرنے سے عاجز نہیں۔ اسی لئے قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد کسی دوسری شریعت اور کسی دوسری آسمانی کتاب کی ضرورت باقی نہ رہی اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور شریعت تمام دنیا کے لئے عام کردی گئی۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ...... عورت کو کفنانے کیلئے کتنے کپڑے مسنون ہیں اور انکے نام کیا ہیں، مسنون مقدار کے کپڑے میسر نہ ہوں تو کتنے کپڑوں پر اکتفا جائز ہے، کفنانے کا مکمل طریقہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) عورت کو کفنانے والے کپڑوں کی تعداد و اسماء (۲) عورت کے کفنِ کفایہ کے کپڑوں کی تعداد (۳) عورت کو کفنانے کا مکمل طریقہ۔

جواب ...... ❶ عورت کو کفنانے والے کپڑوں کی تعداد و اسماء:۔ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا مسنون ہے ① کرتہ ② ازار ③ سربند ④ چادر ⑤ سینہ بند، جن کی تفصیل یہ ہے کہ ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہو اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو اور کرتہ گلے سے لے کر پاؤں تک ہو مگر اس میں کلی، آستین نہ ہو اور سربند تین ہاتھ لمبا ہو اور سینہ بند چھاتیوں سے لے کر رانوں تک چوڑا ہو اور اس قدر لمبا ہو کہ بندھ جائے۔

❷ عورت کے کفنِ کفایہ کے کپڑوں کی تعداد:۔ اگر مسنون کفن میسر نہ ہو تو عورت کو تین کپڑوں میں کفنانا بھی کفایت کر جائے گا ① ازار ② چادر ③ سربند۔ اس سے کم میں کفنانا بلاضرورت و مجبوری مکروہ ہے۔

❸ عورت کو کفنانے کا مکمل طریقہ:۔ سب سے پہلے چادر بچھائی جائے، پھر ازار پھر کرتہ بچھایا جائے اس کے بعد میت کو اس کے اوپر لٹا کر پہلے کرتا پہنایا جائے اور سر کے بال دو حصے کر کے دائیں بائیں جانب سینہ پر ڈال دیئے جائیں، پھر سربند کو سر اور بالوں پر ڈال دیا جائے، نہ باندھا جائے اور نہ لپیٹا جائے اس کے بعد ازار کو پہلے بائیں جانب پھر دائیں جانب سے لپیٹ دو، پھر

سینہ بند باندھا جائے اس کے بعد چادر پہلے بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے لپیٹی جائے پھر کسی معمولی کپڑے یا رسی سے کمر کے پاس بھی باندھ دو، تاکہ راستہ میں کہیں کھل نہ جائے۔

الشق الثانی ...... قربانی کس پر واجب ہے، قربانی کتنے دنوں تک جائز ہے، اور کس دن کرنا افضل ہے، قربانی کس وقت کرنی چاہئے، کیا قربانی کے ایام میں رات کو قربانی کرنا جائز ہے، کون کونسے جانور کی قربانی درست ہے، وضاحت کریں۔ (ص ۱۶۲: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) قربانی کا وجوب (۲) قربانی کے ایام (۳) قربانی کا افضل دن (۴) قربانی کا وقت (۵) رات کو قربانی کا حکم (۶) قربانی والے جانور۔

جواب ...... ❶ <u>قربانی کا وجوب:۔</u> قربانی ہر اس شخص پر واجب ہے جو ضروریات سے زائد مال بقدر نصاب کا مالک ہو خواہ اس پر سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو۔

❷ <u>قربانی کے ایام:۔</u> قربانی کے تین یوم دس گیارہ بارہ ذوالحجہ ہیں، دس کے طلوع فجر سے بارہ کی شام تک۔

❸ <u>قربانی کا افضل دن:۔</u> قربانی کا سب سے افضل دن دس ذوالحجہ پھر گیارہ، پھر بارہ ذوالحجہ ہے۔

❹ <u>قربانی کا وقت:۔</u> ان ایام میں کسی بھی وقت قربانی کی جاسکتی ہے البتہ اہل شہر نماز عید کی ادائیگی کے بعد قربانی کریں۔

❺ <u>رات کو قربانی کا حکم:۔</u> ان ایام قربانی میں رات کو بھی قربانی کرنا درست ہے مگر دن کو قربانی کرنا بہتر ہے۔

❻ <u>قربانی والے جانور:۔</u> گائے، بھینس، بیل، بکری، بکرا، اونٹ، اونٹنی، ان تمام جانوروں کی جنس میں سے جو بھی جانور ہو خواہ نر ہو یا مادہ اسکی قربانی کرنا درست ہے، بکری وغیرہ کی عمر ایک سال، گائے بیل بھینس وغیرہ کی عمر دو سال اور اونٹ کی عمر پانچ سال ہونا ضروری ہے البتہ دنبہ یا بھیڑ چھ ماہ سے زائد ہوں مگر صحت مند ہوں کہ سال کے معلوم ہوتے ہوں تو پھر ان کی قربانی درست ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ...... درج ذیل سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں۔

① آپ ﷺ پر پہلی وحی پچاس سال کی عمر میں نازل ہوئی۔ (غلط)

② صحابی وہ شخص ہے جس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہو۔ (غلط)

③ وضو میں اعضائے وضو کو تین مرتبہ دھونا فرض ہے۔ (غلط)

④ موزوں پر مسح کی مدت کی ابتداء وضو ٹوٹنے کے وقت سے ہوگی۔ (صحیح)

⑤ وضو میں بسم اللہ پڑھنا اور نیت کرنا واجب ہے۔ (غلط)

⑥ تیمم کی مدت مقیم و مسافر کے لئے ایک دن ہے۔ (غلط)

جواب ...... کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ...... ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔ ① کیا نماز وتر سنت ہے۔ (نہیں)

② کیا بچہ پیدا ہونے کے بعد نکلنے والے خون کو نفاس کہتے ہیں؟ (ہاں)

③ کیا فرض روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے؟ (نہیں)

④ کیا نماز میں الحمدللہ کے ساتھ سورت ملانا فرض ہے؟ (نہیں)

⑤ کیا نماز میں خوشخبری سننے پر الحمدللہ سے نماز فاسد ہوتی ہے؟ (ہاں)

⑥ کیا مسافر پر قربانی واجب ہے؟ (نہیں)

جواب......کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل......شرائطِ نماز و ارکانِ نماز کسے کہتے ہیں اور ان کی تعداد و اسماء ذکر کریں۔ واجباتِ نماز سے کیا مراد ہے؟ واجبات کی نشاندہی بھی کریں۔ (ج۲۔ص۱۶) (ج۳۔ص۶۶)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں۔ (۱) شرائطِ نماز و ارکانِ نماز کی تعداد و اسماء (۲) واجباتِ نماز کی مراد و نشاندہی۔

جواب...... ❶ شرائطِ نماز و ارکانِ نماز کی تعداد و اسماء:۔ شرائطِ نماز وہ اعمال ہیں جو نماز سے پہلے نمازی کے لئے ضروری ہیں، ان کی تعداد سات ہے۔ ① جسم پاک ہو ② کپڑے پاک ہوں ③ جگہ پاک ہو ④ ستر چھپا ہوا ہو ⑤ نماز کا وقت ہو ⑥ استقبالِ قبلہ ہو (منہ قبلہ کی طرف ہو) ⑦ نماز کی نیت کرے۔

ارکانِ نماز سے مراد وہ اعمال ہیں جو نماز کے اندر فرض و ضروری ہیں، ان کو فرائضِ نماز بھی کہتے ہیں۔ ان کی تعداد چھ ہے۔ ① تکبیر تحریمہ کہنا ② قیام (کھڑا ہونا) ③ قراءت (قرآن کریم کی تلاوت کرنا) ④ رکوع کرنا ⑤ سجدہ کرنا ⑥ قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا۔

❷ واجباتِ نماز کی مراد و نشاندہی:۔ واجباتِ نماز سے مراد وہ اعمال ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی عمل بھول کر چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی اور اگر سجدۂ سہو نہ کیا یا جان بوجھ کر ان میں سے کوئی عمل چھوڑ دیا تو نماز کو لوٹانا لازم ہے۔

واجباتِ نماز چودہ ہیں۔ ① فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قراءت کے لئے مقرر کرنا۔ ② فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا۔ ③ فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں، واجب سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی چھوٹی سورۃ یا بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیات پڑھنا۔ ④ سورۂ فاتحہ کے بعد سورت پڑھنا۔ ⑤ قراءت، رکوع اور سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا۔ ⑥ قومہ کرنا (رکوع سے اُٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا)۔ ⑦ جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا)۔ ⑧ تعدیلِ ارکان (رکوع، سجدہ وغیرہ ارکان نماز کو اطمینان سے ادا کرنا)۔ ⑨ قعدۂ اولیٰ (تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعت کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا)۔ ⑩ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔ ⑪ امام کا نمازِ فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کے وتروں میں بلند آواز سے قراءت کرنا۔ ظہر و عصر وغیرہ میں آہستہ قراءت کرنا۔ ⑫ لفظِ سلام کے ساتھ نماز کو ختم کرنا۔ ⑬ نمازِ وتر میں قنوت کیلئے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔ ⑭ دونوں عیدوں کی نماز میں زائد تکبیریں کہنا۔

الشق الثانی......واجب الوجود، صفتِ وحدت، صفتِ علم و صفتِ کلام کا معنیٰ اور مفہوم بیان کریں۔ نیز قرآن کریم کی موجودہ ترتیب

نزول والی ہی ہے یا فرق ہے؟ اگر فرق ہے تو موجودہ ترتیب آپ ﷺ کی ذاتی رائے سے ہے یا حکم خداوندی سے ہے؟ (ج۴-ص۸،۳)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔(۱) واجب الوجود، صفت وحدت، صفت علم و صفت کلام کا معنیٰ و مفہوم (۲) قرآن کریم کی موجودہ ترتیب کی تفصیل۔

جواب ...... ① واجب الوجود، صفت وحدت، صفت علم و صفت کلام کا معنیٰ و مفہوم:۔

واجب الوجود: ایسی ہستی یا ایسی موجود چیز جس کا وجود (موجود ہونا) واجب یعنی ضروری ہو اور اس کا عدم محال ہو جو واجب الوجود ہوگا وہ ہمیشہ سے ہوگا اور ہمیشہ رہے گا، نہ اسکی ابتداء ہوگی اور نہ انتہاء ہوگی۔ پس اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی چیز واجب الوجود نہیں ہے۔

صفتِ وحدت: وحدت کا معنیٰ ایک ہونا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ وہ اپنی ذات اور صفات میں تنِ تنہا دیکتا ہے اور توحید کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھنا یا اس کے ایک ہونے کا یقین و اقرار کرنا ہے۔

صفتِ علم: علم کا معنیٰ جاننا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کے عالم (جاننے والے) ہیں، اُس کے علم سے کوئی چھوٹی بڑی چیز خارج نہیں ہے، کائنات کے ذرے ذرے کا اُسے علم ہے، ہر چیز کو اُس کے وجود سے پہلے اور معدوم ہونے کے بعد بھی وہ جانتا ہے۔ حتیٰ کہ انسان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں وہ بھی اُس کے علم میں ہیں۔

صفتِ کلام: کلام کا معنیٰ بولنا و بات کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے یہ صفت ثابت ہے مگر مخلوق کی طرح نہیں کہ مخلوق بغیر زبان کے کلام نہیں کر سکتی اور مخلوق اپنے تمام کاموں میں اسباب و آلات کی محتاج ہے اور باری تعالیٰ اپنے کسی کام میں کسی اسباب و آلات کے محتاج نہیں اور وہ کلام کرنے میں بھی زبان کے محتاج نہیں۔

② قرآن کریم کی موجودہ ترتیب کی تفصیل:۔ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب نزول والی ترتیب نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید کا نزول ضرورت اور موقع کی مناسبت سے ہوتا تھا جب بھی کوئی سورۃ یا آیت نازل ہوتیں تو آپ ﷺ بتادیتے کہ اس سورۃ یا آیت کو فلاں جگہ، فلاں سورۃ سے پہلے اور فلاں سورۃ کے بعد لکھ لو اور موجودہ ترتیب یعنی سورتوں کی تعداد، اُن کی ابتداء و انتہاء، ہر سورۃ کی آیات کی تعداد اور ہر آیت کی ابتداء و انتہاء یہ سب امور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتلائے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اُن کی تعلیم دی۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳٦ھ

الشق الاوّل ...... حائضہ کیلئے مسجد میں جانا، قرآن مجید کو چھونا، دعاء قنوت کا پڑھنا، درود شریف کا پڑھنا کیسا ہے؟ آدھی آیت کا پڑھنا کیسا ہے؟ مستحاضہ کے بارے میں نماز روزے کا کیا حکم ہے؟ (ص۷۷: امدادیہ)

جواب ...... مذکورہ سوالات کے جوابات:۔ ① حائضہ کے لئے مسجد میں جانا درست نہیں۔

② حائضہ کے لئے قرآن مجید کو چھونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر قرآن مجید جزدان یا کپڑے میں لپٹا ہوا نہ ہو جدا ہو تو قرآن کا چھونا بھی جائز نہیں۔ لیکن اگر قرآن کریم جزدان یا کپڑے میں لپٹا ہوا ہو، اس پر کپڑے کا گوز چڑھا ہوا ہو کہ اتارے سے اتر سکے تو اس حال میں قرآن کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ ③ دعائے قنوت اور درود شریف پڑھنا درست ہے۔

④ حائضہ کے لئے آدھی آیت اس وقت درست ہے جب کہ وہ آدھی آیت اس قدر بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی آیت کے برابر

ہو جائے۔ اگر وہ آدمی آیت اس قدر ہو کہ ایک چھوٹی آیت کے برابر ہو جائے تو اس کے پڑھنے کی بھی اجازت نہیں ہو گی۔

⑤ مستحاضہ نماز بھی پڑھے گی اور روزے بھی رکھے گی، ہر ہر نماز کے لئے وضو کرے گی اور اس وضو سے جو چاہے نماز ادا کرے، وقت کے جانے سے وضو بھی جاتا رہے گا، اگلی نماز کے لئے دوبارہ وضو کرے گی۔

الشق الثانی ...... جب پیشاب پاخانہ کو جاوے تو بیت الخلاء میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت اور اندر جا کر کن کن آداب کی رعایت کرنی چاہیے؟ نیز داخل ہونے سے پہلے اور باہر نکلنے کے بعد کون سی دعائیں پڑھنی چاہئیں؟ تحریر کریں۔ پانی سے استنجاء کرنے کے آداب کیا ہیں؟ شکی مزاج آدمی کے لئے کیا حکم ہے۔ اگر کسی کو پانی سے استنجاء کرنے کے واسطے تنہائی کا موقع نہ ملے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔ (ص ۸۹: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) بیت الخلاء میں داخل ہونے، نکلنے اور بیٹھنے کے آداب (۲) بیت الخلاء میں داخل ہونے و نکلنے کی دعا (۳) پانی سے استنجاء کے آداب اور شکی مزاج کا حکم (۴) پانی سے استنجاء کیلئے تنہائی کا موقع نہ ملنے کا حکم۔

جواب ...... ① بیت الخلاء میں داخل ہونے، نکلنے اور بیٹھنے کے آداب:۔ جب بیت الخلاء کو جاوے تو دروازہ سے باہر یہ دعا پڑھے **بسم الله اللهم انی اعوذبك من الخبث والخبائث** اور ننگے سر نہ جاوے اور اگر کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا نام ہو تو اس کو اتار ڈالے اور پہلے بایاں پاؤں رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لے، اگر چھینک آئے تو فقط دل ہی دل میں الحمد للہ کہے زبان سے کچھ نہ کہے، نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے، پھر جب نکلے تو داہنا پاؤں پہلے نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دعا پڑھے **غفرانك الحمدلله الذی اذهب عنی الاذیٰ وعافانی** اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کے یا مٹی سے مل کر دھوئے۔

② بیت الخلاء میں داخل ہونے و نکلنے کی دعا:۔ ابھی آداب کے ضمن میں دعا گزر چکی ہے۔

③ پانی سے استنجاء کے آداب اور شکی مزاج کا حکم:۔ پانی سے استنجاء کرے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھولے، پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا، البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو کہ پانی بہت پھینکتا ہے پھر بھی دل اچھی طرح صاف نہیں ہوتا تو اس کو یہ حکم ہے کہ تین دفعہ یا سات دفعہ دھولے، بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔

④ پانی سے استنجاء کیلئے تنہائی کا موقع نہ ملنے کا حکم:۔ اگر پانی سے استنجاء کیلئے تنہائی کا موقع نہ ملے تو استنجاء کیلئے کسی کے سامنے ستر کھولنا درست نہیں ہے، ایسے وقت میں پانی سے استنجاء نہ کرے (متبادل استنجاء کر کے) نماز پڑھ لے کیونکہ بدن کا کھولنا بڑا گناہ ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... درج ذیل سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں۔

① گناہوں میں سب سے بڑا گناہ غیبت کرنا ہے۔ (غلط)
② پختہ قبریں بنانا اور اُن پر گنبد بنانا سنت ہے۔ (غلط)
③ فجر کے فرضوں سے قبل دو رکعت نماز واجب ہے۔ (غلط)
④ عیدین کی نماز واجب ہے۔ (صحیح)
⑤ توبہ کے ذریعے تمام گناہ حتیٰ کہ دوسروں کے حقوق بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ (غلط)
⑥ جو شخص امام کے ساتھ مکمل نماز پڑھے اُس کو مدرک کہتے ہیں۔ (صحیح)

جواب......کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی......ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے؟ (ہاں) ② کیا تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ (نہیں)

③ کیا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا منع ہے؟ (ہاں)

④ کیا بیوی کے مرجانے کے بعد شوہر کا اسکے بدن کو چھونا درست ہے؟ (نہیں)

⑤ کیا موسم گرما میں ظہر کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے؟ (نہیں)

⑥ کیا کعبہ شریف کے اندر فرض اور نفل نماز پڑھنا درست ہے۔ (ہاں)

جواب......کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل......① پانی کی کن کن اقسام سے وضو کرنا جائز اور کن سے ناجائز ہے؟ ② کن پانیوں سے وضو کرنا جائز نہیں ہے ③ جس پانی سے وضو یا غسل کیا گیا ہو اسے فقہی اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؟ ④ کن جانوروں کا جھوٹا پانی پاک ہے۔ (ح۲۔ص۱۸)

جواب...... ❶ بارش کے پانی، چشمے اور کنویں کے پانی، ندی یا سمندر کے پانی، پگھلی ہوئی برف یا اولوں کے پانی، بڑے تالاب یا حوض کے پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔

❷ پھل اور درخت کا نچوڑا ہوا پانی، شوربہ، وہ پانی جس کا رنگ بو مزہ کسی پاک چیز کے ملنے کی وجہ سے بدل گیا ہو اور پانی گاڑھا ہوگیا ہو، ایسا پانی جو تھوڑا ہو اور اُس میں کوئی ناپاک چیز گرگئی ہو یا کوئی جانور گر کر مرگیا ہو، وہ پانی جس سے وضو یا غسل کیا گیا ہو، وہ پانی جس پر نجاست کا اثر غالب ہوگیا ہو، حرام جانوروں کا جوٹھا پانی، سونف، گلاب یا کسی اور چیز کے عرق وغیرہ سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

❸ جس پانی سے وضو یا غسل کیا گیا ہو اُسے ماءِ مستعمل کہتے ہیں، یہ خود تو پاک ہے مگر اس سے وضو یا غسل کرنا جائز نہیں ہے۔

❹ کتے، خنزیر، شکاری چوپائے، اسی طرح وہ بلی جو چوہا یا کوئی اور جانور کھا کر فوراً پانی پی لے ان سب کا جوٹھا ناپاک ہے۔

الشق الثانی......① معجزہ کسے کہتے ہیں؟ نیز آپ ﷺ کے کم از کم چار معجزات کو وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔ ② کرامت کی تعریف کر کے معجزہ، کرامت، استدراج میں فرق تحریر کریں۔ ③ کیا کسی اللہ والے کے ہاتھ پر کرامت کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ (ح۳۔ص۱۹)

جواب...... ❶ معجزہ: اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے کبھی خلاف عادت کچھ امور ظاہر کرواتے ہیں جن کے کرنے سے دنیا کے عام لوگ عاجز ہوتے ہیں تاکہ لوگ اُس عمل کو دیکھ کر اُس نبی کے سچا ہونے کا یقین کرلیں۔

آپ ﷺ کو بے شمار معجزات عطاء کئے گئے جن میں سے چار یہ ہیں۔ ① قرآن کریم ② معراج ③ شق قمر ④ چند آدمیوں کا کھانا سینکڑوں لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔

❷ کرامت: اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی توقیر بڑھانے کیلئے اُن سے ایسے کام ظاہر کرواتے ہیں جو خلاف عادت اور مشکل ہوں۔

فرق: جس شخص نے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو اُس سے اگر کوئی خلاف عادت کام ظاہر ہو تو اُسے معجزہ کہتے ہیں اور اگر کسی شخص

نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہو مگر وہ متقی اور پرہیزگار اور شریعت کا پابند ہو اور اسکے ہاتھ پر کوئی خلاف عادت عمل ظاہر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی خلاف شرع یا بے دین آدمی کے ہاتھ پر کوئی خلاف عادت کام ظاہر ہو تو اُسے استدراج کہتے ہیں۔

۳ اولیاء اللہ کے ہاتھ پر کرامات کا ظاہر ہونا کوئی ضروری نہیں ہے کیونکہ بہت سے اللہ والے ایسے ہوتے ہیں کہ عمر بھر اُن سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوتی۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ...... ① نماز استخارہ کے بعد پڑھی جانے والی دعا تحریر کریں۔ ② استخارہ کا معنی لکھ کر اس کا مسنون طریقہ تحریر کریں۔ ③ اگر ایک دفعہ استخارہ کرنے کے باوجود دل میں تردد باقی رہے تو کیا دوبارہ یا سہ بارہ بھی استخارہ کر سکتے ہیں ④ سفر حج پر جانے کیلئے استخارہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ (ص ۱۱۱۔ حصہ دوم۔ امدادیہ)

جواب ...... ۱ **اللهم انی استخیرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسئلك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم ان كنت تعلم ان هٰذا الامر خير لی فی دينی ومعاشی وعاقبة امری فاقدره ويسره لی ثم بارك لی فيه وان كنت تعلم ان هٰذا الامر شرلی فی دينی ومعاشی وعاقبة امری فاصرفه عنی واصرفنی عنه واقدر لی الخير حيث كان ثم ارضنی به۔**

۲ استخارے کا معنیٰ خیر کو طلب کرنا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے مشورہ لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔

استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً دو رکعت نماز نفل پڑھے، اُس کے بعد خوب دل سے اوپر والی مذکورہ دعا پڑھے اور جب هٰذا الامر کے الفاظ پر پہنچے تو جس کام کے متعلق مشورہ مطلوب ہو اُس کی طرف دھیان کرے۔ اُس کے بعد پاک وصاف بستر پر قبلہ رُخ ہو کر سو جائے جب سو کر اٹھے تو جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اس کو کر لینا چاہیے۔

۳ اگر ایک مرتبہ اس عمل سے کچھ معلوم نہ ہو اور دل میں خلجان و تردد باقی ہو تو دوسرے دن، پھر اسی طرح تیسرے و چوتھے دن، سات دن تک یہی عمل کیا جائے۔

۴ اگر حج کیلئے جانے کا ارادہ ہو تو جانے یا نہ جانے کے متعلق استخارہ نہ کیا جائے بلکہ جانے کے دن کے متعلق استخارہ کیا جائے کہ فلاں دن جاؤں یا نہ جاؤں۔

الشق الثانی ...... ① فرض، نفل اور حرام روزے کون کون سے ہیں ② رمضان کے روزے کن لوگوں پر فرض اور کن پر فرض نہیں ہیں۔ ③ ماہ رمضان کے روزے کی نیت کب تک کرنے کی اجازت ہے، ④ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں نفل روزے کی نیت کرے تو کیا نفل روزہ ادا ہوگا یا رمضان کا۔ ⑤ اگر روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا ⑥ اگر غلطی سے پانی حلق سے اتر گیا جب کہ روزہ یاد تھا تو کیا حکم ہے؟

جواب ...... ۱ سال بھر میں رمضان المبارک کے ایک مہینہ کے روزے فرض ہیں۔ عید الفطر و عید الاضحیٰ کے دو روز اور ایام تشریق کے تین روز (یعنی ذی الحجہ کی گیارھویں، بارھویں، تیرھویں تاریخ) ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

فرض، واجب، سنت اور ممنوعہ ایام کے روزوں کے علاوہ بقیہ تمام روزے نفل ہیں۔

❷ رمضان کے روزے ہر مسلمان، عاقل، بالغ، مرد و عورت پر فرض ہیں۔ اگرچہ نابالغ پر فرض نہیں ہیں لیکن عادت ڈالنے کیلئے بلوغ سے پہلے ہی روزہ رکھوانے کا حکم ہے۔

❸ دن کے وقت کچھ کھائے پیے بغیر دوپہر تک رمضان کے روزہ کی نیت ہو سکتی ہے۔

❹ اگر کسی نے رمضان کے مہینے میں نفلی روزہ کی نیت کر لی تب بھی رمضان کا روزہ ہوگا۔

❺ روزے کی حالت میں بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

❻ روزہ یاد ہو اور غلطی سے پانی حلق میں اتر جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ...... مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیجئے۔

① کیا اپنی بیوی کو طلاقن کہنے سے بھی طلاق واقع ہوتی ہے۔ (ہاں)

② کسی آدمی نے اپنی بیوی سے کہا "میں تجھے طلاق دوں گا" کیا اس سے طلاق واقع ہوگی۔ (نہیں)

③ سوئے ہوئے آدمی کے منہ سے نکلا "تجھے طلاق ہے" یا "میری بیوی کو طلاق ہے" تو طلاق واقع ہوگی؟ (نہیں)

④ کیا یہ درست ہے کہ طلاق رجعی میں تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (ہاں)

⑤ کیا تین طلاق دینے کے بعد بھی آدمی رجوع کر سکتا ہے۔ (نہیں)

⑥ شوہر کے علاوہ کسی اور نے شوہر کے حکم سے طلاق دیدی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ (ہاں)

جواب ...... کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ...... مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیجئے۔

① فرض اور واجب نمازیں کھڑے ہونے پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ (نہیں)

② اگر فجر، مغرب اور عشاء کی نمازیں اکیلے پڑھے تو کیا جب بھی جہر کرنا واجب ہے۔ (نہیں)

③ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔ (ہاں)

④ کیا کسی فرض نماز میں کوئی خاص سورت اس طرح بھی مقرر ہے کہ اس کے علاوہ دوسری سورت پڑھنا جائز نہ ہو۔ (نہیں)

⑤ کیا قرآن مجید کے چھبیسویں پارہ کی سورہ حجرات سے سورہ بروج تک کی سورتوں کو "طوال مفصل" کہتے ہیں۔ (ہاں)

جواب ...... کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ...... ① خلیفہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ② ولی کسے کہتے ہیں اور ولی کی پہچان کیا ہے؟

جواب ...... ❶ خلیفہ کا معنیٰ قائم مقام اور نائب ہے، رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد دین کا کام سنبھالنے اور جو انتظامات رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے انہیں قائم رکھنے میں جو شخص آپ ﷺ کا قائم مقام ہوا اسے خلیفہ کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تمام مسلمانوں کے اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ اوّل بنائے گئے ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ بنے، ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ بنے، ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ بنے۔ ان چاروں کو خلفائے راشدین اور خلفائے اربعہ کہتے ہیں۔

❷ جو مسلمان اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی پابندی کرے، کثرت سے عبادت کرے، گناہوں سے اجتناب کرے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو دنیا و مافیہا کی تمام چیزوں سے زیادہ مقدم رکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب اور پیارا ہوتا ہے اُسکو ولی کہتے ہیں۔

ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ مسلمان، متقی، پرہیزگار ہو، کثرت سے عبادت کرتا ہو، اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس پر غالب ہو، دنیا کی حرص نہ ہو، ہر وقت آخرت کا خیال پیش نظر رکھے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاوّل ..... ① نجاست غلیظہ اور خفیفہ کسے کہتے ہیں اور کون سی چیزیں نجاست غلیظہ اور کون سی خفیفہ ہیں؟ ② نماز کے حق میں نجاست غلیظہ اور خفیفہ کی کتنی مقدار معاف ہے؟ ③ حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے یا نجس؟ ④ مچھلی، مکھی، کھٹل اور مچھر کے خون کا کیا حکم ہے؟ ⑤ چٹائی، زیور، مٹی یا چینی کے برتن اور جوتے اگر نجس ہو جائیں تو صاف کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب ..... ❶ نجاست حقیقیہ کی دو قسمیں ہیں: غلیظہ و خفیفہ۔

نجاست غلیظہ: (یعنی جس کی نجاست سخت ہے، معمولی مقدار بھی کہیں لگ جائے تو دھونے کا حکم ہے) خون، آدمی کا پاخانہ، پیشاب، منی، شراب، بلی و کتا کا پیشاب و پاخانہ، سور کا گوشت، بال، ہڈی اور دیگر تمام اعضاء، تمام جانوروں کا پاخانہ اور مرغی، بطخ، مرغابی کی بیٹ، گدھا، خچر اور تمام حرام جانوروں کا پیشاب اور دودھ پیتے بچہ کا پیشاب و پاخانہ، یہ تمام چیزیں نجاست غلیظہ میں شامل ہیں۔

نجاست خفیفہ: (یعنی جسکی نجاست ذرا کم اور ہلکی ہے) حرام پرندوں کی بیٹ، حلال جانوروں کا پیشاب نجاست خفیفہ ہیں۔

❷ نجاست غلیظہ اگر پتلی اور بہنے والی ہے مثلاً پیشاب وغیرہ تو پھیلاؤ میں ایک درھم کی مقدار یا اس سے کم ہو تو معاف ہے اگر زائد ہو تو معاف نہیں ہے، اور اگر نجاست غلیظہ گاڑھی ہے تو ساڑھے چار ماشے یا اس سے کم وزن ہو تو معاف ہے، اگر ساڑھے چار ماشے سے زائد ہو تو معاف نہیں ہے اور نجاست خفیفہ جسم یا کپڑے کے جس حصہ پر لگی ہے اگر اس حصہ کی چوتھائی مقدار سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر چوتھائی حصہ کے برابر یا زائد ہے تو پھر معاف نہیں ہے۔

❸ مرغی، بطخ اور مرغابی کے علاوہ تمام حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر، چڑیا وغیرہ۔

❹ مچھلی، مکھی، کھٹل اور مچھر کا خون نجس نہیں ہے لہٰذا اگر یہ جسم یا کپڑے پر لگ جائے تو کچھ حرج نہیں۔

❺ چٹائی، زیور، مٹی یا چینی کے برتن اسی طرح وہ اشیاء جن کو نچوڑا نہ جاسکتا ہو، اگر ایسی اشیاء پر نجاست لگ جائے تو اُس کا پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھہر جائیں جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے پھر دھوئے اسی طرح تیسری دفعہ دھویا جائے۔

جوتے اور چمڑے کے موزے میں اگر نجاست لگ کر خشک ہو جائے جیسے گوبر، پاخانہ، خون، منی وغیرہ تو ان اشیاء کو زمین پر خوب رگڑنے سے یا کھرچ ڈالنے سے یہ اشیاء پاک ہو جاتی ہیں اور اگر نجاست خشک نہ ہوئی تب بھی اگر ان اشیاء کو اتنا رگڑا کہ نجاست کا نام و نشان باقی نہ رہا تو یہ اشیاء پاک ہو جائیں گی۔

الشق الثانی ...... ① سونے چاندی اور اموال تجارت کی کتنی مقدار پر زکوٰۃ فرض ہے؟ ② نیز فرض ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟ ③ وضاحت کے ساتھ بتائیں کہ کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز اور کن کو دینا ناجائز ہے؟ ④ زکوٰۃ، عشر اور صدقۃ الفطر میں کیا فرق ہے؟ واضح کریں۔

جواب ...... ❶ جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر کرنسی یا مالِ تجارت ہو اور ایک سال تک باقی رہے تو اس پر زکوٰۃ لازم ہے۔

❷ اگر کسی شخص پر زکوٰۃ لازم ہو اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو ایسا شخص فاسق وفاجر اور گناہگار ہے۔

❸ جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان کی مالیت کے بقدر سوداگری کے اسباب ہوں ایسے شخص کو شریعت میں مالدار کہتے ہیں، ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی مالیت کا مال ہو جو ضرورت سے زائد ہو وہ بھی مالدار ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ اسی طرح سید، علوی اور حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل بن ابی طالب، حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

اور جس شخص کے پاس اتنا مال نہیں یا بالکل مال نہیں، ایسے شخص کو غریب کہتے ہیں اُس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

❹ زکوٰۃ: وہ ادائیگی جو ساڑھے باون تولہ چاندی، ساڑھے سات تولہ سونا یا ان کی بقدر مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد مال کی وجہ سے لازم ہو۔

عشر: وہ ادائیگی جو زمین کی پیداوار پر کی جائے۔

صدقۂ فطر: وہ ادائیگی جو ہر صاحبِ حیثیت اپنے زیرِ کفالت تمام افراد کی طرف سے عید الفطر کے موقع پر کرتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاول ...... درجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① سوتے ہوئے آدمی کے منہ سے نکلا کہ تجھے طلاق ہے یا میری بیوی کو طلاق ہے تو اس سے بھی طلاق واقع ہوگئی؟ (نہیں)

② زبردستی کسی سے طلاق دلوانے کیلئے اسے مارا یا دھمکایا اور اس مجبوری سے اس نے طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوگئی۔ (ہاں)

③ کیا اپنی بیوی کو طلاقن کہنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؟ (ہاں)

④ کیا یہ درست ہے کہ تین طلاق دینے کے باوجود بھی شوہر رجوع کر سکتا ہے؟ (نہیں)

⑤ شوہر نے طلاق دے کر ساتھ ہی ان شاء اللہ بھی کہہ دیا تو کیا طلاق واقع ہوگی؟ (نہیں)

⑥ کیا شراب کے نشہ یا غصہ کی حالت میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؟ (ہاں)

جواب ...... کما مرّ فی السوال آنفاً۔

الشق الثانی ...... درجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا مفسدات روزہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ (ہاں)

② کیا قے آنے اور قصداً لوٹانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ (ہاں)

③ کیا زبان سے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے؟ (نہیں)

④ کیا غیبت، جھوٹ یا گالی گلوچ سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے؟ (ہاں)

⑤ کیا رمضان کے علاوہ کوئی اور روزہ توڑنے سے بھی کفارہ واجب ہوتا ہے؟ (نہیں)

⑥ کیا قضاء روزے لگاتار رکھنا ضروری ہیں؟ (نہیں)

جواب......کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱٤۳۹ھ

الشق الاول......خدا تعالیٰ کے ساتھ مسلمانوں کو کیا عقیدے رکھنے چاہئیں؟ کم از کم دس عقیدے لکھیں۔ قرآن مجید کی کن آیات سے توحید ثابت ہوتی ہے؟ چند آیات لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) خدا تعالیٰ کے ساتھ مسلمانوں کے عقیدے (۲) قرآنی آیات سے توحید کا ثبوت۔

جواب...... ❶ خدا تعالیٰ کے ساتھ مسلمانوں کے عقیدے:۔ ① اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے ② وہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے ③ اُسکا کوئی شریک نہیں ④ وہ ہر چیز کو جانتا ہے کوئی چیز اُس سے مخفی نہیں ⑤ زمین و آسمان، سورج، چاند، ستارے، فرشتے، انسان و جنات غرض تمام دنیا کا خالق اور مالک وہی ہے ⑥ تمام مخلوق کو زندگی عطاء کرنیوالا اور موت دینے والا وہی ہے ⑦ تمام مخلوق کو روزی، رزق دینے والا وہی ہے ⑧ وہ کھانے پینے اور سونے سے پاک ہے ⑨ وہ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا ⑩ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اُسکی آگے کوئی اولاد ہے ⑪ سب اُسکے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ⑫ وہ تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے۔

❷ قرآنی آیات سے توحید کا ثبوت:۔ قرآن مجید میں توحید کی تعلیم کامل اور اعلیٰ درجے پر دی گئی ہے بلکہ آج کل دنیا میں صرف قرآن مجید ہی ایسی کتاب ہے جو خالص توحید کی تعلیم دیتی ہے اگرچہ سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی توحید کی تعلیم تھی مگر اُن تمام کتابوں میں لوگوں نے ردّ و بدل کر ڈالا اور اُن میں توحید کے خلاف باتیں داخل کر دیں۔

قرآن مجید میں اوّل سے آخر تک توحید کی تعلیم ہے جن میں سے چند آیات یہ ہیں۔ ① **والٰهکم الله واحد لا الٰه الّا هو الرحمٰن الرحیم** (بقرہ) ② **شهد الله انه لا الٰه الّا هو والملٰئکة واولوا العلم قآئمًا بالقسط لا الٰه الّا هو العزیز الحکیم** (ال عمران) ③ **قل هو الله احد** (اخلاص)۔

الشق الثانی......موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ اور اسکی مدت کیا ہے؟ اور یہ مسح کن کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟۔ شفاعت سے کیا مراد ہے؟ اور یہ کس قسم کے گناہوں کی معافی کیلئے ہوگی۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) موزوں پر مسح کا طریقہ، مدت اور ٹوٹنے کی وجوہات (۲) شفاعت کی مراد اور اس سے معافی کے مستحق گناہوں کی نشاندہی۔

جواب...... ❶ موزوں پر مسح کا طریقہ، مدت اور ٹوٹنے کی وجوہات:۔ موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں پانی سے بھگو کر پاؤں کے پنجے پر رکھ کر اوپر کی طرف کھینچیں اور انگلیاں مکمل رکھیں صرف انکے سرے نہ رکھیں۔ تلووں کی طرف یا ایڑی کی طرف مسح کرنے سے مسح نہیں ہوتا۔ ایک دفعہ پہنے ہوئے موزوں پر اگر آدمی اپنے گھر میں یا رہنے کی جگہ

میں ہو تو ایک دن اور ایک رات تک مسح کرسکتا ہے اور اگر سفر میں ہو تو تین دن اور تین رات تک مسح کرسکتا ہے۔

جن چیزوں سے وضوء ٹوٹتا ہے اُن سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے، ان کے علاوہ مسح کی مدت گزر جانے سے، موزے اتار دینے سے یا تین انگلیوں کے برابر موزے پھٹ جانے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔

❷ شفاعت کی مراد اور اس سے معافی کے مستحق گناہوں کی نشاندہی:۔ شفاعت سفارش کو کہتے ہیں، قیامت کے دن آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سامنے گناہگار بندوں کی سفارش کریں گے اور یہ فضیلت آپ ﷺ کو عطاء ہوچکی ہے مگر اُس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے جلال اور جبروت کے ادب سے آپ ﷺ بھی شفاعت کی اجازت مانگیں گے جب وہ اجازت ملے گی تو پھر شفاعت فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام، اولیاءؒ و شہداء بھی شفاعت کریں گے لیکن ہر شخص اجازت سے ہی شفاعت کرسکے گا۔

کفر اور شرک کے علاوہ بقیہ تمام گناہوں کی معافی کے لئے شفاعت ہوسکتی ہے اور ہوگی اور کبیرہ گناہوں والے مؤمنین شفاعت کے زیادہ محتاج ہوں گے کیونکہ صغیرہ گناہ تو دنیا میں بھی عبادات کے ذریعے معاف ہوتے رہتے ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳۹ھ

الشق الاوّل ...... سجدۂ سہو کا مطلب لکھیں اور یہ کب واجب ہوتا ہے؟ اور طریقہ بھی درج کریں۔ نماز سے پہلے یا بعد کی سنتوں میں سب سے اہم سنتیں کون سی ہیں؟ دلیل سے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) سجدۂ سہو کا مطلب، وجوب اور طریقہ (۲) نماز کی اہم سنتوں کی نشاندہی مع دلیل۔

جواب ...... ❶ سجدۂ سہو کا مطلب، طریقہ اور وجوب:۔ سہو کا معنی بھول جانا ہے، بسا اوقات نماز میں بھول کر کمی زیادتی سے نقصان ہو جاتا ہے اور بعض نقصان ایسے ہیں کہ اُن کو دور کرنے کیلئے نماز کے آخری قعدہ میں دو سجدے کئے جاتے ہیں اُن کو سجدۂ سہو کہتے ہیں۔ سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد ایک طرف سلام پھیر کر تکبیر کہیں اور معمول کے مطابق دو سجدے کریں پھر آخر میں بیٹھ کر دوبارہ التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔

نماز میں کسی واجب کے چھوٹ جانے سے یا واجب میں تاخیر ہوجانے سے یا کسی فرض میں تاخیر ہوجانے سے یا کسی فرض کو مقدم کردینے سے یا کسی فرض کو مکرر کردینے سے یا کسی واجب کی کیفیت بدل دینے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص قصداً ان افعال میں سے کوئی فعل کرے تو سجدۂ سہو سے یہ نقصان ختم نہ ہوگا بلکہ نماز کو لوٹانا واجب ہے۔

مثلاً بھول کر دو مرتبہ رکوع کرنے سے یا تین سجدے کرنے سے یا قعدہ اولیٰ یا اخیرہ میں تشہد چھوٹ جانے سے یا قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اللھم صلی علی محمد پڑھنے سے یا اتنی ہی دیر خاموش بیٹھے رہنے سے یا امام کے جہری نماز میں آہستہ تلاوت کرنے سے یا امام کے سری نماز میں جہر کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے۔

❷ نماز کی اہم سنتوں کی نشاندہی مع دلیل:۔ ویسے تو مجموعی طور پر بارہ رکعت سنت مؤکدہ ہیں مگر اُن میں سے فجر کی نماز کے وقت فرضوں سے پہلے دو رکعت سنت کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے کہ اس کو کبھی نہ چھوڑا جائے اور اگر کسی دن دیر ہوجائے اور نماز کا وقت بالکل ختم ہونے کے قریب ہو تو ایسی مجبوری میں صرف فرض پڑھ لئے جائیں اور سورج نکلنے کے بعد ان سنتوں کی قضاء کی جائے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعت سنن دنیا و مافیہا سے افضل و بہتر ہیں۔ دوسری جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعت سنن کسی صورت میں نہ چھوڑو اگر چہ تم گھوڑے پر سوار ہو تب بھی اِن کو ترک نہ کرو

الشق الثانی ...... زکوٰۃ کا مطلب لکھئے اور اس کی عدم ادائیگی پر جو وعیدیں وارد ہیں وہ کیا ہیں؟ زکوٰۃ یکبارگی دینا ضروری ہے یا آہستہ آہستہ بھی دے سکتے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) زکوٰۃ کا مطلب اور عدم ادائیگی پر وعیدیں (۲) ادائیگیٔ زکوٰۃ کی وضاحت۔

جواب ...... ① زکوٰۃ کا مطلب اور عدم ادائیگی پر وعیدیں:۔ زکوٰۃ مال کے اُس خاص حصے کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فقیر محتاج وغیرہ لوگوں کو دے کر انہیں مالک بنایا جائے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اس کیلئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی اور ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اسکی دونوں کروٹیں، پیشانی اور پیٹھ داغی جائیگی جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی پھر گرم کی جائینگی۔ اسی طرح ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی قیامت کے دن اس کا مال زہریلے اور گنجے سانپ کی صورت میں اس کی گردن میں لپٹ جائیگا اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا کہ میں ہی تیرا مال اور خزانہ ہوں۔

② ادائیگیٔ زکوٰۃ کی وضاحت:۔ زکوٰۃ کو یکبارگی ادا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ حسبِ ضرورت اور بوقتِ ضرورت آہستہ آہستہ بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح اگر چاہے تو ایک ہی مستحق کو پوری زکوٰۃ دے دے اور اگر چاہے تو تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ کئی غریبوں کو آہستہ آہستہ دیتے رہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل ...... مہر کس کو کہتے ہیں؟ اس کی کم از کم مقدار کیا ہے؟ اس کا حکم بھی بیان کریں۔ مہر مثل کا کیا مطلب ہوتا ہے اور اس میں کس چیز کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ کافر لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جو نکاح کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) مہر کی مراد، مقدار اور حکم (۲) مہرِ مثل کا مطلب (۳) کافر لوگوں کے نکاح کا حکم۔

جواب ...... ① مہر کی مراد، مقدار اور حکم:۔ مرد و عورت کے درمیان انعقادِ نکاح کے نتیجہ میں مرد پر جو مال لازم ہوتا ہے اسکو مہر کہتے ہیں۔

کم سے کم مہر کی مقدار تقریباً پونے تین روپے چاندی ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں جتنا مرضی مقرر کرے مگر بہت زیادہ مقرر کرنا بھی اچھا نہیں ہے۔ اگر کسی نے اس مقدار سے کم مہر مقرر کیا تو اس صورت میں نکاح صحیح ہوگا مگر کم سے کم یہی مقدار لازم ہوگی اس سے کم مہر نہیں ہو سکتا۔

② مہرِ مثل کا مطلب:۔ عورت کے والد کے گھرانے میں سے کوئی دوسری عورت جو عمر میں، خوبصورتی میں، کنوارے پن میں، مالدار ہونے میں، دیس و وطن میں، دین دار، ہوشیار، سلیقہ دار و پڑھی لکھی ہونے میں اس عورت کی مثل ہو تو جو مہر اُس عورت کا مقرر ہوا تھا وہی اس عورت کا مہرِ مثل ہے۔

③ کافر لوگوں کے نکاح کا حکم:۔ کافر لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طرح نکاح کریں شریعت اُس کو معتبر سمجھتی ہے، لہٰذا اگر وہ دونوں اکٹھے مسلمان ہو جائیں تو دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے سابقہ نکاح باقی ہے اور اگر ان دونوں میں

سے ایک مسلمان ہوا دوسرا مسلمان نہیں ہوا تو پھر نکاح ختم ہو جائے گا۔ اور اگر عورت مسلمان ہوئی اور مرد مسلمان نہیں ہوا تو جب تک اُس کی پوری عدت نہ گزر جائے تب تک وہ دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔

الشق الثانی ...... میاں بیوی میں جدائی ہوگئی اور گود میں بچہ ہے تو پرورش کا حق کس کا ہے؟ اگر ماں نہ ہو تو بچے کی پرورش کون کرے گا؟ تفصیل درج کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) میاں بیوی میں جدائی کے بعد بچہ کی پرورش کے حق دار کی نشاندہی (۲) اگر ماں نہ ہو تو بچے کی پرورش کے ذمے دار کی نشاندہی۔

جواب ...... ❶ میاں بیوی میں جدائی کے بعد بچہ کی پرورش کے حق دار کی نشاندہی:۔ اگر زوجین میں جدائی ہو جائے اور عورت کی گود میں بچہ ہو تو اُسکی پرورش کا حق اِسی ماں کو ہی ہے، باپ اُس بچہ کو نہیں چھین سکتا البتہ اُس بچے کا سارا خرچ باپ ہی ادا کرے گا۔ اور اگر ماں خود پرورش نہ کرے اور بچہ باپ کے حوالے کر دے تو باپ کو بچہ لینا پڑے گا وہ زبردستی اپنا بچہ عورت کو نہیں دے سکتا۔

❷ اگر ماں نہ ہو تو بچے کی پرورش کے ذمے دار کی نشاندہی:۔ اگر بچہ کی ماں نہ ہو یا ماں ہو مگر وہ بچہ کو اپنی پرورش میں لینے سے انکار کرے تو پھر پرورش کا حق نانی اور پرنانی کو ہے، اس کے بعد دادی اور پردادی کا حق ہے، اگر یہ بھی نہ ہوں تو پھر حقیقی بہن اپنے بھائی کی پرورش کرے گی، اگر حقیقی بہنیں نہ ہوں تو پھر سوتیلی بہنیں پرورش کریں گی، پھر خالہ اور پھر پھوپھی کو پرورش کا حق ہے۔ گویا پرورش کے حق میں ماں کی نسبت والی رشتہ دار عورت باپ کی نسبت والی رشتہ دار عورت سے مقدم ہوگی۔

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱٤٤٠ھ

الشق الاوّل ...... کیا مشرک کی مغفرت ہوگی؟ وضوء کے فرائض، سنن و مستحبات تحریر کریں۔ صحابی کسے کہتے ہیں؟ ان کی تعداد ذکر کریں۔ مدرک، مسبوق و لاحق کسے کہتے ہیں؟

جواب ...... ❶ مشرک کی مغفرت کی وضاحت:۔ مشرکوں کی بخشش و معافی نہیں ہوگی، وہ ہمیشہ ہی تکلیف و عذاب میں رہیں گے۔

❷ وضوء کے فرائض، سنن و مستحبات:۔ فرائض: وضوء میں چار چیزیں فرض ہیں: ① پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک منہ دھونا ② دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا ③ چوتھائی سر کا مسح کرنا ④ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ سنن: وضوء میں تیرہ چیزیں سنت ہیں۔ ① نیت کرنا ② بسم اللہ پڑھنا ③ تین بار دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا ④ مسواک کرنا ⑤ تین بار کلی کرنا ⑥ تین بار ناک میں پانی ڈالنا ⑦ داڑھی کا خلال کرنا ⑧ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا ⑨ ہر عضو کو تین بار دھونا ⑩ پورے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا ⑪ دونوں کانوں کا مسح کرنا ⑫ ترتیب سے وضوء کرنا ⑬ پے در پے وضوء کرنا یعنی ایک عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھونا۔

مستحبات: وضوء میں پانچ چیزیں مستحب ہیں: ① دائیں طرف سے وضوء شروع کرنا (بعض علماء نے اِسے سنت کہا ہے اور یہی قوی ہے) ② گردن کا مسح کرنا ③ وضوء از خود کرنا کسی سے مدد نہ لینا ④ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا ⑤ پاک اور اونچی جگہ پر بیٹھ کر وضوء کرنا۔

❸ صحابی کا تعارف و تعداد:۔ صحابی اُس شخص کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں آپ ﷺ کو دیکھا ہو یا آپ ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان کی حالت میں ہی اُس کی وفات ہوئی ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ہزاروں میں ہے جو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور اسی حالت میں اُن کا انتقال ہوا (حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ شرکت کرنیوالے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ بیان کی گئی ہے)

۴ مدرک، مسبوق و لاحق کی تعریف:۔ مدرک: وہ شخص جس کو امام کے ساتھ پوری نماز ملی ہو یعنی پہلی رکعت سے امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہوا ہو اور آخر تک امام کے ساتھ رہا ہو۔

مسبوق: وہ شخص جو شروع سے امام کے ساتھ شریک نہ ہوا ہو بلکہ ایک یا زائد رکعتیں اس کی جماعت سے رہ گئی ہوں۔

لاحق: وہ شخص جس کی امام کے ساتھ شریک ہونے کے بعد کوئی رکعت رہ جائے مثلاً کوئی شخص امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوا مگر سجدہ میں یا قعدہ میں سو گیا اور اتنی دیر سویا رہا کہ امام نے مزید کوئی رکعت پڑھ لی۔

الشق الثانی ......مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے سے کیا مراد ہے؟ خلیفہ سے کیا مراد ہے؟ کس قسم کے موزوں پر مسح کی اجازت ہے؟ کیا کان کے مسح کیلئے نیا پانی لینا چاہئے؟

جواب ...... ۱ و ۲ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۴ھ و ۱۴۳۸ھ

۳ مسح جائز ہونے والے موزے:۔ تین قسم کے موزوں پر مسح کی اجازت ہے: ① چمڑے کے موزے جن سے پاؤں ٹخنوں تک چھپ جائیں۔ ② وہ اُونی و سوتی موزے جن میں چمڑے کا تلا لگا ہوا ہو۔ ③ وہ اُونی و سوتی موزے جو اس قدر موٹے ہوں کہ خالی موزے پہن کر تین چار میل پیدل چلنے سے نہ پھٹیں۔

۴ کان کے مسح کا پانی:۔ کان کے مسح کیلئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے، سر کے مسح کیلئے جو پانی لیا تھا وہی پانی کافی ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ......سجدۂ سہو کب واجب ہوتا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟۔ نیز درج ذیل صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟ ① غلطی سے ایک ہی رکعت میں دو رکوع کر لیے ② سورۃ فاتحہ پڑھنا بھول گئے ③ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء کی جگہ دعاءِ قنوت پڑھ لی۔

جواب ...... ۱ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۹ھ

۲ پہلی دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔ تیسری صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

الشق الثانی ......مریض نماز کیسے پڑھے گا؟ آدمی مسافر کب بنتا ہے اور سفر کی نماز کیسے ادا کی جائے گی؟ سفر کی حالت میں اگر کوئی پوری نماز پڑھے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب ...... ۱ مریض کی نماز کا طریقہ:۔ اگر مریض میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو چت لیٹ کر اس طرح نماز پڑھے کہ اسکے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں، مگر پاؤں پھیلائے نہیں بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے، سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کر لے اور رکوع و سجدہ کیلئے سر جھکا کر اشارے سے نماز پڑھے، یہ صورت افضل ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ شمال کی جانب سر کر کے دائیں کروٹ پر یا جنوب کی جانب سر کر کے بائیں کروٹ پر لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔ ان میں دائیں کروٹ پر لیٹنا افضل ہے۔ اگر اشارہ سے بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو پھر نماز چھوڑ دے۔

❷:۔ کوئی شخص اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ سفر کی نیت سے سفر شروع کرے تو یہ شخص مسافر بن جاتا ہے۔ایسا شخص چار رکعت والی فرض نماز دو دو رکعت پڑھے گا۔اگر سفر کی جلدی ہو تو فجر کے علاوہ باقی سنتیں چھوڑ دے، وگرنہ سنتوں کی رکعتوں میں تخفیف نہیں ہے وہ پوری ہی پڑھی جائیں گی۔

❸:۔ سفر میں پوری چار رکعت نماز پڑھنا گناہ ہے جیسا کہ اقامت میں چھ رکعت نماز پڑھنا گناہ ہے۔اگر کسی شخص نے بھول کر چار رکعت پڑھ لیں تو اگر اس نے دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہے تب تو اسکی دو رکعتیں فرض اور دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی، اور اگر اس نے دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات نہیں پڑھی تو اسکی چاروں رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔فرائض دوبارہ پڑھے گا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل......روزہ کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟ اور قربانی کس پر واجب ہے؟ کن صورتوں میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے؟ ایک بچہ یکم شوال کو فجر کے بعد پیدا ہوا تو کیا اسکی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا؟

جواب...... ❶ و ❸ روزہ کی نیت کا وقت، قربانی کا وجوب:۔ **کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۴و۱۴۳۵ھ**

❷ روزہ چھوڑنے کے عذر:۔ ① سفر یعنی مسافر آدمی کیلئے حالتِ سفر میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے لیکن اگر سفر میں مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔ ② مرض یعنی ایسی بیماری جس میں روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہ ہو یا روزہ رکھنے کی وجہ سے بیماری کے بڑھنے کا اندیشہ ہو۔ ③ بہت زیادہ بوڑھا و ضعیف ہونا۔ ④ حاملہ ہونا جبکہ عورت کو یا حمل یعنی پیٹ میں موجود بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ و غالب گمان ہو۔ ⑤ دودھ پلانا جبکہ دودھ پلانے والی کو یا بچے کو نقصان کا اندیشہ ہو۔ ⑥ روزہ سے اس قدر بھوک یا پیاس کا غالب ہونا کہ جان نکلنے کا اندیشہ ہو۔(⑦ حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا بالکل جائز نہیں ہے۔)

❹ یکم شوال فجر کے بعد پیدا ہونے والے بچہ کے صدقۂ فطر کا حکم:۔ صدقۂ فطر کا وجوب یوم الفطر میں طلوعِ شمس کے ساتھ متعلق ہے یعنی جو شخص یکم شوال کو طلوعِ شمس کے وقت موجود ہے اور اس میں شرائطِ وجوب موجود ہیں تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔لہٰذا جو شخص طلوعِ شمس سے قبل مر گیا یا جو طلوعِ شمس کے بعد اسلام لایا یا طلوعِ شمس کے بعد بچہ پیدا ہوا ان پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے اس لئے کہ وقتِ وجوب کی ان میں شرط نہیں پائی جاتی۔(قدوری)

الشق الثانی......کیا طلاق شدہ عورت سوگ منائے گی؟ عدتِ وفات کی مدت لکھیں۔شادی شدہ عورت کا نفقہ کس کے ذمے ہے؟ نکاح ہو گیا مگر رخصتی نہیں ہوئی تو کیا اس کا خرچہ بھی شوہر کے ذمہ ہے؟

جواب...... ❶ طلاق شدہ عورت بھی سوگ منائے گی۔

❷ غیر حاملہ عورت کی عدتِ وفات چار ماہ دس دن ہے۔اگر وہ عورت حاملہ ہے تو اسکی عدت وضعِ حمل ہے۔

❸ شادی شدہ عورت کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے۔

❹ نکاح ہو گیا مگر رخصتی نہیں ہوئی تب بھی عورت شوہر سے نان و نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے۔البتہ اگر مرد نے رخصتی کا مطالبہ کیا مگر رخصتی نہ ہوئی تو پھر نان و نفقہ کی مستحق نہیں ہے۔

﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

الورقة الرابعة
صرف ونحو
علم الصرف (ج-١-٢)
علم النحو

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ...... ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ، کے ابواب بالتفصیل لکھیں۔ (ص ۳۸ تا ۴۷: امدادیہ)

جواب ...... مذکورہ اقسام کے ابواب کی تفصیل:۔ ثلاثی مجرد کے کل چھ ابواب ہیں جن کی وضاحت یہ ہے ① فَعَلَ یَفْعُلُ جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ ② فَعَلَ یَفْعِلُ جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ ③ فَعِلَ یَفْعَلُ جیسے سَمِعَ یَسْمَعُ ④ فَعَلَ یَفْعَلُ جیسے فَتَحَ یَفْتَحُ ⑤ فَعِلَ یَفْعِلُ جیسے حَسِبَ یَحْسِبُ ⑥ فَعُلَ یَفْعُلُ جیسے کَرُمَ یَکْرُمُ۔

ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ① بے ہمزہ وصل ② باہمزہ وصل۔

ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کے پانچ ابواب ہیں ① اِفْعَالٌ جیسے اِکْرَامٌ ② تَفْعِیْلٌ جیسے تَخْرِیْجٌ ③ مُفَاعَلَةٌ جیسے مُکَالَمَةٌ ④ تَفَعُّلٌ جیسے تَصَرُّفٌ ⑤ تَفَاعُلٌ جیسے تَقَابُلٌ۔

ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل کے سات باب ہیں ① اِفْتِعَالٌ جیسے اجتناب ② اِسْتِفْعَالٌ جیسے استخراج ③ اِنْفِعَالٌ جیسے انفطار ④ اِفْعِلَالٌ جیسے احمرار ⑤ اِفْعِیْلَالٌ جیسے ادھیمام ⑥ اِفْعِیْعَالٌ جیسے اخشیشان ⑦ اِفْعِوَّالٌ جیسے اِجْلِوَّاذ۔

رباعی مجرد: اس کا فقط ایک ہی باب آتا ہے فَعْلَلَةٌ جیسے بعثرة۔

رباعی مزید فیہ: اس کی بھی دو قسمیں ہیں باہمزہ وصل، بے ہمزہ وصل۔

رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل کے دو باب ہیں ① اِفْعِنْلَالٌ جیسے ابرنشاق ② اِفْعِلَّالٌ جیسے اقشعرار۔

رباعی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کا صرف ایک باب ہے تَفَعْلُلٌ جیسے تسربل۔

الشق الثانی ...... العبادة، البعد، الاسلام، المبارکة سے صرف صغیر تحریر کریں۔ (ص ۳۸ تا ۴۵: امدادیہ)

جواب ...... مذکورہ مصادر سے صرف صغیر:۔ اَلْعِبَادَةُ: (نصر، صحیح) بمعنی بندگی وعبادت کرنا۔ عَبَدَ یَعْبُدُ عَبْدًا وَعِبَادَةً فهو عَابِدٌ وَعُبِدَ یُعْبَدُ عَبْدًا وَعِبَادَةً فذاك مَعْبُوْدٌ مَاعَبَدَ مَاعُبِدَ لَمْ یَعْبُدْ لَمْ یُعْبَدْ لَایَعْبُدُ لَایُعْبَدُ لَنْ یَّعْبُدَ لَنْ یُّعْبَدَ لَیَعْبُدَنَّ لَیُعْبَدَنَّ لَیَعْبُدَنْ لَیُعْبَدَنْ الامر منه اُعْبُدْ لِتُعْبَدْ لِیَعْبُدْ لِیُعْبَدْ اُعْبُدَنَّ لِتُعْبَدَنَّ لِیَعْبُدَنَّ لِیُعْبَدَنَّ اُعْبُدَنْ لِتُعْبَدَنْ لِیَعْبُدَنْ لِیُعْبَدَنْ والنهی عنه لَاتَعْبُدْ لَاتُعْبَدْ لَایَعْبُدْ لَایُعْبَدْ لَاتَعْبُدَنَّ لَاتُعْبَدَنَّ لَایَعْبُدَنَّ لَایُعْبَدَنَّ لَاتَعْبُدَنْ لَاتُعْبَدَنْ لَایَعْبُدَنْ لَایُعْبَدَنْ الظرف منه مَعْبَدٌ مَعْبَدَانِ مَعَابِدُ وَمُعَیْبِدٌ والالة منه مِعْبَدٌ مِعْبَدَانِ مَعَابِدُ وَمُعَیْبِدٌ مِعْبَدَةٌ مِعْبَدَتَانِ مَعَابِدُ وَمُعَیْبِدَةٌ مِعْبَادٌ مِعْبَادَانِ مَعَابِیْدُ وَمُعَیْبِیْدٌ افعل التفضیل المذکر منه اَعْبَدُ اَعْبَدَانِ اَعْبَدُوْنَ اَعَابِدُ وَاُعَیْبِدٌ والمؤنث منه عُبْدٰی عُبْدَیَانِ عُبْدَیَاتٌ عُبَدٌ وَعُبَیْدٰی۔

اَلْبُعْدُ: (کرم، صحیح) بمعنی دور ہونا۔ بَعُدَ یَبْعُدُ بُعْدًا فهو بَاعِدٌ وبُعِدَ یُبْعَدُ بُعْدًا فذاك مَبْعُوْدٌ مَابَعُدَ مَابُعِدَ لَمْ یَبْعُدْ لَمْ یُبْعَدْ لَایَبْعُدُ لَایُبْعَدُ لَنْ یَّبْعُدَ لَنْ یُّبْعَدَ لَیَبْعُدَنَّ لَیُبْعَدَنَّ لَیَبْعُدَنْ لَیُبْعَدَنْ الامر منه اُبْعُدْ لِتُبْعَدْ لِیَبْعُدْ لِیُبْعَدْ، اُبْعُدَنَّ لِتُبْعَدَنَّ لِیَبْعُدَنَّ لِیُبْعَدَنَّ، اُبْعُدَنْ لِتُبْعَدَنْ لِیَبْعُدَنْ لِیُبْعَدَنْ والنهی عنه لَاتَبْعُدْ لَاتُبْعَدْ لَایَبْعُدْ لَایُبْعَدْ، لَاتَبْعُدَنَّ لَاتُبْعَدَنَّ لَایَبْعُدَنَّ لَایُبْعَدَنَّ لَاتَبْعُدَنْ لَاتُبْعَدَنْ لَایَبْعُدَنْ لَایُبْعَدَنْ الظرف منه مَبْعَدٌ مَبْعَدَانِ مَبَاعِدُ وَمُبَیْعِدٌ والآلة منه مِبْعَدٌ مِبْعَدَانِ مَبَاعِدُ وَمُبَیْعِدٌ، مِبْعَدَةٌ مِبْعَدَتَانِ مَبَاعِدُ وَمُبَیْعِدَةٌ

مِبْعَادٌ مِبْعَادَانِ مَبَاعِيدُ و مُبَيْعِيدٌ افعل التفضيل المذكر منه أَبْعَدُ أَبْعَدَانِ أَبْعَدُوْنَ أَبَاعِدُ وَأُبَيْعِدٌ والمؤنث منه بُعْدٰى بُعْدَيَانِ بُعْدَيَاتٌ بُعَدٌ وبُعَيْدٰى۔

اَلْاِسْلَامُ: (افعال، صحیح) بمعنی اسلام لانا۔ اَسْلَمَ يُسْلِمُ اِسْلَامًا فهو مُسْلِمٌ وأُسْلِمَ يُسْلَمُ اِسْلَامًا فذاك مُسْلَمٌ مَا اَسْلَمَ مَا أُسْلِمَ لَمْ يُسْلِمْ لَمْ يُسْلَمْ لَايُسْلِمُ لَايُسْلَمُ لَنْ يُسْلِمَ لَنْ يُسْلَمَ لَيُسْلِمَنَّ لَيُسْلَمَنَّ لَيُسْلِمَنْ لَيُسْلَمَنْ الامر منه اَسْلِمْ لِتُسْلَمْ لِيُسْلِمْ لِيُسْلَمْ، اَسْلِمَنَّ لِتُسْلَمَنَّ لِيُسْلِمَنَّ لِيُسْلَمَنَّ، اَسْلِمَنْ لِتُسْلَمَنْ لِيُسْلِمَنْ لِيُسْلَمَنْ والنهی عنه لَاتُسْلِمْ لَاتُسْلَمْ لَايُسْلِمْ لَايُسْلَمْ، لَاتُسْلِمَنَّ لَاتُسْلَمَنَّ لَايُسْلِمَنَّ لَايُسْلَمَنَّ، لَاتُسْلِمَنْ لَاتُسْلَمَنْ لَايُسْلِمَنْ لَايُسْلَمَنْ الظرف منه مُسْلَمٌ مُسْلَمَانِ مُسْلَمَاتٌ۔

المبارکة: (مفاعلۃ، صحیح) بمعنی برکت دینا۔ بَارَكَ يُبَارِكُ مُبَارَكَةً فهو مُبَارِكٌ وبُوْرِكَ يُبَارَكُ مُبَارَكَةً فذاك مُبَارَكٌ مَابَارَكَ مَابُوْرِكَ لَمْ يُبَارِكْ لَمْ يُبَارَكْ لَايُبَارِكُ لَايُبَارَكُ لَنْ يُبَارِكَ لَنْ يُبَارَكَ، لَيُبَارِكَنَّ لَيُبَارَكَنَّ لَيُبَارِكَنْ لَيُبَارَكَنْ الامر منه بَارِكْ لِتُبَارَكْ لِيُبَارِكْ لِيُبَارَكْ، بَارِكَنَّ لِتُبَارَكَنَّ لِيُبَارِكَنَّ لِيُبَارَكَنَّ، بَارِكَنْ لِتُبَارَكَنْ لِيُبَارِكَنْ لِيُبَارَكَنْ والنهی عنه لَاتُبَارِكْ لَاتُبَارَكْ لَايُبَارِكْ لَايُبَارَكْ، لَاتُبَارِكَنَّ لَاتُبَارَكَنَّ لَايُبَارِكَنَّ لَايُبَارَكَنَّ، لَاتُبَارِكَنْ لَاتُبَارَكَنْ لَايُبَارِكَنْ لَايُبَارَكَنْ الظرف منه مُبَارَكٌ مُبَارَكَانِ مُبَارَكَاتٌ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل...... ملحق کے کیا معنی ہیں، ملحق برباعی کی کتنی قسمیں ہیں اور اس کے کتنے ابواب ہیں، نام لکھیں۔ (ص ۴۷: امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) ملحق کا معنی (۲) ملحق برباعی کی اقسام وابواب کی تعداد ونشاندہی۔

جواب...... ① ملحق کا معنی:۔ الحاق یہ ہے کہ کلمہ میں ایک حرف زیادہ کر کے دوسرے کلمہ کے ہم وزن کر لیں، پس ملحق برباعی وہ ثلاثی مزید فیہ ہوگا جو رباعی کے ہم وزن ہو، اور الحاق کی شرط یہ ہے کہ ملحق اور ملحق بہ کا مصدر باہم مطابق ہو پس اکرم اگرچہ دحرج کے وزن پر ہے مگر یہ رباعی نہیں ہے اس لئے کہ انکے مصدر اکرام اور دحرجۃ آپس میں ایک دوسرے کے مطابق نہیں ہیں۔

② ملحق برباعی کی اقسام وابواب کی نشاندہی:۔ ملحق برباعی کی دو قسمیں ہیں: ① ملحق برباعی مجرد ② ملحق برباعی مزید فیہ۔

ملحق برباعی مجرد کے سات ابواب ہیں: ① فَعْلَلَةٌ جیسے جَلْبَبَةٌ (چادر پہنانا)۔ جَلْبَبَ يُجَلْبِبُ جَلْبَبَةً فهو مُجَلْبِبٌ وجُلْبِبَ يُجَلْبَبُ جَلْبَبَةً فذاك مُجَلْبَبٌ الأمر منه جَلْبِبْ والنهی عنه لَاتُجَلْبِبْ۔

② فَعْنَلَةٌ جیسے قَلْنَسَةٌ (ٹوپی پہنانا)۔ قَلْنَسَ يُقَلْنِسُ قَلْنَسَةً فهو مُقَلْنِسٌ وقُلْنِسَ يُقَلْنَسُ قَلْنَسَةً فذاك مُقَلْنَسٌ الأمر منه قَلْنِسْ والنهی عنه لَاتُقَلْنِسْ۔ ③ فَوْعَلَةٌ جیسے جَوْرَبَةٌ (جراب پہنانا)۔ جَوْرَبَ يُجَوْرِبُ جَوْرَبَةً فهو مُجَوْرِبٌ وجُوْرِبَ يُجَوْرَبُ جَوْرَبَةً فذاك مُجَوْرَبٌ الأمر منه جَوْرِبْ والنهی عنه لَاتُجَوْرِبْ۔

④ فَعْوَلَةٌ جیسے سَرْوَلَةٌ (شلوار پہنانا)۔ سَرْوَلَ يُسَرْوِلُ سَرْوَلَةً فهو مُسَرْوِلٌ وسُرْوِلَ يُسَرْوَلُ سَرْوَلَةً فذاك مُسَرْوَلٌ الأمر منه سَرْوِلْ والنهی عنه لَاتُسَرْوِلْ۔ ⑤ فَيْعَلَةٌ جیسے خَيْعَلَةٌ (بے آستین کرتا پہننا)۔ خَيْعَلَ يُخَيْعِلُ خَيْعَلَةً فهو مُخَيْعِلٌ و خُيْعِلَ يُخَيْعَلُ خَيْعَلَةً فذاك مُخَيْعَلٌ الأمر منه خَيْعِلْ والنهی عنه لَاتُخَيْعِلْ۔

⑥ فَعْيَلَةٌ جیسے شَرْيَفَةٌ (کھیتی کے بڑھے ہوئے پتے کاٹنا)۔ شَرْيَفَ يُشَرْيِفُ شَرْيَفَةً فهو مُشَرْيِفٌ وشُرْيِفَ

یُشَرْیِفُ شَرْیَفَةً فذاك مُشَرْیِفٌ الأمر منه شَرْیِفْ والنهی عنه لَاتُشَرْیِفْ۔

④ فَعْلَاةٌ جیسے قَلْسَاةٌ (ٹوپی پہننا)۔ قَلْسٰی یَقْلَسِیْ قَلْسَاةً فهو مُقَلْسٍ وقُلْسِیَ یُقَلْسٰی قَلْسَاةً فذاك مُقَلْسٍ الأمر منه قَلْسِ والنهی عنه لَاتُقَلْسِ۔

ملحق برباعی مزید فیہ کی دو اقسام ہیں: ملحق بہ تدحرج، ملحق بہ احرنجم۔

ملحق بہ تدحرج کے سات باب ہیں ① تَفَعْلُلٌ جیسے تجلبب ② تَفَعْنُلٌ جیسے تقلنس ③ تَفَوْعُلٌ جیسے تجورب ④ تَفَعْوُلٌ جیسے تسرول ⑤ تَفَیْعُلٌ جیسے تَخَیْعُلٌ ⑥ تَفَعْیُلٌ جیسے تشریف ⑦ تَفَعُّل جیسے تَقَلُّسٍ۔

ملحق بہ احرنجم کے دو باب ہیں۔ ① اِفْعِنْلَالٌ جیسے اِقْعِنْسَاسٌ ② اِفْعِنْلَاءٌ جیسے اِسْلِنْقَاءٌ

الشق الثانی ......کلمہ کی اقسام ثلاثہ کی تعریف مع امثلہ تحریر کریں نیز جملہ اسمیہ وفعلیہ کو مثالوں سے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں: (۱) کلمہ کی اقسام ثلاثہ کی تعریف مع امثلہ (۲) جملہ اسمیہ وفعلیہ کی وضاحت مع امثلہ۔

جواب ...... ❶ کلمہ کی اقسام ثلاثہ کی تعریف مع امثلہ:۔ کلمہ کی تین اقسام ہیں: اسم، فعل، حرف۔

① اسم: وہ کلمہ ہے جس کے معنی بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے معلوم ہو جائیں اور اس میں تینوں زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جائے جیسے رَجُلٌ، عِلْمٌ، مِفْتَاحٌ۔ اسم کی تین قسمیں ہیں۔ جامد، مصدر، مشتق۔

جامد: وہ اسم ہے کہ جو نہ خود کسی لفظ سے بنا ہو اور نہ اس سے اور کوئی لفظ بنتا ہو، جیسے رَجُلٌ، فرس وغیرہ۔

مصدر: وہ اسم ہے کہ جو خود تو کسی لفظ سے نہیں بنتا مگر اس سے بہت لفظ بنتے ہیں، جیسے نَصْرٌ، ضَرْبٌ وغیرہ۔

مشتق: وہ اسم ہے جو مصدر سے بنا ہو جیسے ضَرْبٌ سے ضَارِبٌ، نَصْرٌ سے نَاصِرٌ۔

② فعل: وہ کلمہ جس کا معنی دوسرے کلمہ کو ملائے بغیر معلوم ہو جائے اور اُس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ بھی پایا جائے جیسے ضَرَبَ، نَصَرَ وغیرہ۔ فعل کی چار قسمیں ہیں ماضی، مضارع، امر، نہی۔

③ حرف: وہ کلمہ جس کا معنی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر معلوم نہ ہو جیسے مِنْ، فِیْ جب تک ان کے ساتھ کوئی اسم یا فعل نہیں ملے گا اُس وقت تک ان کا معنی سمجھ میں نہیں آئے گا۔

❷ جملہ اسمیہ وفعلیہ کی وضاحت مع امثلہ:۔ جملہ اسمیہ: وہ جملہ جس کا پہلا حصہ اسم ہو اور دوسرا حصہ خواہ اسم ہو یا فعل ہو جیسے زیدٌ عَلِمَ، زیدٌ عَالِمٌ۔ اس کا پہلا حصہ مسند الیہ ہوتا ہے جس کو مبتدا کہتے ہیں اور دوسرا حصہ مسند ہوتا ہے جسے خبر کہتے ہیں۔

جملہ فعلیہ: وہ جملہ جس کا پہلا حصہ فعل ہو اور دوسرا حصہ فاعل ہو جیسے عَلِمَ زَیْدٌ، سَمِعَ بَکْرٌ، اس کے پہلے حصہ کو فعل کہتے ہیں اور دوسرا حصہ مسند الیہ ہوتا ہے اُسے فاعل کہتے ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ......حروف ناصبہ للاسم کی مکمل تفصیل بیان کریں۔

جواب ...... حروف ناصبہ کی تفصیل:۔ جو حروف اسم کو نصب دیتے ہیں ان کی تعداد سات بیان کی جاتی ہے ① واؤ بمعنی مع جیسے استوی الماء والخشبة برابر ہو گیا پانی لکڑی کے ② الا جو کہ استثناء کیلئے مستعمل ہے جیسے جاء نی القوم الا زیدا آئی میرے پاس قوم مگر زید نہیں آیا ③ یا جو کہ نداءِ قریب وبعید کیلئے مستعمل ہے جیسے یا عبد الله ④ و ⑤ ایا، هیا جو کہ نداءِ بعید

کیلئے مستعمل ہیں جیسے ایا غلام زید، هیا شریف القوم ⑥و⑦ اَیْ و الهمزة المفتوحة جوکہ نداءِ قریب کیلئے مستعمل ہیں جیسے اَیْ افضل القوم، اعبدالله آخر والے پانچ حروف جوکہ نداء کے لئے مستعمل ہیں یہ اپنے مابعد والے اسم کو اس وقت نصب دیتے ہیں جبکہ وہ اپنے مابعد کی طرف مضاف ہو جیسا کہ امثلہ سے ظاہر ہے اور اگر ان کا مدخول اپنے مابعد کی طرف مضاف نہ ہو تو پھر یہ اپنے مدخول کو رفع دیتے ہیں جیسے یا زید، یا رجل، ایا غلام، هیا شریف، ای افضل، ازید۔

الشق الثانی ......حروف جارہ کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ کیا عمل کرتے ہیں؟ افعالِ مدح وذم کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں مثالوں سے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) حروفِ جارہ کی تعداد و نشاندہی وعمل (۲) افعالِ مدح وذم کی تعداد و نشاندہی۔

جواب ...... ① حروفِ جارہ کی تعداد و نشاندہی:۔ حروفِ جارہ کی تعداد سترہ ہے جن کو شاعر نے اس شعر میں ذکر کیا ہے۔

باء وتاء و کاف ولام وواؤ، منذ، مذ، خلا رب، حاشا، من، عداء، فی، عن، علیٰ، حتیٰ، الیٰ

جیسے زیدٌ فی الدّارِ، عمروٌ کالاسدِ، کتبتُ بِالقلمِ۔ ان تینوں مثالوں میں حروف جارہ اپنے مابعد والے اسم کو جر دے رہے ہیں۔

یہ حروف جس اسم پر داخل ہوتے ہیں اس کو جر دیتے ہیں جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

② افعالِ مدح وذم کی تعداد و نشاندہی مع امثلہ:۔ افعالِ مدح وذم چار ہیں۔ ان میں سے دو فعل مدح ہیں۔ ① نعم ② حب اور دو فعل ذم ہیں ① بئس ② ساء اور ان کے مابعد والا اسم ان کا فاعل ہوتا ہے اور مرفوع ہوتا ہے اور اسے مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں جیسے "نعم الرجل زید، حبذا زید، بئس الرجل عمرو، ساء الرجل زید"۔

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ......ثلاثی مجرد کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ اس کے کتنے باب ہیں اور کون کون سے ہیں نیز العلم مصدر سے صرفِ صغیر اور الفهم مصدر سے ماضی معروف ومجہول کی گردان تحریر کریں۔ (ص۳۹: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں سائل تین امور کا طالب ہے (۱) ثلاثی مجرد کی تعریف (۲) العلم سے صرفِ صغیر (۳) الفهم سے ماضی معروف ومجہول کی گردان۔

جواب ...... ① ثلاثی مجرد کی تعریف:۔ ثلاثی مجرد وہ کلمہ ہے جسمیں تین حروف اصلی ہوں اور کوئی حرف زائد نہ ہو جیسے نَصَرَ، فَرَسٌ۔

② العلم سے صرفِ صغیر:۔ اَلْعِلْمُ (سمع، صحیح) بمعنی جاننا۔ عَلِمَ يَعْلَمُ عِلْمًا فَهُوَ عَالِمٌ وَعُلِمَ يُعْلَمُ عِلْمًا فهو مَعْلُوْمٌ مَاعَلِمَ مَاعُلِمَ لَمْ يَعْلَمْ لَمْ يُعْلَمْ لَايَعْلَمُ لَايُعْلَمُ لَنْ يَّعْلَمَ لَنْ يُّعْلَمَ لَيَعْلَمَنَّ لَيَعْلَمَنْ لَيُعْلَمَنَّ لَيُعْلَمَنْ الامر منه اِعْلَمْ لِتُعْلَمْ لِيَعْلَمْ لِيُعْلَمْ اِعْلَمَنَّ لِتُعْلَمَنَّ لِيَعْلَمَنَّ لِيُعْلَمَنَّ اِعْلَمَنْ لِتُعْلَمَنْ لِيَعْلَمَنْ لِيُعْلَمَنْ والنهى عنه لَاتَعْلَمْ لَاتُعْلَمْ لَايَعْلَمْ لَايُعْلَمْ لَاتَعْلَمَنَّ لَاتُعْلَمَنَّ لَايَعْلَمَنَّ لَايُعْلَمَنَّ لَاتَعْلَمَنْ لَاتُعْلَمَنْ لَايَعْلَمَنْ لَايُعْلَمَنْ الظرف منه مَعْلَمٌ مَعْلَمَانِ مَعَالِمُ و مُعَيْلِمٌ والآلة منه مِعْلَمٌ مِعْلَمَانِ مَعَالِمُ ومُعَيْلِمٌ، مِعْلَمَةٌ مِعْلَمَتَانِ مَعَالِمُ وَمُعَيْلِمَةٌ، مِعْلَامٌ مِعْلَامَانِ مَعَالِيْمُ وَمُعَيْلِيْمٌ افعل التفضيل المذكر منه اَعْلَمُ اَعْلَمَانِ اَعْلَمُوْنَ اَعَالِمُ وَاُعَيْلِمٌ والمؤنث منه عُلْمٰى عُلْمَيَانِ عُلْمَيَاتٌ عُلَمٌ وَعُلَيْمٰى۔

③ الفهم سے ماضی معروف ومجہول کی گردان:۔ ماضی معروف: فَهِمَ فَهِمَا فَهِمُوْا فَهِمَتْ فَهِمَتَا فَهِمْنَ فَهِمْتَ فَهِمْتُمَا فَهِمْتُمْ فَهِمْتِ فَهِمْتُمَا فَهِمْتُنَّ فَهِمْتُ فَهِمْنَا۔

ماضی مجہول: فُهِمَ فُهِمَا فُهِمُوْا فُهِمَتْ فُهِمَتَا فُهِمْنَ فُهِمْتَ فُهِمْتُمَا فُهِمْتُمْ فُهِمْتِ فُهِمْتُمَا فُهِمْتُنَّ فُهِمْتُ فُهِمْنَا۔

الشق الثانی ...... مجرد اور مزید فیہ کی تعریف کر کے مثالوں سے واضح کیجئے۔ نیز الشھادۃ مصدر سے مکمل صرف صغیر لکھئے اور یہ بتائیے کہ اسکا تعلق کس باب سے ہے۔ (ص ۳۷،۳۹: امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) مجرد اور مزید فیہ کی تعریف مع امثلہ (۲) الشھادۃ مصدر سے صرف صغیر۔

جواب ...... ① مجرد اور مزید فیہ کی تعریف مع امثلہ:۔ مجرد: وہ فعل ہے کہ جسکی ماضی میں کوئی حرف زائد نہ ہو۔ اگر تین حرف اصلی ہوں تو ثلاثی مجرد ہے جیسے ضَرَبَ، نَصَرَ، اور اگر صرف چار حرف اصلی ہوں تو رباعی مجرد ہے جیسے دَحْرَجَ، بَعْثَرَ۔

مزید فیہ:۔ وہ فعل ہے کہ جس کی ماضی میں کوئی حرف زائد ہو۔ جیسے اَكْرَمَ، اِسْتَنْصَرَ، تَسَرْبَلَ، تَزَنْدَقَ۔

② الشھادۃ مصدر سے صرف صغیر:۔ الشھادۃ: (سمع صحیح) بمعنی گواہی دینا۔ شَهِدَ يَشْهَدُ شَهَادَةً فهو شَاهِدٌ وَشُهِدَ يُشْهَدُ شَهَادَةً فذاك مَشْهُوْدٌ لَمْ يَشْهَدْ لَمْ يُشْهَدْ لَايَشْهَدُ لَا يُشْهَدُ لَنْ يَشْهَدَ لَنْ يُشْهَدَ لَيَشْهَدَنَّ لَيُشْهَدَنَّ لَيَشْهَدَنْ لَيُشْهَدَنْ الامر منه اِشْهَدْ لِتُشْهَدْ لِيَشْهَدْ لِيُشْهَدْ اِشْهَدَنَّ لِتُشْهَدَنَّ لِيَشْهَدَنَّ لِيُشْهَدَنَّ اِشْهَدَنْ لِتُشْهَدَنْ لِيَشْهَدَنْ لِيُشْهَدَنْ والنهى عنه لَاتَشْهَدْ لَاتُشْهَدْ لَايَشْهَدْ لَايُشْهَدْ لَاتَشْهَدَنَّ لَاتُشْهَدَنَّ لَايَشْهَدَنَّ لَايُشْهَدَنَّ لَاتَشْهَدَنْ لَاتُشْهَدَنْ لَايَشْهَدَنْ لَايُشْهَدَنْ الظرف منه مَشْهَدٌ مَشْهَدَانِ مَشَاهِدُ وَمُشَيْهِدٌ والالة منه مِشْهَدٌ مِشْهَدَانِ مَشَاهِدُ وَمُشَيْهِدٌ مِشْهَدَةٌ مِشْهَدَتَانِ مَشَاهِدُ وَمُشَيْهِدَةٌ مِشْهَادٌ مِشْهَادَانِ مَشَاهِيْدُ وَمُشَيْهِيْدٌ افعل التفضيل المذكر منه اَشْهَدُ اَشْهَدَانِ اَشْهَدُوْنَ اَشَاهِدُ وَاُشَيْهِدُ والمؤنث منه شُهْدٰى شُهْدَيَانِ شُهْدَيَاتٌ شُهَدٌ وَشُهَيْدٰى۔

اس مصدر کا تعلق باب سَمِعَ يَسْمَعُ بروزن فَعِلَ يَفْعَلُ سے ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۳ھ

الشق الاول ...... رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کی تعریف کر کے مثالوں کے ذریعہ واضح کیجئے، رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل کے کتنے باب ہیں؟ ابواب کے نام اور ہر ایک سے صرف صغیر لکھئے۔ (ص ۴۶: امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کی تعریف مع امثلہ (۲) رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل کے ابواب اور صرف صغیر۔

جواب ...... ① رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کی تعریف مع امثلہ:۔

رباعی مجرد: وہ فعل ہے کہ جس کی ماضی میں چار حرف اصلی ہوں کوئی حرف زائد نہ ہو جیسے دَحْرَجَ، بَعْثَرَ وغیرہ۔

رباعی مزید فیہ: وہ فعل ہے کہ جس کی ماضی میں چار حرف اصلی سے کوئی اور حرف زائد بھی ہو جیسے تَدَحْرَجَ وغیرہ۔

② رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل کے ابواب اور صرف صغیر:۔

رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل کے دو باب ہیں ① اِفْعِنْلَالٌ ② اِفْعِلَّالٌ۔

اِفْعِنْلَالٌ کی گردان: اِحْرِنْجَامٌ (افعنلال صحیح) بمعنی جمع ہونا۔ اِحْرَنْجَمَ يَحْرَنْجِمُ اِحْرِنْجَامًا فهو مُحْرَنْجِمٌ

وأُحْرُنْجِمَ يُحْرَنْجَمُ إِحْرِنْجَامًا فذاك مُحْرَنْجَمٌ مَا احْرَنْجَمَ مَا احْرُنْجِمَ لَمْ يَحْرَنْجِمْ لَمْ يُحْرَنْجَمْ لَا يَحْرَنْجِمُ لَا يُحْرَنْجَمُ لَنْ يَحْرَنْجِمَ لَنْ يُحْرَنْجَمَ لَيَحْرَنْجِمَنَّ لَيُحْرَنْجَمَنَّ لَيَحْرَنْجِمَنْ لَيُحْرَنْجَمَنْ الامر منه إِحْرَنْجِمْ لِتُحْرَنْجَمْ لِيَحْرَنْجِمْ لِيُحْرَنْجَمْ إِحْرَنْجِمَنَّ لِتُحْرَنْجَمَنَّ لِيَحْرَنْجِمَنَّ لِيُحْرَنْجَمَنَّ إِحْرَنْجِمَنْ لِتُحْرَنْجَمَنْ لِيَحْرَنْجِمَنْ لِيُحْرَنْجَمَنْ والنهى عنه لَاتَحْرَنْجِمْ لَاتُحْرَنْجَمْ لَايَحْرَنْجِمْ لَايُحْرَنْجَمْ لَاتَحْرَنْجِمَنَّ لَاتُحْرَنْجَمَنَّ لَايَحْرَنْجِمَنَّ لَايُحْرَنْجَمَنَّ لَاتَحْرَنْجِمَنْ لَاتُحْرَنْجَمَنْ لَايَحْرَنْجِمَنْ لَايُحْرَنْجَمَنْ الظرف منه مُحْرَنْجَمٌ مُحْرَنْجَمَانِ مُحْرَنْجَمَاتٌ۔

اِفْعِلَّال کی گردان: اِقْشِعْرَارٌ (اِفْعِلَّال، صحیح) بمعنی بدن پر بال اٹھنا۔ اِقْشَعَرَّ، يَقْشَعِرُّ، اِقْشِعْرَارًا فهو مُقْشَعِرٌّ وَأُقْشُعِرَّ يُقْشَعَرُّ اِقْشِعْرَارًا فذاك مُقْشَعَرٌّ مَا اقْشَعَرَّ مَا اقْشُعِرَّ لَمْ يَقْشَعِرَّ لَمْ يُقْشَعَرَّ لَمْ يَقْشَعِرِرْ لَمْ يُقْشَعَرِرْ لَمْ يَقْشَعِرِّ لَمْ يُقْشَعَرِّ لَا يَقْشَعِرُّ لَا يُقْشَعَرُّ لَنْ يَقْشَعِرَّ لَنْ يُقْشَعَرَّ لَيَقْشَعِرَّنَّ لَيُقْشَعَرَّنَّ لَيَقْشَعِرَّنْ لَيُقْشَعَرَّنْ الامر منه اِقْشَعِرَّ اِقْشَعِرِّ اِقْشَعْرِرْ لِتُقْشَعَرَّ لِتُقْشَعَرِّ لِتُقْشَعْرَرْ لِيَقْشَعِرَّ لِيَقْشَعِرِّ لِيَقْشَعْرِرْ لِيُقْشَعَرَّ لِيُقْشَعَرِّ لِيُقْشَعْرَرْ اِقْشَعِرَّنَّ لِتُقْشَعَرَّنَّ لِيَقْشَعِرَّنَّ لِيُقْشَعَرَّنَّ اِقْشَعِرَّنْ لِتُقْشَعَرَّنْ لِيَقْشَعِرَّنْ لِيُقْشَعَرَّنْ والنهى عنه لَاتَقْشَعِرَّ لَاتَقْشَعِرِّ لَاتَقْشَعْرِرْ لَاتُقْشَعَرَّ لَاتُقْشَعَرِّ لَاتُقْشَعْرَرْ لَايَقْشَعِرَّ لَايَقْشَعِرِّ لَايَقْشَعْرِرْ لَايُقْشَعَرَّ لَايُقْشَعَرِّ لَايُقْشَعْرَرْ لَاتَقْشَعِرَّنَّ لَاتُقْشَعَرَّنَّ لَايَقْشَعِرَّنَّ لَايُقْشَعَرَّنَّ لَاتَقْشَعِرَّنْ لَاتُقْشَعَرَّنْ لَايَقْشَعِرَّنْ لَايُقْشَعَرَّنْ الظرف منه مُقْشَعَرٌّ مُقْشَعَرَّانِ مُقْشَعَرَّاتٌ۔

رباعی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کا صرف ایک باب ہے تَفَعْلُلٌ۔

اَلتَّدَحْرُجُ (تفعلل، صحیح) بمعنی لڑھکنا۔ تَدَحْرَجَ يَتَدَحْرَجُ تَدَحْرُجًا فهو مُتَدَحْرِجٌ وَتُدُحْرِجَ يُتَدَحْرَجُ تَدَحْرُجًا فذاك مُتَدَحْرَجٌ مَاتَدَحْرَجَ مَاتُدُحْرِجَ لَمْ يَتَدَحْرَجْ لَمْ يُتَدَحْرَجْ لَا يَتَدَحْرَجُ لَا يُتَدَحْرَجُ لَنْ يَتَدَحْرَجَ لَنْ يُتَدَحْرَجَ لَيَتَدَحْرَجَنَّ لَيُتَدَحْرَجَنَّ لَيَتَدَحْرَجَنْ لَيُتَدَحْرَجَنْ الامر منه تَدَحْرَجْ لِتُتَدَحْرَجْ لِيَتَدَحْرَجْ لِيُتَدَحْرَجْ تَدَحْرَجَنَّ لِتُتَدَحْرَجَنَّ لِيَتَدَحْرَجَنَّ لِيُتَدَحْرَجَنَّ تَدَحْرَجَنْ لِتُتَدَحْرَجَنْ لِيَتَدَحْرَجَنْ لِيُتَدَحْرَجَنْ والنهى عنه لَاتَتَدَحْرَجْ لَاتُتَدَحْرَجْ لَايَتَدَحْرَجْ لَايُتَدَحْرَجْ لَاتَتَدَحْرَجَنَّ لَاتُتَدَحْرَجَنَّ لَايَتَدَحْرَجَنَّ لَايُتَدَحْرَجَنَّ لَاتَتَدَحْرَجَنْ لَاتُتَدَحْرَجَنْ لَايَتَدَحْرَجَنْ لَايُتَدَحْرَجَنْ الظرف منه مُتَدَحْرَجٌ مُتَدَحْرَجَانِ مُتَدَحْرَجَاتٌ۔

الشق الثانی ......مرکب، مرکب مفید وغیر مفید کی تعریف مع امثلہ ذکر کریں نیز مرکب غیر مفید کی اقسام ثلاثہ کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں۔(۱) مرکب، مرکب مفید وغیر مفید کی تعریف مع امثلہ (۲) مرکب غیر مفید کی اقسام ثلاثہ کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ **مرکب، مرکب مفید وغیر مفید کی تعریف مع امثلہ:۔**

مرکب: وہ لفظ جو دو یا زیادہ کلموں کو جوڑ کر بنایا جائے، اس کی دو قسمیں ہیں، مفید وغیر مفید۔

مرکب مفید: وہ کلام کہ جب کہنے والا وہ کہہ چکے تو سننے والے کو اُس سے کسی واقعے کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم ہو جیسے ذهب زيدٌ (زید گیا) اِئتِ بالماء (پانی لاؤ)۔ مرکب مفید کو جملہ و کلام بھی کہتے ہیں۔

مرکب غیر مفید: وہ کلام کہ جب کہنے والا بات کہہ چکے تو سننے والے کو اُس سے کوئی فائدہ، خبر یا طلب حاصل نہ ہو جیسے غلامُ زیدٍ۔

❷ مرکب غیر مفید کی اقسام ثلاثہ کی وضاحت:۔ ① مرکب اضافی: جس میں کسی اسم کی اضافت دوسرے اسم کی طرف ہو، جس کی اضافت ہو اس کو مضاف اور جس کی طرف ہو اُس کو مضاف الیہ کہتے ہیں جیسے غلام زیدٍ اس میں غلام کی اضافت زید کی طرف ہو رہی ہے تو غلام مضاف اور زید مضاف الیہ ہوا۔ ② مرکب بنائی: جس میں دو اسم کو ایک کر لیا گیا ہو اور ان دونوں میں کوئی نسبت اضافی یا اسنادی نہ ہو نیز پہلے اسم کو دوسرے کے ساتھ ربط دینے والا کوئی حرف ہو جیسے احد عشر سے تسعة عشر تک کہ اصل میں احدٌ و عشرٌ، تسعةٌ وعشرٌ تھا۔ واؤ کو حذف کر کے دونوں اسموں کو ایک کر لیا ہے۔

③ مرکب منع صرف: وہ ہے کہ دو اسموں کو ایک کر لیں اور دونوں اسموں کو ربط دینے والا کوئی حرف نہ ہو جیسے بَعْلَبَكّ کہ ایک شہر کا نام ہے جو بَعْلَ اور بَكّ سے مرکب ہے۔ بَعْل ایک بت کا نام ہے اور بَكٌّ بانی شہر بادشاہ کا نام ہے۔

مرکب منع صرف کا پہلا حصہ ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور دوسرا حصہ بدلتا رہتا ہے۔ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کا ایک حصہ ہوتا ہے، پورا جملہ نہیں ہوتا جیسے غلام زید حاضر، جآء احد عشر رجلا، ابراهیم ساکن بعلبك۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ......اسماءِ افعال کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں اور کیا عمل کرتے ہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں فقط اسماءِ افعال کی تعداد و نشاندہی اور عمل مطلوب ہے۔

جواب ......اسماءِ افعال کی تعداد و نشاندہی اور عمل:۔ اسماء افعال کل نو ہیں۔ ان میں سے چھ امر حاضر کے معنی میں ہوتے ہیں اور ان کا فاعل ان کے اندر ضمیر مستتر ہوتی ہے اور یہ مابعد والے اسم کو مفعول ہونے کی بناء پر نصب دیتے ہیں اور وہ چھ اسماء یہ ہیں۔ ① رُوَيْدَ بمعنی اَمْهِلْ جیسے روید زیدًا ای امهل زیدًا (زید کو مہلت دو) ② بَلْهَ بمعنی دع جیسے بله زیدًا ای دع زیدًا (زید کو چھوڑ دو) ③ دونك بمعنی خذ جیسے دونك زیدًا ای خذ زیدًا (زید کو پکڑو) ④ علیك بمعنی الزم جیسے علیك زیدا ای الزم زیدًا (زید کو لازم پکڑو) ⑤ حیهل بمعنی ایت جیسے حیهل الصلوٰة ای ایت الصلوٰة (نماز کی طرف آؤ) ⑥ ها بمعنی خذ جیسے هازیدًا ای خذ زیدًا (زید کو پکڑو)۔

اور بقیہ تین اسماء فعل ماضی کیلئے موضوع ہیں اور اپنے مابعد کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیتے ہیں اور وہ تین اسماء یہ ہیں ① هیهات بمعنی بَعُدَ جیسے هیهات زید ای بعد زید (زید دور ہوا) ② سرعان بمعنی سرع جیسے سرعان زید ای سرع زید (زید نے جلدی کی) ③ شتان بمعنی افترق جیسے شتان زید و عمرو ای افترق زید و عمرو (زید و عمرو جدا ہو گئے)

الشق الثانی ......منصوبات کل کتنے ہیں سب کے نام اور مثال تحریر کریں، فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف کون کون سے ہیں نیز یہ بتائیں کہ اَن ناصبہ کتنی جگہوں پر مقدر ہوتا ہے، مثالوں کے ساتھ لکھیں۔ "جاء نی زید اخوك، اشتریت فرسا حمارًا، مااحسنهٗ واحسن به" کی ترکیب کریں۔ (ص ۲۷،۴۳-امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) منصوبات کی تعداد و نام مع امثلہ (۲) حروف ناصبہ للمضارع کی نشاندہی (۳) اَن ناصبہ کے مقدر ہونے کے مقامات مع امثلہ (۴) جملوں کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ منصوبات کی تعداد و نام مع امثلہ:۔ منصوبات بارہ ہیں:

① مفعول بہ: جیسے اَکَلَ زَیْدٌ طَعَامًا اس میں طعاما مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ② مفعول فیہ: جیسے صُمْتُ دَھْرًا (زمانِ مبہم) سَافَرْتُ شَھْرًا (زمانِ محدود) جَلَسْتُ خَلْفَكَ (مکانِ مبہم) صَلَّیْتُ المسجد (مکانِ محدود) ③ مفعول معہ: جیسے جِئْتُ وَزَیْدًا اس میں زیدًا مفعول معہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ④ مفعول لہٗ: جیسے ضَرَبْتُهٗ تَادِیْبًا اس میں تَادِیْبًا منصوب لہٗ ہونے کیوجہ سے منصوب ہے ⑤ مفعول مطلق: جیسے قُمْتُ قِیَامًا اس میں قِیَامًا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ⑥ حال: جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا اسمیں رَاکِبًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ⑦ تمیز: جیسے اِشْتَرَیْتُ رِطْلًا زَیْتًا اس میں زَیْتًا تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ⑧ مستثنیٰ: جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا اس میں زَیْدًا مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ⑨ اِنَّ اور اسکے نظائر کا اسم: جیسے اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ اسمیں لفظ اللّٰہ اِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ⑩ کان اور اسکے نظائر کی خبر: جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا اس میں قَائِمًا کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

⑪ لائے نفی جنس کا اسم: جیسے لَارَجُلَ ظَرِیْفٌ اس میں رَجُلَ لائے نفی جنس کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ⑫ ما و لا مشابہ بلیس کی خبر: جیسے لَا رَجُلٌ ظَرِیْفًا اس میں ظَرِیْفًا لا مشابہ بلیس کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

❷ حروف ناصبہ للمضارع کی نشاندہی: وہ حروف جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہوئے اس کو نصب دیتے ہیں وہ چار ہیں۔ اَنْ، لَنْ، کَیْ، اِذَنْ، پس لفظ اَنْ اپنے مدخول کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے، اگر ماضی پر داخل ہو تو اس کو بھی مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے اسلمت ان ادخل الجنة اور اسلمت ان دخلت الجنة کہ اسلام لایا میں تاکہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں، ان دونوں مثالوں میں اَنْ نے مضارع اور ماضی کو مستقبل کے معنی کے ساتھ خاص کر دیا ہے اور اس اَنْ کو اَنْ ناصبہ مصدریہ کہتے ہیں، اس لئے کہ یہ فعل مضارع کو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے اور اس کو نصب بھی دیتا ہے اور لفظ لَنْ زمانہ مستقبل میں نفی کی تاکید کے لئے آتا ہے جیسے لن ترانی کہ تو ہرگز مجھے زمانہ مستقبل میں نہیں دیکھ سکے گا۔

کی سببیت کے لئے آتا ہے یعنی اس کا ماقبل مابعد کے لئے سبب ہوتا ہے جیسے اسلمت کی ادخل الجنة میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں گویا دخولِ جنت کا سبب اسلام لانا ہے۔ اذن کا معنی جب اور اس وقت ہے یہ کسی دوسری کلام کے جواب میں اور شرط کی جزاء میں واقع ہوتا ہے جیسے کوئی شخص کہے اسلمت تو اس کے جواب میں کہا جائے اذن تدخل الجنة اس کی شرط محذوف ہے ان اسلمت، تو اصل عبارت یہ ہوئی اسلمتُ، اِن اسلمتَ اذن تدخل الجنة کہ اسلام لایا میں تو جواب دیا کہ اگر تو اسلام لایا ہے تو اس وقت تو جنت میں داخل ہوگا۔

❸ اَنْ ناصبہ کے مقدر ہونے کے مقامات مع امثلہ: اَنْ ناصبہ سات جگہ مقدر ہو کر فعل کو نصب دیتا ہے ① حتی کے بعد جیسے اسلمت حتی ادخل الجنة ② اس لام کے بعد جو لام کَیْ کے معنی میں ہو جیسے قام زید لیذهب ③ لام جحد کے بعد یعنی جو لام کان منفیہ کے بعد ہو جیسے ماکان الله لیعذبهم ④ جو فا امر، نہی، نفی، تمنی، عرض، استفہام کے بعد واقع ہو اس فا کے بعد بھی اَنْ مقدر ہوتا ہے۔ امر کی مثال اسلم فتسلم۔ نہی کی مثال لا تعص فتعذب۔ نفی کی مثال ماتزورنا فنکرمك۔ تمنی کی مثال لیت لی مالا فانفقه۔ عرض کی مثال الاتنزل بنافتصیبَ خیرا۔ استفہام کی مثال هل تعلم فتنجو ⑤ جو واؤ مذکورہ چھ چیزوں کے بعد واقع ہو اس واؤ کے بعد بھی اَنْ مقدر ہوتا ہے۔ اسکی امثلہ بھی یہی ہیں۔ صرف فا کی جگہ پر واؤ کو ذکر کر دیا جائے ⑥ اس واؤ کے بعد جو اِلَّا اَنْ یا اِلٰی اَنْ کے معنی میں ہو جیسے لاحبسنّك اوتعطینی حقّی ⑦ واؤ عاطفہ کے بعد

بشرطیکہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے اعجبنی قیامك وتخرج۔

④ جملوں کی ترکیب:۔ "جاء نی زید اخوك" جاء فعل ن وقایہ ی ضمیر مفعول بہ زید مبدل منہ اخوك مضاف مضاف الیہ ملکر بدل، مبدل منہ وبدل کر فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"اِشْتَرَیْتُ فَرَسًا حِمَارًا" اشتریت فعل وفاعل فرسا مبدل منہ حمارا بدل، مبدل منہ وبدل ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ "مَا اَحْسَنَهٗ" مَا بمعنی ایّ شیئ مضاف ومضاف الیہ ملکر مبتدا احسن فعل وفاعل ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

"اَحْسِنْ بِهٖ" احسن فعل امر بمعنی احسن فعل ماضی با زائدہ "ہٗ" ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

✿✿✿✿✿

«الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو»

«السوال الاوّل» ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ...... ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ، کی تعریف کر کے مثال کے ساتھ وضاحت کریں۔ السمع مصدر سے صرف صغیر تحریر کریں۔ (ص ۳۷، ۳۹: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ کی تعریف (۲) السمع سے صرف صغیر۔

جواب ...... ① ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ کی تعریف:۔

ثلاثی مجرد: وہ ہے کہ جس کی ماضی میں تین حرف اصلی ہوں کوئی حرف زائد نہ ہو جیسے "ضَرَبَ، نَصَرَ" وغیرہ۔

ثلاثی مزید فیہ: وہ ہے کہ جس کی ماضی میں تین حرف اصلی سے کوئی حرف زائد بھی ہو جیسے اَکْرَمَ، اِجْتَنَبَ وغیرہ۔

رباعی مجرد: وہ ہے کہ جس کی ماضی میں چار حرف اصلی ہوں کوئی حرف زائد نہ ہو جیسے دَحْرَجَ، بَعْثَرَ وغیرہ۔

رباعی مزید فیہ: وہ ہے کہ جس کی ماضی میں چار حرف اصلی سے کوئی حرف زائد بھی ہو جیسے تَدَحْرَجَ وغیرہ۔

② السمع سے صرف صغیر:۔ السمع (سمع، صحیح) بمعنی سننا۔ سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعًا فهو سَامِعٌ وسُمِعَ یُسْمَعُ سَمْعًا فذاك مَسْمُوْعٌ مَاسَمِعَ مَاسُمِعَ لَمْ یَسْمَعْ لَمْ یُسْمَعْ لَایَسْمَعُ لَایُسْمَعُ لَنْ یَسْمَعَ لَنْ یُسْمَعَ لَیَسْمَعَنَّ لَیُسْمَعَنَّ لَیَسْمَعَنْ لَیُسْمَعَنْ الامر منه اِسْمَعْ لِتَسْمَعْ لِیَسْمَعْ لِیُسْمَعْ اِسْمَعَنَّ لِتُسْمَعَنَّ لِیَسْمَعَنَّ لِیُسْمَعَنَّ اِسْمَعَنْ لِتُسْمَعَنْ لِیَسْمَعَنْ لِیُسْمَعَنْ والنهی عنه لَاتَسْمَعْ لَاتُسْمَعْ لَایَسْمَعْ لَایُسْمَعْ لَاتَسْمَعَنَّ لَاتُسْمَعَنَّ لَایَسْمَعَنَّ لَایُسْمَعَنَّ لَاتَسْمَعَنْ لَاتُسْمَعَنْ لَایَسْمَعَنْ لَایُسْمَعَنْ الظرف منه مَسْمَعٌ مَسْمَعَانِ مَسَامِعُ وَمُسَیْمِعٌ والآلة منه مِسْمَعٌ مِسْمَعَانِ مَسَامِعُ وَمُسَیْمِعٌ مِسْمَعَةٌ مِسْمَعَتَانِ مَسَامِعُ وَمُسَیْمِعَةٌ مِسْمَاعٌ مِسْمَاعَانِ مَسَامِیْعُ وَمُسَیْمِیْعٌ افعل التفضیل المذکر منه اَسْمَعُ اَسْمَعَانِ اَسْمَعُوْنَ اَسَامِعُ وَاُسَیْمِعٌ والمؤنث منه سُمْعٰی سُمْعَیَانِ سُمْعَیَاتٌ سُمَعٌ وَسُمَیْعٰی۔

الشق الثانی ...... الاجلوّاذ مصدر سے صرف صغیر، ترجمہ، باب اور ہفت اقسام بھی لکھیں۔ (ص ۴۳: امدادیہ)

جواب ...... الاجلوّاذ سے صرف صغیر مع ترجمہ باب وہفت اقسام:۔ "اَلْاِجْلِوَّاذُ" (افعوال، صحیح) بمعنی گھوڑے

کا دوڑنا۔ اِجْلَوَّذَ یَجْلَوِّذُ اِجْلِوَّاذًا فهو مُجْلَوِّذٌ وَاُجْلُوِّذَ یُجْلَوَّذُ اِجْلِوَّاذًا فهو مُجْلَوَّذٌ مَا اِجْلَوَّذَ مَا اُجْلُوِّذَ لَمْ یَجْلَوِّذْ لَمْ یُجْلَوَّذْ لَایَجْلَوِّذُ لَایُجْلَوَّذُ لَنْ یَجْلَوِّذَ لَنْ یُجْلَوَّذَ لَیَجْلَوِّذَنَّ لَیُجْلَوَّذَنَّ لَیَجْلَوِّذَنْ لَیُجْلَوَّذَنْ الامر منه اِجْلَوِّذْ لِتَجْلَوِّذْ لِیَجْلَوِّذْ لِیُجْلَوَّذْ اِجْلَوِّذَنَّ لِتَجْلَوِّذَنَّ لِیَجْلَوِّذَنَّ لِیُجْلَوَّذَنَّ اِجْلَوِّذَنْ لِتَجْلَوِّذَنْ لِیَجْلَوِّذَنْ لِیُجْلَوَّذَنْ والنهی عنه لَاتَجْلَوِّذْ لَاتُجْلَوَّذْ لَایَجْلَوِّذْ لَایُجْلَوَّذْ لَاتَجْلَوِّذَنَّ لَاتُجْلَوَّذَنَّ لَایَجْلَوِّذَنَّ لَایُجْلَوَّذَنَّ لَاتَجْلَوِّذَنْ لَاتُجْلَوَّذَنْ لَایَجْلَوِّذَنْ لَایُجْلَوَّذَنْ الظرف منه مُجْلَوَّذٌ مُجْلَوَّذَانِ مُجْلَوَّذَاتٌ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۳ھ

الشق الاوّل......حروف اصلیہ کے اعتبار سے فعل اور اسم کی کتنی قسمیں ہیں؟ "اَلْبُعْدُ" مصدر سے صرف صغیر لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) حروف اصلیہ کے اعتبار سے فعل اور اسم کی اقسام (۲) "اَلْبُعْدُ" سے صرف صغیر۔

جواب...... ❶ حروف اصلیہ کے اعتبار سے فعل اور اسم کی اقسام:۔ حروف اصلیہ کے اعتبار سے فعل اور اسم کی دو قسمیں ہیں۔ ① ثلاثی: وہ اسم یا فعل جس میں تین حرف اصلی ہوں، اگر کوئی حرف زائد نہ ہو تو اُسے ثلاثی مجرد اور اگر کوئی حرف زائد ہو تو اسے ثلاثی مزید فیہ کہتے ہیں جیسے نَصَرَ ثلاثی مجرد اور اِجْتَنَبَ ثلاثی مزید فیہ ہے۔

② رباعی: وہ اسم یا فعل جس میں چار حرف اصلی ہوں، اگر سب حروف اصلی ہوں تو رباعی مجرد اور اگر کوئی حرف زائد بھی ہو تو اُسے رباعی مزید فیہ کہتے ہیں جیسے بَعْثَرَ رباعی مجرد اور تَسَرْبَلَ رباعی مزید فیہ ہے۔

❷ اَلْبُعْدُ سے صرف صغیر:۔ اَلْبُعْدُ: (کرم، صحیح) بمعنی دور ہونا۔ بَعُدَ یَبْعُدُ بُعْدًا فهو بَاعِدٌ وبُعِدَ یُبْعَدُ بُعْدًا فذاك مَبْعُودٌ مَابَعُدَ مَابُعِدَ لَمْ یَبْعُدْ لَمْ یُبْعَدْ لَایَبْعُدُ لَایُبْعَدُ لَنْ یَبْعُدَ لَنْ یُبْعَدَ لَیَبْعُدَنَّ لَیُبْعَدَنَّ لَیَبْعُدَنْ لَیُبْعَدَنْ الامر منه اُبْعُدْ لِتُبْعَدْ لِیَبْعُدْ لِیُبْعَدْ، اُبْعُدَنَّ لِتُبْعَدَنَّ لِیَبْعُدَنَّ لِیُبْعَدَنَّ، اُبْعُدَنْ لِتُبْعَدَنْ لِیَبْعُدَنْ لِیُبْعَدَنْ والنهی عنه لَاتَبْعُدْ لَاتُبْعَدْ لَایَبْعُدْ لَایُبْعَدْ، لَاتَبْعُدَنَّ لَاتُبْعَدَنَّ لَایَبْعُدَنَّ لَایُبْعَدَنَّ لَاتَبْعُدَنْ لَاتُبْعَدَنْ لَایَبْعُدَنْ لَایُبْعَدَنْ الظرف منه مَبْعَدٌ مَبْعَدَانِ مَبَاعِدُ وَمُبَیْعِدٌ والآلة منه مِبْعَدٌ مِبْعَدَانِ مَبَاعِدُ وَمُبَیْعِدٌ، مِبْعَدَةٌ مِبْعَدَتَانِ مَبَاعِدُ ومُبَیْعِدَةٌ مِبْعَادٌ مِبْعَادَانِ مَبَاعِیْدُ و مُبَیْعِیْدٌ افعل التفضیل المذکر منه اَبْعَدُ اَبْعَدَانِ اَبْعَدُوْنَ اَبَاعِدُ وَاُبَیْعِدُ والمؤنث منه بُعْدٰی بُعْدَیَانِ بُعْدَیَاتٌ بُعَدٌ وبُعَیْدٰی۔

الشق الثانی......معرفہ اور نکرہ کی تعریف مثالوں کیساتھ تحریر کریں، مرفوعات کل کتنے ہیں؟ صرف نام لکھیں۔ زید ابوہ عالم، الله یعصمك، العالم ان جاء کم فاکرموه ، الله معکم کی ترکیب کریں۔ (ص ۱۸، ۲۲۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) معرفہ ونکرہ کی تعریف (۲) مرفوعات کی تعداد و اسماء (۳) امثلہ کی ترکیب۔

جواب...... ❶ معرفہ ونکرہ کی تعریف:۔ معرفہ: وہ اسم جو کسی معین چیز و ذات کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے زید یہ معین فرد کے لئے موضوع ہے۔ نکرہ: وہ اسم جو کسی غیر معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے رجل کسی خاص فرد کے لئے موضوع نہیں ہے، ہر آدمی کو رجل کہتے ہیں اسی طرح فرس کسی خاص گھوڑے کے لئے موضوع نہیں ہے بلکہ ہر گھوڑے کو فرس کہتے ہیں۔

❷ مرفوعات کی تعداد و اسماء:۔ مرفوعات کی کل آٹھ اقسام ہیں ① فاعل جیسے ضَرَبَ زیدٌ ② مفعول مالم یسم فاعلہٗ جیسے ضُرِبَ زیدٌ ③ مبتداء ④ خبر جیسے زید قائمٌ ⑤ اِنَّ اور اسکے اخوات کی خبر جیسے اِنَّ زیدًا قائمٌ ⑥ کان اور اسکے اخوات کا اسم

جیسے کان زیدٌ قائمًا ⑦ ماولامشابہ بلیس کا اسم جیسے مازیدٌ افضل منك ⑧ لائے نفی جنس کی خبر جیسے لارجلَ ظریفٌ فی الدار۔

③ امثلہ کی ترکیب:۔ "زیدابوہ عالم" زید مبتدا ابوہ مضاف ومضاف الیہ ملکر مبتدا عالم خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ "اللہ معکم" اللہ مبتدا معکم مضاف ومضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا ثابت اسم فاعل کا، اسم فاعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"اللہ یعصمك" اللہ مبتدا یعصمك فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"العالم ان جاء کم فاکرموہ" العالم مبتدا اِنْ شرطیہ جاء کم فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط فا جزائیہ اکرموہ فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا، شرط وجزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ...... مفعول بہ، مفعول مطلق، مفعول معہ، مفعول لہ، مفعول فیہ میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے مثالوں سے واضح کریں۔ حمدت حمدًا حامدًا وحمیدًا ...... رعایة شکرہ دھرا مدیدا شعر کا ترجمہ کر کے ترکیب کریں۔ (ص ۲۷۔امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) مفعول کی اقسام خمسہ کی تعریف مع امثلہ (۲) شعر کا ترجمہ (۳) شعر کی ترکیب۔

جواب ...... ① مفعول کی اقسام خمسہ کی تعریف مع امثلہ:۔ مفعول بہ: وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے اَکَلَ زَیْدٌ طَعَامًا اس میں زید کا اَکَلَ والا فعل طعام پر واقع ہوا ہے تو طَعَامًا مفعول بہ ہے۔

مفعول مطلق: مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو فعل مذکور کے معنی میں ہو۔ خواہ اس فعل کے مادہ سے ہو یا نہ ہو۔ فعل مذکور کے مادہ سے ہو اس کی مثال ضربت ضربا۔ فعل مذکور کے مادہ سے نہ ہو فقط ہم معنی ہو اس کی مثال قعدت جلوسا۔

مفعول معہ: مفعول معہ وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد ذکر کیا جائے اور یہ اس بات کو ظاہر کرے کہ مفعول معہ فعل مذکور کے معمول کے ساتھ شریک ہے خواہ وہ معمول فاعل ہو یا مفعول بہ ہو جیسے جئت انا وزیدًا اس مثال میں زیدًا فعل کے معمول (فاعل) کے ساتھ آنے میں شریک ہے۔ ضربت زیدًا وعمرًوا اس مثال میں عمرًوا فعل کے معمول (مفعول بہ) کیساتھ مار کھانے میں شریک ہے۔

مفعول لہ: مفعول لہ وہ اسم ہے جس کی وجہ سے فعلِ مذکور (جو اس سے قبل موجود ہے) واقع ہوا ہو یعنی جو اسم فعلِ مذکور کا سبب بنا ہو جیسے ضربتهٗ تادیبًا اس میں تادیبًا مفعول لہ ہے کہ اس کی وجہ سے ضرب والا فعل واقع ہوا ہے۔

مفعول فیہ: مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فعلِ مذکور واقع ہوا ہو خواہ وہ زمان ہو یا مکان ہو، زمان کی مثال صلیت یوم الجمعة۔ مکان کی مثال صلیت فی المسجد۔

② شعر کا ترجمہ:۔ میں نے حامد کی حمید کے ساتھ تعریف کی اس کے شکر کا لحاظ کرتے ہوئے ایک زمانہ دراز تک۔

③ شعر کی ترکیب:۔ حمدتُ فعل وفاعل حمدًا مفعول مطلق حامدا مفعول بہ واؤ بمعنی مع حمیدًا مفعول معہ رعایة شکرہ مضاف ومضاف الیہ ملکر مفعول لہ دھرًا مدیدًا موصوف صفت ملکر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل وتمام مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ...... فعل معروف ومجہول کا عمل بیان کریں نیز فعل متعدی کی اقسام ثلاثہ کی امثلہ ذکر کریں۔ افعال قلوب میں سے شک والے افعال کون کونسے ہیں مثالوں کے ساتھ ذکر کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امر توجہ طلب ہیں (۱) فعل معروف ومجہول کا عمل (۲) فعل متعدی کی اقسام ثلاثہ کی

امثلہ (۳) شک والے افعال قلوب کی نشاندہی مع امثلہ۔

جواب ...... ❶ فعل معروف ومجہول کا عمل:۔ عمل کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں۔معروف ومجہول۔

پھر فعل معروف کی بھی دو قسمیں ہیں لازمی ومتعدی۔فعل معروف خواہ لازمی ہو یا متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے جیسے قَامَ زَیْدٌ، ضَرَبَ بَکْرٌ ۔اور فعل متعدی فاعل کو رفع دینے کے ساتھ سات اسموں کو نصب بھی دیتا ہے۔① مفعول بہ ② مفعول مطلق ③ مفعول فیہ ④ مفعول معہ ⑤ مفعول لہ ⑥ حال ⑦ تمیز۔ فعل مجہول فاعل کی بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اور باقی مفعولات کو نصب ہی دیتا ہے جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْبًا شَدِیْدًا فِیْ دَارِہٖ تَادِیْبًا۔

فعل مجہول کو فعل مالم یسم فاعلہ اور اس کے مرفوع معمول (مفعول بہ) کو مفعول مالم یسم فاعلہ کہا جاتا ہے۔

❷ فعل متعدی کی اقسام ثلاثہ کی امثلہ:۔ ① فعل متعدی کبھی متعدی بیک مفعول ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ بَکْرًا۔

② فعل متعدی کبھی متعدی بدو مفعول ہوتا ہے اور اس میں سے ایک مفعول کے ذکر پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہوتا ہے جیسے اَعْطٰی اور اس کے ہم معنی الفاظ۔جیسے اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَمًا یہاں صرف اَعْطَیْتُ زَیْدًا کہنا بھی جائز ہے۔

فعل متعدی کبھی متعدی بدو مفعول ہوتا ہے مگر اس میں سے ایک مفعول کے ذکر پر اکتفاء کرنا جائز نہیں ہوتا اور یہ افعال قلوب ہیں جن کی تعداد سات ہے رأیتُ، وَجدتُ، علمتُ، زعمتُ، حسبتُ، خِلتُ، ظَنَنْتُ۔

③ فعل متعدی کبھی متعدی بسہ مفعول ہوتا ہے اور وہ افعال درج ذیل ہیں۔اَعْلَمَ، اَرٰی، اَنْبَأَ، اَخْبَرَ، خَبَّرَ، نَبَّأَ، حَدَّثَ۔

❸ شک والے افعال قلوب کی نشاندہی مع امثلہ:۔ افعال قلوب میں سے تین فعل شک کیلئے آتے ہیں،یقین کا فائدہ نہیں دیتے۔

① حسبت جیسے حسبت زیدًا فاضلًا میں نے زید کو فاضل گمان کیا۔

② ظننت جیسے ظننت بکرا نائما میں نے بکر کو سونے والا گمان کیا۔

③ خلت جیسے خلت خالدا قائما میں نے خالد کو کھڑا ہونے والا خیال کیا۔

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾　　　۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ...... الصَّبغُ، اَلْاِرْمَلُ.

مذکورہ مصادر سے صرف صغیر لکھئے،مصدر کا ترجمہ، باب ہفت اقسام بھی متعین کیجئے۔(ص ۳۹،۳۳، امدادیہ)

جواب ...... مذکورہ مصادر سے صرف صغیر مع ترجمہ، باب وہفت اقسام:۔ الصَّبْغُ: (فتح صحیح) بمعنی رنگنا۔ صَبَغَ یَصْبَغُ صَبْغًا فهو صَابِغٌ وَصُبِغَ یُصْبَغُ صَبْغًا فذاك مَصْبُوْغٌ مَاصَبَغَ مَاصُبِغَ لَمْ یَصْبَغْ لَمْ یُصْبَغْ لَا یَصْبَغُ لَا یُصْبَغُ لَنْ یَصْبَغَ لَنْ یُصْبَغَ لَیَصْبَغَنَّ لَیُصْبَغَنَّ لَیَصْبَغَنْ لَیُصْبَغَنْ الامر منه اِصْبَغْ لِتَصْبَغْ لِیَصْبَغْ لِیُصْبَغْ اِصْبَغَنَّ لِتُصْبَغَنَّ لِیَصْبَغَنَّ لِیُصْبَغَنَّ اِصْبَغَنْ لِتُصْبَغَنْ لِیَصْبَغَنْ لِیُصْبَغَنْ والنهی عنه لَاتَصْبَغْ لَاتُصْبَغْ لَایَصْبَغْ لَایُصْبَغْ لَاتَصْبَغَنَّ لَاتُصْبَغَنَّ لَایَصْبَغَنَّ لَایُصْبَغَنَّ لَاتَصْبَغَنْ لَاتُصْبَغَنْ لَایَصْبَغَنْ لَایُصْبَغَنْ الظرف منه مَصْبَغٌ مَصْبَغَانِ مَصَابِغُ وَمُصَیْبِغٌ والآلة منه مِصْبَغٌ مِصْبَغَانِ مَصَابِغُ وَمُصَیْبِغٌ مِصْبَغَةٌ مِصْبَغَتَانِ مَصَابِغُ وَمُصَیْبِغَةٌ مِصْبَاغٌ مِصْبَاغَانِ مَصَابِیْغُ وَمُصَیْبِیْغٌ افعل التفضیل المذکر منه

اَصْبَغُ اصْبَغَانِ اَصْبَغُوْنَ اَصَابِغُ وَاُصَیْبِغ والمؤنث منه صُبْغٰی صُبْغَیَانِ صُبْغَیَاتٌ صُبَغٌ وَصُبَیْغٰی۔

آلاِزْمِلُ: (اَفْعَل صحیح) بمعنی کپڑا اوڑھنا۔ اِزْمَلَ یَـزْمُلُ اِزْمَلًا فهو مُزْمِلٌ وَاُزْمِلَ یُزْمَلُ اِزْمَلًا فذاك مُزْمَلٌ مَاازْمَلَ مَا اُزْمِلَ لَمْ یَزْمُلْ لَمْ یُزْمَلْ لَا یَزْمُلُ لَا یُزْمَلُ لَنْ یَزْمُلَ لَنْ یُزْمَلَ لَیَزْمُلَنَّ لَیُزْمَلَنَّ لَیَزْمُلَنْ لَیُزْمَلَنْ الامر مـنـه اِزْمُـلْ لِتُزْمَلْ لِیَزْمُلْ لِیُزْمَلْ اِزْمُلَنَّ لِتُزْمَلَنَّ لِیَزْمُلَنَّ لِیُزْمَلَنَّ اِزْمُلَنْ لِتُزْمَلَنْ لِیَزْمُلَنْ لِیُزْمَلَنْ والنهی عنه لَاتَـزْمُـلْ لَاتُـزْمَـلْ لَایَـزْمُلْ لَایُزْمَلْ لَاتَزْمُلَنَّ لَاتُزْمَلَنَّ لَایَزْمُلَنَّ لَایُزْمَلَنَّ لَاتَزْمُلَنْ لَاتُزْمَلَنْ لَایَزْمُلَنْ لَایُزْمَلَنْ الظرف منه مُزْمَلٌ مُزْمَلَانِ مُزْمَلَاتٌ۔

الشق الثانی ......فعل مضارع بنانے کا قاعدہ تحریر کریں۔ اسم فاعل کسے کہتے ہیں؟ بنانے کا طریقہ اور گردان لکھیں۔ اسم ظرف کسے کہتے ہیں؟ بنانے کا طریقہ اور گردان لکھیں۔ (ص ۱۰، ۲۹، ۳۲، ۳۳، امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) فعل مضارع بنانے کا قاعدہ (۲) اسم فاعل کی تعریف، بنانے کا طریقہ وگردان (۳) اسم ظرف کی تعریف، بنانے کا طریقہ وگردان۔

جواب ...... ❶ فعل مضارع بنانے کا قاعدہ:۔ ماضی کے شروع میں ایک حرف چار حرفوں میں سے لگا دو وہ چار حرف یہ ہیں الف، تا، یا، ن کہ مجموعہ ان کا اَتَیْنَ ہے۔ ان چار حرفوں کو مضارع کی علامت کہتے ہیں الف صرف ایک صیغہ واحد مذکر ومؤنث متکلم کے شروع میں آتا ہے اور تا آٹھ صیغوں میں یعنی تین مذکر حاضر، تین مؤنث حاضر، دو مؤنث غائب اور یا مذکر غائب کے تین صیغوں اور جمع مؤنث غائب میں اور نون تثنیہ جمع مذکر ومؤنث متکلم کے شروع میں لگا دو۔

مضارع کے آخر میں پانچ صیغوں (واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، تثنیہ جمع متکلم) میں پیش کرو۔ سات صیغوں میں نون اعرابی لگا دو، وہ سات صیغے یہ ہیں۔ چار تثنیہ کہ ان میں نون اعرابی مکسور ہوتا ہے، جمع مذکر غائب، جمع مذکر حاضر، ایک واحد مؤنث حاضر کہ ان میں نون اعرابی مفتوح ہوتا ہے اور نون جمع مؤنث جیسا کہ ماضی میں آتا ہے مضارع میں بھی آتا ہے۔

❷ اسم فاعل کی تعریف، بنانے کا طریقہ وگردان:۔ جو اسم کسی کام کرنے والے پر دلالت کرے اس کو اسم فاعل کہتے ہیں جیسے ضَارِبٌ (مارنے والا مرد) نَاصِرَةٌ (مدد کرنے والی عورت)۔

بنانے کا طریقہ: جب ماضی تین حرف کی ہو تو اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے نَصَرَ سے نَاصِرٌ، ضَرَبَ سے ضَارِبٌ سَمِعَ سے سَامِعٌ اور اگر ماضی کا پہلا صیغہ تین حرف سے زیادہ ہو تو اسم فاعل مضارع معروف سے اس طرح بناؤ کہ علامت مضارع کو دور کر کے اس کی جگہ میم مضموم لگاؤ اور آخر سے پہلے حرف کو زیر دو اگر زیر نہ ہو اور آخری حرف پر تنوین لگا دو جیسے یُکْرِمُ سے مُکْرِمٌ اور یَجْتَنِبُ سے مُجْتَنِبٌ یَتَقَبَّلُ سے مُتَقَبِّلٌ۔

گردان: فَاعِلٌ فَاعِلَانِ فَاعِلُوْنَ فَاعِلَةٌ فَاعِلَتَانِ فَاعِلَاتٌ۔

❸ اسم ظرف کی تعریف، بنانے کا طریقہ وگردان:۔ تعریف: وہ اسم جو فعل کے صادر ہونے کی جگہ پر یا فعل کے صادر ہونے کے وقت پر دلالت کرے اسکو اسم ظرف کہتے ہیں اور اس کی گردان یہ ہے مَضْرِبٌ مَضْرِبَانِ مَضَارِبُ مُضَیْرِبٌ۔

بنانے کا طریقہ: ثلاثی مجرد سے اسم ظرف بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع کے صیغہ واحد مذکر حاضر سے علامت مضارع کو دور کر کے اس کی جگہ میم مفتوح لگا دو اور عین کلمہ اگر مضموم ہے تو اس کو زبر دے دو ورنہ اپنی حالت پر چھوڑ دو اور آخری حرف پر تنوین کا

اضافہ کردو جیسے یَنْصُرُ سے مَنْصَرٌ اور یَضْرِبُ سے مَضْرِبٌ اور یَسْمَعُ سے مَسْمَعٌ اور ثلاثی مجرد کے علاوہ سے اسم ظرف اس باب کے اسم مفعول کے وزن پر ہی آتا ہے جیسے اِجْتِنَابٌ سے اسم مفعول واسم ظرف مُجْتَنَبٌ اور اِکْرَام سے مُکْرَمٌ آتے ہیں۔
گردان: مَسْجِدٌ مَسْجِدَانِ مَسَاجِدُ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ......ذیل کے اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں (ہم ضرور ضرور لکھیں گے۔ وہ دو مرد ضرور ضرور روکیں گے۔ تم سب عورتیں ضرور ضرور پرہیز کروگی۔ وہ ایک عورت ضرور ضرور چھوڑی جائیگی۔ میں ایک مرد ضرور ضرور سنوں گا)۔
نیز اسمیرار مصدر سے مکمل صرف صغیر تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ (۲) اسمیرار سے صرف صغیر۔

جواب ...... ❶ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ لَنَکْتُبَنَّ، لَیَمْنَعَانِّ، لَتَجْتَنِبْنَانِّ، لَتُتْرَکَنَّ، لَاَسْمَعَنَّ۔

❷ اسمیرار سے صرف صغیر:۔ اَلْاِسْمِیْرَارُ (افعیلال، صحیح) بمعنی گندم گوں ہونا۔ اِسْمَارَّ یَسْمَارُّ اِسْمِیْرَارًا فَهُوَ مُسْمَارٌّ وَاسْمُوْرَّ یُسْمَارُّ اِسْمِیْرَارًا فَذَاكَ مُسْمَارٌّ مَااسْمَارَّ مَااسْمُوْرَّ لَمْ یَسْمَارَّ لَمْ یَسْمَارِّ لَمْ یَسْمَارِرْ لَمْ یُسْمَارَّ لَمْ یُسْمَارِّ لَمْ یُسْمَارِرْ لَایَسْمَارُّ لَایُسْمَارُّ لَنْ یَسْمَارَّ لَنْ یُسْمَارَّ لَیَسْمَارَّنَّ لَیُسْمَارَّنَّ لَیَسْمَارَّنْ لَیُسْمَارَّنْ الامر منه اِسْمَارَّ اِسْمَارِّ اِسْمَارِرْ لِتُسْمَارَّ لِتُسْمَارِّ لِتُسْمَارِرْ لِیَسْمَارَّ لِیَسْمَارِّ لِیَسْمَارِرْ لِیُسْمَارَّ لِیُسْمَارِّ لِیُسْمَارِرْ اِسْمَارَّنَّ لِتُسْمَارَّنَّ لِیَسْمَارَّنَّ لِیُسْمَارَّنَّ اِسْمَارَّنْ لِتُسْمَارَّنْ لِیَسْمَارَّنْ لِیُسْمَارَّنْ والنهی عنه لَاتَسْمَارَّ لَاتَسْمَارِّ لَاتَسْمَارِرْ لَاتُسْمَارَّ لَاتُسْمَارِّ لَاتُسْمَارِرْ لَایَسْمَارَّ لَایَسْمَارِّ لَایَسْمَارِرْ لَایُسْمَارَّ لَایُسْمَارِّ لَایُسْمَارِرْ لَاتَسْمَارَّنَّ لَاتُسْمَارَّنَّ لَایَسْمَارَّنَّ لَایُسْمَارَّنَّ لَاتَسْمَارَّنْ لَاتُسْمَارَّنْ لَایَسْمَارَّنْ لَایُسْمَارَّنْ الظرف منه مُسْمَارٌّ مُسْمَارَّانِ مُسْمَارَّاتٌ۔

الشق الثانی ......اسم اور فعل کی علامات مثالوں کے ساتھ لکھیں۔ صفت کے اعتبار سے جملہ کی تمام اقسام وضاحت سے لکھیں۔ (ص۷،۹۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) اسم و فعل کی علامات مع امثلہ (۲) صفت کے اعتبار سے جملہ کی اقسام۔

جواب ...... ❶ اسم و فعل کی علامات مع امثلہ:۔ اسم کی علامات: اسم کی مشہور علامات دس ہیں۔ ① اس کے متعلق خبر دینا صحیح ہو: یعنی اس میں اس بات کی صلاحیت ہو کہ وہ محکوم علیہ اور مسند الیہ بن سکے جیسے زیدٌ کا لفظ زیدٌ قائمٌ کے جملہ میں محکوم علیہ و مسند الیہ ہے ② مضاف ہونا: یعنی ایک اسم کا دوسرے کی طرف حرف جر کی تقدیر کے ساتھ مضاف ہونا جیسے غلامُ زیدٍ اصل میں غُلَامٌ لِزَیْدٍ تھا تو غلام کا مضاف ہونا اسم ہونے کی علامت ہے ③ لام تعریف کا داخل ہونا: لام تعریف کا داخل ہونا بھی اسم کی علامت ہے جیسے الرجل میں رجل پر لام تعریف کا داخل ہونا اسکے اسم ہونے کی علامت ہے ④ جر کا داخل ہونا: یعنی کسی کلمہ کا مجرور ہونا اس کے اسم ہونے کی علامت ہے جیسے بِزَیْدٍ ⑤ تنوین کا داخل ہونا: یعنی کلمہ کے آخر میں دو زبر دو زیر دو پیش کا آنا یا بالالفاظ دیگر تنوین تمکن (نون ساکن) کا آنا بھی اسم ہونے کی علامت ہے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ ⑥ تثنیہ ہونا: بھی اسم ہونے کی علامت ہے جیسے رجلان، عالمان، مسلمان وغیرہ اور فعل میں فاعل تثنیہ و جمع ہوتا ہے، نہ کہ فعل ⑦ جمع ہونا: بھی اسم کی علامت ہے جیسے رجال کُتُبٌ وغیرہ ⑧ صفت ہونا: بھی اسم کی علامت ہے جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ اور جہاں فعل صفت واقع ہوتا ہے وہ بتاویل مفرد ہوتا ہے ⑨ مصغر ہونا: یعنی یاءِ تصغیر کا کلمہ میں ہونا اسم کی علامت ہے کیونکہ یہ حقارت یا محبت اور پیار پر دلالت کرتی ہے اور فعل و حرف

اس قابل نہیں، للہٰذا مصغر ہونا بھی اسم کی علامت ہے جیسے رُجَیْلٌ ⑩ منادیٰ ہونا: یعنی کسی کلمہ پر حرف ندا کا داخل ہونا بھی اسم کی علامت ہے کیونکہ حرف ندا ادوات تعریف میں سے ہے اور معرفہ اسم ہوتا ہے نہ کہ فعل جیسے یَا زَیْدُ، یَارَجُلُ۔

فعل کی علامات: ① اس کا اخبار بہٖ بنا صحیح ہو اور اخبار عنہ بنا صحیح نہ ہو جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ، زَیْدٌ جَاءَ۔

② حرف "قَدْ" کا داخل ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے قَدْ جَاءَ زَیْدٌ۔

③ "سین" کا داخل ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے سَیَضْرِبُ۔

④ "سَوْفَ" کا داخل ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے سَوْفَ یَعُوْدُ۔

⑤ جزم کا داخل ہونا یا کلمہ کا آخر سے مجزوم ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ، لَمْ یَضْرِبْ۔

⑥ کلمہ کا ماضی و مضارع ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے ضَرَبَ، یَضْرِبُ۔

⑦ کلمہ کا امر و نہی ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے اِضْرِبْ، لَاتَضْرِبْ۔

⑧ ضمائر بارزہ مرفوعہ کا متصل ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے کَتَبْتُ، نَصَرْتُ۔

⑨ تاءِ تانیث ساکنہ کا آخر میں متصل ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے ضَرَبَتْ، اَکَلَتْ۔

⑩ تاکید کے دونون یعنی نون ثقیلہ و خفیفہ کا کلمہ کے آخر میں متصل ہونا جیسے اُنْصُرَنَّ، اُنْصُرَنْ۔

② صفت کے اعتبار سے جملہ کی اقسام:۔ صفت کے اعتبار سے جملہ کی چھ اقسام ہیں۔

① مبینہ: جو پہلے کو کھول کر بیان کردے جیسے اَلْکَلِمَةُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ، اِسْمٌ وَ فِعْلٌ وَحَرْفٌ، اس مثال میں پہلے جملہ کا مطلب صاف نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کون سی تین قسمیں ہیں، دوسرے جملہ نے اس کو بیان کردیا کہ وہ اسم و فعل و حرف ہیں۔

② مُعلِلہ: جو پہلے جملہ کی علت بیان کردے جیسا حدیث شریف میں ہے لَاتَصُوْمُوْا فِیْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ فَاِنَّهَا اَیَّامُ اَکْلٍ وَّ شُرْبٍ وَّ بِعَالٍ تم روزہ نہ رکھو ان پانچ دنوں میں (عیدین و ایام تشریق) اس لئے کہ وہ کھانے پینے اور جماع کے دن ہیں۔ اس حدیث کے پہلے جملہ میں پانچ دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور اس کی علت دوسرے جملے میں بیان فرمائی ہے کہ وہ کھانے پینے اور جماع کے دن ہیں۔

③ معترضہ: جو دو جملوں کے درمیان بے جوڑ واقع ہو جیسے قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَلنِّیَّةُ فِی الْوَضُوْءِ لَیْسَتْ بِشَرْطٍ اس مثال میں رَحِمَهُ اللّٰهُ جملہ معترضہ ہے کہ پہلے اور بعد کے کلام سے اس کو کچھ تعلق نہیں۔

④ مستانفہ: وہ جملہ ہے جس سے نیا کلام شروع کیا جائے جیسے اَلْکَلِمَةُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ اس کو جملہ ابتدائیہ بھی کہتے ہیں۔

⑤ حالیہ: وہ جملہ ہے جو حال واقع ہو جیسے جَآءَنِیْ زَیْدٌ وَّهُوَ رَاکِبٌ۔

⑥ معطوفہ: وہ جملہ ہے جو پہلے جملہ پر عطف کیا جائے جیسے جَآءَنِیْ زَیْدٌ وَّذَهَبَ عَمْرٌو۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۴ھ

الشق الاوّل ......اسم تصغیر کی تعریف کر کے اس کے ضروری قاعدے مثالوں کے ساتھ لکھیں۔ اسم غیر متمکن کی اقسام کون کون سی ہیں تحریر کریں، معرفہ کی سات قسموں کو مثالوں کے ساتھ لکھیں۔ (ص ۱۷، ۱۱، ۱۸۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) اسم تصغیر کی تعریف و ضروری قواعد (۲) اسم غیر متمکن کی اقسام (۳) معرفہ کی سات اقسام مع امثلہ۔

جواب ...... ❶ **اسم تصغیر کی تعریف وضروری قواعد:۔** جس اسم میں چھوٹائی یا حقارت کے معنی پائے جائیں اسے اسم تصغیر کہتے ہیں۔اس کے پانچ ضروری قواعد ہیں۔

① تین حرفی اسم کی تصغیر فُعَیْلٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے رَجُلٌ سے رُجَیْلٌ اور عَبْدٌ سے عُبَیْدٌ۔

② چار حرفی اسم کی تصغیر فُعَیْعِلٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے جَعْفَرٌ سے جُعَیْفِرٌ۔

③ پانچ حرفی اسم کی تصغیر فُعَیْعِیْلٌ کے وزن پر آتی ہے بشرطیکہ اس کا چوتھا حرف مَدّ ولین ہو جیسے قِرْطَاسٌ سے قُرَیْطِیْسٌ اور اگر چوتھا حرف مَدّ ولین نہ ہو تو اس کا پانچواں حرف حذف کر کے تصغیر بھی فُعَیْعِلٌ کے وزن پر کرتے ہیں جیسے سَفَرْجَلٌ سے سُفَیْرِجٌ۔

④ مؤنث سماعی کی "ۃ" تصغیر میں ظاہر ہو جاتی ہے جیسے اَرْضٌ سے اُرَیْضَةٌ اور شَمْسٌ سے شُمَیْسَةٌ۔

⑤ جس کا آخری حرف حذف ہو گیا ہو وہ تصغیر میں واپس آجاتا ہے جیسے اِبْنٌ، بُنَیٌّ، اِبْنٌ اصل میں بَنْوٌ تھا۔

❷ **اسم غیر متمکن کی اقسام:۔** اسم غیر متمکن ومبنی کی آٹھ اقسام ہیں ① ضمائر جیسے ھو، انت، انا ② اسماءِ موصولہ جیسے اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ ③ اسماءِ اشارہ جیسے ھٰذا، ذٰلك، ھٰؤلاءِ ④ اسماءِ افعال جیسے رُوَیْدَ، بَلْهَ، دُوْنَكَ ⑤ اسماءِ اصوات جیسے اُحْ اُحْ (کھانسی کی آواز) اُفْ (درد کی آواز) ⑥ اسماءِ ظروف جیسے اِذَا، مَتٰی، کَیْفَ ⑦ اسماءِ کنایات جیسے کَمْ، کَذَا یہ عدد سے کنایہ ہیں اور کَیْتَ، ذَیْتَ بات سے کنایہ ہیں ⑧ مرکب بنائی جیسے اَحَدَ عَشَرَ۔

❸ **معرفہ کی سات اقسام مع امثلہ:۔** اسم معرفہ کی سات قسمیں ہیں ① عَلَم جیسے زید، دھلی، زمزم ② اسمائے موصولہ جیسے الذی، التی ③ اسمائے اشارہ جیسے ھٰذا، ذٰلك ④ ضمائر جیسے ھو، ھما، ھم ⑤ معرف باللام جیسے الرجل ⑥ وہ اسم جو ان پانچ قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو ⑦ معرفہ بہ نداء جیسے یارجل۔

الشق الثانی ...... جو حروف فعلِ مضارع کو جزم دیتے ہیں، ان کی تفصیل ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں فقط فعلِ مضارع کو جزم دینے والے حروف کی تفصیل مطلوب ہے۔

جواب ...... **فعلِ مضارع کو جزم دینے والے حروف کی تفصیل:۔** ① فعل مضارع کو جزم دینے والوں میں سے ایک لامِ امر ہے یہ وہ لام ہے جو لفظاً اور معناً مضارع میں عمل کرتا ہے، لفظی عمل تو یہ کرتا ہے کہ مضارع کو مجزوم کر دیتا ہے اور معنوی عمل یہ کرتا ہے کہ مضارع کا معنی حال واستقبال سے تبدیل کر کے اس میں طلب کا معنی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے لِیَضْرِبْ یہ اصل میں یَضْرِبُ تھا، لامِ امر نے داخل ہو کر اسے جزم دے دیا لِیَضْرِبْ ہو گیا، مضارع میں اس کا معنی "چاہیے کہ وہ مارے" ہے۔

② مضارع کو جزم دینے والے حروف میں سے ایک لاءِ نہی ہے یہ لاءِ بھی لامِ اَمر کی طرح دو کام کرتا ہے۔
ایک تو یہ کہ مضارع کو مجزوم کر دیتا ہے اور دوسرا یہ کہ مضارع میں فعل کو چھوڑ دینے کی طلب کا معنی پیدا کر دیتا ہے مثلاً لایضربْ یہ یضربُ تھا، لاءِ نہی نے داخل ہو کر اسے مجزوم کر دیا اور معنی "چاہیے کہ وہ نہ مارے" ہو گیا۔

③ حروفِ جازمہ میں سے تیسرا اِنْ شرطیہ ہے۔ اِن شرطیہ اور لامِ اَمر ولاءِ نہی میں تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ کہ لامِ امر اور لاءِ نہی فقط ایک جملہ پر داخل ہوتے ہیں لیکن اِن شرطیہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے اور دونوں کو مجزوم کر دیتا ہے، اصطلاحِ نحو میں پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے جملہ کو جزاء کہا جاتا ہے جیسے اِنْ تضربْ اَضربْ "اگر تم مارو گے تو میں بھی ماروں گا"۔

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل......امر حاضر معروف بنانے کا قاعدہ تحریر کریں۔ لَنْ اور لَمْ جب فعل مضارع پر داخل ہوں تو لفظوں میں کیا عمل کرتے ہیں۔ اسم تفضیل کی تعریف، گردان اور وزن لکھیں۔ (ص۱۴، ۲۳، ۳۲: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) امر حاضر معروف بنانے کا قاعدہ (۲) لَنْ اور لَمْ کا فعل مضارع میں لفظی عمل (۳) اسم تفضیل کی تعریف، گردان اور وزن۔

جواب...... ❶ **امر حاضر معروف بنانے کا قاعدہ:۔** امر حاضر معروف مضارع کے صیغہ واحد مذکر حاضر سے بنتا ہے اور اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع حاضر معروف سے علامتِ مضارع تا کو حذف کر دیں۔ پھر اگر تا کا مابعد متحرک ہو تو مضارع کے آخری حرف کو ساکن کر دو بشرطیکہ آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے تَعِدُ سے عِدْ اور اگر علامتِ مضارع کا مابعد ساکن ہو تو عین کلمہ کو دیکھو، اگر عین کلمہ مضموم ہو تو شروع میں ہمزہ مضموم لے آؤ جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ اور اگر عین کلمہ مفتوح یا مکسور ہو تو ہمزہ مکسور شروع میں لے آؤ جیسے تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور تَفْتَحُ سے اِفْتَحْ۔ اور اگر مضارع کا آخری حرف حرفِ علت ہو تو وہ حذف ہو جاتا ہے جیسے تَدْعُوْ سے اُدْعُ اور تَرْمِیْ سے اِرْمِ۔

❷ **لَنْ اور لَمْ کا فعل مضارع میں لفظی عمل:۔** لَنْ: فعل مضارع کے واحد کے چار صیغے اور جمع متکلم کے صیغوں میں آخر کو مفتوح کر دیتا ہے اور سات صیغوں سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے جیسے لَنْ یَضْرِبَ، لَنْ یَضْرِبَا، لَنْ یَضْرِبُوْا۔ (لَنْ معنوی طور پر فعل مضارع کو نفی مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لَنْ یَضْرِبَ وہ ہرگز نہیں مارے گا)۔

لَمْ: فعل مضارع کے مذکورہ پانچ صیغوں میں آخر کو مجزوم کر دیتا ہے بشرطیکہ آخر میں حرف علت نہ ہو اور سات صیغوں سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے جیسے لَمْ یَضْرِبْ، لَمْ یَضْرِبَا، لَمْ یَضْرِبُوْا۔

اگر فعل مضارع کے آخر میں حرف علت ہو تو اس کو گرا دیتا ہے جیسے لَمْ یَدْعُ، لَمْ یَرْمِ، لَمْ یَخْشَ۔ (لَمْ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لَمْ یَضْرِبْ اس نے نہیں مارا)۔

❸ **اسم تفضیل کی تعریف، گردان اور وزن:۔** اسم تفضیل وہ اسم ہے جو دوسرے کی بنسبت معنی فاعلیت یا معنی مفعولیت کی زیادتی پر دلالت کرے جیسے زَیْدٌ اَنْصَرُ الْقَوْمِ (زید قوم سے زیادہ مدد کرنے والا ہے) بَکْرٌ اَشْهَرُ الْقَوْمِ (بکر قوم سے زیادہ مشہور ہے)۔ گردان: اَنْصَرُ اَنْصَرَانِ اَنْصَرُوْنَ اَنَاصِرُ نُصْرٰی نُصْرَیَانِ نُصْرَیَاتٌ نُصَرٌ۔

وزن: اسم تفضیل کے یہی دو اوزان ہیں اَفْعَلُ (واحد مذکر کے لئے) فُعْلٰی (واحد مؤنث کیلئے)۔

الشق الثانی......باب نصر سے مکمل صرف صغیر تحریر کریں۔ سمع یسمع سے فعل مضارع معروف نفی تاکید بلن کی مکمل گردان تحریر کریں۔ مندرجہ ذیل جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں: (میں ہرگز نہیں لکھوں گا، وہ ایک عورت ہرگز نہیں سنے گی، ہم نے نہیں لکھا)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) باب نصر سے صرف صغیر (۲) سمع یسمع سے فعل مضارع معروف نفی تاکید بلن کی گردان (۳) جملوں کا عربی میں ترجمہ۔

جواب...... ❶ **باب نصر سے صرف صغیر:۔** اَلنَّصْرُ (نصر، صحیح) بمعنی مدد کرنا۔ نَصَرَ یَنْصُرُ نَصْرًا فهو نَاصِرٌ وَنُصِرَ یُنْصَرُ نَصْرًا فذاك مَنْصُوْرٌ مَانَصَرَ مَانُصِرَ لَمْ یَنْصُرْ لَمْ یُنْصَرْ لَایَنْصُرُ لَایُنْصَرُ لَنْ یَنْصُرَ لَنْ

يُنْصَرَ لَيَنْصَرَنَّ لَيَنْصَرَنَّ لَيَنْصَرَنَّ الامر منه اُنْصُرْ لِتُنْصَرْ لِيَنْصَرْ لِيَنْصَرْ اُنْصَرَنَّ لِتُنْصَرَنَّ لِيَنْصَرَنَّ لِيُنْصَرَنَّ اُنْصُرَنَّ لِتُنْصَرَنَّ لِيَنْصُرَنَّ لِيُنْصَرَنَّ والنهى عنه لَاتَنْصُرْ لَاتُنْصَرْ لَايَنْصُرْ لَايُنْصَرْ لَاتَنْصُرَنَّ لَاتُنْصَرَنَّ لَايَنْصُرَنَّ لَايُنْصَرَنَّ لَاتَنْصُرَنَّ لَاتُنْصَرَنَّ لَايَنْصُرَنَّ لَايُنْصَرَنَّ الظرف منه مَنْصَرٌ مَنْصَرَانِ مَنَاصِرُ وَمُنَيْصِرٌ والآلة منه مِنْصَرٌ مِنْصَرَانِ مَنَاصِرُ وَمُنَيْصِرٌ مِنْصَرَةٌ مِنْصَرَتَانِ مَنَاصِرُ وَ مُنَيْصِرَةٌ مِنْصَارٌ مِنْصَارَانِ مَنَاصِيْرُ ومُنَيْصِيْرٌ افعل التفضيل المذكر منه اَنْصَرُ اَنْصَرَانِ اَنْصَرُوْنَ اَنَاصِرُ وَاُنَيْصِرٌ والمؤنث منه نُصْرٰى نُصْرَيَانِ نُصْرَيَاتٌ نُصَرٌ وَنُصَيْرٰى فعل التعجب منه مَااَنْصَرَهٗ وَاَنْصِرْبِهٖ۔

❷ سمع يسمع سے فعل مضارع معروف نفی تاکید بلن کی گردان:۔ لَنْ يسمعَ، لَنْ يَسمعَا، لَنْ يَسْمَعُوْا، لَنْ تَسْمَعَ، لَنْ تَسْمَعَا، لَنْ يَسْمَعْنَ، لَنْ تَسْمَعَ، لَنْ تَسْمَعَا، لَنْ تَسْمَعُوْا، لَنْ تَسْمَعِيْ، لَنْ تَسْمَعَا، لَنْ تَسْمَعْنَ، لَنْ اَسْمَعَ، لَنْ نَسْمَعَ۔

❸ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ لَنْ اَكْتُبَ، لَنْ تَسْمَعَ، لَمْ نَكْتُبْ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ...... ذیل کے اردو جملوں کا عربی ترجمہ کریں (ہم لکھتے ہیں، وہ سب مرد جانتے ہیں، ہم روکتے ہیں، میں ایک عورت سنوں گی)۔ لَنْ اور لَمْ فعل مضارع پر داخل ہو کر لفظاً و معنیً کیا عمل کرتے ہیں؟ اَلدَّحْرَجَةُ مصدر سے صرف صغیر لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں: (۱) اردو جملوں کا ترجمہ (۲) لَنْ اور لَمْ کا فعل مضارع میں لفظوی و معنوی عمل (۳) اَلدَّحْرَجَةُ سے صرف صغیر۔

جواب ...... ❶ اردو جملوں کا ترجمہ:۔ نَكْتُبُ، يَعْلَمُوْنَ، نَمْنَعُ، اَسْمَعُ۔

❷ لَنْ اور لَمْ کا فعل مضارع میں لفظوی و معنوی عمل:۔ لَنْ : فعل مضارع کے واحد کے چار صیغے اور جمع متکلم کے صیغوں میں آخر کو مفتوح کر دیتا ہے اور سات صیغوں سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے جیسے لَنْ يَضْرِبَ ، لَنْ يَضْرِبَا ، لَنْ يَضْرِبُوْا۔ (لَنْ معنوی طور پر فعل مضارع کو منفی مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لَنْ يَضْرِبَ وہ ہرگز نہیں مارے گا)۔

لَمْ : فعل مضارع کے مذکورہ پانچ صیغوں میں آخر کو مجزوم کر دیتا ہے بشرطیکہ آخر میں حرف علت نہ ہو اور سات صیغوں سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے جیسے لَمْ يَضْرِبْ، لَمْ يَضْرِبَا، لَمْ يَضْرِبُوْا۔

اگر فعل مضارع کے آخر میں حرف علت ہو تو اس کو گرا دیتا ہے جیسے لَمْ يَدْعُ ، لَمْ يَرْمِ، لَمْ يَخْشَ ۔ (لَمْ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لَمْ يضربْ اس نے نہیں مارا)۔

❸ اَلدَّحْرَجَةُ سے صرف صغیر:۔ اَلدَّحْرَجَةُ: (فعللة، صحیح) بمعنی لُڑھکانا۔ دَحْرَجَ يُدَحْرِجُ دَحْرَجَةً فهو مُدَحْرِجٌ ودُحْرِجَ يُدَحْرَجُ دَحْرَجَةً فهو مُدَحْرَجٌ مَادَحْرَجَ مَادُحْرِجَ لَمْ يُدَحْرِجْ لَمْ يُدَحْرَجْ لَا يُدَحْرِجُ لَايُدَحْرَجُ لَنْ يُدَحْرِجَ لَنْ يُدَحْرَجَ لَيُدَحْرِجَنَّ لَيُدَحْرَجَنَّ لَيُدَحْرِجَنْ لَيُدَحْرَجَنْ الامر منه دَحْرِجْ لِتُدَحْرَجْ لِيُدَحْرِجْ لِيُدَحْرَجْ دَحْرِجَنَّ لِتُدَحْرَجَنَّ لِيُدَحْرِجَنَّ لِيُدَحْرَجَنَّ دَحْرِجَنْ لِتُدَحْرَجَنْ لِيُدَحْرِجَنْ لِيُدَحْرَجَنْ والنهى عنه لَاتُدَحْرِجْ لَاتُدَحْرَجْ لَايُدَحْرِجْ لَايُدَحْرَجْ لَاتُدَحْرِجَنَّ لَاتُدَحْرَجَنَّ لَايُدَحْرِجَنَّ لَايُدَحْرَجَنَّ

لَاتُدَحْرِجَنْ لَاتُدَحْرَجَنْ لَایُدَحْرِجَنْ لَایُدَحْرَجَنْ الظرف منه مُدَحْرَجٌ مُدَحْرَجَانِ مُدَحْرَجَاتٌ۔

الشق الثانی ......افعالِ ناقصہ کتنے اور کون کونسے ہیں اور کیا عمل کرتے ہیں، ان کو افعالِ ناقصہ کہنے کی وجہ بھی تحریر کریں۔

جواب ......افعالِ ناقصہ کی تعداد و نشاندہی، عمل اور وجہ تسمیہ:۔ افعالِ ناقصہ کی تعداد تیرہ ہے ① کان ② صار ③ اصبح ④ اضحی ⑤ امسیٰ ⑥ ظل ⑦ بات ⑧ مادام ⑨ مازال ⑩ مابرح ⑪ ماانفك ⑫ مافتی ⑬ لیس۔

افعال ناقصہ کا عمل: یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اسکے جزء اول (مبتداء) کو رفع اور جزء ثانی (خبر) کو نصب دیتے ہیں جیسے کان اللّٰہ علیمًا حکیمًا، صار زیدٌ قائمًا، ما دام زیدٌ قاریًا۔

وجہ تسمیہ: یہ افعال لازمی ہونے کے باوجود تنہا فاعل سے تمام نہیں ہوتے بلکہ خبر کے بھی محتاج ہوتے ہیں اس وجہ سے انکو افعالِ ناقصہ کہتے ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ......مرکب مفید کی تعریف اور اس کی اقسام لکھیں۔ جملہ خبریہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ تفصیل مع امثلہ قلم بند کریں۔ مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں (هذا البیت قدیم، جاء زید راکبا، کان زید قائما، رأیت احد عشر کوکبا)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) مرکب مفید کی تعریف و اقسام (۲) جملہ خبریہ کی اقسام کی وضاحت مع امثلہ (۳) جملوں کی ترکیب۔

جواب ......① مرکب مفید کی تعریف واقسام:۔ تعریف: کمامرّ فی الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۲ھ۔

اقسام: مرکب مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں اور جملہ کی دو قسمیں ہیں ① خبریہ: وہ جملہ جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے جَاءَ زَیْدٌ ② انشائیہ: جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں جیسے اُنْصُرْ۔

② جملہ خبریہ کی اقسام کی وضاحت مع امثلہ:۔ جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں۔

① جملہ اسمیہ: وہ جملہ جس کا پہلا حصہ اسم ہو اور دوسرا حصہ خواہ اسم ہو یا فعل ہو جیسے زیدٌ عالمٌ اور زیدٌ عَلِمَ۔

② جملہ فعلیہ: وہ جملہ جس کا پہلا حصہ فعل ہو اور دوسرا حصہ فاعل ہو جیسے عَلِمَ زَیْدٌ۔

③ جملوں کی ترکیب:۔ "رأیت احد عشر کوکبا" رأیت فعل ت ضمیر فاعل احد عشر مرکب بنائی ممیز کوکبا تمیز، ممیز تمیز ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"هذا البیت قدیم" هٰذا اسم اشارہ البیت مشار الیہ، اشارہ مشار الیہ ملکر مبتدا قدیم خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"جاء زید راکبا" جاء فعل زید ذوالحال راکبا حال، ذوالحال حال ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کان زید قائما" کان ناقصہ زید اُس کا اسم قائما خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ......درست اور غلط کی نشاندہی کریں۔

افعالِ مقاربہ کا عمل دو طرح کا ہوتا ہے۔ (درست)

افعالِ قلوب کی تعداد سات ہے۔ (درست)

افعالِ قلوب میں سے پانچ یقین کے لئے آتے ہیں۔ (غلط)

عوامل قیاسیہ کل سات ہیں۔ (درست)

عوامل معنویہ تین ہیں۔ (غلط)

"بئس" فعل مدح ہے۔ (غلط)

"حبذا" نعم کا مرادف ہے۔ (درست)

جواب ......کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... بحث لام تاکید بانون ثقیلہ بنانے کا قاعدہ تحریر کریں نیز درج ذیل جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔
(تم سب عورتیں ضرور بضرور پرہیز کروگی، وہ سب مرد ضرور بضرور جائیں گے، میں ایک عورت ضرور ماروں گی، تم سب مرد ضرور بضرور سنے جاؤ گے)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ دو امور ہیں۔(۱) بحث لام تاکید بانون ثقیلہ بنانے کا قاعدہ (۲) جملوں کا عربی میں ترجمہ۔

جواب ...... ❶ بحث لام تاکید بانون ثقیلہ بنانے کا قاعدہ:۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ مضارع مثبت کے شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون ثقیلہ (مشدّد) لگادیں۔ سات صیغوں کے آخر سے نونِ اعرابی اور جمع مذکر غائب وجمع مذکر حاضر کے صیغوں سے واؤ اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ سے یاء کو گرادیں۔

جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر میں نون ثقیلہ سے پہلے الف بڑھادیں تاکہ جمع مؤنث اور ثقیلہ کے دونون جمع ہونے سے ثقل لازم نہ آئے۔ اس الف کو الفِ فاصل کہتے ہیں کیونکہ یہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید کو جدا کردیتا ہے۔

نون ثقیلہ سے پہلے چھ صیغوں (تثنیہ کے چار صیغے، جمع مؤنث غائب وجمع مؤنث حاضر) میں الف ہوتا ہے اور جمع مذکر غائب وجمع مذکر حاضر میں نون ثقیلہ سے پہلے پیش ہوتا ہے اور واحد مؤنث حاضر میں نون ثقیلہ سے پہلے زیر ہوتا ہے، باقی پانچ صیغوں (واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم) میں نون ثقیلہ سے پہلے زبر ہوتا ہے۔

الف کے بعد نون ثقیلہ مکسور ہوتا ہے اور بقیہ تمام صیغوں میں مفتوح ہوتا ہے۔

نوٹ: نون خفیفہ کا بھی یہی قاعدہ ہے جو نون ثقیلہ کا ہے صرف ساکن اور مشدّد کا فرق ہے۔ نیز نون ثقیلہ تمام صیغوں میں آتا ہے اور نون خفیفہ صرف آٹھ صیغوں میں آتا ہے بقیہ چھ صیغے جن میں نون ثقیلہ سے پہلے الف ہوتا ہے اُن میں نونِ خفیفہ نہیں آتا۔ نیز لام تاکید ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔

❷ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ لتجتنبنانّ، لیذهبُنّ، لَاَضرِبَنّ، لَتُسمَعُنّ۔

الشق الثانی ...... مجرد اور مزید فیہ میں سے ہر ایک کی تعریف کرکے مثالوں سے واضح کریں، ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کے کل کتنے ابواب ہیں، سب کے نام مثالوں کے ساتھ لکھیں۔ التقدیم مصدر سے صرف صغیر تحریر کریں۔ (ص ۴۴: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ دو امور ہیں (۱) مجرد و مزید فیہ کی تعریف مع امثلہ (۲) التقدیم سے صرف صغیر۔

جواب ...... ❶ مجرد و مزید فیہ کی تعریف مع امثلہ:۔ مجرد: وہ ہے کہ جسکی ماضی میں کوئی حرف زائد نہ ہو۔ اگر صرف تین حرف اصلی ہوں تو ثلاثی مجرد ہے جیسے ضَرَبَ، نَصَرَ، اور اگر صرف چار حرف اصلی ہوں تو رباعی مجرد ہے جیسے دَحْرَجَ، بَعْثَرَ۔
مزید فیہ: وہ ہے کہ جس کی ماضی میں کوئی حرف زائد ہو۔ جیسے اَکْرَمَ، اِسْتَنْصَرَ، تَسَرْبَلَ، تَزَنْدَقَ۔

❷ التقدیم سے صرف صغیر:۔ اَلتَّقْدِیْمُ (تفعیل، صحیح) بمعنی آگے ہونا، آگے کرنا۔ قَدَّمَ یُقَدِّمُ تَقْدِیْمًا فهو مُقَدِّمٌ وَقُدِّمَ یُقَدَّمُ تَقْدِیْمًا فذاك مُقَدَّمٌ مَاقَدَّمَ مَاقُدِّمَ لَمْ یُقَدِّمْ لَمْ یُقَدَّمْ لَایُقَدِّمُ لَایُقَدَّمُ لَنْ یُقَدِّمَ لَنْ یُقَدَّمَ لَیُقَدِّمَنَّ لَیُقَدَّمَنَّ لَیُقَدِّمَنْ لَیُقَدَّمَنْ الامر منه قَدِّمْ لِتُقَدَّمْ لِیُقَدِّمْ لِیُقَدَّمْ قَدِّمَنَّ لِتُقَدَّمَنَّ لِیُقَدِّمَنَّ لِیُقَدَّمَنَّ قَدِّمَنْ لِتُقَدَّمَنْ لِیُقَدِّمَنْ لِیُقَدَّمَنْ والنهی عنه لَاتُقَدِّمْ لَاتُقَدَّمْ لَایُقَدِّمْ لَایُقَدَّمْ لَاتُقَدِّمَنَّ لَاتُقَدَّمَنَّ لَایُقَدِّمَنَّ لَایُقَدَّمَنَّ لَاتُقَدِّمَنْ لَاتُقَدَّمَنْ

لَایَقْدِمَنْ لَایُقْدَمَنْ الظرف منه مُقَدَّمٌ مُقَدَّمَانِ مُقَدَّمَاتٌ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ......فعل امر ونہی، حرف اصلی وزائد، مثبت ومنفی کو واضح کیجئے اور ایک ایک مثال بھی دیجئے۔ "النصر" مصدر سے ماضی مثبت معروف کی گردان لکھئے۔ درج ذیل صیغوں کو پہچانئے: اُکْرِمَ ، لَیَضْرِبَنَّ، اِجْلِسْنَ ، لا تَظْلِمَنَّ، عُظْمٰی۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) فعل امر ونہی، حرف اصلی وزائد، مثبت ومنفی کی وضاحت مع مثال (۲) "النصر" سے ماضی مثبت معروف کی گردان (۳) صیغوں کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ فعل امر ونہی، حرف اصلی وزائد، مثبت ومنفی کی وضاحت مع مثال:۔

امر: وہ فعل جس میں کسی کام کرنے کا حکم دیا جائے جیسے اِضْرِبْ (تو مار)۔

نہی: وہ فعل جس میں کسی کام سے روکا جائے جیسے لَاتَضْرِبْ (تو مت مار)۔

حرف اصلی: وہ حرف جو وزن کرنے میں فا، عین یا لام کی جگہ ہو چنانچہ جو فا کی جگہ ہو اس کو فا کلمہ اور جو عین کی جگہ ہو اس کو عین کلمہ اور جو لام کی جگہ ہو اس کو لام کلمہ کہتے ہیں جیسے اِجْتَنَبَ یہ افتعل کے وزن پر ہے اس میں جیم، نون، با یہ تینوں حروف فا، عین، لام کی جگہ ہونے کی وجہ سے حروف اصلی ہیں اور الف وتاء زائد ہیں۔

حرف زائد: وہ حرف جو فا، عین، لام میں سے کسی کی جگہ پر نہ ہو جیسا کہ مذکورہ مثال سے واضح ہے۔

مثبت: کسی فعل کے ہونے کو کہتے ہیں جیسے اَکَلَ (اس نے کھایا)، نَصَرَ (اس نے مدد کی)۔

منفی: کسی فعل کے نہ ہونے کو کہتے ہیں جیسے مَااَکَلَ (اس نے نہیں کھایا)، مَانَصَرَ (اس نے مدد نہیں کی)۔

❷ "النصر" سے ماضی مثبت معروف کی گردان:۔ نَصَرَ، نَصَرَا، نَصَرُوْا، نَصَرَتْ، نَصَرَتَا، نَصَرْنَ، نَصَرْتَ، نَصَرْتُمَا، نَصَرْتُمْ، نَصَرْتِ، نَصَرْتُمَا، نَصَرْتُنَّ، نَصَرْتُ، نَصَرْنَا۔

❸ صیغوں کی وضاحت:۔ "لَیَضْرِبَنَّ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث لام تاکید بانون ثقیلہ معروف۔

"اُکْرِمَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول۔ "اِجْلِسْنَ" صیغہ جمع مؤنث حاضر فعل امر حاضر معروف۔

"عُظْمٰی" صیغہ واحد مؤنث بحث اسم تفضیل۔ "لا تَظْلِمَنَّ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث نہی غائب بانون ثقیلہ معروف۔

الشق الثانی ......مستثنیٰ کی تعریف کر کے اس کے اعراب کی تمام اقسام لکھیں۔ (ص ۳۱ تا ۳۳۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں (۱) مستثنیٰ کی تعریف (۲) مستثنیٰ کا اعراب۔

جواب ...... ❶ مستثنیٰ کی تعریف:۔ مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو اِلّا اور اُس کے اخوات کے بعد ذکر کیا جائے تاکہ معلوم ہو کہ جو حکم اس کے ماقبل کی طرف منسوب ہے یہ اُس حکم سے خارج ہے وہ حکم اس کی طرف منسوب نہیں ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔

① مستثنی متصل: وہ اسم جو اِلّا اور اس کے اخوات کے ذریعہ مستثنیٰ منہ سے نکالا گیا ہو اور استثناء سے پہلے وہ مستثنیٰ منہ میں داخل ہو جیسے جاء نی القومُ اِلّا زیدًا پہلے زید قوم میں داخل تھا پھر اِلّا کے ذریعہ اسے نکال دیا گیا۔

② مستثنی منقطع: وہ اسم جو اِلّا اور اسکے اخوات کے بعد مذکور ہو مگر مستثنیٰ منہ میں داخل نہ ہو جیسے جاء نی القومُ اِلّا حمارًا اس میں حمارًا اِلّا کے بعد واقع ہے مگر قوم میں داخل نہیں ہے۔

❷ مستثنیٰ کا اعراب:۔ مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے۔

① مستثنیٰ منصوب: یہ نو مقامات میں ہوتا ہے (۱) مستثنیٰ متصل الّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو جیسے جاء نی القوم الّا زیدًا (۲) مستثنیٰ منقطع الّا کے بعد واقع ہو جیسے جاء نی القوم الّا حمارًا (۳) مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے ما جاء نی الا زیدًا احدٌ (۴) مستثنیٰ لفظ خلا کے بعد واقع ہو جیسے جاء نی القوم خلا زیدًا (۵) تا (۹) مستثنیٰ لفظ عدا کے بعد، ما خلا کے بعد، ماعدا کے بعد، لیس کے بعد، لایکون کے بعد واقع ہو جیسے جاء نی القوم عدا زیدًا، جاء نی القوم ما خلا زیدًا، جاء نی القوم ما عدا زیدًا، جاء نی القوم لیس زیدًا، جاء نی القوم لا یکون زیدًا۔

② منصوب یا ماقبل سے بدل: یہ ایک مقام پر ہوتا ہے وہ یہ کہ مستثنیٰ الّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو جیسے ماجاء نی احدٌ الا زیدًا و زیدٌ۔ ③ عامل کے مطابق: یہ بھی ایک مقام میں ہوتا ہے وہ یہ کہ مستثنیٰ الّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو جیسے ما جاء نی الّا زیدٌ، مارأیت الّا زیدًا، ما مررت الّا بزیدٍ۔

④ مجرور: یہ چار مقام میں ہوتا ہے (۱ تا ۴) مستثنیٰ غیر، سواء، سویٰ، حاشا کے بعد واقع ہو جیسے جاء نی القوم غیر زیدٍ، سواء زیدٍ، سویٰ زیدٍ، حاشا زیدٍ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... حروف مصدریہ، حروف تحضیض، حروف تنبیہ اور حروف ایجاب کون کون سے ہیں؟ صرف نام لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں فقط حروف مصدریہ، تحضیض، تنبیہ وایجاب کی نشاندہی مطلوب ہے۔ (ص ۵۳، ۵۴۔ امدادیہ)

جواب ...... حروف مصدریہ، تحضیض، تنبیہ وایجاب کی نشاندہی:۔ حروف مصدریہ: (یہ جملہ پر داخل ہو کر اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں) تین ہیں ① مَا جیسے ضاقت علیهم الارض بما رحبت ② اَنْ جیسے فما کانَ جواب قومه الّا اَنْ قالوا ③ اَنَّ جیسے علمت انك قائم۔

حروف تحضیض: (یہ مضارع پر داخل ہوں تو فعل پر برانگیختہ کرتے ہیں اور اگر ماضی پر داخل ہوں تو فعل کے ترک پر ملامت کرتے ہیں) یہ چار ہیں ① هَلَّا جیسے هَلَّا تَــأْكُـلُ (تو کیوں نہیں کھاتا) هَلَّا اَكَـلَ (تونے کیوں نہیں کھایا) ② اَلَّا جیسے اَلَّا تَضْرِبُ زَيْدًا ③ لَوْمَا جیسے لَوْمَاتَنْظُرُ ④ لَوْلَا جیسے لَوْلَاتَمْشِیْ۔

حروف تنبیہ: (یہ مخاطب سے غفلت کو دور کرنے کے لئے اور خبر دار کرنے کیلئے آتے ہیں) یہ تین ہیں ① اَلَا جیسے اَلَااِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ ② اَمَا جیسے اَمَابَكْرٌ نَائِمٌ ③ هَا جیسے هٰؤُلَاءِ، هَااَنَا حَاضِرٌ۔ ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ اَلَا، اَمَا دونوں صرف جملہ (اسمیہ وفعلیہ) پر داخل ہوتے ہیں جبکہ هَا مفرد اور جملہ (صرف اسمیہ) پر داخل ہوتا ہے۔

حروف ایجاب: حروف ایجاب چھ ہیں نَعَمْ، بَلٰی، اِیْ، اَجَلْ، جَیْرِ، اِنَّ۔

الشق الثانی ...... درج ذیل جملوں میں صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں۔ ① "لعل" حرف تمنی ہے۔ (غلط)

② "کرب" افعال مدح میں سے ہے۔ (غلط) ③ افعال مقاربہ چار ہیں۔ (صحیح)

④ "کم" حروف جازمہ میں سے ہے۔ (صحیح) ⑤ اسماء افعال کل نو ہیں۔ (صحیح)

⑥ افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء کرنا جائز ہے۔ (غلط)

جواب ...... کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ...... فعل ماضی ومضارع کی تعریف کیجئے اور مثال بھی دیجئے۔ الجلوس (ضرب) مصدر سے صرف صغیر لکھئے۔ درج ذیل الفاظ کے معانی اور صیغے بتائیں مَاكَتَبُوْا، مَنَعْتُمْ، اِجْتَنَبْتُنَّ، مَاتَرَكَ۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) فعل ماضی ومضارع کی تعریف مع مثال (۲) الجلوس (ضرب) سے صرف صغیر (۳) الفاظ کے معانی وصیغے۔

جواب ...... ❶ فعل ماضی ومضارع کی تعریف مع مثال:۔

فعل ماضی: وہ فعل جو گزرا ہوا زمانہ بتلائے جیسے نَصَرَ (اُس ایک مرد نے گزرے ہوئے زمانے میں مدد کی)۔

فعل مضارع: وہ فعل جو موجودہ یا آئندہ زمانہ بتلائے جیسے یَنْصُرُ (مدد کرتا ہے یا مدد کرے گا وہ ایک مرد زمانہ موجودہ یا آئندہ میں)۔

❷ الجلوس (ضرب) مصدر سے صرف صغیر:۔ اَلْجُلُوْسُ (ضرب، صحیح) بمعنی بیٹھنا۔

جَلَسَ يَجْلِسُ جُلُوْسًا فهو جَالِسٌ وَجُلِسَ يُجْلَسُ جُلُوْسًا فذاك مَجْلُوْسٌ مَاجَلَسَ مَاجُلِسَ لَمْ يَجْلِسْ لَمْ يُجْلَسْ لَايَجْلِسُ لَايُجْلَسُ لَنْ يَجْلِسَ لَنْ يُجْلَسَ لَيَجْلِسَنَّ لَيُجْلَسَنَّ لَيَجْلِسَنْ لَيُجْلَسَنْ الامر منه اِجْلِسْ لِتُجْلَسْ لِيَجْلِسْ لِيُجْلَسْ اِجْلِسَنَّ لِتُجْلَسَنَّ لِيَجْلِسَنَّ لِيُجْلَسَنَّ اِجْلِسَنْ لِتُجْلَسَنْ لِيَجْلِسَنْ لِيُجْلَسَنْ والنهى عنه لَاتَجْلِسْ لَاتُجْلَسْ لَايَجْلِسْ لَايُجْلَسْ لَاتَجْلِسَنَّ لَاتُجْلَسَنَّ لَايَجْلِسَنَّ لَايُجْلَسَنَّ لَاتَجْلِسَنْ لَاتُجْلَسَنْ لَايَجْلِسَنْ لَايُجْلَسَنْ الظرف منه مَجْلِسٌ مَجْلِسَانِ مَجَالِسُ وَمُجَيْلِسٌ والآلة منه مِجْلَسٌ مِجْلَسَانِ مَجَالِسُ وَ مُجَيْلِسٌ مِجْلَسَةٌ مِجْلَسَتَانِ مَجَالِسُ وَمُجَيْلِسَةٌ مِجْلَاسٌ مِجْلَاسَانِ مَجَالِيْسُ وَمُجَيْلِيْسٌ افعل التفضيل المذكر منه اَجْلَسُ اَجْلَسَانِ اَجْلَسُوْنَ اَجَالِسُ وَ اُجَيْلِسٌ والمؤنث منه جُلْسٰى جُلْسَيَانِ جُلْسَيَاتٌ جُلَسٌ وَجُلَيْسٰى۔

❸ الفاظ کے معانی وصیغے:۔

الفاظ	معانی	صیغہ وبحث
مَاكَتَبُوْا	نہیں لکھا اُن کئی مردوں نے	صیغہ جمع مذکر غائب، بحث ماضی منفی معلوم
مَنَعْتُمْ	روکا تم کئی مردوں نے	صیغہ جمع مذکر حاضر، بحث فعل ماضی معلوم
اِجْتَنَبْتُنَّ	پرہیز کیا تم کئی عورتوں نے	صیغہ جمع مؤنث حاضر، بحث فعل ماضی معلوم
مَاتَرَكَ	نہیں چھوڑا اُس ایک مرد نے	صیغہ واحد مذکر غائب، بحث ماضی منفی معلوم

الشق الثانی ...... ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید کی تعریف بمع مثال تحریر کریں۔ التخافت مصدر کا معنی ذکر کرنے کے بعد اس سے صرف صغیر تحریر کریں۔ (ص ۳۵: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) ثلاثی مجرد ومزید فیہ کی تعریف مع امثلہ (۲) التخافت کا معنی وصرف صغیر۔

جواب ...... ❶ ثلاثی مجرد ومزید فیہ کی تعریف مع امثلہ:۔ کمامرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۳ھ

❷ "التخافت" کا معنی وصرف صغیر:۔ "اَلتَّخَافُتُ" (تفاعل، صحیح) بمعنی باہم پوشیدہ بات چیت کرنا۔

تَخَافَتَ یَتَخَافَتُ تَخَافُتًا فهو مُتَخَافِتٌ وَتُخُوفِتَ یُتَخَافَتُ تَخَافُتًا فذاك مُتَخَافَتٌ مَاتَخَافَتَ مَاتُخُوفِتَ لَمْ یَتَخَافَتْ لَمْ یُتَخَافَتْ لَایَتَخَافَتُ لَا یُتَخَافَتُ لَنْ یَتَخَافَتَ لَنْ یُتَخَافَتَ لَیَتَخَافَتَنَّ لَیُتَخَافَتَنَّ لَیَتَخَافَتَنْ لَیُتَخَافَتَنْ الامر منه تَخَافَتْ لِتُتَخَافَتْ لِیَتَخَافَتْ لِیُتَخَافَتْ تَخَافَتَنَّ لِتُتَخَافَتَنَّ لِیَتَخَافَتَنَّ لِیُتَخَافَتَنَّ تَخَافَتَنْ لِتُتَخَافَتَنْ لِیَتَخَافَتَنْ لِیُتَخَافَتَنْ والنهی عنه لَاتَتَخَافَتْ لَاتُتَخَافَتْ لَایَتَخَافَتْ لَایُتَخَافَتْ لَاتَتَخَافَتَنَّ لَاتُتَخَافَتَنَّ لَایَتَخَافَتَنَّ لَایُتَخَافَتَنَّ لَاتَتَخَافَتَنْ لَاتُتَخَافَتَنْ لَایَتَخَافَتَنْ لَایُتَخَافَتَنْ الظرف منه مُتَخَافَتٌ مُتَخَافَتَانِ مُتَخَافَتَاتٌ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الأوّل ......درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا ثلاثی مجرد کے علاوہ باقی ابواب سے اسم آلہ اور اسم تفضیل کے صیغے نہیں آتے؟ (ہاں)

② کیا ادغام کا معنی سرخ ہونا ہے؟ (نہیں) ③ کیا باب افعال کے امر حاضر کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے؟ (نہیں)

④ کیا اَکْرَمَ اصل میں أَأَکْرم تھا؟ (ہاں) ⑤ کیا رباعی مجرد کا صرف ایک ہی باب ہے؟ (ہاں)

⑥ کیا اکرم کو ملحق برباعی کہہ سکتے ہیں؟ (نہیں)

جواب ...... کما مرّ فی السوال آنفا.

الشق الثانی ......اسم متمکن کے اعراب کی تمام اقسام مع امثلہ تحریر کریں۔ (ص۳۲۔امدادیہ)

جواب ......اسم متمکن کے اعراب کی تمام اقسام مع امثلہ:۔ ① اسم متمکن جب مفرد منصرف صحیح ہو جیسے زیدٌ یا اسم مفرد قائم مقام صحیح ہو جیسے دلوٌ یا جمع مکسر منصرف ہو جیسے رِجالٌ۔ اس کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسے جاء نی زیدٌ، هذا دلوٌ، هم رجالٌ۔ حالت نصبی فتحہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسے رأیت زیدًا، دلوًا، رجالًا۔ حالت جری کسرہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسے مررت بزیدٍ، جئت بدلوٍ، قلت لرجالٍ۔ ② جمع مؤنث سالم کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ حالت نصبی وجری کسرہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسے هن مسلماتٌ، رأیت مسلماتٍ، مررت بمسلماتٍ۔ ③ اسم غیر منصرف کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ اور حالت نصبی وجری فتحہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسے جاء عمرُ، رأیت عمرَ، مررت بعمرَ۔

④ اسمائے ستہ مکبرہ جو یائے متکلم کے علاوہ کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف ہوں ان کی حالت رفعی واؤ کے ساتھ، حالت نصبی الف کے ساتھ اور حالت جری یاء کے ساتھ ہوتی ہے جیسے جاء ابوك واخوك، رأیت اباك واخاك، مررت بابیك واخیك۔

⑤ مثنیٰ جیسے رجلانِ، کلا و کلتا جو ضمیر کی طرف مضاف ہوں اور اثنان و اثنتان، ان کی حالت رفعی الف کے ساتھ اور حالت نصبی وجری یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوتی ہے جیسے جاء رجلانِ، جاء کلاهما، جاء اثنان۔ رأیت رجلینِ، رأیت کلیهما، رأیت اثنین۔ مررت برجلین، مررت بکلیهما، مررت باثنین۔

⑥ جمع مذکر سالم جیسے مسلمونَ، اُولو، عشرونَ تاتسعون۔ ان کی حالت رفعی میں واؤ ماقبل مضموم اور حالت نصبی وجری میں یاء ماقبل مکسور ہوتی ہے جیسے جاء مسلمونَ، جاءَ اُولومالٍ، جاءَ عشرونَ رجلًا۔ رأیت مسلمینَ، رأیت اولی مالٍ، رأیت عشرینَ رجلًا۔ مررت بمسلمین، مررت باولی مال، مررت بعشرین رجلًا۔

⑦ اسم مقصور جیسے موسیٰ اور جمع مذکر سالم کے علاوہ کوئی دوسرا اسم جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو ان کا اعراب تینوں حالتوں

میں تقدیری ہوگا جیسے جاء موسٰی وغلامی، رأیت موسٰی وغلامی، مررت بموسٰی وغلامی۔

⑧ اسم منقوص جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے قاضی، اس کی حالت رفعی میں ضمہ تقدیری اور حالت جری میں کسرہ تقدیری اور حالت نصبی میں فتحہ لفظی ہوتا ہے جیسے جاء القاضیُ، رأیت القاضیَ، مررت بالقاضِیْ۔

⑨ جمع مذکر سالم جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو اس کی حالت رفعی واؤ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصبی وجری یاء ماقبل مکسور کے ساتھ ہوتی ہے جیسے ھٰؤلاء مسلمیَّ، رأیت مسلمیَّ، مررت بمسلمیَّ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ...... بدل کی تعریف کریں اور اس کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں۔ (ص۴۰۔امدادیہ)

جواب ...... بدل کی تعریف اور اس کی اقسام مع امثلہ:۔ بدل وہ تابع ہے جو نسبت سے خود مقصود ہو متبوع مقصود نہ ہو۔

اقسام: بدل کی کل چار اقسام ہیں۔① بدل الکل من الکل وہ تابع ہے کہ اس کا مدلول اور مبدل منہ کا مدلول بعینہ ایک ہی ہو جیسے جاء نی زید اخوک اس میں زید اور اخوک کا مدلول ایک ہی شخص ہے۔

② بدل البعض من الکل وہ تابع ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا عین نہ ہو بلکہ جز اور بعض ہو جیسے ضرب زید ا رأسہ اس میں راسہ کا مدلول زید کا کل نہیں بلکہ ایک جزء اور حصہ ہے۔

③ بدل الاشتمال وہ تابع ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا کل بھی نہ ہو اور جزء بھی نہ ہو بلکہ اس کا متعلق ہو جیسے سُلِبَ زیدٌ ثوبہ اس میں ثوبہ زید کا کل بھی نہیں ہے اور جز بھی نہیں ہے بلکہ محض اس کا متعلق ہے۔

④ بدل الغلط وہ تابع ہے جو غلطی کے بعد واقع ہو جیسے جاء نی زیدٌ بکرٌ اس میں متکلم جاء نی بکرٌ کہنا چاہتا تھا مگر متکلم نے پہلے غلطی سے زید کا لفظ بولا پھر فوراً اس کے تدارک کیلئے بکر کا لفظ ذکر کر دیا کہ بکر آیا ہے زید نہیں۔

الشق الثانی ...... اسم منسوب کی تعریف کریں اور اس کے ضروری قواعد تحریر کریں، منصرف اور غیر منصرف کی تعریف اور حکم لکھیں۔ (ص۱۶،۲۲۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ دو امور ہیں (۱) اسم منسوب کی تعریف وقواعد (۲) منصرف وغیر منصرف کی تعریف وحکم۔

جواب ...... ❶ اسم منسوب کی تعریف وقواعد:۔ تعریف: اسم کے آخر میں نسبت کیلئے یاء مشدد اور اس سے پہلے کسرہ زیادہ کرنے سے جو اسم بنتا ہے اس کو اسم منسوب کہتے ہیں۔ اس یاءِ نسبت لگانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کا تعلق ہے جیسے بغدادی (بغداد کا رہنے والا) ہندی (ہند کا رہنے والا) نحوی (علم نحو کا جاننے والا) صرفی (علم صرف کا جاننے والا)۔

قواعد: الف مقصورہ جب کلمہ میں تیسری یا چوتھی جگہ واقع ہو تو واؤ سے بدل جاتا ہے جیسے عِیْسٰی سے عِیْسَوِیٌّ اور مَوْلٰی سے مَوْلَوِیٌّ اور اگر الف مقصورہ پانچویں جگہ ہو تو گر جاتا ہے جیسے مُصْطَفٰی سے مُصْطَفِیٌّ۔

الف ممدودہ کا دوسرا الف واؤ سے بدل جاتا ہے جیسے سَمَاءٌ سے سَمَاوِیٌّ اور بَیْضَاءُ سے بَیْضَاوِیٌّ۔

جس اسم میں یائے مشدد پہلے ہی سے موجود ہو وہاں یائے نسبت لگانے کی ضرورت نہیں جیسے شَافِعِیٌّ ایک امام کا نام ہے اور شَافِعِیٌّ مذہب شافعی رکھنے والے کو بھی کہتے ہیں۔

جب اسم میں تائے تانیث ہو تو وہ نسبت کے وقت گر جاتی ہے جیسے کُوْفَۃٌ سے کُوْفِیٌّ اور مَکَّۃٌ سے مَکِّیٌّ ایسے ہی جو اسم فَعِیْلَۃٌ اور فُعَیْلَۃٌ کے وزن پر ہو اس کی تاء بھی گر جاتی ہے جیسے مَدِیْنَۃٌ سے مَدَنِیٌّ اور جُھَیْنَۃٌ سے جُھَنِیٌّ۔

جو اسم فَعِیْلٌ کے وزن پر ہو اس کے آخر میں یائے مشدد ہو تو پہلی "ی" کو دور کر کے واؤ سے بدلیں گے اور واؤ سے پہلے فتحہ دے کر آخر میں یائے نسبت لگادیں گے جیسے عَلِیٌّ سے عَلَوِیٌّ اور نَبِیٌّ سے نَبَوِیٌّ۔
اگر "ی" چوتھی جگہ بعد کسرہ واقع ہو تو "ی" کو دور کرنا اور واؤ سے بدلنا دونوں جائز ہیں جیسے دِهْلِیٌّ سے دِهْلِیٌّ اور دِهْلَوِیٌّ۔
اگر کسی اسم کے آخر سے حرفِ اصلی حذف کر دیا گیا ہو تو نسبت کے وقت واپس آجاتا ہے جیسے اَخٌ سے اَخَوِیٌّ اور اَبٌ سے اَبَوِیٌّ اور دَمٌ سے دَمَوِیٌّ۔
بعض الفاظ کی نسبت خلافِ قیاس آتی ہے جیسے نُوْرٌ سے نُوْرَانِیٌّ، حَقٌّ سے حَقَّانِیٌّ، رَیٌّ سے رَازِیٌّ، بَادِیَۃٌ سے بَدَوِیٌّ۔
② منصرف وغیر منصرف کی تعریف وحکم:۔ اسم معرب کی دو قسمیں ہیں ① منصرف: وہ اسم جس میں اسبابِ منع صرف میں سے نہ ہی دو اسباب پائے جائیں اور نہ ایسا ایک سبب پایا جائے جو دو سبب کے قائمقام ہو جیسے زیدٌ۔
منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر تینوں حرکات یعنی زبر زیر پیش اور تنوین یعنی دو زبر دو زیر دو پیش آسکتے ہیں۔
② غیر منصرف: وہ اسم جس میں اسبابِ منع صرف میں سے دو سبب یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو اسباب کے قائمقام ہو جیسے عُمَرُ اس میں دو سبب عدل وعلم پائے جاتے ہیں اور حمراء میں ایک سبب تانیث بالالف الممدودہ ہے جو دو اسباب کے قائمقام ہے۔ غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوسکتے۔

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤۳۸ھ

الشق الاوّل ...... ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب سے دیگر صیغے بنانے کا طریقہ مثالوں کی روشنی میں واضح کریں۔
جواب ...... ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب سے دیگر صیغے بنانے کا طریقہ مع امثلہ:۔ ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب کے آخر میں الف بڑھادینے سے تثنیہ مذکر غائب بن جاتا ہے جیسے نَصَرَ سے نَصَرَا۔ واؤ اور اُس سے پہلے پیش لگانے سے جمع مذکر غائب بن جاتا ہے جیسے نَصَرُوْا۔ تاء ساکن لگادینے سے واحد مؤنث غائب بن جاتا ہے جیسے نَصَرَتْ۔ تَا بڑھانے سے تثنیہ مؤنث غائب بن جاتا ہے جیسے نَصَرَتَا۔ آخری حرف کو ساکن کر کے نون مفتوح لگادینے سے جمع مؤنث غائب بن جاتا ہے نَصَرْنَ۔ اور تا مفتوح لگانے سے واحد مذکر حاضر بن جاتا ہے جیسے نَصَرْتَ۔ تُمَا لگانے سے تثنیہ مذکر ومؤنث حاضر بن جاتا ہے جیسے نَصَرْتُمَا۔ تُم لگانے سے جمع مذکر حاضر بن جاتا ہے جیسے نَصَرْتُمْ۔ تا مکسور لگانے سے واحد مؤنث حاضر بن جاتا ہے جیسے نَصَرْتِ۔ تُنَّ لگانے سے جمع مؤنث حاضر بن جاتا ہے جیسے نَصَرْتُنَّ۔ تا مضموم لگانے سے واحد متکلم بن جاتا ہے جیسے نَصَرْتُ۔ نَا لگانے سے جمع متکلم بن جاتا ہے جیسے نَصَرْنَا۔ مجرد ومزید فیہ وغیرہ تمام ابواب میں ماضی کے صیغے بنانے کا یہی طریقہ ہے۔
الشق الثانی ...... اسم مفعول کی تعریف، بنانے کا طریقہ مع امثلہ تحریر کریں۔ نیز درج ذیل اردو جملوں کی عربی بنائیں۔
ماری ہوئی سب عورتیں، مدد کیے ہوئے دو مرد، چھوڑی ہوئی سب عورتیں، سنا ہوا ایک مرد۔
﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں۔ (۱) اسم مفعول کی تعریف اور بنانے کا طریقہ مع امثلہ (۲) اردو جملوں کی عربی۔
جواب ...... ① اسم مفعول کی تعریف اور بنانے کا طریقہ مع امثلہ:۔ تعریف: جو لفظ اُس آدمی یا چیز کی نشاندہی کرے جس پر کام واقع ہوا اُس کو اسم مفعول کہتے ہیں۔
بنانے کا طریقہ مع امثلہ: ثلاثی مجرد سے اسم مفعول واحد مذکر مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے نَصَرَ سے مَنْصُوْرٌ،

ضَـرَبَ سے مَـضْـرُوْبٌ۔ ثلاثی مجرد کے علاوہ بقیہ تمام ابواب سے اسم مفعول مضارع مجہول سے بنتا ہے اُس کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع مجہول سے علامت مضارع کو گرا کر اُس کی جگہ میم مضموم لگادیں اور آخر میں تنوین کا اضافہ کر دیں جیسے یُکْرَمُ سے مُکْرَمٌ۔ یُجْتَنَبُ سے مُجْتَنَبٌ۔ یُقَاتَلُ سے مُقَاتَلٌ۔

❷ اردو جملوں کی عربی:۔ مَضْرُوْبَاتٌ، مَنْصُوْرَانِ، مَتْرُوْکَاتٌ، مَسْمُوْعٌ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳۸ھ

الشق الاوّل ......ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل کے کتنے باب ہیں اور کون کون سے ہیں، مثالوں کیساتھ لکھیں نیز الاستغفار مصدر سے مکمل صرف صغیر تحریر کریں۔ (ص ۱٤۱: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں (۱) ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل کے ابواب کی تعداد ونشاندہی (۲) الاستغفار سے صرف صغیر۔

جواب ...... ❶ ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل کے ابواب کی تعداد ونشاندہی:۔

کمامرّ فی الشق الاوّل من السوال الاوّل ۱٤۳۱ھ۔

❷ الاستغفار سے صرف صغیر:۔ اَلْاِسْتِغْفَارُ (استفعال، صحیح) بمعنی بخشش طلب کرنا۔ اِسْتَغْفَرَ یَسْتَغْفِرُ اِسْتِغْفَارًا فَهُوَ مُسْتَغْفِرٌ و اُسْتُغْفِرَ یُسْتَغْفَرُ اِسْتِغْفَارًا فذاك مُسْتَغْفَرٌ مَااسْتَغْفَرَ مَااسْتُغْفِرَ لَمْ یَسْتَغْفِرْ لَمْ یُسْتَغْفَرْ لَایَسْتَغْفِرُ لَایُسْتَغْفَرُ لَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَنْ یُّسْتَغْفَرَ لَیَسْتَغْفِرَنَّ لَیُسْتَغْفَرَنَّ لَیَسْتَغْفِرَنْ لَیُسْتَغْفَرَنْ الامر منه اِسْتَغْفِرْ لِتُسْتَغْفَرْ لِیَسْتَغْفِرْ لِیُسْتَغْفَرْ اِسْتَغْفِرَنَّ لِتُسْتَغْفَرَنَّ لِیَسْتَغْفِرَنَّ لِیُسْتَغْفَرَنَّ اِسْتَغْفِرَنْ لِتُسْتَغْفَرَنْ لِیَسْتَغْفِرَنْ لِیُسْتَغْفَرَنْ والنهی عنه لَاتَسْتَغْفِرْ لَاتُسْتَغْفَرْ لَایَسْتَغْفِرْ لَایُسْتَغْفَرْ لَاتَسْتَغْفِرَنَّ لَاتُسْتَغْفَرَنَّ لَایَسْتَغْفِرَنَّ لَایُسْتَغْفَرَنَّ لَاتَسْتَغْفِرَنْ لَاتُسْتَغْفَرَنْ لَایَسْتَغْفِرَنْ لَایُسْتَغْفَرَنْ والظرف منه مُسْتَغْفَرٌ مُسْتَغْفَرَانِ مُسْتَغْفَرَاتٌ۔

الشق الثانی ......تاکید کی تعریف اور اسکی اقسام مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔

جواب ...... تاکید کی تعریف اور اقسام مع امثلہ:۔ تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کی نسبت کو یا شامل ہونے کو خوب ثابت کرے کہ سننے والے کا کوئی شک باقی نہ رہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ زَیْدٌ اس میں دوسرے زید نے زید کے آنے کو پختہ کر دیا کہ زید ہی آیا ہے اُس کے آنے میں کچھ شک باقی نہیں ہے۔

تاکید کی دو قسمیں۔ لفظی ومعنوی۔ تاکید لفظی وہ تابع ہے جس میں لفظ کو مکرر ذکر کیا جائے جیسے جَاءَ زَیْدٌ زَیْدٌ۔

تاکید معنوی آٹھ لفظوں کے ذریعے ہوتی ہے ①و② نَـفْـسٌ ،عَیْنٌ: یہ دونوں لفظ واحد تثنیہ جمع تینوں کی تاکید کیلئے آتے ہیں بشرطیکہ ان کے صیغے اور ضمیروں کو بدل دیا جائے جیسے جَاءَ زَیْدٌ نَفْسُهٗ، جَاءَ الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ، جَاءَ زَیْدٌ عَیْنُهٗ۔

③ کِلَا: یہ تثنیہ مذکر کی تاکید کے لئے آتا ہے جیسے جَاءَ الرَّجُلَانِ کِلَاهُمَا۔ ④ کِلْتَا: یہ تثنیہ مؤنث کی تاکید کے لئے آتا ہے جیسے جَاءَتِ الْمَرْاَتَانِ کِلْتَاهُمَا۔ ⑤و⑥ کُلٌّ، اَجْمَعُ: یہ دونوں واحد اور جمع کی تاکید کے لئے آتے ہیں جیسے قَرَءْتُ الْکِتَابَ کُلَّهٗ، جَاءَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ، اِشْتَرَیْتُ الْفَرَسَ اَجْمَعَهٗ، جَاءَ النَّاسُ اَجْمَعُوْنَ۔ ⑦و⑧ اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ: یہ سب اَجْمَعُ کے تابع ہوتے ہیں یعنی اَجْمَعُ کے بغیر استعمال نہیں ہوتے اور نہ ہی اَجْمَعُ پر مقدم ہوتے ہیں جیسے جَاءَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ، اَکْتَعُوْنَ ، اَبْتَعُوْنَ، اَبْصَعُوْنَ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل......درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا ضرب زید عمروا میں ضرب فعل لازم ہے۔(نہیں) ② کیا حبذا زید میں زید فاعل ہے۔(نہیں)

③ کیا ما و لا عمل کرنے میں لیس کے مشابہ ہیں۔(ہاں) ④ کیا منادیٰ ہر حال میں منصوب ہوتا ہے۔(نہیں)

⑤ کیا منادیٰ وہ اسم کہلاتا ہے جس پر حروف ندا میں سے کوئی داخل ہو۔(ہاں)

⑥ کیا افعال ناقصہ مسند الیہ کو رفع اور مسند کو نصب دیتے ہیں۔(ہاں)

جواب......کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی......صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں۔

① جملہ خبریہ دو قسم پر ہے۔(صحیح) ② فعل مسند اور مسند الیہ دونوں ہو سکتا ہے۔(غلط)

③ شمیسة شمس کی تصغیر ہے۔(صحیح) ④ حروف مشبہ بالفعل کل پانچ ہیں۔(غلط)

⑤ مجرورات کی تین قسمیں ہیں۔(غلط) ⑥ لام جحد کے بعد أن مقدر ہوتا ہے۔(صحیح)

جواب......کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل......فعل معروف و مجہول اور فعل لازم و متعدی میں سے ہر ایک کی تعریف اور مثالیں لکھیں۔ ضَرَبَ کے مادے سے فعل مضارع معروف کی مکمل گردان اور ہر صیغے کا ترجمہ تحریر کریں۔ مثال دے کر فعل ماضی مجہول بنانے کا قاعدہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱) فعل معروف و مجہول اور فعل لازم و متعدی کی تعریف مع امثلہ (۲) ضَرَبَ سے مضارع معروف کی گردان مع ترجمہ (۳) فعل ماضی مجہول بنانے کا قاعدہ۔

جواب...... ① __فعل معروف و مجہول اور فعل لازم و متعدی کی تعریف مع امثلہ:۔__

فعل معروف: وہ فعل جس کا کرنے والا معلوم ہو اور اُس میں فعل کی نسبت فاعل کی طرف کی جائے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ۔

فعل مجہول: وہ فعل جس کا کرنے والا معلوم نہ ہو اور اُس میں فعل کی نسبت فاعل کی بجائے مفعول کی طرف کی جائے جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ۔

فعل لازم: وہ فعل جو فقط فاعل پر پورا ہو جائے، مفعول کی ضرورت نہ ہو جیسے جَلَسَ زَیْدٌ۔

فعل متعدی: وہ فعل جو فقط فاعل پر پورا نہ ہو بلکہ مفعول کی بھی ضرورت ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ بَکْرًا۔

② __ضَرَبَ سے مضارع معروف کی گردان مع ترجمہ:۔__ یَضْرِبُ (مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک شخص) یَضْرِبَانِ (مارتے ہیں یا ماریں گے وہ دو شخص) یَضْرِبُوْنَ (مارتے ہیں یا ماریں گے وہ کئی شخص) تَضْرِبُ (مارتی ہے یا مارے گی وہ ایک عورت) تَضْرِبَانِ (مارتی ہیں یا ماریں گی وہ دو عورتیں) یَضْرِبْنَ (مارتی ہیں یا ماریں گی وہ کئی عورتیں) تَضْرِبُ (مارتا ہے یا مارے گا تو ایک شخص) تَضْرِبَانِ (مارتے ہو یا مارو گے تم دو شخص) تَضْرِبُوْنَ (مارتے ہو یا مارو گے تم کئی شخص) تَضْرِبِیْنَ (مارتی ہے یا مارے گی تو ایک عورت) تَضْرِبَانِ (مارتی ہو یا مارو گی تم دو عورتیں) تَضْرِبْنَ (مارتی ہو یا مارو گی تم کئی عورتیں) اَضْرِبُ (مارتا ہوں یا ماروں گا میں ایک شخص یا عورت) نَضْرِبُ (مارتے ہیں یا ماریں گے ہم دو یا کئی شخص، دو یا کئی عورتیں)۔

❸ فعل ماضی مجہول بنانے کا قاعدہ:۔ ماضی معروف کے صیغہ واحد مذکر غائب کے آخری حرف کو اُس کی حالت پر چھوڑ دو اور آخر کے ساتھ والے حرف کو اگر زیر نہ ہو تو زیر دے دو اور بقیہ تمام حروف کو پیش دے دو جیسے ضَرَبَ سے ضُرِبَ، اَکْرَمَ سے اُکْرِمَ، اِجْتَنَبَ سے اُجْتُنِبَ۔ بقیہ تمام صیغے بنانے کا طریقہ ماضی معروف والا ہی ہے۔

الشق الثانی ...... ضَرَبَ کے مادے سے اسم فاعل اور اسم مفعول کی گردانیں لکھیں۔ عَلِمَ کے مادے سے اسم تفضیل کی پوری گردان لکھ کر بتائیں کہ کیا اسم تفضیل ثلاثی مزید سے بھی بنایا جا سکتا ہے۔ اگر ماضی کے پہلے صیغے کے حروف تین سے زائد ہوں تو اس سے اسم فاعل اور اسم مفعول کس وزن پر بنائیں گے۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں: (۱) ضَرَبَ سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان (۲) عَلِمَ سے اسم تفضیل کی گردان وثلاثی مزید سے اسم تفضیل کا حکم (۳) ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اسم فاعل واسم مفعول کا وزن۔

جواب ...... ❶ ضَرَبَ سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان:۔ ضَارِبٌ، ضَارِبَانِ، ضَارِبُوْنَ، ضَارِبَةٌ، ضَارِبَتَانِ، ضَارِبَاتٌ۔ مَضْرُوْبٌ، مَضْرُوْبَانِ، مَضْرُوْبُوْنَ، مَضْرُوْبَةٌ، مَضْرُوْبَتَانِ، مَضْرُوْبَاتٌ۔

❷ عَلِمَ سے اسم تفضیل کی گردان وثلاثی مزید سے اسم تفضیل کا حکم:۔ اَعْلَمُ، اَعْلَمَانِ، اَعْلَمُوْنَ، اَعَالِمُ، عُلْمٰی، عُلْمَیَانِ، عُلْمَیَاتٌ، عُلَمٌ۔ حکم: ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اسم تفضیل نہیں آتا۔

❸ ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اسم فاعل واسم مفعول کا وزن:۔ ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اسم فاعل مضارع معروف کے وزن پر آئے گا بایں طور کہ علامت مضارع کو دور کر کے اس کی جگہ میم مضموم لگا دیں اور آخر سے پہلے حرف کو اگر زیر نہ ہو تو زیر دے دیں اور آخر میں تنوین لگا دیں جیسے یُکْرِمُ سے مُکْرِمٌ۔

ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اسم مفعول مضارع مجہول کے وزن پر آئے گا بایں طور کہ علامت مضارع کو دور کر کے اس کی جگہ میم مضموم لگا دیں اور آخر میں تنوین لگا دیں جیسے یُکْرَمُ سے مُکْرَمٌ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... مرفوعات میں سے فاعل اور مفعول مالم یسم فاعلہ کی تعریف، مثالیں اور دونوں کے درمیان فرق تحریر کریں، اسباب منع صرف کتنے ہیں؟ صرف نام اور ایک ایک مثال لکھیں۔ ضمیر بارز اور ضمیر مستتر کسے کہتے ہیں؟ نیز بتائیں کہ الرجال قاموا کا فاعل کیا ہے؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال کا حل چار امور ہیں: (۱) فاعل اور مفعول مالم یسم فاعلہ کی تعریف، مثالیں اور فرق (۲) اسباب منع صرف کی تعداد و نشاندہی (۳) ضمیر بارز اور ضمیر مستتر کی تعریف (۴) الرجال قاموا کے فاعل کی نشاندہی۔

جواب ...... ❶ فاعل اور مفعول مالم یسم فاعلہ کی تعریف، مثالیں اور فرق:۔ فاعل: وہ اسم ہے کہ جس کی طرف فعل کی نسبت اس طرح کی جائے کہ وہ فعل اُس اسم کے ساتھ قائم ہو جیسے قام زیدٌ، اکل بکرٌ۔ مفعول مالم یسم فاعلہ: وہ مفعول جس کی طرف فعل مجہول کی نسبت کی جائے اور فعل کے فاعل کو حذف کر کے اُسکی جگہ پر مفعول کو ذکر کر دیا جائے جیسے ضُرِبَ زیدٌ۔

فرق: فاعل حقیقتاً فعل کا فاعل ہی ہوتا ہے جبکہ مفعول مالم یسم فاعلہ حقیقت میں فعل کا فاعل نہیں ہوتا بلکہ مفعول ہوتا ہے البتہ فاعل کو حذف کر کے اُس کی جگہ پر مجازاً فعل کی نسبت اس کی طرف کر دی جاتی ہے۔

❷ اسباب منع صرف کی تعداد و نشاندہی:۔ اسباب منع صرف نو ہیں ① عدل جیسے ثُلَاثُ، مَثْلَثُ، اُخَرُ، جُمَعُ

② وصف جیسے أَسْوَدُ، أَرْقَمُ ③ تانیث جیسے طَلْحَةُ، زَيْنَبُ، سَقَرُ، مَاهُ، جُوْرُ، حُبْلٰی، حَمْرَآءُ ④ معرفہ جیسے اسمائے اشارات، اسمائے موصولہ ⑤ عجمہ جیسے إِبْرَاهِيْمُ، شَتَرُ ⑥ جمع جیسے مَسَاجِدُ، دَوَآبُّ، مَصَابِيْحُ ⑦ ترکیب جیسے بَعْلَبَكُّ، مَعْدِيْكَرِبُ ⑧ الف نون زائدتان جیسے عِمْرَانُ، عُثْمَانُ ⑨ وزنِ فعل جیسے شَمَّرَ، ضُرِبَ۔

③ ضمیر بارز اور ضمیر مستتر کی تعریف:۔ ضمیر بارز: وہ ضمیر جو ظاہر ہو جیسے ضَرَبتُ وضَرَبتُ میں تُ، تَ ضمیر ظاہر ہے۔
ضمیر مستتر: وہ ضمیر وہ چھپی ہوئی ہو ظاہر نہ ہو جیسے ضَرَبَ میں ھو ضمیر مستتر ہے۔

④ الرجال قاموا کے فاعل کی نشاندہی:۔ اس جملہ میں قام کا فاعل واؤ ہے جو کہ ضمیر ظاہر ہے۔

الشق الثانی ...... مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ لکھیں: (معرب مبنی، محل اعراب، اسم تصغیر، جمع مکسر)۔
جملوں کی ترکیب کریں: (**ھولاء اخوۃ یوسف، شرب خالد ماءً، اشتریت رطلا زیتاً، جاء نی رجل ابوہ عالم**)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) معرب مبنی، محل اعراب، جمع مکسر کی تعریف مع امثلہ (۲) جملوں کی ترکیب۔

جواب ...... ① معرب مبنی، محل اعراب، جمع مکسر کی تعریف مع امثلہ:۔ معرب: وہ کلمہ جس کا آخری حرف عامل کی تبدیلی کی وجہ سے اعراب کی تبدیلی کی صورت میں ہمیشہ بدلتا رہتا ہو پس جس کی وجہ سے یہ تبدیلی ہوا سے عامل اور جو چیز تبدیل ہو اُسے اعراب کہتے ہیں جیسے جاء زیدٌ، رأیتُ زیداً، مررتُ بزیدٍ۔ اس میں زید معرب ہے جس کا اعراب عامل کی تبدیلی سے تبدیل ہو رہا ہے۔ محلِ اعراب: معرب کا آخری حرف جس کی حرکت عامل کے بدلنے سے تبدیل ہوتی رہتی ہے اُسے محلِ اعراب کہتے ہیں جیسے معرب والی مثالوں میں زیدٌ کا دال محلِ اعراب ہے۔

مبنی: وہ کلمہ جو اعراب کے اعتبار سے ہمیشہ ایک حال پر رہے یعنی عامل کے بدلنے سے اُسکے آخری حرف کی حرکت میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو جیسے جاء ھٰذا، رأیتُ ھٰذا، مررتُ بھٰذا۔ ان مثالوں میں ھٰذا مبنی ہے جو تینوں مثالوں میں ایک ہی حال پر ہے۔

جمع مکسر: وہ جمع جس میں واحد کا صیغہ سلامت نہ رہے جیسے رِجالٌ اس میں واحد کا صیغہ رجلٌ سلامت نہیں ہے کیونکہ اس کے حرفوں کے درمیان الف آنے سے اُس کی ترتیب ٹوٹ گئی ہے۔

② جملوں کی ترکیب:۔ "ھولاء اخوۃ یوسف" ھولاءِ اسم اشارہ مبتداء اخوۃ مضاف یوسف مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ "اشتریت رطلا زیتاً" اشتریت فعل تُ ضمیر فاعل رطلا ممیز زیتاً تمیز، ممیز تمیز ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"شرب خالد ماءً" شرب فعل خالد فاعل ماءً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"جاء نی رجل ابوہ عالم" ۔ جاء فعل ن وقایہ ی ضمیر مفعول بہ رجلٌ موصوف ابوہ مضاف ومضاف الیہ ملکر مبتداء عالمٌ خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... جملہ انشائیہ کی تعریف اور اس کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں۔ قَامَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں: (۱) جملہ انشائیہ کی تعریف اور اقسام مع امثلہ (۲) قَامَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا کی نحوی ترکیب۔

جواب ...... ① جملہ انشائیہ کی تعریف اور اقسام مع امثلہ:۔ جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ

کہہ سکیں کیونکہ انشاء کا معنیٰ ہے کسی چیز کو پیدا کرنا، چونکہ یہ جملہ بھی کسی کام کے پیدا کرنے کو بتاتا ہے اس لئے سچ یا جھوٹ کو اس میں دخل نہیں ہوتا جیسے اِضْرِبْ (تو فعلِ ضرب کو پیدا کر)۔

جملہ انشائیہ کی متعدد اقسام ہیں ① امر جیسے اِضْرِبْ (تو مار) ② نہی جیسے لَاتَضْرِبْ (تو مت مار) ③ استفہام جیسے هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ (کیا زید نے مارا؟) ④ تمنی جیسے لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ (اے کاش! زید حاضر ہوتا) ⑤ ترجّی جیسے لَعَلَّ بَكْرًا غَائِبٌ (امید ہے کہ بکر غائب ہووے) ⑥ عقود یعنی معاملات جیسے بِعْتُ وَاشْتَرَيْتُ (میں نے بیچا اور میں نے خریدا) ⑦ نداء جیسے يَا اَللّٰهُ (اے اللہ) ⑧ عرض جیسے اَلَا تَأْتِيْنِيْ فَأُعْطِيَكَ دِيْنَارًا (تو میرے پاس کیوں نہیں آتا کہ تجھے دینار دوں) ⑨ قسم جیسے وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا (اللہ کی قسم! میں زید کو ضرور ماروں گا) ⑩ تعجب جیسے مَا اَحْسَنَهٗ (کس چیز نے اُسے حسین بنا دیا) اَحْسِنْ بِهٖ (وہ کس قدر حسین ہے)۔

❷ قَامَ اَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا کی نحوی ترکیب:۔ قام فعل اربعة عشر ممیز رجلاً تمیز، ممیز تمیز ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ...... مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔ ① کیا کرمی اسم آلہ کا صیغہ ہے۔ (نہیں)
② کیا ثلاثی مجرد کے کل ابواب کی تعداد آٹھ ہے۔ (نہیں) ③ کیا باب افعال کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے۔ (نہیں)
④ کیا بعثر اور دحرج رباعی مجرد کی مثالیں ہیں۔ (ہاں) ⑤ کیا "منع" باب فتح سے استعمال ہوتا ہے۔ (ہاں)
⑥ کیا حروف مشبہ بالفعل اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ (نہیں) ⑦ کیا حروف جارہ اٹھارہ ہیں۔ (ہاں)
⑧ کیا لما بھی لم کی طرح فعل مضارع کو جزم دیتا ہے۔ (ہاں) ⑨ کیا منصوبات گیارہ ہیں۔ (نہیں)
⑩ کیا باب افعال بھی ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کے ابواب میں سے ہے۔ (ہاں)
❁ کیا استوی الماء والخشبه میں واؤ مع کے معنی میں ہے۔ (ہاں)

جواب ...... کما مرّ فی السوال آنفا۔

○○○○○

﴿الورقة الرابعة : فی الصرف و النحو﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں: (فعل لازم، فعل مجہول، حروف اتین، مصدر، فعل امر)۔

جواب ...... اصطلاحات کی تعریف:۔ مصدر، فعل امر: کما مرّ فی السوال الثانی ۱۴۳۱ھ و ۱۴۳۶ھ

فعل لازم، فعل مجہول، حروف اتین: کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۴ھ و ۱۴۳۹ھ

الشق الثانی ...... فعل مضارع مجہول بنانے کا قاعدہ تفصیل سے لکھیں۔ ثلاثی مجرد کے چھ ابواب کونسے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① مضارع مجہول بنانے کا قاعدہ ② ثلاثی مجرد کے ابواب۔

جواب ...... ❶ مضارع مجہول بنانے کا قاعدہ:۔ مضارع مجہول مضارع معروف سے ہی بنتا ہے بایں طور کہ علامت مضارع کو پیش دیدو اگر پیش نہ ہو اور آخر سے ماقبل والے حرف کو زبر دیدو اگر زبر نہ ہو جیسے يَضْرِبُ سے يُضْرَبُ، يُكْرِمُ سے يُكْرَمُ، يَجْتَنِبُ سے يُجْتَنَبُ۔

۲ ثلاثی مجرد کے ابواب:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۱ھ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... صیغوں کی وضاحت کریں: (کَتَبْتُمْ، اِجْتَنَبْنَ، فُصِّلَتْ، اِسْتَغْفِرُوْا، جَعَلْنَا)۔

جواب ...... صیغوں کی وضاحت:۔ کَتَبْتُمْ: (لکھا تم کئی مردوں نے) صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل ماضی معلوم از باب نصر۔

اِجْتَنَبْنَ: (پرہیز کیا اُن کئی عورتوں نے) صیغہ جمع مؤنث غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب افتعال۔

فُصِّلَتْ: (جُدا کی گئی وہ ایک عورت) صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی مجہول از باب تفعیل۔

اِسْتَغْفِرُوْا: (استغفار کرو تم کئی مرد) صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل امر حاضر معلوم از باب استفعال۔

جَعَلْنَا: (بنایا ہم دو یا کئی مرد و عورتوں نے) صیغہ جمع متکلم بحث فعل ماضی معلوم از باب فتح۔

الشق الثانی ...... اَلتَّفْصِیْلُ مصدر سے صرف صغیر لکھیں۔ اَلْکُفْرُ سے فعل نہی حاضر معلوم کی گردان لکھیں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں: ۱ اَلتَّفْصِیْلُ سے صرف صغیر ۲ اَلْکُفْرُ سے فعل نہی حاضر معلوم کی گردان۔

جواب ...... ۱ اَلتَّفْصِیْلُ سے صرف صغیر:۔ یہ باب تفعیل کا مصدر ہے، اسکی گردان اَلتَّقْدِیْمُ کی طرح ہے کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۶ھ۔

۲ اَلْکُفْرُ سے فعل نہی حاضر معلوم کی گردان:۔ لَاتَکْفُرْ، لَاتَکْفُرَا، لَاتَکْفُرُوْا، لَاتَکْفُرِیْ، لَاتَکْفُرَا، لَاتَکْفُرْنَ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... حروف مشبہ بالفعل کیا عمل کرتے ہیں؟ معرفہ کی کتنی اقسام ہیں؟

درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں: مرکب غیر مفید، مبنی، جمع مکسر، معرفہ۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہے: ۱ حروف مشبہ بالفعل کا عمل ۲ معرفہ کی اقسام ۳ اصطلاحات کی تعریف۔

جواب ...... ۱ حروف مشبہ بالفعل کا عمل:۔ یہ حروف مبتدا و خبر پر داخل ہوتے ہیں اور مبتداء کو نصب، خبر کو رفع دیتے ہیں اور مبتداء کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے۔ جیسے ان اللّٰہ غفورٌ، کان زیدًا اسدٌ۔

۲ معرفہ کی اقسام:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۳۴ھ۔

۳ اصطلاحات کی تعریف:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۲ھ۔ ۱۴۳۳ھ۔ ۱۴۳۹ھ۔

الشق الثانی ...... توابع کی اقسام لکھیں۔ مرفوعات کل کتنے ہیں؟ فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف کونسے ہیں؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہے: ۱ توابع کی اقسام ۲ مرفوعات کی تعداد ۳ فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف

جواب ...... ۱ توابع کی اقسام:۔ کل پانچ تابع ہیں: نعت، عطف بالحروف، تاکید، بدل، عطفِ بیان۔

۲ مرفوعات کی تعداد:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۳ھ۔

۳ فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۳۴ھ۔

الورقة الخامسة
لغة عربية
طريقة عصرية (ج-١)
قصص النبيين (ج-١-٢)

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل......(۱) یہ دو درخت ہیں (۲) وہ لڑکیوں کا مدرسہ ہے (۳) کراچی کی سڑکیں کشادہ ہیں (۴) آپ استانیاں ہیں (۵) وہ دونوں طالب علم ہیں (۶) اور یہ ان کے والد ہیں۔

①الازهار فی الحدیقة ②هذه وردة ③ذلك طفل ④تلك حافلة ⑤هن صالحات ⑥ذانك تلميذان مجتهدان۔

مذکورہ اردو جملوں کا عربی میں اور عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔

جواب......<u>اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔</u> **①هاتان شجرتان ②تلك مدرسة البنات ③شوارع كراتشي واسعة ④انتن معلمات ⑤هما طالبان ⑥وهذا والدهما۔**

<u>عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔</u> ① پھول باغیچہ میں ہیں ② یہ گلاب کا پھول ہے ③ وہ بچہ ہے ④ وہ بس ہے ⑤ وہ نیک عورتیں ہیں ⑥ وہ دونوں محنتی شاگرد ہیں۔

الشق الثانی......(۱) یہ خوبصورت قلم ہے (۲) اس کا رنگ سبز ہے (۳) وہ لمبا درخت ہے (۴) تو سچا ہے (۵) وہ سب طالبات ہیں (۶) یہ مسلمان لڑکیاں ہیں (۷) تیری ٹوپی اور قمیض سفید ہیں (۸) سورج غروب ہوا اور چاند نکلا (۹) ان لڑکیوں نے رمضان کے روزے رکھے۔ مذکورہ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کر کے درج ذیل الفاظ کے معانی بتائیں۔

(۱) فلاح (۲) حصان (۳) ثور (۴) خروف (۵) قبيح (۶) نشيط (۷) عميق (۸) منديل۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امر توجہ طلب ہیں (۱) مذکورہ جملوں کا ترجمہ (۲) مذکورہ الفاظ کے معانی۔

جواب...... ❶ <u>مذکورہ جملوں کا ترجمہ:۔</u> **①هذا قلم جميل ②لونه اخضر ③تلك شجرة طويلة ④انت صادق ⑤كلهن طالبات ⑥هؤلاء بنات مسلمات ⑦قلنسوتك و قميصك ابيضان ⑧غربت الشمس و طلع القمر ⑨هؤلاء البنات صمن صوم رمضان۔**

❷ <u>مذکورہ الفاظ کے معانی:۔</u> ① کسان ② گھوڑا ③ بیل ④ دنبہ ⑤ بدشکل ⑥ چست ⑦ گہرا ⑧ رومال۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل......**(۱) اخذت سعيدة كراسة (۲) حفظت نعيمة الدرس (۳) فتحت شاهدة المحفظة (۴) يا فاطمة هل ذهبت الى جارتك وهل شربت الحليب (۵) تقول التلميذة للمعلمة انا فهمت الدرس و كتبته۔**

(۱) سمیرہ ایک چھوٹی بچی ہے (۲) وہ بستر سے اٹھی اور دروازہ کی طرف چلی (۳) پھر اس نے دروازہ کھولا (۴) اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

مذکورہ جملوں کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی میں ترجمہ کریں۔ (ص۴۷۔امدادیہ)

جواب......<u>عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔</u> ① سعیدہ نے کاپی پکڑی ② نعیمہ نے سبق یاد کیا ③ شاہدہ نے بستہ کھولا ④ اے فاطمہ! کیا تو اپنی پڑوسن کی طرف گئی ہے اور کیا تو نے دودھ پیا ہے؟ ⑤ کہتی ہے شاگردہ اپنی معلمہ سے کہ میں نے سبق سمجھ لیا ہے اور اُسے لکھ لیا ہے۔

<u>اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔</u> **① سميرة طفلة صغيرة ②هی قامت من الفراش و مشت الی الباب ③ ثم فتحت الباب ④وخرجت من الغرفة۔**

الشق الثاني ...... نَارٌ بَارِدَةٌ: اِجْتَمَعَ النَّاسُ وَقَالُوْا مَاذَا نَفْعَلُ؟ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَسَرَ الْاَصْنَامَ وَاَهَانَ الْاٰلِهَةَ وَسَأَلَ النَّاسُ مَا عِقَابُ اِبْرَاهِيْمَ؟ مَا جَزَاءُ اِبْرَاهِيْمَ؟ كَانَ الْجَوَابُ حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ. وَهٰكَذَا كَانَ اَوْقَدُوْا نَارًا وَاَلْقَوْا فِيْهَا اِبْرَاهِيْمَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ نَصَرَ اِبْرَاهِيْمَ وَقَالَ النَّارِ يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ". (ص۲۱۔ ثانیہ) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ ٹھنڈی آگ: لوگ جمع ہوئے اور بولے کہ ہم کیا کریں؟ تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے توڑا ہے بتوں کو اور توہین کی ہے معبودوں کی، لوگوں نے پوچھا کہ ابراہیم علیہ السلام کی سزا کیا ہو؟ ابراہیم (کے اس فعل) کا بدلہ کیا ہو؟ جواب تھا کہ اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو، اور ایسا ہی ہوا انہوں نے آگ جلائی اور ابراہیم علیہ السلام کو اس میں پھینک دیا اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی مدد کی اور آگ سے فرمایا کہ اے آگ! ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

❸ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "حَرِّقُوْا" صیغہ جمع مذکر حاضر امر حاضر معروف از مصدر تحریق (تفعیل) بمعنی جلانا۔

"اُنْصُرُوْا" صیغہ جمع مذکر حاضر امر حاضر معروف از مصدر النصر (نصر) بمعنی مدد کرنا۔

"اَوْقَدُوْا" صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معروف از مصدر ایقاد (افعال) بمعنی روشن کرنا، جلانا۔

"اَلْقَوْا" صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معروف از مصدر القاء (افعال) بمعنی ڈالنا۔

"کُوْنِیْ" صیغہ واحد مؤنث حاضر امر حاضر معروف از افعال ناقصہ از مصدر کون (نصر) بمعنی ہونا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤۲۹ھ

الشق الاوّل ...... وَلَمَّا كَانَ مَا اَرَادَهُ اللّٰهُ وَغَرِقَ الْكُفَّارُ اَمْسَكَتِ السَّمَاءُ وَغَارَ الْمَاءُ وَاسْتَوَتِ السَّفِيْنَةُ عَلٰى جَبَلِ الْجُوْدِيِّ. وَقِيْلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ. وَقِيْلَ يَانُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ وَهَبَطَ نُوْحٌ وَاَصْحَابُ السَّفِيْنَةِ يَمْشُوْنَ عَلَى الْبَرِّ بِسَلَامٍ وَهَلَكَ الْكُفَّارُ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ وَبَارَكَ اللّٰهُ فِيْ ذُرِّيَّةِ نُوْحٍ فَانْتَشَرَتْ فِي الْاَرْضِ وَمَلَأَتِ الْاَرْضَ وَكَانَ فِيْهَا اُمَمٌ وَكَانَ فِيْهَا اَنْبِيَاءُ وَمُلُوْكٌ، سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعَالَمِيْنَ. (ص۱۰۔۱۱۔ ثانیہ) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہ ہو گیا اور کفار غرق ہو گئے تو آسمان تھم گیا اور پانی خشک ہو گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی اور کہا گیا پھٹکار ہو ظالموں پر، حضرت نوح علیہ السلام کو کہا گیا کہ اتریں سلامتی کے ساتھ، نوح علیہ السلام اور کشتی والے خشکی پر سلامتی کے ساتھ اتر کر چلنے لگے۔ قوم نوح کے کافر ہلاک ہو گئے، نہ ان پر آسمان رویا اور نہ ہی زمین۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی اولاد میں برکت دی اور وہ زمین میں پھیل گئی۔ اس نے زمین کو بھر دیا اور اس میں بہت سے انبیاء علیہم السلام اور بادشاہ ہوئے، سلام ہو نوح علیہ السلام پر جہانوں میں۔

❸ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔

"اَمْسَكَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث ماضی معلوم از مصدر اِمْسَاكٌ (افعال، صحیح) بمعنی تھمنا اور کنا۔

"غَارَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر غَوْرًا (نصر، اجوف) بمعنی نیچے اترنا۔
"اِسْتَوَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث ماضی معلوم از مصدر اِسْتِوَاءٌ (افتعال، لفیف) بمعنی ٹھہرنا، برابر ہونا۔
"بُعْدًا" بمعنی دوری، اس کے معنی اکثر ہلاکت، تباہی اور لعنت کے آتے ہیں۔ مصدر سمع و کرم بمعنی دور رہنا و ہلاک ہونا۔
"اِهْبِطْ" صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم از مصدر هُبُوْطًا (ضرب، صحیح) بمعنی نیچے اترنا۔
"بَكَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث ماضی معلوم از مصدر بُكَاءٌ (ضرب، ناقص) بمعنی رونا۔
"مَلَأَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث ماضی معلوم از مصدر مَلْأً (فتح، مہموز) بمعنی بھرنا۔

الشق الثانی ...... ناقة ثمود: ورثت ثمود عادًا كما ورثت عاد امة نوح، وكانت ثمود على اثر عاد كما كانت عاد على اثر امة نوح، وكانت ارض ثمود ايضا ارضا جميلة خضراء فيها بساتين وعيون وجنات تجري من تحتها الانهار وكانت ثمود كعادٍ في العمارة والزراعة. (ص۱۲۴-۱۲۳ عثمانیہ)

عبارت مذکورہ کا سلیس ترجمہ کریں، قوم عاد و ثمود کی طرف مبعوث ہونے والے پیغمبر کے نام بتائیں، قوم عاد و ثمود میں مماثلت تو مصنف نے بیان کر دی ہے، اگر ان میں کسی اعتبار سے فرق آپ کو یاد ہو تو اس کو بیان کریں، مندرجہ ذیل الفاظ میں جو واحد ہیں ان کی جمع اور جو جمع ہیں ان کا مفرد ذکر کریں (ارض، جميلة، خضراء، بساتين، عيون، جنات، انهار)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) قوم عاد و ثمود کے انبیاء کے نام (۳) قوم عاد و ثمود میں فرق (۴) مذکورہ الفاظ کے مفرد و جمع کی وضاحت۔

جواب ...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ قوم ثمود کی اونٹنی: وارث بنی قوم ثمود قوم عاد کی جیسا کہ وارث بنی تھی قوم عاد قوم نوح کی، اور قوم ثمود قوم عاد کے نقشِ قدم پر تھی جیسا کہ قوم عاد نوح علیہ السلام کی امت کے نقشِ قدم پر تھی، ثمود کی زمین بھی خوبصورت سر سبز و شاداب تھی اس میں باغات اور چشمے اور ایسی بہشتیں تھیں جنکے نیچے نہریں جاری تھیں، اور قوم ثمود عمارت و زراعت میں عاد کی طرح تھی۔

② قوم عاد و ثمود کے انبیاء کے نام:۔ قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام اور قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام مبعوث کئے گئے تھے کما قال الله تعالى والى عاد اخاهم هودا، والى ثمود اخاهم صالحًا۔

③ قوم عاد و ثمود میں فرق:۔ ① قوم ثمود قوم عاد کی اولاد میں سے تھے، اسی وجہ سے قوم عاد کو عادِ اولی اور قوم ثمود کو عادِ ثانیہ کہا جاتا ہے ② قوم عاد قوۃ اور طاقت میں مشہور تھے اور ان کا مقولہ ہے "مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً" اور قوم ثمود پتھروں کو تراشنے اور پتھروں کے محلات بنانے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، کما قال الله تعالى: وتنحتون من الجبال بيوتا فارهين۔

④ مذکورہ الفاظ کے مفرد و جمع کی وضاحت:۔ ارض کی جمع ارضون ہے۔ جميلة کی جمع جميلات ہے۔ خضراء کی جمع خضروات ہے۔ بساتين کا مفرد بستان ہے۔ عيون کا مفرد عين ہے۔ جنات کا مفرد جنة ہے۔ انهار کا مفرد نهر ہے۔

﴿الورقة الخامسة: في الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاوّل ...... مندرجہ ذیل جملوں میں خالی جگہ پر کریں۔ (ص۱۰۲، ۱۱۱-امدادیہ)

الطفل لعب في الحديقة	الطفلان...... في الحديقة	الاطفال...... في الحديقة

الطفلة...... فی الحدیقه	الطفلتان...... فی الحدیقة	الطفلات...... فی الحدیقة
الخادم ینظف الحجرة	الخادمان...... الحجرة	الخادمون...... الحجرة
الخادمة...... الحجرة	الخادمتان...... الحجرة	الخادمات...... الحجرة

جواب...... مذکورہ ناقص جملوں کی تکمیل:۔

الطفل لعب فی الحدیقة	الطفلان لعبافی الحدیقة	الاطفال لعبوا فی الحدیقة
الطفلة لعبت فی الحدیقة	الطفلتان لعبتا فی الحدیقة	الطفلات لعبن فی الحدیقة
الخادم ینظف الحجرة	الخادمان ینظفان الحجرة	الخادمون ینظفون الحجرة
الخادمة تنظف الحجرة	الخادمتان تنظفان الحجرة	الخادمات ینظفن الحجرة

الشق الثانی......مندرجہ ذیل عربی جملوں کا اردو میں اور اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔

(۱) جلس محمود تحت الاشجار (۲) الطلاب لعبوافی المیدان ثم رجعوا الی بیوتهم (۳) اخذت قلما و کتبت الرسالة (٤) صلینا الظهر فی المسجد۔

(۱) خالد نے اپنا سبق یاد کیا (۲) تم نے اپنا چہرہ دھویا (۳) بچہ سو گیا (۴) چڑیا اڑ گئی (۵) عائشہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہی ہے (۶) یہ لڑکے اپنے مدرسہ جا رہے ہیں۔ (ص۹۲،۹۶۔امدادیہ)

جواب...... ❶ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ ① محمود بیٹھا درختوں کے نیچے ② طلباء میدان میں کھیلے پھر لوٹ آئے اپنے گھروں کی طرف ③ میں نے قلم لیا اور لکھا میں نے خط ④ نماز پڑھی ہم نے ظہر کی مسجد میں۔

❷ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ①حفظ خالد درسه ②غسلتَ وجهكَ ③نام الطفل ④طار العصفور ⑤عائشة تتلو القرآن الکریم ⑥هؤلاء الاولاد یذهبون الی مدرستهم۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳۰ھ

الشق الاوّل......درج ذیل جملوں میں ہندسوں کو لفظوں میں تحریر کریں۔

(۱) فی المحفظة ۱۱ کتابا (۲) للمسجد ۱۲ بابا و ۲۰ شباکا (۳) فی المدرسة ۱۹ استاذا (٤) قیمة الظرف ۱۵ فلسا (٥) فی البیت ۱٤ کرسیا۔ (ص۱۲۲۔امدادیہ)

جواب......ہندسوں کا عربی ترجمہ:۔ ①فی المحفظة احد عشر کتابا ②للمسجد اثنا عشر بابا و عشرون شباکا ③فی المدرسة تسعة عشر استاذا ④قیمة الظرف خمسة عشر فلسا ⑤فی البیت اربعة عشر کرسیا۔

الشق الثانی...... وعطش اسماعیل مرة وارادت امه ان تسقیه ماء ولکن این الماء ومکة لیس فیها بئر ومکة لیس فیها نهر وکانت هاجر تطلب الماء و تجری من الصفا الی المروة ومن المروة الی الصفا و نصر الله هاجر و نصر اسماعیل، فخلق لهما ماء وخرج الماء من الارض وشرب اسماعیل وشربت هاجر و بقی الماء فکان بئر زمزم۔ (ص۳۱۔ثانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی صرفی ولغوی تحقیق کریں اور زمزم کی وجہ تسمیہ بیان کریں۔ خط کشیدہ عبارتوں کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا حل چار امور ہیں: (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۳) زمزم کی وجہ تسمیہ (۴) عبارت مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایک مرتبہ پیاس لگی، ان کی والدہ نے ان کو پانی پلانا چاہا لیکن پانی کہاں، مکہ میں کوئی کنواں نہ تھا اور مکہ میں کوئی نہر نہ تھی اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام پانی تلاش کرتی تھیں اور دوڑتی تھیں صفا سے مروہ کی طرف اور مروہ سے صفا کی طرف تو مدد فرمائی اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اور مدد فرمائی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی۔ پس پیدا کیا ان کیلئے پانی اور نکلا پانی زمین سے اوپر پیا اسماعیل علیہ السلام نے اور پیا حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اور باقی رہا پانی، سو وہ زمزم کا کنواں بن گیا۔

❷ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "مَرَّةً" اسم بمعنی ایک مرتبہ اس کی جمع مِرَرٌ و مِرَارٌ و مَرَّاتٌ ہے۔

"عَطِشَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر عَطْشٌ (سمع) بمعنی پیاسا ہونا۔

"هَاجِرَة" یہ ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ اور اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے۔

❸ زمزم کی وجہ تسمیہ:۔ زمزم کا معنی ہے "رُک جا" چونکہ یہ لفظ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی زبان سے اس وقت نکلا تھا جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹا کر پانی تلاش کر رہی تھیں اور کبھی صفا سے مروہ کی طرف جاتیں اور کبھی مروہ سے صفا کی طرف آتیں لیکن پانی کا کوئی وجود نہ تھا۔ اسی دوران حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑھیوں کی جگہ سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا اور بہنے لگا تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی زبان سے نکلا "زمزم" تو اسی وجہ سے اس کا نام زمزم رکھ دیا گیا۔

❹ عبارت مخطوطہ کی ترکیب:۔ "عطش اسمٰعيل مرّة" عطش فعل اسمٰعيل فاعل مرة مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ "كانت هاجرة تطلب الماء" كانت فعل ناقص هاجرة اس کا اسم تطلب فعل وفاعل الماء مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"نصر اسمٰعيل فخلق لهما ماءً" نصر فعل اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل اسمٰعيل مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ فا عاطفہ خلق فعل اس میں ھو ضمیر اسکا فاعل لهما جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے ماء مفعول بہ، فعل اپنے فاعل متعلق ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاول ...... وَقَالَ لَهُمْ هُوْدٌ: لَيْسَ هٰذَا سَحَابُ رَحْمَةٍ بَلْ هُوَ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَكَانَ كَذٰلِكَ فَقَدْ هَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ مَارَاَى النَّاسُ مِثْلَهَا وَمَا سَمِعَ النَّاسُ مِثْلَهَا وَهَبَّتِ الْعَاصِفَةُ تَقْلَعُ الْاَشْجَارَ وَتَهْدِمُ الْبُيُوْتَ وَتَحْمِلُ الدَّوَابَّ وَتَرْمِيْهَا اِلٰى مَكَانٍ بَعِيْدٍ وَدَخَلَهُمُ الرُّعْبُ وَاعْتَنَقَ الْاَطْفَالُ بِالْاُمَّهَاتِ وَاعْتَنَقَ النَّاسُ بِالْجُدْرَانِ. اَلْاَطْفَالُ يَبْكُوْنَ وَالنِّسَاءُ يَصِحْنَ وَالرِّجَالُ يَدْعُوْنَ وَيَسْتَغِيْثُوْنَ وَكَانَ قَائِلًا يَقُوْلُ "لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ"۔ (ص۱۲۱۔ثانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ وتشریح کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ كما مرّ في السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور کہا ان کو حضرت ہود علیہ السلام نے کہ یہ رحمت کا بادل نہیں ہے بلکہ یہ آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے اور اسی طرح ہوا پس زوردار ہوا چلی نہیں دیکھی تھی لوگوں نے اس کی مثل اور نہیں سنا تھا لوگوں نے اس جیسی ہوا کے بارے میں اور ایسی آندھی چلی جو درختوں کو جڑ سے اکھیڑ رہی تھی اور گھروں کو گرا رہی تھی اور جانوروں کو اٹھا رہی تھی اور دور دراز جگہ میں پھینک رہی تھی اور ان کے اوپر رعب طاری ہو گیا اور چمٹ گئے بچے ماؤں کے ساتھ اور چمٹ گئے لوگ دیواروں کے ساتھ، بچے رو رہے تھے، خواتین چیخ رہی تھیں اور لوگ دعا کر رہے تھے اور فریاد طلب کر رہے تھے اور گویا کہنے والا (زبانِ حال سے) کہہ رہا تھا کہ آج اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں قومِ عاد کے عذاب کا ذکر ہے کہ جب انہوں نے وقت کے نبی اور پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام کی بات نہ مانی اور عذاب کا مطالبہ کیا اور یہ لوگ ہر وقت بارش کے انتظار میں رہتے تھے، ایک دن بادل نظر آیا تو وہ بہت خوش ہو گئے کہ بارش کے بادل آ رہے ہیں تو حضرت ہود علیہ السلام نے کہا کہ یہ بارش کے بادل نہیں بلکہ عذاب ہے چنانچہ اسی طرح ہوا، عذاب بادل کی صورت میں نازل ہوا، ہر ایک پریشان حال تھا وہ ہوا کا طوفان درختوں کو اکھیڑ کر پھینک رہا تھا اور جانوروں کو اِدھر اُدھر پھینک رہا تھا اور اسکی شدت سے مکانات گر رہے تھے سارا نظام درہم برہم تھا۔ نفسا نفسی کا عالم تھا، بچے ماؤں کے ساتھ چمٹ کر رو رہے تھے، عورتیں چیخ و پکار کر رہی تھیں اور مرد دیواروں کے ساتھ خوف کی وجہ سے چمٹے ہوئے تھے، دعا مانگ رہے تھے اور فریاد کیلئے پکار رہے تھے اور اس طرح سات رات اور آٹھ دن تک یہ سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجہ میں لوگ ہلاک ہو گئے اور پرندے ان کو نوچ رہے تھے اور کھا رہے تھے صرف اہلِ ایمان ہی اپنے ایمان کی وجہ سے بچے تھے، اس منظر کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی غیب سے آواز لگا رہا ہے **"لاعاصم الیوم من امر اللّٰہ"** (کہ آج کے دن اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے جسکی سفارش سے یہ عذاب ٹل جائے)۔

❹ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح:۔ **"اَلْعَاصِفَۃُ"** بادِ تند، آندھی، زور کی ہوا، **عصف** سے اسم فاعل ہے۔

"تَقْلَعُ" یہ **قَلْعٌ** (فتح، صحیح) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی اکھاڑنا۔ **"اَلْجُدْرَانُ"** یہ **جِدَارٌ** کی جمع ہے بمعنی دیوار۔

"تَهْدِمُ" یہ **هَدْمٌ** (ضرب، صحیح) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی گرانا۔

"طَارَتْ" یہ **طَيَرَانٌ** (ضرب، اجوف) سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی اُڑنا۔

"رِمَالٌ" یہ **رَمْلٌ** کی جمع ہے بمعنی ریت۔ **"اِعْتَنَقَ"** یہ **اِعْتِنَاقٌ** (افتعال، صحیح) سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی گلے میں چمٹنا۔

"يَصِحْنَ" یہ **صَيْحٌ، صَيْحَةٌ** (ضرب، اجوف) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی چلانا، چیخنا۔

"يَسْتَغِيثُوْنَ" یہ **اِسْتِغَاثَةٌ** (استفعال، اجوف) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی فریاد کرنا، مدد طلب کرنا۔

"عَاصِمٌ" یہ **عِصْمَةٌ** (ضرب، صحیح) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی بچانا و حفاظت کرنا۔

الشق الثانی ...... قصص النبیین کے مؤلف کے حالات لکھتے ہوئے بتائیں کہ کتاب میں کتنے انبیاء علیہم السلام کے قصے بیان کئے گئے ہیں، ان کے نام ذکر کریں۔

جواب ...... ❶ مؤلف کے حالات:۔ **(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ؒ)**

ولادت اور خاندان: آپ ۱۳۳۳ھ کو تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی ہندوستان میں علامہ حکیم سید عبدالحی الحسنی کے گھر پیدا ہوئے، آپ کے جدِ امجد مولانا حکیم فخر الدین خیالی فارسی کے نامور مصنف اور شریعت و طریقت کے جامع بزرگ تھے۔

آپ کی والدہ خیر النساء قرآن کریم کی حافظہ معاشرت خانہ داری کے فن میں خداداد بصیرت اور طبعی ذوق رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں، آپ اپنی والدہ ماجدہ کے اکلوتے فرزند ہیں، آپ کی دو بہنیں ہیں دونوں آپ سے عمر میں بڑی ہیں۔

آپ ابھی نو سال کے تھے کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی تربیت اور کفالت کی ذمہ داری آپ کے بڑے بھائی مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی کے سر آئی جو خود ان دنوں طالب علمی سے نئے نئے نکلے تھے۔ اور ایک ٹریننگ لے رہے تھے لیکن انہوں نے اس خوش اسلوبی اور حوصلہ و عزم سے اس بار کو اٹھایا کہ شفقت پدری سے محروم ہونے کا احساس نہیں پیدا ہونے دیا۔

ابتدائی تعلیم: قرآن مجید اور فارسی کی کتابیں اپنے وطن رائے بریلی میں اپنے خاندان کے بزرگوں سے پڑھیں۔ صرف ونحو ادب وریاست کی تعلیم شیخ خلیل بن محمد بن شیخ حسین الیمنی سے حاصل کی۔ شیخ خلیل آپ کو عربی پڑھاتے عربی میں گفتگو کرتے اور ہمہ وقت تربیت میں مصروف رہتے۔ آپ کے ذہن کا پہلا سانچہ شیخ صاحب نے خالص عربی انداز میں ڈھال دیا۔

۱۹۳۰ء میں آپ نے لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل حدیث کا امتحان دیا اور اس سے قبل فاضل ادب کا امتحان دیا۔ دینیات کی تعلیم مولانا شبلی رحمہ اللہ اور حدیث کی تعلیم حضرت حیدر حسن خان رحمہ اللہ سے حاصل کی، پھر دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے درسِ حدیث میں شرکت کی۔

واپسی پر ندوہ آکر علامہ شیخ محمد تقی الدین ہلالی مراکشی سے ادب عربی کی اونچی کتابیں پڑھیں۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے آپ کو اپنے شیخ حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری کی بیعت میں داخل کرا دیا۔ اور خود تربیت کی ذمہ داری لی، بالآخر خلافت سے سرفراز کیا۔

تدریس: مولانا مسعود عالم ندوی کے بعد ۱۹۳۴ء میں آپ نے دار العلوم ندوۃ العلماء میں مسند تدریس کو سنبھالا اور ایک طویل عرصہ تک تفسیر، حدیث اور ادب کے اسباق پڑھاتے رہے۔

اسی دوران حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت ہوئے اور منازل سلوک طے کر کے چاروں سلسلوں میں خلافت حاصل کی۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انکی شفقتوں سے بہرہ مند ہوئے۔

تصنیفی خدمات: سیرت سید احمد شہید، قصص النبیین للاطفال، النبی الخاتم، تاریخ دعوت وعزیمت، حیات عبدالحیٔ، پیامِ انسانیت، سیرت محمدی کا پیغام، نشانِ راہ، مذہب یا تہذیب، ہندوستانی مسلمانوں پر ایک نظر، پرانے چراغ، محسنِ عالم، قادیانیت اور اس کے علاوہ سینکڑوں کتب ان کی تصنیفات ہیں۔ قصص النبیین انہوں نے اپنے بھتیجے محمد الحسنی کے لئے لکھی تھی، بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے یہ بہت مفید کتاب ہے۔

وفات: آپ کی وفات بروز جمعہ المبارک ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ بمطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو ہوئی۔

❷ کتاب میں مذکور انبیاء علیہم السلام کی تعداد واسماء: کتاب میں کل چودہ انبیاء علیہم السلام کے قصے اور واقعات ذکر کئے گئے ہیں جن کے اسماء یہ ہیں ① حضرت ابراہیم ② حضرت یوسف ③ حضرت نوح ④ حضرت ہود ⑤ حضرت صالح ⑥ حضرت موسیٰ ⑦ حضرت شعیب ⑧ حضرت داؤد ⑨ حضرت سلیمان ⑩ حضرت ایوب ⑪ حضرت یونس ⑫ حضرت زکریا ⑬ حضرت یحییٰ ⑭ حضرت عیسیٰ علیہم السلام۔

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ...... درج ذیل جملوں کی عربی بنائیں، نیز التاء المفتوحہ کے بارے میں آپ کیا جانتی ہیں۔

(۱) یہ خالد ہے (۲) وہ اپنی درسگاہ کے پاس ہے (۳) میرا گھر مدرسہ کے نزدیک ہے (۴) کتب خانہ دفتر کے قریب ہے

(۵) تمہارا کمرہ مسجد میں ہے (۶) میرا گھر بازار سے دور ہے (۷) ہوائی اڈہ شہر کے قریب ہے۔ (ص۵۲۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امر توجہ طلب ہیں (۱) مذکورہ جملوں کی عربی (۲) التاء المفتوحہ کی تحقیق۔

جواب ...... ❶ مذکورہ جملوں کی عربی:۔ ① **هذا خالد** ② **هو عند فصله** ③ **بيتي قريب من المدرسة** ④ **المكتبة قريبة من المكتب** ⑤ **غرفتك فى المسجد** ⑥ **بيتي بعيد من السوق** ⑦ **المطار قريب من البلد۔**

❷ **التاء المفتوحه** کی تحقیق:۔ تاءِ مفتوحہ (لمبی تاء): وہ تاء جو فعل کے آخر میں ہو اور اس کا ماقبل خواہ متحرک ہو یا ساکن ہو جیسے **علمتُ، فهمتْ** اور وہ تاء جو فعل کے آخر میں ہو اور اصلی ہو جیسے **ثبت، يثبت** اور وہ تاء جو مفرد کے آخر میں ہو اور ان کا ماقبل مفتوح نہ ہو جیسے **زيت ثابت، تفاوت** اور جمع مونث سالم کی تاء جیسے **مسلمات** ان تمام صورتوں میں تاء لمبی لکھی جاتی ہے۔

الشق الثانی ...... درجہ ذیل عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔ فعل مضارع کا جمع مذکر غائب کا صیغہ بنانے کا کیا طریقہ ہے۔

(۱) اليوم الجمعة نحن لا نذهب اليوم المدرسة (۲) اليوم نغتسل و نلبس الثياب النظيفة (۳) ونذهب الى المسجد الجامع و نصلي الجمعة (٤) ثم نرجع الى البيت (٥) و نذهب الى زملائنا (٦) ونزورهم و نسلم عليهم (٧) ونجلس معاونتكلم ثم نرجع الى البيت۔ (ص۸۸۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ (۲) مضارع کا جمع مذکر غائب بنانے کا طریقہ۔

جواب ...... ❶ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ ① آج جمعہ کا دن ہے، ہم آج مدرسہ نہیں جائیں گے ② آج ہم نہائیں گے اور صاف ستھرے کپڑے پہنیں گے ③ اور ہم جامع مسجد میں جائیں گے اور نماز جمعہ ادا کریں گے ④ پھر ہم گھر کی طرف لوٹیں گے ⑤ اور ہم جائیں گے اپنے دوستوں کی طرف ⑥ اور ہم ملاقات کریں گے ان سے اور ان کو سلام کریں گے ⑦ اور بیٹھیں گے ہم اکٹھے اور بات چیت کریں گے پھر ہم گھر کی طرف لوٹ آئیں گے۔

❷ مضارع کے جمع مذکر غائب بنانے کا طریقہ:۔ مضارع کے واحد مذکر غائب کے صیغہ کے آخر میں واؤ اور نون بڑھانے سے صیغہ جمع مذکر غائب بن جاتا ہے جیسے **يذهب** سے **يذهبون، يعلم** سے **يعلمون۔**

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ...... درج ذیل جملوں کی عربی بنائیں نیز بتائیں کہ اکیس سے ننانوے تک تمیز کا اعراب کیا ہوگا۔

(۱) خالد کے پاس پچاس روپے ہیں (۲) اس سکول میں سو طالب علم ہیں (۳) کلاس میں پینتیس طالبات ہیں (۴) ٹوکری میں اسی پھول ہیں (۵) الماری میں ایک ہزار کتابیں ہیں (۶) مسجد میں پچیس ستون ہیں (۷) ریل گاڑی میں پانچ سو آدمی ہیں۔ (ص۱۲۸)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ (۲) اکیس سے ننانوے تک تمیز کا اعراب

جواب ...... ❶ مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ① **عند خالد خمسون روبية** ② **فى هذه المدرسة مائة طالب** ③ **فى الفصل خمس و ثلاثون طالبة** ④ **فى الزهرية ثمانون زهرة** ⑤ **فى المسجد خمسة و عشرون عمودًا** ⑥ **فى القطار خمس مائة رجل.**

❷ مذکورہ تمیز کا اعراب:۔ اکیس سے ننانوے تک عدد کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔

الشق الثانی ...... **ان يوسف كان كبير النفس ابيًّا، ان يوسف كان كبير العقل ذكيًّا و خرج يوسف بريئًا واكرمه الملك، ان يوسف كان وحيدًا منذ زمن طويل لايرى احدًا من اهله، وقد ساق الله اليه**

بنیامین افلا یحبسه عندہٗ یراہ ویکلمه وھل من الظلم ان یقیم اخ عند اخیه ابدًا ابدًا وقال الاغنیاء الذی یدعو الیه نوحٌ لیس بحق ولیس بخیر لانا رأینا ان الخیر لایخطئنا ولا یجاوزنا فی المدینة ولو کان ھٰذا الدِّین خیرًا لاتانا قبل ھٰؤلاء المساکین۔ (ص ۶۲۔عثمانیه)

عبارت کا سلیس ترجمہ کریں۔خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امور حل طلب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ بیشک یوسف علیہ السلام بڑی عزت وعظمت والے نہایت خوددار تھے۔بیشک یوسف علیہ السلام بڑی عقل والے نہایت ذہین تھے۔حضرت یوسف علیہ السلام تہمت سے بری ہو کر جیل سے نکلے اور بادشاہ نے آپ کا اعزاز واکرام کیا۔حضرت یوسف علیہ السلام مدت دراز سے اکیلے تھے،اپنے خاندان میں سے کسی کو نہیں دیکھا تھا،اللہ تعالیٰ حضرت بنیامین کو انکے پاس لے آئے تو کیا وہ ان کو اپنے پاس نہ روکیں کہ ان کو دیکھیں اور ان سے بات چیت کریں اور کیا یہ ظلم ہے کہ بھائی اپنے بھائی کے پاس ٹھہرے کبھی نہیں،کبھی نہیں اور مالدار (اغنیاء) لوگوں نے کہا کہ وہ چیز جس کی طرف نوح علیہ السلام بلاتے ہیں وہ نہ حق ہے اور نہ خیر ہے اسلئے کہ (ہمارا تجربہ اور مشاہدہ ہے) کہ شہر میں بھلائی ہم سے نہیں چوکتی اور ہم سے تجاوز نہیں کرتی،اگر یہ خیر ہوتا تو ان مسکینوں سے پہلے ہمارے پاس آتا۔

② الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "آبِیًّا" صیغہ صفت از مصدر الاباء (فتح وضرب) بمعنی باز رہنا۔خوددار ہونا۔

"بَرِیئًا" صیغہ صفت از براءۃ (سمع) بمعنی خلاصی پانا،نجات پانا۔ "وَحِیْدًا" صیغہ صفت بمعنی اکیلا۔

"ساق" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر سَوْق (نصر) بمعنی چلانا۔

"یَحْبِسُهٗ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر الحبس (ضرب) بمعنی روکنا۔

"لایخطئنا" صیغہ واحد مذکر غائب نفی مضارع معروف از مصدر اخطاء (افعال) بمعنی خطاء کرنا،غلطی کرنا۔

"لایجاوز" صیغہ واحد مذکر غائب نفی مضارع معروف از مصدر مجاوزۃ (مفاعلۃ) بمعنی حد سے گزرنا،تجاوز کرنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ......غَضَبُ اللّٰهِ: وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَى النَّاسِ غَضَبًا شَدِیْدًا وَلَعَنَهُمْ وَلِمَاذَا لَا یَغْضَبُ اللّٰهُ عَلَى النَّاسِ وَلَا یَلْعَنُهُمْ اَلِهٰذَا خَلَقَهُمْ اَلِهٰذَا یَرْزُقُهُمْ؟ یَمْشُوْنَ عَلٰی اَرْضِ اللّٰهِ وَیَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَیَاْکُلُوْنَ رِزْقَ اللّٰهِ وَیُشْرِکُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّ هٰذَا لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَى النَّاسِ وَحَبَسَ الْمَطَرَ وَضَیَّقَ عَلَیْهِمْ۔ وَقَلَّ الْحَرْثُ وَقَلَّ النَّسْلُ۔ (ص ۹۴۔عثمانیه)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں،خط کشیدہ الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق کریں،شرک کے ظلم عظیم ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۴) شرک کے ظلم عظیم ہونے کی وجہ۔

جواب...... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کا غضب: اللہ تعالیٰ لوگوں پر بہت غضبناک ہوئے اور انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا اور اللہ تعالیٰ لوگوں پر کیوں غضبناک نہ ہوتے اور کیوں رحمت سے دور نہ کرتے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں اس لئے پیدا کیا تھا؟ کیا اللہ تعالیٰ اس لئے ان کو رزق دیتے ہیں؟ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر چلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا رزق کھاتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں، بے شک یہ البتہ ظلم عظیم ہے اللہ تعالیٰ لوگوں پر غضبناک ہوئے اور بارش روک لی اور ان پر سختی فرمائی، کھیتی اور نسل کم ہوگئی۔

③ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "حَبَسَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر حَبْسٌ (ضرب) بمعنی روکنا۔

"اَلْمَطَرُ" مصدر ہے (نصر) بمعنی بارش کا برسنا۔ "اَلْحَرْثُ" مصدر (نصر، ضرب) بمعنی کھیتی کرنا۔

"قَلَّ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر قِلَّتٌ (ضرب) بمعنی کم ہونا۔

"اَلنَّسْلُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اَنْسَالٌ ہے بمعنی اولاد، ذریت۔

④ شرک کے ظلم عظیم ہونے کی وجہ:۔ ظلم کی حقیقت علماء نے یہ بیان کی ہے کہ کسی چیز کو بے محل استعمال کیا جاوے۔ اور یہ بات شرک میں سب سے زیادہ واضح ہے کہ خالق کی جگہ بتوں کی پرستش کی جائے اور رازق کے ساتھ شرک کیا جائے۔

الشق الثانی ...... وَاَنْتُمْ لَاتَزَالُوْنَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اَبَدًا ! اِنَّ ذٰلِكَ لَايَكُوْنُ ! اِنَّ ذٰلِكَ لَايَكُوْنُ فَلِمَاذَا مَاتَ آبَاؤُكُمْ يَااِخْوَانِىْ ! كَانَتْ لَهُمْ قُصُوْرٌ وَكَانَتْ لَهُمْ كَذٰلِكَ بَسَاتِيْنُ وَعُيُوْنٌ وَكَانَتْ لَهُمْ زُرُوْعٌ وَنَخِيْلٌ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَيَسْكُنُوْنَ فِيْهَا وَلٰكِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَايَنْفَعُهُمْ وَوَصَلَ اِلَيْهِمْ مَلَكُ الْمَوْتِ وَوَجَدَ اِلَيْهِمْ سَبِيْلًا ! وَكَذٰلِكَ تَمُوْتُوْنَ اَنْتُمْ اَيْضًا وَيَبْعَثُكُمُ اللّٰهُ وَيَسْأَلُكُمْ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ۔ (ص ۱۳۱۔ حقانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی تحقیق (۴) "ابدًا ابدًا" کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ (کیا گمان کرتے ہو تم) یہ کہ تم ہمیشہ ہمیشہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے رہو گے؟ یقیناً یہ نہیں ہوگا، یقیناً یہ نہیں ہوگا، تو اے میرے بھائیو! تمہارے آباؤ اجداد کیوں مر گئے؟ ان کے لئے محلات تھے، اور ان کیلئے اسی طرح باغات اور چشمے تھے اور ان کے لئے کھیت اور کھجور کے باغات تھے اور وہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے اور ان میں رہائش کرتے تھے لیکن ان تمام چیزوں نے ان کو (بوقت موت) نفع نہ دیا اور موت کا فرشتہ ان کے پاس پہنچ گیا اور ان کی طرف راستہ پا لیا، اسی طرح تم بھی مر جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ کریں گے اور تم سے ان نعمتوں کے بارے میں سوال کرینگے۔

③ کلمات مخطوطہ کی تحقیق:۔ "تَنْحِتُوْنَ" صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع معروف از مصدر نَحْتًا (ضرب) بمعنی تراشنا۔

"قُصُوْرٌ" صیغہ جمع بحث اسم جامد اس کا مفرد قصر ہے بمعنی محل۔ "عُيُوْنٌ" یہ عین کی جمع ہے بمعنی چشمہ۔

"زُرُوْعٌ" یہ زَرْعٌ کی جمع ہے بمعنی کھیت۔

④ "ابدًا ابدًا" کی ترکیبی حیثیت:۔ پہلا اَبَدًا تنحتون سے ظرف ہے اور دوسرا "اَبَدًا" پہلے "اَبَدًا" کی تاکید ہے۔

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ...... درج ذیل نصائح پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں۔ آخری پانچ نصائح کو مکمل کریں۔

قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ (۲) قُلْ خَيْرًا وَاِلَّا فَاصْمُتْ (۳) خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ (٤) خَيْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ (٥) آفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ (٦) اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْاِيْمَانِ (٧) اَلْاِقْتِصَادُ مُفِيْدٌ۔

تکمل کریں (۱) كثرة المزاح .... (۲) الحياء .... (۳) .... نصف العلم (٤) السر ....
(٥) الكلمة الطيبة ....۔ (ص ۱۶۴۔امدادیہ)

﴿ خلاصہ سوال ﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) نصائح پر اعراب (۲) نصائح کا ترجمہ (۳) نصائح کی تکمیل۔

جواب ...... ❶ نصائح پر اعراب: ۔ كما مرّ في السوال آنفا۔

❷ نصائح کا ترجمہ: ۔ ① تو کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہ ② اچھی بات کہہ، ورنہ خاموش رہ ③ بہترین کلام وہ ہے جو مختصر ہو اور مطلب واضح کرے ④ لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہو ⑤ علم کی آفت بھولنا ہے ⑥ صفائی ایمان کا جزو ہے ⑦ میانہ روی فائدہ مند ہے۔

❸ نصائح کی تکمیل: ۔ ① كثرة المزاح تجلب العداوة ② الحياء من الايمان ③ السوال نصف العلم ④ السر امانة ⑤ الكلمة الطيبة صدقة۔

الشق الثانی ...... عربی میں اپنی ناظمہ کے نام علالت کی بنا پر چھٹی کی درخواست لکھیں۔ (ص ۱۵۲۔امدادیہ)

جواب ...... بیماری کی بناء پر چھٹی کی درخواست: ۔

بسم الله الرحمن الرحيم

السيدة مديرة التعليم بتعليم النساء جامعة خير المدارس حفظها الله

السلام عليكم ورحمة الله و بركاته

بعد السلام، لقد اصابني مرض شديد وفي جسدي الم شديد ولا استطيع مع المرض الحضور الى المدرسة۔
فالرجاء التكرم باعطائي اجازةً للصحة وسوف اطالع الدروس التي تفوتني ايام مرضي وتقبلوا مني غاية شكري۔ وارجو الدعاء عنكم للصحة۔ والسلام

مقدمته: سميه حامد

الطالبة بالصف الثاني

﴿السوال الثاني﴾ ١٤٣٢هـ

الشق الاوّل ...... (۱) یہ لمبی دیوار ہے (۲) وہ لمبا درخت ہے (۳) یہ خالد کی گھڑی ہے (۴) اس کا رنگ سفید ہے (۵) یہ سرخ ٹوپی ہے (۶) ہاتھی بڑا جانور ہے (۷) ہرن تیز جانور ہے (۸) محمود، شاہد اور خالد کے درمیان ہے (۹) میرا مدرسہ مسجد کے سامنے ہے۔

مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں نیز درج ذیل الفاظ سے تثنیہ وجمع بنائیں۔ (ص ۳۰، ۴۲، ۴۶، ۴۸، ۵۰۔امدادیہ)

(۱) راس (۲) لسان (۳) صدر (٤) قلب (٥) عين (٦) قدم (٧) وجه۔

﴿ خلاصہ سوال ﴾ ...... اس سوال میں دو امر حل طلب ہیں (۱) مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ (۲) مذکورہ الفاظ سے تثنیہ وجمع۔

جواب ...... ❶ مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ: ۔ ① هٰذا جدار طويل ② تلك شجرة طويلة ③ هٰذه ساعة خالد ④ لونها ابيض ⑤ هٰذه قلنسوة حمراء ⑥ الفيل حيوان كبير ⑦ الغزالة حيوان سريع ⑧ محمود بين شاهد و خالد ⑨ مدرستي امام المسجد۔

❷ مذکورہ الفاظ سے تثنیہ وجمع: ۔ ① راس، راسان، رؤس ② لسان، لسانان، السنة ③ صدر، صدران،

صدور ④ قلب، قلبان، قلوب ⑤ عین، عینان، عیون ⑥ قدم، قدمان، اقدام ⑦ وجه، وجهان، وجوه۔

الشق الثانی...... ورای ملك مصر رؤیا عجیبة رای فی المنام سبع بقرات سمان ویأکل هذه البقرات سبع بقرات عجاف ورای الملك سبع سنبلات خضر وسبع سنبلات یابسات۔

عبارت کا ترجمہ کریں، شاہِ مصر کے اس خواب کی تعبیر بزبانِ حضرت یوسف علیہ السلام بتائیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے جو خواب دیکھا تھا وہ اور اس کی تعبیر قلمبند کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) شاہِ مصر کے خواب کی تعبیر بزبانِ حضرت یوسف علیہ السلام (۳) حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب اور اس کی تعبیر۔

جواب...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور بادشاہِ مصر نے ایک عجیب خواب دیکھا، اُس نے نیند میں سات موٹی گائیں دیکھیں اور یہ سات موٹی گائیں سات کمزور گائیوں کو کھاتی ہیں اور بادشاہ نے سات سبز بالیاں دیکھیں اور سات خشک بالیاں دیکھیں۔

② شاہِ مصر کے خواب کی تعبیر بزبانِ حضرت یوسف علیہ السلام:۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہِ مصر کے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ سات سال خوب زراعت اور فصل ہوگی اور اسکے بعد سات سال انتہائی سختی اور قحط سالی کے ہوں گے۔ اس خواب کا حل یہ ہے کہ پہلے سات سالوں میں جب خوب زراعت وفصل ہو تو اُس میں غلہ اناج کو ذخیرہ کرلو تاکہ قحط سالی کے دنوں میں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

③ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب اور اس کی تعبیر:۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں خواب دیکھا تھا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے مجھے سجدہ کررہے ہیں۔ جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے مطالبے پر اپنے والدین کو لے کر مصر پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا، اُن کا اعزاز واکرام کیا اور اُس کے بعد والدین اور سب بھائی یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے۔ اس موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے ابا جان! جو میں نے بچپن میں خواب آپ کے سامنے بیان کیا تھا یہ اُس کی تعبیر ہے اور میرے اُس خواب کو پروردگار نے سچ کر دکھایا ہے۔ یہ واقعہ اُس خواب کی تعبیر ہے کہ اُس خواب میں سورج وچاند سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین تھے اور ستاروں سے مراد اُن کے گیارہ بھائی تھے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤۳۲ھ

الشق الاول...... سَفِینَةُ نُوحٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ: بَارَكَ اللّٰهُ فِیْ ذُرِّیَّةِ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَكَانَ فِیْهَا رِجَالٌ كَثِیْرٌ وَنِسَاءٌ، وَانْتَشَرَتْ ذُرِّیَّةُ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَكَثُرَتْ، فَلَوْ رَجَعَ آدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَاٰی اَوْلَادَ لَمَا عَرَفَ، وَلَوْ قِیْلَ لَهٗ هٰذِهٖ ذُرِّیَّتُكَ یَا آدَمُ لَتَعَجَّبَ كَثِیْرًا، وَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ اَوْلَادِیْ۔ (ص ۸۷۔ ثانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق۔

جواب...... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مر فی السوال آنفًا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں برکت فرمائی تو ان میں بہت سے مرد اور خواتین ہوگئیں، حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد پھیل گئی اور زیادہ ہوگئی سو اگر حضرت آدم علیہ السلام لوٹ آتے اور اپنی اولاد کو دیکھتے تو (انہیں) پہچان نہ پاتے، اگر ان سے کہا جاتا کہ اے آدم! یہ آپ کی اولاد ہے تو وہ بہت تعجب کرتے اور فرماتے سبحان اللہ! یہ سب میری اولاد ہے؟

③ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:۔ بَارَكَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر مبارکۃ (مفاعلۃ، صحیح) بمعنی برکت دینا۔
وَانْتَشَرَتْ صیغہ واحد مونث غائب ماضی معروف از مصدر انتشار (افتعال، صحیح) بمعنی پھیلنا۔
كَثُرَتْ صیغہ واحد مونث غائب ماضی معروف از مصدر کثرۃ (کرم، صحیح) بمعنی زیادہ ہونا۔
رَجَعَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر رجوع (ضرب، صحیح) بمعنی لوٹنا۔
رَأَى صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر رؤیۃ (فتح مہموز وناقص) بمعنی دیکھنا۔
لَمَا عَرَفَ صیغہ واحد مذکر غائب نفی ماضی معروف از مصدر معرفۃ (ضرب، صحیح) بمعنی پہچاننا۔

الشق الثانی ...... وَاَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَةَ نُوْحٍ وَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُغْرِقَ قَوْمَهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُرِيْدُ كَذٰلِكَ اَنْ يَنْجُوَ نُوْحٌ وَالْمُؤْمِنُوْنَ فَاَمَرَ نُوْحًا اَنْ يَصْنَعَ سَفِيْنَةً كَبِيْرَةً وَ بَدَءَ نُوْحٌ يَصْنَعُ سَفِيْنَةً كَبِيْرَةً وَرَاٰهُ قَوْمُهٗ فِيْ هٰذَا الشُّغْلِ فَوَجَدُوْا شُغْلًا وَصَارُوْا يَسْخَرُوْنَ مِنْهُ ۔(ص۱۰۵۔ حقانیہ)
اعراب لگائیں، سلیس ترجمہ کریں، خط کشیدہ جملوں کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) خط کشیدہ جملوں کی ترکیب۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور آپ کی قوم کو غرق کرنے کا ارادہ کیا اور لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی طرح چاہا کہ نوح علیہ السلام اور ایمان والے نجات پا جائیں (غرق ہونے سے بچ جائیں) پس حکم دیا اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ایک بڑی کشتی بنانے کا، اور شروع ہوئے نوح علیہ السلام کہ ایک بڑی کشتی بنانے لگے اور دیکھا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے اس شغل میں تو انہیں ایک مشغلہ مل گیا اور وہ آپ علیہ السلام سے مذاق کرنے لگے۔

③ خط کشیدہ جملوں کی ترکیب:۔ اراد اللہ ان یغرق قومہ: "اراد" فعل "اللہ" فاعل "ان" ناصبہ مصدریہ "یغرق" فعل وفاعل "قومہ" مضاف ومضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ مصدر کی تاویل میں ہو کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

صاروا یسخرون منہ: "صار" فعل ناقص مع اسم "یسخرون" فعل وفاعل "منہ" جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صار کی خبر، صار اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الخامسة: في الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤۳۳ھ

الشق الاوّل ......(۱) فاطمہ یہاں سے اٹھو اور کرسی پر بیٹھ جاؤ (۲) زینب صبح اسکول جاتی ہے (۳) اور شام کو گھر لوٹ آتی ہے (۴) وہ نماز پڑھتی ہے (۵) اور قرآن کریم کی تلاوت کرتی ہے (۶) بچی اپنی ماں کی طرف چلتی ہے (۷) سعیدہ اپنی ماں کے پاس ادب سے بیٹھتی ہے۔ مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں، نیز درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔ (ص۶۲۔ امدادیہ)

(۱) عميق (۲) سريع (۳) ازرق (٤) نافذة (٥) ميناء (٦) حمال (۷) جار۔

جواب ...... ① مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ①يا فاطمة قومي هنا و اجلسي على الكرسي ②زينب تذهب الى المدرسة صباحًا ③ و ترجع الى البيت مساءً ④هي تصلي ⑤وتتلو القرآن الكريم

⑥الصبية تمشي الی امها ⑦ سعيدة تجلس عند امها بادب۔

❷ مذکورہ الفاظ کے معانی:۔ ① گہرا ② تیز ③ نیلا ④ کھڑکی ⑤ بندرگاہ ⑥ تلی ⑦ پڑوسی۔

الشق الثانی ......(۱) فاطمہ اذان سنتی ہے اور نماز پڑھتی ہے (۲) سعیدہ گلاب کا پھول سونگھتی ہے اور کہتی ہے کہ گلاب کی خوشبو بہت اچھی ہے۔ (۳) زینب ذہین لڑکی ہے پہلے سوچتی ہے پھر بولتی ہے (۴) استانی کے ساتھ ادب سے بات کرتی ہے۔

(۱) لعبت الطفلة مع اختها في حديقة المنزل و فرحت (۲) جهزت الام الطعام و قدمته الى اولادها.

مذکورہ اردو جملوں کا عربی میں اور عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔ (ص ۷۶۔ امدادیہ)

جواب ...... ❶ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ①فاطمة تسمع الاذان و تصلی ②سعيدة تشم الوردة و تقول رائحتها طيبة جدًا ③زينب بنت ذكية اوّلا تتفكر ثم تتكلم ④تتكلم مع معلمتها بادب۔

❷ عربی کا اردو میں ترجمہ:۔ ① بچی اپنی بہن کے ساتھ گھر کے باغیچہ میں کھیلی اور خوش ہوئی ② ماں نے کھانا تیار کیا اور اس نے کھانے کو اپنی اولاد کی طرف پیش کیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۲ھ

الشق الاول ......(۱) البنت تلعب، البنتان ......البنات ....

(۲) الطالبة تفهم العربية، الطالبتان............الطالبات............

(۳) المعلمة درست، المعلمتان............المعلمات............

(٤) انت تكتبين، انتما............انتن............

(٥) الفتاة صالحة، المرأتان............النساء............

درج بالا ناقص جملوں کو مکمل کریں۔ (ص ۱۰۲۔ امدادیہ)

جواب ...... ناقص جملوں کی تکمیل:۔ ①البنت تلعب، البنتان تلعبان، البنات يلعبن ② الطالبة تفهم العربية، الطالبتان تفهمان العربية، الطالبات يفهمن العربية ③ المعلمة درست، المعلمتان درستا، المعلمات درسن ④انت تكتبين، انتماتكتبان، انتن تكتبن ⑤الفتاة صالحة، المرأتان صالحتان، النساء صالحات۔

الشق الثانی ...... واخذ ابراهيم اسمٰعيل معه واخذ سكينًا ولما بلغ ابراهيم منًى واراد ان يذبح اسمٰعيل و اضطجع اسمٰعيل على الارض واراد ابراهيم ان يذبح فرضع السكين على حلقوم اسمٰعيل ولٰكن الله يحب ان يرٰى هل يفعل خليلة مايأمره ونجح ابراهيم في الامتحان فارسل الله جبريل بكبشٍ من الجنة وقال اذبح هٰذا ولا تذبح اسمٰعيل. (ص ۳۳۔ ثانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی و صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔ (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) کلمات مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنے ساتھ لیا اور چھری لی اور جب ابراہیم علیہ السلام منی میں پہنچے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہا تو لیٹ گئے اسماعیل علیہ السلام زمین پر اور ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کرنا چاہا پس چھری رکھی اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر اور لیکن اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس کے خلیل علیہ السلام (دوست) وہ کام کرتے ہیں جس کا

(اللہ تعالیٰ) انہیں حکم فرماتے ہیں اور کامیاب ہوئے ابراہیم علیہ السلام امتحان میں، اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو جنت کا مینڈھا دیکر بھیجا اور فرمایا کہ اس کو ذبح کرو اور اسماعیل علیہ السلام کو ذبح نہ کرنا۔

❷ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "سَکِّینًا" اسم ہے بمعنی چھری اس کی جمع سکاکین ہے۔

"اِضْطَجَعَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر اضطجاع (افتعال) بمعنی پہلو کے بل لیٹنا۔

"حُلْقُوْمٌ" اسم ہے بمعنی گلا، اس کی جمع حلاقیم ہے۔

"نَجَحَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر نَجْحًا (فتح) بمعنی کامیاب ہونا۔

"کَبْشٌ" اسم ہے بمعنی مینڈھا، اس کی جمع کباش اور اکباش ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ...... (اَلرَّسُوْلُ) وَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُّرْسِلَ اِلَيْهِمْ رَجُلًا مِنْهُمْ يُكَلِّمُهُمْ وَيَنْصَحُ لَهُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُكَلِّمُ وَاحِدًا وَاحِدًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخَاطِبُ كُلَّ اَحَدٍ يَقُوْلُ لَهٗ اِفْعَلْ كَذَا اِفْعَلْ كَذَا اِنَّ الْمُلُوْكَ لَا يُكَلِّمُوْنَ وَاحِدًا وَاحِدًا اِنَّ الْمُلُوْكَ لَا يَذْهَبُوْنَ اِلٰى كُلِّ اَحَدٍ يَقُوْلُوْنَ لَهٗ اِفْعَلْ كَذَا اِفْعَلْ كَذَا وَالْمُلُوْكُ بَشَرٌ كَالْبَشَرِ يَقْدِرُ كُلُّ اَحَدٍ اَنْ يَرَاهُمْ وَيَسْمَعَ كَلَامَهُمْ وَلَا يَقْدِرُ اَحَدٌ اَنْ يَّرَى اللّٰهَ وَيَسْمَعَ كَلَامَهٗ۔ (ص ۹۵۔ ثانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی اعتبار سے وضاحت کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی طرف ان میں سے ایک آدمی بھیجیں جوان سے کلام کرے اور انہیں نصیحت کرے، بے شک اللہ تعالیٰ ایک ایک سے کلام نہیں فرماتے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک کو خطاب نہیں فرماتے کہ اس سے فرمائیں: یوں کیجیے، یوں کیجیے، بے شک بادشاہ ایک ایک سے گفتگو نہیں کرتے، بے شک بادشاہ ہر ایک کے پاس نہیں جاتے کہ اس سے کہیں: یوں کیجیے، یوں کیجیے۔ بادشاہ انسانوں کی طرح انسان ہیں، ہر ایک طاقت رکھتا ہے کہ انہیں دیکھے اور ان کی گفتگو سنے اور کوئی طاقت نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے، اور اس کا کلام سنے۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔

"اَرَادَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر اِرَادَةً (افعال، اجوف) بمعنی ارادہ کرنا۔

"يُرْسِلَ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر اِرْسَالٌ (افعال، صحیح) بمعنی بھیجنا۔

"يُكَلِّمُهُمْ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر تَکْلِیْمًا (تفعیل، صحیح) بمعنی کلام کرنا۔

"يَنْصَحُ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر نَصْحًا، نُصْحًا، نَصَاحَةً (فتح، صحیح) بمعنی نصیحت کرنا۔

"لَا يُخَاطِبُ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل نفی مضارع معروف از مصدر مُخَاطَبَةً (مفاعلہ، صحیح) بمعنی خطاب کرنا، گفتگو کرنا۔

"يَقْدِرُ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر قَدْرًا، قُدْرَةً (نصر وضرب، صحیح) بمعنی قدرت رکھنا، طاقت رکھنا۔

"يَرَى" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر رُؤْيَةً (فتح مہموز وناقص) بمعنی دیکھنا۔

الشق الثانی ...... وَدَعَا نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَاجْتَهَدَ فِي النَّصِيْحَةِ قَالَ: يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ يَغْفِرْلَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَكَانَ اللّٰهُ حَبَسَ عَنْهُمُ الْمَطَرَ، وَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَلَّ الْحَرْثُ وَقَلَّ النَّسْلُ فَقَالَ نُوْح: يٰقَوْمِ اِنْ اٰمَنْتُمْ رَضِيَ عَنْكُمُ اللّٰهُ وَزَالَ هٰذَا الْعَذَابُ. (ص ۱۰۲۔ عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی اور نصیحت کرنے میں خوب کوشش کی "فرمایا: اے میری قوم! میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا ہوں (اور کہتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو (یعنی توحید اختیار کرو) اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو تو وہ تمہارے گناہ بخش دیں گے اور تمہیں وقت مقرر تک (بلا عقوبت) مہلت دیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ کا (مقرر کردہ) وقت جب آئے گا تو ٹلے گا نہیں، کاش تم جان لیتے" اور اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش روک لی اور ان پر غضبناک ہوئے، کھیتی کم ہوگئی اور نسل (بھی) کم ہوگئی تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم! اگر تم ایمان لے آؤ تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو جائیں گے اور یہ عذاب ٹل جائے گا۔

❸ مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی:۔ "اِجْتَهَدَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب افتعال بمعنی کوشش کرنا۔

"اَطِيْعُوْنِ" صیغہ جمع مذکر حاضر امر حاضر معروف از باب افعال بمعنی اطاعت کرنا، فرمانبرداری کرنا۔

"يَغْفِرْلَكُمْ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب ضرب بمعنی بخشنا، مغفرت کرنا۔

"يُؤَخِّرْكُمْ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب تفعیل بمعنی مؤخر کرنا۔

"حَبَسَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب ضرب بمعنی روکنا۔

﴿الورقة الخامسة: في الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٣٤هـ

الشق الاوّل ...... (۱) بس میں گیارہ سواریاں ہیں (۲) کمرے میں پندرہ لڑکے ہیں (۳) میدان میں بیس بچے ہیں (۴) یہ اٹھارہ کتابیں اور سولہ قلم ہیں (۵) اس شہر میں چودہ سڑکیں ہیں (۶) میں انیس دن کے بعد واپس آؤں گا (۷) خالد سترہ دن سے بیمار ہے۔

مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔ (ص ۱۲۲۔ امدادیہ)

جواب ...... مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ①فی الحافلة احدی عشر راكبًا ②فی الغرفة خمسة عشر ولدًا ③فی المیدان عشرون طفلًا ④هذه ثمانیة عشر كتابًا و ستة عشر قلمًا ⑤فی هذا البلد اربعة عشر شارعًا ⑥انا ارجع بعد تسعة عشر یومًا ⑦خالد مریض من سبعة عشر یومًا۔

الشق الثانی ...... (۱) میں کہتی ہوں (۲) میں کاپی کھولتی ہوں (۳) فاطمہ جاتی ہے (۴) سعیدہ تم جاؤ (۵) نعیمہ پنکھا کھولو اور بیٹھ جاؤ۔

(۱) یا فاطمة اذهبی الی المدرسة ولا تلعبی فی الطریق (۲) سعیدة تدخل الفصل وتجلس بادب و تقرأ الكتاب۔

مذکورہ عبارت کا اردو سے عربی اور عربی سے اردو میں ترجمہ کریں۔ (ص ۴۶، ۵۸، ۶۲۔ امدادیہ)

نیز درج ذیل الفاظ کے معانی بتائیں۔ (۱) لون (۲) اخضر (۳) ازرق (۴) مندیل (۵) فلاح (۶) مزرعة۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) اردو سے عربی ترجمہ (۲) عربی سے اردو ترجمہ (۳) مذکورہ الفاظ کے معانی۔

جواب...... ① اردو سے عربی ترجمہ:۔ ① انا اقول ② انا افتح الکراسة ③ فاطمة تذهب ④ یا سعیدة اذهبی ⑤ یا نعیمة افتحی المروحة واجلسی۔

② عربی سے اردو ترجمہ:۔ ① اے فاطمہ تم جاؤ مدرسہ کی طرف، اور نہ کھیلو راستہ میں ② سعیدہ داخل ہوتی ہے درسگاہ میں اور بیٹھ جاتی ہے ادب کے ساتھ اور پڑھتی ہے کتاب۔

③ مذکورہ الفاظ کے معانی:۔ ① رنگ ② سبز ③ نیلا ④ رومال ⑤ کسان ⑥ کھیتی۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل......(۱) یہ میرا بھائی ہے (۲) وہ طالب علم ہے (۳) یہ اس کی کتاب ہے (۴) یہ دو درخت ہیں (۵) یہ باغیچہ ہے (۶) وہ لڑکیوں کا مدرسہ ہے۔ مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں، نیز درج ذیل جملوں میں مفرد کی جمع بنائیں۔

(۱) انت طالب (۲) هو تاجر (۳) انا مجتهدة (٤) انت امرأة (٥) هی معلمة۔ (ص۲۲،۳۸۔امدادیہ)

جواب...... ① اردو سے عربی ترجمہ:۔ ① هذا اخی ② ذلك طالب ③ هذا کتابه ④ هاتان شجرتان ⑤ هذه حدیقة ⑥ تلك مدرسة البنات.

② مفرد جملوں کی جمع:۔ ① انتم طلاب ② هم تجار ③ نحن مجتهدون ④ انتن نساء ⑤ هن معلمات۔

الشق الثانی...... وبعد مدةٍ مات یعقوب علیه السلام فحزن علیه یوسف علیه السلام و حزن علیه اهل مصر و دفنوا الشیخ فی مصر وکانهم فقدوا أباهم وبعد مدةٍ مات یوسف علیه السلام ایضًا فکان یومًا علی اهل مصر شدید وحزن علیه اهل مصر حزنًا شدیدًا وبکوا علیه بکاءً طویلًا۔ (ص۱۴۳۔عثمانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔ بعد یوسف علیه السلام کے عنوان کے تحت جو واقعہ ذکر ہوا ہے اس کا خلاصہ بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) بعد یوسف علیه السلام کے عنوان کے تحت جو واقعہ ذکر ہوا ہے اس کا خلاصہ۔

جواب...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام فوت ہو گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ان پر غمزدہ ہوئے اور اہل مصر (بھی) ان پر غمگین ہوئے انہوں نے شیخ (یعقوب علیہ السلام) کو مصر میں دفن کیا گویا انہوں نے اپنے والد کو کھو دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام بھی فوت ہو گئے وہ (دن) اہل مصر پر سخت دن تھا۔ اہل مصر ان پر سخت غمزدہ ہوئے۔ ان پر (عرصہ) دراز روتے رہے۔

② بعد یوسف علیه السلام کے عنوان کے تحت جو واقعہ ذکر ہوا ہے اس کا خلاصہ:۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام فوت ہو گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام اور اہل مصر ان پر غمگین ہوئے اور انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو مصر میں دفن کیا۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام بھی فوت ہو گئے۔ وہ دن اہل مصر پر بہت زیادہ سخت تھا۔ اہل مصر بہت زیادہ غمگین ہوئے اور لمبا زمانہ اس پر روتے رہے۔ لوگ اپنے غم بھول گئے گویا انہیں اس سے پہلے کوئی مصیبت نہیں پہنچی انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی دفن کیا۔ پھر ان میں سے بعض نے بعض سے تعزیت کی کیونکہ وہ سب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں اور ان کے بیٹوں کے پاس چل کر آئے تعزیت کیلئے اور کہنے لگے اے سرداروں کی جماعت! آج تمہارا نقصان ہمارے نقصان سے زیادہ بڑا نہیں ہم نے آج ایک مہربان بھائی، رحم دل سربراہ اور منصف بادشاہ کو کھو دیا کہ جس نے بندوں کو راحت پہنچائی اور شہروں

سے ظلم کو مٹادیا جس نے بڑے کو چھوٹے پر ظلم کرنے سے روکا اور طاقت ور کو کمزور کو کھانے سے منع کیا جس نے مظلوم کی فریاد رسی کی خوفزدہ کو پناہ دی اور بھوکے کو کھانا کھلایا اور جس نے ہمیں حق کی ہدایت کی اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہم اس کے آنے سے پہلے چوپائے تھے ہم اللہ کو نہیں پہچانتے تھے اور آخرت کو نہیں جانتے تھے اس نے بھوک کے دنوں میں ہماری مدد کی، سو ہم کھاتے اور سیر ہو جاتے اور لوگ دوسرے ملکوں میں (بھوک سے) مرجاتے۔ یقیناً ہم اپنے اس سخی بادشاہ کو کبھی نہیں بھولیں گے۔ اے سرداروں کی جماعت! ہم نہیں بھولیں گے کہ تم ان کے بھائی اور ان کے اہل خانہ ہو ہمارے سردار (حضرت یوسف علیہ السلام) تمہاری مصر آمد کے دن کتنے خوش ہوئے اور ہم اپنے سردار کی خوشی پر کتنے خوش ہوئے۔ پس یہ شہر تمہارے شہر ہیں اور اے سرداروں کی جماعت! ہم تمہارے لئے ویسے ہی ہوں گے جیسے اپنے آقا (حضرت یوسف علیہ السلام) کی زندگی میں تھے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاول ...... **وکان عاد لا یستعملون عقولهم الا فی الاکل والشرب واللهو واللعب وبناء البیوت وقد فسدت عقولهم لانهم لا یستعملونها فی الدین وکان عاد عقلاء فی الدنیا اغبیاء فی الدین۔**

عبارت بالا کا سلیس ترجمہ کریں، قوم عاد کی طرف کس پیغمبر کو مبعوث کیا گیا تھا اور اس قوم پر کون سا عذاب آیا تھا؟ تفصیل لکھیں، قوم ثمود کے پیغمبر کون تھے؟ اور ان کو بطور معجزہ کیا دیا گیا تھا اور اس قوم پر کون سا عذاب آیا تھا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) قوم عاد کی طرف مبعوث پیغمبر کا نام اور اس قوم پر عذاب کی کیفیت (۳) قوم ثمود کے پیغمبر کا نام، معجزہ اور اس قوم پر عذاب کی کیفیت۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور قوم عاد ایسے لوگ تھے جو اپنی عقلوں کو کھانے پینے، کھیل کود اور گھر و محلات بنانے کے علاوہ میں استعمال نہیں کرتے تھے اور تحقیق اُن کی عقلیں فاسد و خراب ہو گئی تھیں اس لئے کہ وہ انہیں دین میں استعمال ہی نہیں کرتے تھے اور قوم عاد کے لوگ دنیا کے معاملے میں تو عقل مند تھے مگر دین کے معاملے میں بیوقوف اور غبی تھے۔

❷ قوم عاد کی طرف مبعوث پیغمبر کا نام اور اس قوم پر عذاب کی کیفیت:۔ قوم عاد کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ھود علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔

جب حضرت ھود علیہ السلام اُن کو مسلسل دعوت دیتے رہے تو انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم اُس عذاب کے منتظر ہیں اور اُسے دیکھنا چاہتے ہیں جس کا تُو ہمارے سامنے تذکرہ کرتا رہتا ہے۔ وہ لوگ بارش کا انتظار کرتے اور آسمان کی طرف دیکھتے تھے، انہیں بارش کی ضرورت و شوق تھا، ایک دن انہوں نے بادل دیکھے تو بہت خوش ہوئے، ھود علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ عذاب کے بادل ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ رحمت کے بادل نہیں ہیں بلکہ اس میں دردناک عذاب ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انتہائی تیز ہوا چلی کہ اُس جیسی ہوا نہ کبھی دیکھی تھی اور نہ کبھی سنی گئی تھی۔ بڑے بڑے درخت جڑوں سے نکالتی جاتی تھی اور گھروں کو گراتی جاتی تھی، صحرائی ریت ایسی اڑی کہ دنیا تاریک ہو گئی، لوگوں کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا، لوگوں نے گھروں میں داخل ہو کر دروازے بند کر لئے اور بچوں نے رونا، عورتوں نے چیخنا چلانا اور مردوں نے مدد کیلئے پکارنا شروع کر دیا، مگر کوئی مدد کرنے والا نہ تھا عذاب کا یہ سلسلہ سات رات اور آٹھ دن جاری رہا۔ حضرت ھود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے علاوہ باقی سارے لوگ اس عذاب سے ہلاک ہو گئے۔

❸ قوم ثمود کے پیغمبر کا نام، معجزہ اور اس قوم پر عذاب کی کیفیت:۔ قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ جس وقت حضرت صالح علیہ السلام نے قومِ ثمود کو توحید و رسالت کی تبلیغ کی تو قوم نے جواب دیا **ما انت الا بشر مثلنا**

فأت بآية ان كنت من الصادقين کہ اگر تو سچا نبی ہے تو فلاں معین پتھر سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی برآمد کر جو باہر نکل کر فوراً بچہ دے، چنانچہ صالح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اونٹنی برآمد ہوئی اور اس نے باہر نکلتے ہی بچہ دیا اور یہ اونٹنی تمام جانوروں کا پانی پی جاتی تھی اس لئے باری مقرر ہوئی کہ ایک دن صرف اونٹنی پانی پیا کرے گی اور دوسرے دن بقیہ تمام جانور پیا کریں گے کافروں کو یہ تقسیم ناگوار گزری اس لئے انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا تاکہ یہ پانی کی دقت ختم ہو جائے چنانچہ قوم کی ایک فاحشہ عورت جس کی ملک میں کافی جانور تھے اس نے اپنے آشنا بدکردار کو اونٹنی کے قتل پر آمادہ کر لیا اور اس عاشق نے اپنے ساتھ چند ساتھیوں کو ملا کر اونٹنی کے قتل کا عزم کر لیا جب یہ بات صالح علیہ السلام کو معلوم ہوئی تو آپ نے ان کو منع کیا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے اسے قتل مت کرو ورنہ تم پر سخت عذاب آجائے گا، مگر انہوں نے نہ مانی اور اونٹنی کو قتل کر دیا، چنانچہ صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تم تین دن تک زندہ رہو گے اس کے بعد تم پر عذاب آئے گا کہ پہلے دن تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ اور اس کے بعد تم ہلاک ہو جاؤ گے چنانچہ اسی طرح عذاب نازل ہوا اور وہ ہلاک ہو گئے۔

الشق الثانی ...... وَلَمَّا عَلِمَ صَالِحٌ اَنَّ النَّاقَةَ قَدْ نُحِرَتْ تَاَسَّفَ وَحَزِنَ جِدًّا وَقَالَ لِلنَّاسِ: "تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ" وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رِجَالٍ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ فَحَلَفُوْا وَقَالُوْا نَقْتُلُ صَالِحًا وَاَهْلَهٗ فِي اللَّيْلِ وَاِذَا سُئِلْنَا نَقُوْلُ مَا عِنْدَنَا عِلْمٌ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَفِظَ صَالِحًا وَاَهْلَهٗ۔ (ص ۱۳۶۔ عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان فرمائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب صالح علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اونٹنی قتل کی گئی ہے تو افسوس کیا اور غمگین ہوئے خوب، اور لوگوں سے فرمایا کہ تین دن تک زندگی کا لطف اٹھاؤ، یہ جھوٹا وعدہ نہیں، اور شہر میں نو آدمی تھے جو زمین میں فساد پھیلاتے تھے اور اصلاح و درستگی نہیں کرتے تھے، انہوں نے قسم کھائی اور کہا کہ ہم صالح علیہ السلام اور ان کے اہل کو رات میں قتل کریں گے اور جب پوچھا جائے تو ہم کہیں گے کہ ہمیں معلوم نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام اور ان کے اہل کی حفاظت فرمائی۔

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "علم" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب سمع بمعنی جاننا۔

"تاسف" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب تفعل بمعنی افسوس کرنا۔

"تمتعوا" صیغہ جمع مذکر امر حاضر معلوم از باب تفعل بمعنی لطف اٹھانا۔

"یصلحون" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معلوم از باب افعال بمعنی اصلاح و درستگی کرنا۔

"حلفوا" صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معلوم از باب ضرب بمعنی قسم اٹھانا۔

"نقتل" صیغہ جمع متکلم مضارع معلوم از باب نصر بمعنی قتل کرنا۔ "سئلنا" صیغہ جمع متکلم ماضی مجہول از باب فتح بمعنی پوچھنا۔

+O+O+

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ......(۱) اخذت التلمیذۃ الجریدۃ و قرأت (۲) ثم و ضعت الجریدۃ علی المکتب (۳) یا زینب ھل فھمت الدرس (٤) وھل کتبتِ الرسالۃ الی ابیك.

(۱) عورتیں گھر میں جمع ہوئیں (۲) اور انہوں نے آپس میں باتیں کیں (۳) لڑکیاں سکول سے واپس ہوئیں اور گھر پہنچیں (۴) اور انکی والدہ نے ان سب کو بلایا (۵) اور ان کو نصیحت کی (۶) لڑکیوں نے نصیحت کو غور سے سنا (۷) اور کہا کہ ہم آپکی نصیحت پر عمل کرینگی۔

عربی جملوں کا اردو میں اور اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔ (ص ۱۰۷، ۱۱۱۔ امدادیہ)

جواب ...... ❶ عربی سے اردو ترجمہ:۔ ① پکڑا شاگردہ نے اخبار اور پڑھا ② پھر رکھا اخبار کو میز پر ③ اے زینب کیا تم نے سبق سمجھا ④ اور کیا تم نے اپنے والد کی طرف خط لکھا ہے؟

❷ اردو سے عربی ترجمہ:۔ ① النساء جمعن فی البیت ② وتکلمن فیما بینھن ③ البنات رجعن من المدرسۃ و وصلن الی البیت ④ ودعت والدتھن کلھن ⑤ ونصحت لھن ⑥ سمعت البنات النصیحۃ بالامعان ⑦ وقلن نحن نعمل علی نصیحتك.

الشق الثانی ......(۱) یہ پانچ پھول ہیں (۲) کمرے میں چار لڑکیاں ہیں (۳) خالد کی تین بہنیں ہیں (۴) اس کے گھر میں چھ کمرے ہیں (۵) ہوائی اڈے پر سات جہاز ہیں (۶) اس ہوٹل میں دس میز ہیں (۷) اس کمرے میں چار کھڑکیاں ہیں۔

عبارت مذکورہ کا عربی میں ترجمہ کریں۔ (ص ۱۲۰۔ امدادیہ)

جواب ...... عبارت کا عربی میں ترجمہ:۔ ① ھذہ خمس ازھار ② فی الغرفۃ اربع بنات ③ لخالد ثلث اخوات ④ فی بیتہ ست غرفات ⑤ علی المطار سبع طائرات ⑥ فی ھذا الفندق عشر طاولات ⑦ فی ھذہ الغرفۃ اربعۃ شبابیك.

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳۵ھ

الشق الاوّل ......(۱) ہفتہ میں چھ دن تعلیم ہوتی ہے (۲) عربی مدارس میں جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے (۳) اور اتوار کو تعلیم جاری رہتی ہے (۴) آج سخت گرمی ہے (۵) آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں (۶) شاید بارش ہو جائے۔

(۱) الولد الصالح یطیع ربہ (۲) ویحسن الی والدیہ (۳) ویحب اخوانہ واخواتہ (٤) ویلعب مع زملائہ بادب (٥) ولا یوذی احدا منھم (٦) ولا یضرب الصغار (۷) ولا یوذی جارہ.

مذکورہ جملوں کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کریں۔ (ص ۱۴۴، ۱۵۱۔ امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں دو امر حل طلب ہیں (۱) اردو سے عربی ترجمہ (۲) عربی سے اردو ترجمہ۔

جواب ...... ❶ اردو سے عربی ترجمہ:۔ ① تکون الدراسۃ فی الاسبوع ستۃ ایام ② فی المدارس العربیۃ العطلۃ یوم الجمعۃ ③ وتستمر الدراسۃ یوم الاحد ④ الیوم حر شدید ⑤ السحاب منبعث علی السماء ⑥ لعل المطر ینزل.

❷ عربی سے اردو ترجمہ:۔ ① نیک بچہ اپنے رب کی اطاعت کرتا ہے ② اور اپنے والدین کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہے ③ اور محبت کرتا ہے اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ ④ اور کھیلتا ہے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ادب کے ساتھ ⑤ اور نہیں ایذاء پہنچاتا ان میں سے کسی کو ⑥ اور نہ مارتا ہے چھوٹوں کو ⑦ اور نہ ایذاء پہنچاتا ہے پڑوسی کو۔

الشق الثانی ...... ودخل یوسف السجن و عرف اهل السجن جمیعًا ان یوسف شاب کریمٌ وان یوسف عنده علمٌ عظیمٌ وان یوسف فی صدره قلب رحیمٌ و احب اهل السجن یوسف و اکرموه وفرح الناس بیوسف وعظموه ودخل معه السجن رجلان و قصّا علیه رؤیاهما وقال احدهما انی ارانی اعصر خمرًا وقال الاخر انی ارانی احمل فوق راسی خبزًا تأکل الطیر منه. (ص۵۲۔عثمانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی۔

جواب ...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں داخل ہوئے، سب جیل والوں نے جان لیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نہایت شریف جوان ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بڑا علم ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کے سینے میں نہایت رحم والا دل ہے، جیل والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو محبوب بنا لیا اور ان کا احترام کیا اور لوگ حضرت یوسف علیہ السلام سے خوش ہوئے اور ان کی تعظیم کی دو شخص حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل میں داخل ہوئے اور دونوں نے (حضرت یوسف علیہ السلام) کو اپنا اپنا خواب بیان کیا۔

”ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے اس میں سے (نوچ نوچ) کھاتے ہیں“۔

② مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی:۔

”دَخَلَ“ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب نصر ینصر بمعنی داخل ہونا۔

”عَرَفَ“ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب ضرب یضرب بمعنی پہچاننا۔

”اَحَبَّ“ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب افعال بمعنی محبت کرنا۔

”اَکْرَمُوْهُ“ صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معروف از باب افعال بمعنی اکرام کرنا، عزت کرنا۔

”قَصَّا“ صیغہ تثنیہ مذکر غائب ماضی معروف از باب نصر ینصر بمعنی قصہ بیان کرنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ......اَمَّا الْاَغْنِیَاءُ مِنْ قَوْمِهٖ فَقَدْ مَنَعَهُمْ کِبْرُهُمْ اَنْ یُّطِیْعُوْا نُوْحًا وَشَغَلَتْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ اَنْ یُّفَکِّرُوْا فِی الْاٰخِرَةِ وَ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ اَشْرَافٌ وَهٰؤُلَاءِ اَرَاذِلُ وَلَمَّا دَعَاهُمْ نُوْحٌ اِلَی اللّٰهِ قَالُوْا اَنُؤْمِنُ لَکَ وَاتَّبَعَکَ الْاَرْذَلُوْنَ ؟ وَطَلَبُوْا مِنْ نُوْحٍ اَنْ یَّطْرُدَ هٰؤُلَاءِ الْمَسَاکِیْنَ وَلٰکِنْ نُوْحًا اَبٰی وَقَالَ مَا اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔(ص۱۰۰۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کے صیغے اور معانی تحریر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کے صیغے و معانی۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ بہر حال ان کی قوم کے مالدار لوگ تو ان کے غرور نے انہیں روک دیا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کی اطاعت کریں، ان کے مال اور ان کی اولاد نے انہیں غافل کر دیا کہ وہ آخرت کے بارے میں غور و فکر کریں، وہ کہتے تھے کہ ہم شرف و عزت والے ہیں اور یہ گھٹیا لوگ ہیں۔ جب حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا تو انہوں نے کہا ”کیا ہم تم پر ایمان

لائیں حالانکہ رذیل لوگ تمہارے ساتھ ہو گئے ہیں"، انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ وہ ان مسکینوں کو دور کر دیں لیکن حضرت نوح علیہ السلام نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ "میں ایمانداروں کو دور کرنے والا نہیں ہوں۔

③ **کلماتِ مخطوطہ کے صیغے ومعانی:۔**

"شَغَلَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر شُغُلًا، شَغْلًا (نصر، صحیح) بمعنی مشغول کرنا۔

"اَرَاذِلُ" صیغہ جمع مذکر مکسر بحث اسم تفضیل اس کا مفرد اَرْذَلُ ہے بمعنی گھٹیا و رذی۔

"اِتَّبَعَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر اِتِّبَاعٌ (افتعال، صحیح) بمعنی اتباع و پیروی کرنا۔

"اَرْذَلُوْنَ" صیغہ جمع مذکر سالم بحث اسم تفضیل از مصدر رَذَالَةٌ (سمع و کرم، صحیح) بمعنی قبیح و قابلِ حقارت ہونا۔

"اَبٰی" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر اِبَاءَةً واِبَاءً (ضرب و فتح، مہموز و ناقص) بمعنی انکار کرنا۔

"طَارِدٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر طَرْدًا، طَرَدًا (نصر، صحیح) بمعنی دور کرنا، علیحدہ کرنا، دھتکارنا۔

الشق الثانی ...... وَقَالَ الْاَغْنِیَاءُ الَّذِیْ یَدْعُوْ اِلَیْهِ نُوْحٌ لَیْسَ بِحَقٍّ وَ لَیْسَ بِخَیْرٍ لِمَاذَا؟ لِاَنَّا جَرَّبْنَا اَنَّا نَحْنُ السَّابِقُوْنَ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ، لَنَا کُلُّ طَیِّبٍ مِنَ الطَّعَامِ وَلَنَا کُلُّ جَمِیْلٍ مِنَ اللِّبَاسِ وَالنَّاسُ فِیْ کُلِّ شَیْئٍ لَنَا تَبَعٌ وَرَاَیْنَا اَنَّ الْخَیْرَ لَا یُخْطِئُنَا وَلَا یُجَاوِزُنَا فِی الْمَدِیْنَةِ فَلَوْ کَانَ هٰذَا الدِّیْنُ خَیْرًا لَاَتَانَا قَبْلَ هٰؤُلَاءِ الْمَسَاکِیْنِ لَوْ کَانَ خَیْرًا مَا سَبَقُوْنَا اِلَیْهِ۔ (ص ١٠١۔ عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر واضح ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ...... ① **عبارت پر اعراب:۔** کما مرّ فی السوال آنفا۔

② **عبارت کا ترجمہ:۔** مالداروں نے کہا کہ (حضرت) نوح علیہ السلام جس کی طرف بلاتے ہیں نہ تو وہ حق ہے اور نہ وہ خیر ہے، کیوں؟ اسلئے کہ ہمارا تجربہ ہے کہ ہر بھلائی میں ہم پہل کرنے والے ہیں، ہر عمدہ کھانا ہمارے پاس ہے، ہر خوبصورت لباس ہمارے پاس ہے، لوگ ہر چیز میں ہمارے پیروکار ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ شہر میں بھلائی ہم سے نہیں چوکتی اور ہم سے تجاوز نہیں کرتی، اگر یہ دین خیر ہوتا تو ان مسکینوں سے پہلے ہمارے پاس آتا اگر یہ (دین) خیر ہوتا تو یہ (مسکین لوگ) اسکی طرف ہم سے سبقت نہ کرتے۔

③ **کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔** "اَغْنِیَاءُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد غَنِیٌّ ہے بمعنی تونگر و مالدار۔

"جَرَّبْنَا" صیغہ جمع متکلم بحث ماضی معلوم از مصدر تَجْرِیْبًا وتَجْرِبَةً (تفعیل، صحیح) بمعنی آزمانا و پرکھنا۔

"سَابِقُوْنَ" صیغہ جمع بحث اسم فاعل از مصدر سَبْقًا (نصر و ضرب، صحیح) بمعنی آگے بڑھنا، سبقت کرنا۔

"تَبَعٌ" یہ تَابِعٌ (اسم فاعل) کی جمع ہے از مصدر تَبَعًا، تَبَاعًا، تَبَاعَةً (سمع، صحیح) بمعنی پیچھے چلنا، ساتھ چلنا، فرمانبردار ہونا۔

"لَا یُخْطِئُنَا" صیغہ واحد مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر اِخْطَاءٌ (افعال، مہموز) بمعنی خطاء و غلطی کرنا۔

"مَاسَبَقُوْا" صیغہ جمع مذکر غائب بحث منفی ماضی معلوم از مصدر سَبْقًا (نصر و ضرب، صحیح) بمعنی آگے بڑھنا و سبقت کرنا۔

○✱○✱○

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٣٦ھ

الشق الاوّل ......(۱) اُخُذُ هذه التفاحة و اكلها (۲) قطفتِ الزهرة وشممتها (۳) الصندوق عند الحمال (٤) هل عندك علم بهذا (٥) هل عندك مفتاح الغرفة (٦) اين و ضعتما الطلاسة.

مندرجہ بالا جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔

جواب ...... عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ ① لیتی ہوں میں یہ سیب اور اسے کھاتی ہوں ② توڑا تو نے گلاب کا پھول اور سونگھا تو نے اس کو ③ صندوق مزدور کے پاس ہے ④ کیا تجھے اس کا علم ہے ⑤ کیا تیرے پاس کمرے کی چابی ہے ⑥ تم دونوں نے جھاڑن کہاں رکھی ہے۔

الشق الثانی ......(۱) تقول فاطمة لزينب (۲) سمعتُ صوتك (۳) وانت تقرئين القرآن ففرحتُ (٤) صوتك جميل (٥) اخذتْ سعيدة زهرة من زميلها و شَمَّتْ (٦) و قالت رائحتها طيبة و هي جميلة.

مذکورہ جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔ (ص۸۲۔امدادیہ)

جواب ...... عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ ① فاطمہ کہتی ہے زینب کو ② سنی میں نے تیری آواز ③ اور تو پڑھ رہی تھی قرآن کریم کو، پس میں خوش ہوگئی ④ تیری آواز اچھی تھی ⑤ لیا سعیدہ نے گلاب کا پھول اپنی دوست و سہیلی سے اور سونگھا ⑥ اور کہا اس کی خوشبو اچھی ہے اور یہ خوبصورت ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳٦ھ

الشق الاوّل ......(۱) میں اسکول نہیں گئی (۲) میں سویرے اٹھی اور نماز پڑھی (۳) تلاوت کی اور پھر ناشتہ تیار کیا (۴) میری بہن نے کمرہ صاف کیا (۵) میرا گھر مدرسہ کے نزدیک ہے (۶) کتب خانہ دفتر کے قریب ہے۔

مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔ (ص۵۲۔امدادیہ)

جواب ...... اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ① ماذهبت الى المدرسة ② استيقظتُ صباحًا وصليتُ ③ تلوتُ ثم جهزتُ الفطور ④ نَظَّفَتْ اختي الغرفة ⑤ بيتي قريب من المدرسة ⑥ المكتبة قريبة من المكتب.

الشق الثانی ...... ورجعوا الى ابيهم واخبروه بالخبر وقالوا له : ارسل معنا اخانا والا لا نجد خيرًا عندالعزيز و طلبوا من يعقوب بنيامين وقالوا : انا له لحافظون قال يعقوب هل أمنكم عليه الا كما أمنتكم على اخيه من قبل هل نسيتم قصة يوسف ا تحفظون بنيامين كما حفظتم يوسف "الله خيرٌ حافظًا وهو ارحم الراحمين" ووجدوا مالهم فى متاعهم فقالوا لابيهم : ان العزيز رجل كريمٌ وقد ردّ مالنا ولم ياخذ منّا ثمنًا (ص۶۸۔ثانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی۔

جواب ...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور وہ لوٹے اپنے والد کے پاس اور ان کو خبر دی اور ان سے کہا "ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیجے" ورنہ تو ہم عزیز مصر کے ہاں کوئی خیر نہ پائیں گے اور انہوں نے یعقوب علیہ السلام سے بنیامین کو طلب کیا اور ان سے کہا ہم اس کی ضرور حفاظت کریں گے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا "میں تمہیں اس پر امانتدار نہ بناؤں گا مگر جیسے اس سے پہلے اس کے بھائی پر امانتدار بنایا تھا" کیا تم یوسف علیہ السلام کا قصہ بھول گئے، کیا تم بنیامین کی ایسی حفاظت کرو گے جیسے یوسف علیہ السلام کی حفاظت کی تھی

"اللہ خوب حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے" اور انہوں نے اپنا مال اپنے سامان میں پایا تو والد سے کہا: بے شک عزیز مصر بڑا شریف آدمی ہے، ہمارا مال واپس کر دیا ہے اور ہم سے قیمت نہیں لی۔

۳ مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی:۔"ارسل" باب افعال بمعنی بھیجنا۔"نجد" باب ضرب بمعنی پانا۔"طلبوا" باب نصر ینصر بمعنی طلب کرنا۔"امنتکم" باب سمع بمعنی امانتدار بنانا۔"تحفظون" باب سمع بمعنی حفاظت کرنا۔"ردّ" نصر ینصر بمعنی واپس کرنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ......وَسَارَتِ السَّفِيْنَةُ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَ ارْتَقَى الْقَوْمُ كُلَّ مَكَانٍ عَالٍ وَكُلَّ رَبْوَةٍ يَفِرُّوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ۔(ص۱۰۷۔ثانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ۱ عبارت پر اعراب:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

۲ عبارت کا ترجمہ:۔ اور کشتی ان سب کو لیکر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی اور قوم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھاگتے ہوئے ہر اونچی جگہ اور ہر ٹیلہ پر چڑھنے لگی اور لیکن اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی پناہ کی جگہ نہ تھی۔

۳ کلمات مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔

"سَارَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر سَيْرًا (ضرب، اجوف) بمعنی چلنا۔

"مَوْجٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اَمْوَاجٌ ہے بمعنی لہر۔ مصدر مَوْجًا (نصر، اجوف) بمعنی موج مارنا۔

"اِرْتَقٰی" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر اِرْتِقَاءً (افتعال، ناقص) بمعنی چڑھنا۔

"عَالٍ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر عُلُوًّا (نصر، ناقص) بمعنی بلند ہونا، اوپر چڑھنا۔

"رَبْوَةٌ" اسم ہے بمعنی ٹیلہ۔ حساب دانوں کے نزدیک بمعنی دس لاکھ۔ اطباء کے نزدیک بمعنی پیٹ کی سوجن۔

الشق الثانی ......وَخَرَجَ صَالِحٌ وَهُوَ يَنْظُرُ اِلٰى قَوْمِهٖ وَهُمْ اَمْوَاتٌ فَقَالَ بِصَوْتٍ حَزِيْنٍ يَا قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَا تُحِبُّوْنَ النَّاصِحِيْنَ وَلَا يَرَى الْاِنْسَانُ الْيَوْمَ هُنَالِكَ اِلَّا قُصُوْرًا خَالِيَةً وَبِئْرًا مُعَطَّلَةً وَلَا يَرٰى اِلَّا قُرًى مُوْحِشَةً لَيْسَ فِيْهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيْبٌ ۔(ص۱۳۷۔ثانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ...... ۱ عبارت پر اعراب:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

۲ عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت صالح علیہ السلام نکلے اس حال میں کہ وہ اپنی قوم کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ مرے پڑے ہیں تو انہوں نے نہایت غمزدہ آواز میں فرمایا "اے میری قوم! میں نے تو تمہیں اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے" آج وہاں انسان ویران محلات اور بیکار کنویں دیکھتا ہے، وحشت ناک بستیاں دیکھتا ہے جس میں نہ کوئی بلانے والا ہے اور نہ کوئی جواب دینے والا۔

۳ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔"اَمْوَاتٌ" یہ مَيِّتٌ کی جمع ہے بمعنی مردہ۔ "قُصُوْرٌ" یہ قَصْرٌ کی جمع ہے بمعنی محل۔

"حَزِیْنٌ" یہ صفت کا صیغہ ہے اس کی جمع حُزَنَاءُ، حِزَانٌ، حَزَانی ہے بمعنی غمگین۔
خَالِیَةٌ صیغہ واحد مؤنث (اسم فاعل) از مصدر خُلُوًّا، خَلَاءٌ (نصر، ناقص) بمعنی خالی ہونا۔
"مُعَطَّلَةٌ" صیغہ واحد مؤنث بحث اسم مفعول از مصدر تَعْطِیْلًا (تفعیل، صحیح) بمعنی بے کار چھوڑنا۔
"قُرًی" یہ قَرْیَةٌ کی جمع ہے بمعنی جائیداد، گاؤں وبستی۔ "قِرًی" بمعنی مہمانی کا کھانا۔
"مُوْحِشَةٌ" صیغہ واحد مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر اِیْحَاشًا (افعال، مثال) بمعنی ویران وخالی ہونا۔
"دَاعٍ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر دُعَاءٌ و دَعْوٰی (نصر، ناقص) بمعنی پکارنا۔
"مُجِیْبٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِجَابًا و اِجَابَةً (افعال، اجوف) بمعنی جواب دینا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤۳۷ھ

الشق الاوّل ......(۱) وہ ہوائی جہاز ہے (۲) ہوائی جہاز کا اڈہ شہر سے دور ہے (۳) یہ لڑکیوں کا مدرسہ ہے (۴) اور یہ اس کی طالبات ہیں (۵) سعیدہ آج بیمار ہے وہ مدرسہ نہیں جائے گی (۶) فاطمہ گلاب کا پھول سونگھتی ہے۔

درج بالا عبارت کا عربی میں ترجمہ کریں۔ (ص۵۲، ۶۶۔ امدادیہ)

جواب ...... عبارت کا عربی میں ترجمہ:۔ ①تلك طائرة ②المطار بعيد من البلد ③هذه مدرسة البنات ④وهولاء طالباتها ⑤سعيدة اليوم مريضة، لاتذهب الى المدرسة ⑥فاطمة تشم الوردة۔

الشق الثانی ......(۱) میدان میں دس مرد ہیں (۲) باغ میں چھ لڑکے ہیں (۳) درسگاہ میں اس وقت نو طالب علم ہیں (۴) مسجد کے چار دروازے ہیں (۵) مسجد کے سامنے ایک میدان ہے (۶) میرے ہاتھ میں سات کتابیں ہیں۔

مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔ (ص۱۱۸۔ امدادیہ)

جواب ...... مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ①فی المیدان عشرة رجال ②فی البستان ستة اولاد ③فی الفصل الآن تسعة طلاب ④للمسجد اربعة ابواب ⑤امام المسجد میدان ⑥بیدی سبعة کتب۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳۷ھ

الشق الاوّل ...... واراد الله ان یکون هذا الرسول بشرا وان یکون واحدا من الناس یعرفه الناس ویفهمون کلامه واذا کان الرسول بشرا قال انا مثلکم اعطش واجوع وامرض واموت فینقطع کلام الناس ولا یجدون عذرا۔ عبارت کا مطلب خیز ترجمہ کریں۔ طوفانِ نوح علیہ السلام سے پہلے اور بعد کی کیفیت قلم بند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) طوفانِ نوح علیہ السلام سے پہلے اور بعد کی کیفیت

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ وہ رسول ایک انسان ہی ہو اور انہی میں سے ایک فرد ہو کہ لوگ اُس کو پہچانتے بھی ہوں اور اس کی کلام کو سمجھتے بھی ہوں اور جب رسول انسان ہوگا تو وہ کہے گا کہ میں تمہارے جیسا ہی ہوں مجھے پیاس لگتی ہے اور بھوک لگتی ہے، میں بھی بیمار ہوتا ہوں اور مرتا ہوں پس لوگوں کی کلام کٹ جاتی ہے اور ان کا کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔

❷ طوفانِ نوح علیہ السلام سے پہلے اور بعد کی کیفیت:۔ حضرت نوح علیہ السلام طویل عرصہ تک اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے مگر چند لوگوں کے علاوہ قوم ایمان نہ لائی اور انہوں نے بتوں کی عبادت نہ چھوڑی بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف

وحی بھیجی کہ اب کوئی فرد تمہاری قوم کا مزید ایمان نہیں لائے گا اور قوم نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہا کہ ہم تمہاری دعوت پر ایمان نہیں لاتے جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر تم سچے نبی ہو تو تم ہمارے اوپر اس عذاب کو لے آؤ، اس تکرار کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بددعا کی کہ اے پروردگار! اس نافرمان اور کافر قوم کا کوئی فرد زمین میں باقی نہ رکھ، حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور حکم ہوا کہ ایک کشتی بناؤ اور اہلِ ایمان کو اپنے ساتھ لیکر اس کشتی میں سوار ہو جاؤ، ایسا ہی کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے طوفان و پانی کی صورت میں عذاب آیا اور اس سے کوئی حیوان و انسان اس کشتی کے سواروں کے علاوہ نہ بچا۔ پھر قوم اس طوفان سے بچنے کے لئے پہاڑوں، اونچی جگہوں اور ٹیلوں پر چڑھ گئی مگر اللہ تعالیٰ کا عذاب وہاں بھی اُن تک پہنچ گیا۔ جب کافر غرق ہو گئے، بارش تھم گئی اور پانی خشک ہو گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی تو اُس وقت کافروں کے متعلق کہا گیا کہ ان ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہو اور نوح علیہ السلام سے کہا کہ تم کشتی والوں کو لے کر زمین پر سلامتی سے اُترو، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی اولاد میں برکت دی اور پوری زمین پر پھیل گئی اور اللہ تعالیٰ نے اُنہی کی اولاد سے زمین کو بھر دیا اور آپ علیہ السلام کی اولاد میں بے شمار انبیاء علیہم السلام اور بادشاہ بھی پیدا ہوئے۔

الشق الثانی ...... وَكَانَتْ اَرْضُ ثَمُوْدَ اَيْضًا اَرْضًا جَمِيْلَةً خَضْرَاءَ فِيْهَا بَسَاتِيْنُ وَعُيُوْنٌ وَ جَنَّاتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَكَانَتْ ثَمُوْدُ كَعَادٍ فِي الْعِمَارَةِ وَالزِّرَاعَةِ وَفِيْ كَثْرَةِ الْبَسَاتِيْنِ وَفَاقُوْهُمْ فِي الْعَقْلِ وَالصِّنَاعَةِ فَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَاسِعَةً جَمِيْلَةً وَيَنْقُشُوْنَ فِي الْحِجَارَةِ نُقُوْشًا بَدِيْعَةً. (ص۱۲۴۔ ثانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر واضح ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کا لغوی معنی بیان کریں، قوم ثمود کی طرف کون سے نبی مبعوث ہوئے تھے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کا لغوی معنی (۴) قوم ثمود کی طرف مبعوث نبی کی نشاندہی۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ قوم ثمود کی زمین بھی خوبصورت سرسبز و شاداب زمین تھی جس میں باغات، چشمے اور ایسی بہشتیں تھیں جنکے نیچے نہریں جاری تھیں، ثمود عمارت زراعت میں اور باغات کی کثرت میں عاد کی طرح تھی اور وہ ان سے عقل اور کاریگری میں فوقیت رکھتے تھے وہ پہاڑوں کو تراش کر خوبصورت کشادہ مکانات بناتے اور پتھروں میں انوکھے نقش و نگار بناتے تھے۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کا لغوی معنی:۔ "خَضْرَاءَ" یہ اَخْضَرُ اسم تفضیل کا مؤنث ہے از مصدر خَضَرًا (نصر، سمع) بمعنی سرسبز ہونا۔

"بَسَاتِيْنُ" یہ بُسْتَانٌ کی جمع ہے بمعنی باغ۔ "عُيُوْنٌ" یہ عَيْنٌ کی جمع ہے بمعنی چشمہ۔

"فَاقُوْ" یہ فَوْقًا (نصر، اجوف) مصدر سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی بلند ہونا۔

"يَنْحِتُوْنَ" یہ نَحْتًا (نصر، ضرب، سمع) مصدر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی چھیلنا و تراشنا۔

"بَدِيْعَةً" یہ صیغہ صفت ہے از مصدر بَدْعًا (فتح، صحیح) بمعنی گھڑنا، بغیر نمونہ بنانا و ایجاد کرنا۔

❹ قوم ثمود کی طرف مبعوث نبی کی نشاندہی:۔ قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا کما قال الله تعالی والی ثمود اخاهم صالحا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ...... مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا گرامر کی رو سے ثلاثة ساعات کہنا درست ہے؟ (نہیں)

② کیا یہ درست ہے کہ ایک اور دو کے بعد تمیز نہیں آتی؟ (ہاں)
③ کیا تین سے دس تک اعداد کے بعد معدود ہمیشہ مفرد منصوب آئے گا؟ (نہیں)
④ اگر معدود مؤنث ہو تو کیا گیارہ اور بارہ کے دونوں اجزاء مؤنث ہوں گے؟ (ہاں)
⑤ کیا عندی کتاب واحد میں واحد کا استعمال تاکید کے لئے ہوسکتا ہے؟ (ہاں)
⑥ کیا معدود اور تمیز میں باہمی کوئی فرق ہے؟ (نہیں)

جواب ......**کمامرّ فی السوال آنفا۔**

الشق الثانی ......مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔
① کیا حضرت ہود علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام سے پہلے مبعوث ہوئے تھے؟ (ہاں)
② کیا حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کی بدکلامی اور سختی کا جواب سختی سے دیتے تھے؟ (نہیں)
③ کیا حضرت ہود علیہ السلام کی قوم پر اللہ تعالیٰ نے زلزلے کا عذاب نازل فرمایا تھا؟ (نہیں)
④ کیا نزولِ عذاب کے بعد قوم عاد اپنے گھروں میں سات راتیں اور آٹھ دن زندہ رہے تھے؟ (ہاں)
⑤ کیا صالح علیہ السلام کی قوم ناپ تول کے گناہ میں مبتلا تھی؟ (نہیں)
⑥ کیا صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ہمارے لئے اس پہاڑی سے حاملہ اونٹنی نکالے۔ (ہاں)

جواب ......**کمامرّ فی السوال آنفا۔**

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ......عربی میں ترجمہ کریں۔ (میں اپنے والد کے پاس ہوں، میرا مدرسہ مسجد کے سامنے ہے، جمیل تم کہاں ہو، میرا گھر بازار سے دور ہے، آپ کی کتاب میرے پاس ہے، کتب خانہ دفتر کے قریب ہے)

اردو میں ترجمہ کریں۔ (**المفتاح عندالخادم، أخی الصغیر عند والدی، هل عندك علم بهذا؟**)

کلمات کے معانی بتائیں۔ (**إدارة البريد، حمال، مطار، میناء، بنایةٌ، مرحاض، جارٌ**)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔ (۱) اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ (۲) عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ (۳) عربی کلمات کے معانی۔

جواب ...... ❶ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ **انا عند والدی۔ مدرستی امام المسجد، یاجمیل این انت؟۔ بیتی بعیدٌ من السوق۔ کتابك عندی۔ المکتبة قریبة من المکتب۔**

❷ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ چابیاں خادم کے پاس ہیں۔ میرا چھوٹا بھائی میرے والد صاحب کے پاس ہے۔ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے؟

❸ عربی کلمات کے معانی:۔ محکمہ ڈاک۔ مزدور۔ ایئرپورٹ۔ بندرگاہ۔ عمارت۔ بیت الخلاء۔ پڑوسی۔

الشق الثانی ......عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (**اَلتِّلْمِیْذَةُ الْمُجْتَهِدَةُ تُحَافِظُ عَلٰی اَوْقَاتِهَا وَتَصْرِفُهَا فِی الدِّرَاسَةِ وَالْمُطَالَعَةِ وَالْمُذَاكَرَةِ وَالْحِفْظِ وَذَهَبَتِ الطَّالِبَتَانِ اِلَی الْمَدْرَسَةِ وَدَخَلَتَا فِی الْمَدْرَسَةِ ثُمَّ ذَهَبَتَا**

اِلٰی لَوْحَةِ الْاِعْلَانَاتِ وَقَرَأْنَا اِعْلَانًا)

سوالات کا عربی میں جواب دیں۔(متی قمتِ فی الصباح؟ھل سمعتِ أذان الفجر؟کم قرأتِ القرآن؟)

افعال کا تثنیہ بنائیں؟(فعلتُ،ذھب،نامتْ،اکلتُ،شربتْ،غسل،حفظ)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں:(۱)عبارت پر اعراب (۲)سوالوں کا عربی میں جواب (۳)افعال کا تثنیہ۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ سوالوں کا عربی میں جواب:۔قمت فی الساعة الرابعة صباحًا نعم سمعت اذان الفجر۔ قرأت جزءً من القرآن۔

❸ افعال کا تثنیہ:۔فَعَلْنَا ۔ ذَھَبَا ۔ نَامَتَا ۔ اَکَلْنَا ۔ شَرِبَتَا ۔ غَسَلَا ۔ حَفِظَا ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ......وأجاب اللّٰه دعوة نوح وأرادأن یغرق قومه، ولکن الله یرید کذلك أن ینجونوح والمؤمنون،فأمر نوحًا أن یصنع سفینة کبیرة،ورآه قومه فی ھذا الشغل، فوجدوا شغلًا وصاروا یسخرون منه: ملھذا یانوح؟من متی صرت نجارا؟أما کنّا نقول لك لاتجلس اِلی ھولاء الأراذل؟(ص ۱۰۵۔ثانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی تھی؟اراذل سے کن لوگوں کی طرف اشارہ تھا؟نیز بتائیں کہ کشتی کا مذاق اڑانے کے بدلے نوح علیہ السلام کا کیا ردعمل تھا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں:(۱)عبارت کا ترجمہ (۲)نوح علیہ السلام کی دعا کی وضاحت (۳)اراذل کی مراد(۴)مذاق اڑانے کے بدلے نوح علیہ السلام کا ردعمل۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ارادہ فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کر دے لیکن اسی طرح اللہ تعالیٰ یہ بھی چاہتے تھے کہ نوح علیہ السلام اور مومنین نجات پائیں تو نوح علیہ السلام کو ایک بڑی کشتی بنانے کا حکم فرمایا اور نوح علیہ السلام کی قوم نے اس کو اس شغل (کشتی بنانے پر) دیکھ لیا تو ان کو ایک شغل مل گیا اور اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔وہ کہتے اے نوح!یہ کیا ہے؟تم کب سے بڑھئی بن گئے؟ہم آپ کو یہ نہ کہتے تھے کہ ان بے حیثیت لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھا کر۔

❷ نوح علیہ السلام کی دعا کی وضاحت:۔ سورہ نوح میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے قال نوح رب لاتذر علی الارض من الکفرین دیارًا،انك ان تذرھم یضلوا عبادك ولا یلدوا الّا فاجرا کفارا۔

❸ اراذل کی مراد:۔اس سے نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والے غریب مومنوں کی طرف اشارہ ہے۔

❹ مذاق اڑانے کے بدلے نوح علیہ السلام کا ردعمل:۔ حضرت نوح علیہ السلام نے مذاق اڑانے کے بدلے میں فرمایا ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون سوف تعلمون من یأتیه عذاب یخزیه ویحل علیه عذاب مقیم۔

الشق الثانی ...... وأراد اللّٰه ان یرسل الیھم رسولًا کمـا أرسل اِلی امة نوح وأرسل اِلی عادرسولًا،اِن الله لایرضی لعبادہ الکفر، اِن الله لایحب الفسادفی الأرض وکان فیھم رجل اسمه صالح وکان ولدا نجیبًا جدا وکان ولدًا رشیدًا جدا، یشیر اِلیه الناس ویقولون: ھذا صالح، ھذاصالح وکان للناس فیه رجاء کبیر۔(ص ۱۱۷۔ثانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کس نام سے مشہور تھی،کن گناہوں کے اندر مبتلا تھی اور قوم کو حضرت صالح علیہ السلام سے کیا توقعات وابستہ تھیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین اور امور حل طلب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) قوم صالح کے نام و گناہوں کی نشاندہی (۳) قوم صالح کی حضرت صالح علیہ السلام سے وابستہ توقعات۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ان کی طرف کوئی پیغمبر بھیج دے جیسا کہ قوم نوح کی طرف بھیجا تھا اور قوم عاد کی طرف بھی پیغمبر بھیجا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کفر سے خوش نہیں ہوتا۔ بے شک اللہ تعالیٰ زمین میں فساد کو پسند نہیں فرماتا اور اس قوم میں ایک آدمی تھا جس کا نام صالح تھا وہ ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوا اور عقل وصلاح کے ساتھ پروان چڑھا اور وہ بہت شریف لڑکا تھا اور وہ بہت زیادہ ہوشیار لڑکا تھا۔ لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے اور کہتے یہ صالح ہے، یہ صالح ہے اور لوگوں کو اس سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔

❷ قوم صالح کے نام و گناہوں کی نشاندہی:۔ یہ قوم عاد کے نام سے مشہور تھی، شرک میں مبتلا تھی، فضول اور بے جا تعمیرات کی شوقین تھی، آخرت کی منکر اور ظلم کرنے والی تھی۔

❸ قوم صالح کی حضرت صالح علیہ السلام سے وابستہ توقعات:۔ قوم کا خیال یہ تھا کہ صالح بڑا ہو کر ان کا سردار بنے گا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ...... درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی کے آخر میں الف کا اضافہ کرنے سے تثنیہ کا صیغہ بن جاتا ہے؟ (ہاں)

② کیا "شربنا البنا" جملہ اسمیہ ہے؟ (نہیں) ③ کیا "ذھب" سے جمع کا صیغہ ذھبوا آتا ہے؟ (ہاں)

④ کیا "سمعنا" جمع متکلم فعل مضارع کا صیغہ ہے؟ (نہیں) ⑤ کیا بحری جہاز کو عربی میں "الطائرۃ" کہتے ہیں؟ (نہیں)

⑥ کیا تثنیہ متکلم اور جمع متکلم کے لیے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ (ہاں)

جواب ...... کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ...... درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا نام سارہ تھا؟ (نہیں) ② کیا مسجد اقصیٰ حضرت اسحٰق علیہ السلام نے بنائی تھی؟ (ہاں)

③ کیا حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے تھے؟ (نہیں)

④ کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو اپنا خواب بھائیوں کو بتانے کی اجازت دی تھی؟ (نہیں)

⑤ کیا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے؟ (ہاں) ⑥ کیا بنیامین حضرت یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی تھے؟ (ہاں)

جواب ...... کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... هٰذَا فَلَّاحٌ وَهٰذِهٖ مَزْرَعَتُهٗ، هٰذَا الْفَلَّاحُ عِنْدَهٗ حِصَانٌ وَجَمَلٌ وَجَامُوْسٌ وَبَقَرَةٌ وَثَوْرٌ وَكَذَا عِنْدَهٗ حِمَارٌ وَعِنْدَهٗ شَاةٌ وَ خَرُوْفٌ وَعِنْدَهٗ اَرْنَبٌ وَقِطٌّ وَعِنْدَهٗ دَجَاجَةٌ وَ حَمَامٌ۔

اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ عربی میں ترجمہ کیجئے (یہ چڑیا گھر ہے، یہ شیر ہے، یہ ہاتھی ہے، شیر طاقت ور جانور ہے، ہاتھی بڑا جانور ہے، وہ خرگوش ہے، خرگوش چھوٹا جانور ہے)۔

درج ذیل الفاظ کے معنی بتائیں (غزال، حمال، ادارۃ البریه، میناء، المحطة، الکیس، السلة، غابة، زهرية)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) جملوں کا عربی میں ترجمہ (۴) الفاظ کے معانی۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ یہ کسان ہے اور یہ اُس کا کھیت ہے اس کسان کے پاس ایک گھوڑا اور ایک اونٹ اور ایک بھینس اور ایک گائے اور ایک بیل ہے اور اسی طرح اس کے پاس ایک گدھا ہے اور اس کے پاس ایک بکری اور دنبہ ہے اور اس کے پاس خرگوش اور بلی ہے اور اس کے پاس مرغی اور کبوتر ہے۔

❸ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ یہ چڑیا گھر ہے (هٰذه حديقة الحيوانات)، یہ شیر ہے (هٰذا اسدٌ)، یہ ہاتھی ہے (هٰذا فيلٌ)، شیر طاقتور جانور ہے (الاسد حيوانٌ قويٌّ)، ہاتھی بڑا جانور ہے (الفيل حيوانٌ كبيرٌ)، وہ خرگوش ہے (ذلك ارنبٌ)، خرگوش چھوٹا جانور ہے (الارنبُ حيوانٌ صغيرٌ)۔

❹ الفاظ کے معانی:۔ غزال (ہرن کا بچہ) حمال (قلی و مزدور) ادارۃ البریه (محکمہ ڈاک) میناء (بندرگاہ) المحطة (اڈہ) الکیس (بٹوہ) السلة (ٹوکری) غابة (جنگل) زهرية (گلدان)۔

الشق الثانی ...... فِی الْاُسْبُوْعِ سَبْعَةُ اَيَّامٍ ...... يَوْمُ الْجُمُعَةِ اَفْضَلُ الْاَيَّامِ وَهٰذَا يَوْمٌ مُبَارَكٌ، يَوْمُ الْجُمُعَةِ اِجَازَةٌ فِي الْمَدْرَسَةِ، لَانَذْهَبُ اِلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، بَلْ نَغْتَسِلُ وَ نَلْبَسُ ثِيَابًا جَدِيْدَةً اَوْ مَغْسُوْلَةً۔

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، ہفتے کے دنوں اور اسلامی مہینوں کے نام عربی میں لکھئے۔ درج ذیل کلمات کے معنی بتائیں (ثانية، غداء، الصيف، الشتاء، ملح، حمام، بناية، حارة، كوب)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) ہفتے کے دنوں اور اسلامی مہینوں کے عربی میں نام (۴) کلمات کے معانی۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ ہفتے میں سات دن ہیں، جمعے کا دن تمام دنوں سے افضل ہے اور یہ بابرکت دن ہے، جمعے کے دن مدرسہ میں چھٹی ہوتی ہے، ہم جمعہ کے دن مدرسہ نہیں جاتے بلکہ ہم غسل کرتے ہیں اور ہم نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں۔

❸ ہفتے کے دنوں اور اسلامی مہینوں کے عربی میں نام:۔ السبت (ہفتہ) الاحد (اتوار) الاثنین (سوموار) الثلاثا (منگل) الاربعا (بدھ) الخمیس (جمعرات) الجمعه (جمعہ)۔

محرم الحرام، صفر المظفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاولی، جمادی الثانی، رجب المرجب، شعبان المعظم، رمضان المبارک، شوال المکرم، ذیقعده، ذی الحجه۔

❹ کلمات کے معانی:۔ ثانية (سیکنڈ) غداء (دوپہر کا کھانا) الصيف (گرمی) الشتاء (سردی) ملح (نمک) حمام (غسل خانہ) بناية (عمارت) حارة (محلہ) كوب (پیالہ)۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... وعطش اسماعیل مرة وارادت امه ان تسقیه ماء ولکن این الماء؟ ومکة لیس فیها

بئر ومکة لیس فیها نهر وکانت هاجر تطلبُ الماء ونصر الله هاجر ونصر اسماعیل۔

عبارت کا ترجمہ کریں، خط کشیدہ جملے کی ترکیب نحوی کریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب اپنے الفاظ میں قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) کانت هاجر تطلب الماء کی نحوی ترکیب (۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ کمامرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۰ھ۔

❷ کانت هاجر تطلب الماء کی نحوی ترکیب:۔ کانت فعل ناقصہ هاجر اسم تطلب فعل مع فاعل الماء مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، کان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

❸ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی محبوب چیزرات کو خواب میں ذبح کرتے ہوئے دیکھی اور مختلف خوابوں کے بعد مختلف چیزوں کو اللہ کے راستے میں قربان کیا مگر اس کے باوجود خواب آتا رہا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی تعبیر بیٹے کو ذبح کرنے کی صورت میں نکالی اور چونکہ نبی کا خواب بمنزلِ وحی ہوتا ہے اس لئے بیٹے سے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کرتا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ کو جس چیز کا حکم دیا گیا ہے آپ اُس پر عمل کریں ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اور ایک چھری لے کر منیٰ میں پہنچے اور اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے ارادہ سے زمین پر لٹایا اور اُن کے گلے پر چھری چلائی مگر حکم خداوندی سے وہ چھری نہ چلی اور فوری طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو جنت سے ایک مینڈھا دے کر بھیجا اور کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہو کہ آپ کا امتحان مقصود تھا بیٹے کی قربانی مقصود نہ تھی، آپ کامیاب ہو گئے، آپ اپنے بیٹے کی جگہ پر اس مینڈھے کو ذبح کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ مسلمانوں کو عید الاضحیٰ کے موقع پر اس سنت کو زندہ کرنے کا حکم دیا۔

﴿الورقة الخامسة : فی التاریخ و الادب العربی﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... درج ذیل جملوں کی عربی بنائیں: (۱) خالد آج مدرسہ نہیں آیا۔ (۲) قاسم کی گھڑی خوب صورت ہے۔ (۳) میرے سر میں درد ہے۔ (۴) زید اپنے استاد کے ساتھ ادب سے بات کرتا ہے۔ (۵) والدہ نے کھانے میں نمک چکھا۔

جواب ...... اردو جملوں کی عربی:۔ ماجاء خالد الیوم المدرسة ۔ ساعة خالد جمیلة ۔ فی رأسی وجع او الم (انّی صداع) ۔ زید یتکلم مع معلمه بادب ۔ ذاقت الوالدة الملح فی الطعام ۔

الشق الثانی ...... عائشہ نے کہا کہ پھول کی خوشبو اچھی ہے، میری کلاس میں پینتیس طالبات ہیں، ریل گاڑی میں پانچ سو مسافر ہیں، گرمی کے دن لمبے ہوتے ہیں، وہ مسجد قدیم ہے۔

جواب ...... اردو جملوں کی عربی:۔ قالت عائشة رائحة الزهرة طیبة ۔ فی فصلی خمس و ثلاثون طالبة ۔ فی القطار خمس مائة مسافر ۔ ایام الحرّ او الصیف طویلة ۔ ذلك المسجد قدیم ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... اردو میں ترجمہ کریں: هذا بیته وهو کبیر۔ ذهبت الی المکتبة واشتریت الکراسة۔ ترجع أختی من المدرسة بعد الساعة الخامسة۔ثم تساعد الأم فی المطبخ۔ لم احضر فی المدرسة بالأمس۔

جواب ...... اردو میں ترجمہ:۔ یہ اس کا گھر ہے اور وہ بڑا ہے۔ میں کتب خانہ کی طرف گیا اور میں نے کاپی خریدی۔ میری بہن مدرسہ سے پانچویں گھنٹے کے بعد لوٹتی ہے۔ پھر باورچی خانہ میں والدہ کا ہاتھ بٹاتی ہے۔ میں کل مدرسہ حاضر نہیں ہوا۔

الشق الثانی ...... جملوں کا عربی میں جواب لکھیں: **کم عمركَ؟ ماذا تفعل بعد الفجر؟ هل رأيتِ البحرَ؟ أين يذهب المسلمون للحج؟ هل تسمع أذان الفجر؟**

جواب ...... جملوں کا عربی میں جواب:۔ **عمری ثلاثون سنة ۔ اتلو القرآن الكريم بعد صلوة الفجر ۔ نعم رأيت البحر ۔ يذهب المسلمون للحج الى المكة المكرمة او المملكة السعودية ۔ نعم اسمع اذان الفجر ۔**

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... **وكان لابراهيم زوج اخرىٰ اسمها سارة وكان لابراهيم ولد آخر من سارة اسمه اسحٰق و سكن ابراهيم فى الشام و سكن اسحٰق وبنى اسحٰق بيت الله فى الشام كما بَنى ابوه واخوه بيت الله فى مكة وبارك الله فى اولاد اسحٰق كما بارك فى اولاد اسماعيل وكان فيهم انبياء و ملوك.** (ص ۳۷۔ ثانیہ)

عبارت مذکورہ کا ترجمہ کریں۔ اسحٰق علیہ السلام نے شام میں کون سی مسجد بنائی تھی اور کیا وہ مسجد اب بھی قائم ہے نیز حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں دو مشہور پیغمبروں کے نام ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) شام میں اسحٰق علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد کا نام اور اس کا قیام (۳) حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں دو مشہور پیغمبروں کے نام۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دوسری بیوی تھی اس کا نام سارہ تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت سارہ سے ایک دوسرا بیٹا تھا اُس کا نام اسحٰق تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام میں سکونت اختیار کی اور حضرت اسحٰق علیہ السلام نے بھی وہیں سکونت اختیار کی۔ اور حضرت اسحٰق علیہ السلام نے ملک شام میں اللہ تعالیٰ کا ایک گھر تعمیر کیا جیسا کہ اُس کے والد اور بھائی نے مکہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک گھر تعمیر کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسحٰق علیہ السلام میں برکت دی جیسا کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں برکت دی اور اُن کی اولاد میں انبیاء اور بادشاہ پیدا ہوئے۔

❷ شام میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد کا نام اور اس کا قیام:۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد کا نام بیت المقدس ہے اور یہ مسجد اب بھی قائم ہے البتہ اس پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔

❸ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں دو مشہور پیغمبروں کے نام:۔ ① حضرت یعقوب علیہ السلام ② حضرت یوسف علیہ السلام۔

الشق الثانی ...... اردو میں ترجمہ کریں: **واجتهد نوح كثيرًا أن يؤمن قومه ويعبدوا الله ويتركوا الاصنام ولكن ما أمن بنوح الا بعض الافراد من قومه، ما أمن به الّا بعض الافراد الذين يعملون بايديهم ويأكلون الحلال، أما الأغنياء من قومه فقد منعهم كبرهم ان يطيعوا نوحًا.**

جواب ...... اردو میں ترجمہ:۔ نوح علیہ السلام نے بہت کوشش کی کہ ان کی قوم ایمان لے آئے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کریں، بتوں کی پوجا چھوڑ دیں، مگر نہیں ایمان لائے نوح علیہ السلام پر سوائے قوم کے بعض افراد کے نہیں ایمان لائے نوح علیہ السلام پر مگر بعض وہ افراد جو اپنے ہاتھوں سے محنت مزدوری کرتے تھے اور رزقِ حلال کھاتے تھے، بہر حال نوح علیہ السلام کی قوم کے مالدار و دولتمند لوگ کہ تحقیق منع کیا ان کو انکے کبر و تکبر نے نوح علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے۔

الورقة السادسة
سیرت
سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

﴿الورقة السادسة: فی السیرة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ...... ① آپ ﷺ کا والد اور والدہ کی طرف سے نسب نامہ تحریر کریں۔ ② آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے متعلق مختصر مضمون تحریر کریں۔

جواب ...... ❶ والد ماجد کی طرف سے آپ ﷺ کا نسب نامہ یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان (یہاں تک سلسلہ نسب اجماع امت سے ثابت ہے اس سے آگے اختلاف ہے)۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ ﷺ کا نسب نامہ یہ ہے۔ محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔ (کلاب بن مرہ میں آپ ﷺ کے والدین کا نسب جمع ہو جاتا ہے)۔

❷ اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت ماہ ربیع الاوّل میں اُس سال ہوئی جس میں اصحاب فیل نے بیت اللہ پر حملہ کیا تھا اور در حقیقت واقعہ فیل بھی آپ ﷺ کی ولادت کی برکات کا مقدمہ تھا اور آپ ﷺ کی جائے ولادت وہ مکان ہے جو بعد میں حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف کے ہاتھ آیا تھا۔ بعض مؤرخین نے لکھا کہ یہ واقعہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ عیسوی کو پیش آیا اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ۵۷۱ سال بعد ہوئی۔ اس مہینہ کی بارہ تاریخ بروز دوشنبہ یعنی پیر کے دن پیدائش عالم کے مقصد، امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے جس کے نتیجہ میں فارس کے بادشاہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا جس کے نتیجہ میں اُس کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔ فارس کا ایک مشہور دریا بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا۔ فارس کے آتش کدوں کی آگ جو ہزاروں سال سے کبھی نہ بجھی تھی وہ خود بخود بجھ گئی۔ یہ سب واقعات در حقیقت آتش پرستی اور گمراہی کے خاتمے کا اعلان تھے اور روم و فارس کی حکومتوں کے زوال کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا۔

الشق الثانی ...... آپ ﷺ کے صاحبزادوں کے نام اور صاحبزادیوں کے اسماء و نکاح کی مکمل معلومات درج کریں۔

جواب ...... آپ ﷺ کے کل تین صاحبزادے تھے اُن میں سے دو صاحبزادے قاسم اور طاہر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے اور اسی قاسم کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ ﷺ کی کنیت ابو القاسم مشہور ہے اور تیسرے صاحبزادے ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے اور یہ تینوں صاحبزادے بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

آپ ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہیں جن کے نام حضرت فاطمہ، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن ہیں۔ ان میں سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابو العاص بن ربیع سے ہوا، اُن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو تھوڑی عمر میں ہی انتقال کر گیا اور ایک لڑکی امامہ پیدا ہوئی جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد نکاح کیا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ۲ھ میں غزوۂ بدر کے موقع پر اُن کی وفات ہوئی اُس کے بعد ۳ھ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کیا اور ۹ھ میں ان کا انتقال ہوا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پندرہ برس کی عمر میں ۴۰۰ درہم مہر کے عوض حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ یہ سب صاحبزادیاں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ...... آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے اسماء، سنِ نکاح و مہر وغیرہ کی مکمل تفصیل قلمبند کریں۔

جواب ...... ① حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا:۔ نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا، نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی، ۲۰ اونٹ نکاح میں مہر مقرر ہوئے، یہ آپ ﷺ کا پہلا نکاح اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تیسرا نکاح تھا، ہجرت سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہیں۔

② حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے ۱۰ نبوی میں نکاح فرمایا جب ان کی عمر پچاس سال تھی ۴۰۰ درہم مہر مقرر ہوا، آپ ﷺ نے چاہا کہ ان کو طلاق دے دیں لیکن انہوں نے فرمایا کہ میری خواہش یہ ہے کہ قیامت کے دن آپ کی ازواج میں سے اٹھائی جاؤں، انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی پھر آپ ﷺ نے ان کو طلاق نہیں دی، چودہ سال آپ ﷺ کے پاس رہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں انتقال ہوا۔

③ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے چھ سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ہجرت سے دو سال قبل یا تین سال قبل ماہِ شوال میں نکاح فرمایا، مہر ۴۰۰ درہم تھا، رخصتی مدینہ منورہ میں ہوئی جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۹ سال تھی، آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی دوشیزہ سے نکاح نہیں کیا، ان کی کنیت ام عبداللہ ہے، عبداللہ حضرت اسماء کے فرزند اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس ۹ سال رہیں ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ کو ۶۶ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

④ حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ۳ھ میں عقد فرمایا جب ان کی عمر ۲۲ سال تھی، روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو طلاق دے دی تھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان سے رجوع فرمالیجئے کیونکہ وہ روزہ دار اور نماز گزار ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے رجوع فرمالیا، ۸ سال آپ ﷺ کے پاس رہیں ۶۳ سال کی عمر میں شعبان ۴۵ھ میں انتقال فرمایا۔

⑤ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے ۳ھ میں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے ۵۰۰ درہم مہر پر عقد فرمایا، نکاح کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال تھی، ۳ ماہ آپ ﷺ کے پاس رہیں ۴ھ میں انتقال فرمایا۔

⑥ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے شوال ۴ھ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ۵۰۰ درہم مہر پر عقد فرمایا جب ان کی عمر ۲۴ سال تھی ام سلمہ کنیت ہے نام ہندہ ہے، ۶ سال سے زائد عرصہ آپ ﷺ کے پاس رہیں، کل عمر ۸۴ سال ہوئی۔

⑦ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے ۵ھ میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ۴۰۰ درہم مہر پر عقد فرمایا جب ان کی عمر ۳۵ سال تھی یہ آپکی پھوپھی زاد بہن تھیں پہلا نکاح آپ ﷺ کے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا طلاق کے بعد ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے انہی کا انتقال ہوا اور یہ پہلی خاتون ہیں جنکے جنازے پر گہوارہ رکھا گیا ۶ سال آپ ﷺ کے پاس رہیں ۲۰ھ میں انتقال ہوا کل عمر ۵۰ سال ہوئی۔

⑧ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے ۵ھ میں حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے ۴۰۰ درہم مہر پر عقد فرمایا جب ان کی عمر ۲۰ سال تھی، یہ غزوہ بنی مصطلق میں قید ہوئی تھیں اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی تھیں، انہوں نے جویریہ سے بدل کتابت چاہا وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ مال کتابت کے بارے میں سوال کریں آپ ﷺ نے فرمایا میں اس سے بہتر کام نہ کروں یعنی مال کتابت ادا کردوں اور تم سے نکاح کرلوں؟ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں، آپ ﷺ نے مال کتابت ادا فرما کر ان سے نکاح فرمالیا، ۶ سال آپ ﷺ کے پاس رہیں ۵۶ھ میں ان کا انتقال ہوا، کل عمر ۷۰ سال ہوئی۔

⑨ حضرت اُمِ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا:۔آپ ﷺ نے حضرت اُمِ حبیبہ بنت سفیان رضی اللہ عنہا سے ۷ھ میں عقد فرمایا، نکاح کے وقت ان کی عمر ۳۷ سال تھی اُمِ حبیبہ کنیت ہے نام رملہ ہے عقد کے وقت حبشہ میں تھیں، نجاشی شاہ حبشہ نے آپ ﷺ کی طرف سے ۴۰۰ دینار مہر ادا کیا۔نکاح کے متولی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یا حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ تھے، ۴ سال سے زائد عرصہ آپ ﷺ کے پاس رہیں، شعبان ۴۴ھ میں انتقال فرمایا کل عمر ۴۷ سال ہوئی۔

⑩ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا:۔آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے صفر ۷ھ میں عقد فرمایا، نکاح کے وقت ان کی عمر ۱۶ سال کی تھی، یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں غزوۂ خیبر میں قید ہو کر آئیں آپ ﷺ نے ان کو آزاد فرمایا اور ان کی آزادی ہی کو مہر مقرر فرمایا، ۴ سال آپ ﷺ کے پاس رہیں۔ ۵۰ھ میں انتقال ہوا کل عمر ۶۹ سال ہوئی۔

⑪ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا:۔آپ ﷺ نے ذیقعدہ ۷ھ میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ۵۰۰ درہم مہر پر عقد فرمایا جب ان کی عمر ۳۶ سال تھی یہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں موضع سرف میں ان کا عقد ہوا اور وہیں ۵۱ھ یا ۶۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔۳ سال سے زائد آپ ﷺ کے پاس رہیں کل عمر ۸۰ سال ہوئی۔(سیرت الرسول)

الشق الثانی ...... ① آپ ﷺ کے چچا و پھوپھیوں کی تعداد و اسماء تحریر کریں ② آپ ﷺ کے پہریداروں کے اسماء تحریر کریں۔

جواب ...... ❶ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دس بیٹے تھے۔حارث، زبیر، حجل، ضرار، مقوم، ابولہب، عباس، حمزہ، ابوطالب، عبداللہ۔ان میں سے عبداللہ آپ ﷺ کے والد ماجد ہیں۔باقی نو آپ ﷺ کے چچا ہیں۔

آپ ﷺ کی پھوپھیوں کی تعداد چھ ہے۔امیمہ، ام حکیم، برہ، عاتکہ، صفیہ، اردی۔

❷ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مختلف موقعوں پر آپ ﷺ کی پہرہ داری کی خدمت سرانجام دی۔ان میں سے چند یہ ہیں۔حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جنہوں نے غزوۂ بدر میں آپ ﷺ کی نگہبانی کی۔ذکوان بن عبدقیس اور محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے غزوۂ اُحد میں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خندق میں، حضرت عباد بن بشیر، سعد بن ابی وقاص، ابوایوب انصاری اور بلال حبشی رضی اللہ عنہم نے وادی قری میں آپ ﷺ کی نگہبانی کی خدمت سرانجام دی۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ...... معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا و ابوطالب رضی اللہ عنہ کی وفات ۸ نبوی میں ہوئی۔(نہیں)

② بناءِ کعبہ و حجرِ اسود کی تنصیب کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔(نہیں)

③ سفرِ طائف کا واقعہ ۱۰ نبوی میں پیش آیا۔(ہاں) ④ صلح حدیبیہ ۶ھ میں ہوئی۔(ہاں)

⑤ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح ۳ھ میں ہوا۔(نہیں)

جواب ...... کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ...... معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① غزوۂ اُحد میں چھوٹی پہاڑی پر ۱۶۰ افراد مقرر کئے گئے تھے۔(غلط) ② غزوۂ خیبر کا واقعہ ۷ھ میں پیش آیا۔(صحیح)

③ فتح مکہ کے موقع پر ستر کا قتل ہوئے اور ستر ہی قید کئے گئے۔(غلط) ④ فتح مکہ کا واقعہ ۹ھ میں پیش آیا۔(غلط)

⑤ غزوۂ اُحد میں آپ ﷺ کے چہرۂ انور سے خود کی کڑیاں حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے نکالی تھیں۔(صحیح)

⑥ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی۔ (غلط)

جواب......کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة السادسة: السيرة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل......اسراء ومعراج کے واقعہ کو مختصر طور پر بیان کریں۔

جواب......نبوت کے پانچ یں سال میں اسراء اور معراج کا ایک خصوصی واقعہ پیش آیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم معجزات میں سے ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اعزازی جلوس کے ساتھ نوازا گیا۔ انبیاء علیہم السلام کی امامت کا شرف حاصل ہوا۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات حطیم کعبہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام آئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ چلیے آپ کو براق پر سوار کیا گیا جس کی رفتار کا یہ حال تھا کہ جہاں نظر پڑتی تھی وہیں اُس کا قدم پڑتا تھا، اس براق کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا جہاں پر تمام انبیاء علیہم السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کیلئے جمع کیا گیا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اذان دی، انبیاء اور رُسل نے صف بندی کی اور جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امامت کیلئے آگے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء، مرسلین وملائکہ کو نماز پڑھائی۔ اُس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ سے آسمانوں پر لے جایا گیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر بھی براق پر تھا مگر صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر معراج یعنی سیڑھی کے ذریعہ سے ہوا اور اُس معراج کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں تک پہنچے۔ اِس معراج کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں پھر مختلف آسمانوں پر بالترتیب حضرت آدم، حضرت عیسیٰ ویحییٰ، حضرت یوسف، حضرت ادریس، حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات ہوئی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کی طرف تشریف لے گئے، راستہ میں حوض کوثر پر گزر ہوا پھر جنت میں داخل ہوئے اور وہاں وہ عجائب وغرائب دیکھے جو نہ کسی آنکھ نے آج تک دیکھے اور نہ کسی کان نے آج تک سنے۔ اور نہ کسی انسان کے وہم وگمان کی وہاں تک رسائی ہوئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوزخ پیش کی گئی جو ہر قسم کے سخت سے سخت عذاب اور آگ سے بھری ہوئی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام وہیں ٹھہر گئے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ کی زیارت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گر پڑے اور باری تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا اور نمازیں فرض کی گئیں، اُس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے۔

الشق الثانی......ہجرت مدینہ کا واقعہ اپنے الفاظ میں قلمبند کریں۔

جواب......جب کفار کی طرف سے مسلمانوں پر حالات انتہائی تنگ ہو گئے حتی کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے بنانا شروع کیے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے منصوبوں اور مشوروں کی اطلاع دے دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم خداوندی سے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امانتوں کی ادائیگی کے لئے اپنی چارپائی پر سونے کا حکم دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ یٰسین شریف کا ورد کرتے ہوئے گھر سے باہر نکلے اور قریش کے درمیان سے ہوتے ہوئے مدینہ کی جانب نکل پڑے۔ سب سے پہلے غار ثور میں جا کر قیام کیا، جب صبح کو کفار مکہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کی اطلاع ملی تو انتہائی رنجیدہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں لوگوں کو بھیج دیا اور گرفتار کرنے پر سو اونٹ انعام مقرر کیا۔ بہت سے آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے حتی کہ بعض لوگ اُس غار تک بھی پہنچ گئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما تھے جن کو دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غمگین ہوئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ گھبرانے اور پریشان نہ ہونے کی تلقین کی اور فرمایا کہ ہمارا پروردگار ہمارے ساتھ ہے۔ تین دن اس غار میں

قیام کے بعد آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو اونٹنیوں کے ذریعے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ عبداللہ بن اریقط بھی تھے جن کو راستہ بتلانے کیلئے اُجرت پر ساتھ لیا گیا تھا۔ ایک اونٹنی پر آپ ﷺ سوار ہوئے اور دوسری پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے غلام عامر بن فہیرہ کے ساتھ سوار ہوئے اور عبداللہ بن اریقط راستہ دکھلانے کیلئے آگے آگے چل رہا تھا۔ درمیان میں اسی دوران سراقہ بن مالک آپ ﷺ کی تلاش میں آپ ﷺ تک پہنچ گیا مگر اُسکے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا اور کئی مرتبہ یہی واقعہ پیش آیا اور وہ زمین سے اُٹھ کر دوبارہ آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑتا مگر آپ ﷺ نے اُس کی طرف توجہ نہ کی جب وہ زیادہ قریب آیا تو اُس کے گھوڑے کے چاروں پاؤں زمین کے اندر دھنس گئے اور وہ گھوڑا کسی صورت بھی زمین سے نہ نکلا مجبور اہو کر اُس نے آپ ﷺ سے پناہ مانگی اور آپ ﷺ کی برکت سے گھوڑا زمین سے نکل آیا۔ اُسکے بعد سراقہ وہاں سے واپس ہوا اور آپ ﷺ اپنی منزل کی طرف چلتے رہے حتیٰ کہ راستہ میں حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کی بکری والا مشہور واقعہ پیش آیا جو بالکل دودھ نہ دیتی تھی آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ دودھ سے بھر گئے۔ آپ ﷺ نے خود بھی دودھ پیا اور ساتھیوں کو بھی پلایا۔

جب آپ ﷺ وہاں سے رخصت ہوئے تو بعد میں ام معبد کے خاوند نے آ کر دودھ کے متعلق دریافت کیا تو ام معبد رضی اللہ عنہا نے سارا واقعہ بیان کر دیا جس کے نتیجہ میں یہ دونوں حضرات ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچ کر مسلمان ہوگئے۔ آپ ﷺ مدینہ کے راستہ میں قباء پہنچے جب انصار کو آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو وہ روزانہ استقبال کیلئے بستی سے باہر آتے، چنانچہ قباء میں آپ ﷺ کا پُرجوش استقبال کیا گیا اور آپ ﷺ نے چودہ روز وہاں قیام کیا اور ایک مسجد کی بنیاد رکھنے کے بعد آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امانتیں ادا کرنے کے بعد قباء میں آپ ﷺ سے آ کر مل گئے اس طرح سے یہ ہجرت کا سفر مکمل ہوا۔

جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ پہنچے تو ہر شخص کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ میرے گھر تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے اونٹنی کی لگام چھوڑ دی اور وہ خود بخود آپ ﷺ نے ننھیال میں سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے جا کر ٹھہر گئی، آپ ﷺ اُن کے مہمان ہوئے اور ایک مدت تک اُنہی کے مکان پر مقیم رہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... ① ۸ھ کے غزوات وسرایا کے نام قلمبند کریں۔ ② مجموعی غزوات وسرایا کی صرف تعداد تحریر کریں۔

جواب ...... ① ۸ھ میں چار اہم غزوات پیش آئے۔ غزوۂ موتہ، فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ طائف اور دس سرایا بھیجے گئے۔ سریہ غالب بجانب بنی الملوح، سریہ غالب بجانب فدک، سریہ شجاع، سریہ کعب، سریہ عمرو بن عاص، سریہ ابوعبیدہ بن جراح، سریہ ابوقتادہ، سریہ خالد (غمیصا)، سریہ طفیل بن عمرو دوسی، سریہ قطبہ۔

② غزوات کی مجموعی تعداد ۲۳ ہے جن میں سے ۹ میں جنگ کی نوبت پیش آئی باقی میں نہیں اور سرایا کی مجموعی تعداد ۴۳ ہے۔

الشق الثانی ...... ① سفر حجۃ الوداع اپنے الفاظ میں بیان کریں۔ ② خطبۂ حجۃ الوداع کا خلاصہ تحریر کریں۔

جواب ...... ① ۲۵ ذی قعدہ ۱۰ھ بروز دوشنبہ کو آپ ﷺ حج کے لئے مکہ کی طرف روانہ ہوئے، راستہ میں جہاں جہاں سے گزرتے گئے مسلمان آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہوتے گئے حتیٰ کہ اس حج میں شامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ سے زائد منقول ہے۔ مدینہ منورہ سے چھ میل کی مسافت پر مقام ذوالحلیفہ میں آپ ﷺ نے احرام باندھا، ۴ ذی الحجہ بروز شنبہ کو آپ ﷺ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔

② آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ۹ تاریخ کو میدانِ عرفات میں ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا جو نصائح اور حکم سے بھرا ہوا تھا

اور یہ تمام روئے زمین کے لوگوں کے لئے آپ ﷺ کا آخری پیغام تھا۔ جس کے اہم نکات یہ ہیں۔

فرمایا کہ اے لوگو! میری بات خوب غور سے سنو تا کہ میں ضروری ضروری اُمور تمہارے سامنے بیان کرسکوں، نامعلوم آئندہ سال میں تمہیں ملوں یا نہ ملوں۔ اُسکے بعد فرمایا کہ مسلمانوں کی جان ومال، عزت وآبرو ایک دوسرے پر قیامت تک اُسی طرح حرام ہے جیسے اِس دن، اِس مہینہ اور اِس شہر کی حرمت ہے۔ اسلئے جس شخص کے پاس کسی شخص کی امانت ہو وہ واپس کردے۔ فرمایا کہ تمہاری عورتوں کے تم پر کچھ حقوق ہیں اور تمہارے بھی کچھ حقوق ہیں۔ ہر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے۔ فرمایا کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، کسی شخص کیلئے اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اُس کا مال استعمال کرنا جائز نہیں۔ میرے بعد تم کافر ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹتے رہنا اسلئے کہ میں نے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب چھوڑی ہے، اگر تم اُس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ فرمایا کہ اے لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، تم آدم کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے اور تم سب میں سے عزت والا وہ ہے جو متقی ہو، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ اور میں نے احکام خداوندی کی تبلیغ کردی اور اے پروردگار تو گواہ ہو جا میں نے تبلیغ کردی اور حاضرین سے فرمایا کہ میرا یہ پیغام غائبین تک پہنچا دیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ......معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① فتح مکہ میں اسلامی لشکر کی تعداد دس ہزار تھی۔ (ہاں) ② غزوۂ بدر میں کل پندرہ مسلمان شہید ہوئے۔ (نہیں)

③ فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے ایک ماہ تک مکہ میں قیام کیا۔ (نہیں)

④ غزوۂ اُحد میں قریشی بہادر عبداللہ بن قمیہ نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو زخمی کیا تھا۔ (ہاں)

⑤ غزوۂ اُحد میں اسلامی لشکر کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ (نہیں)

جواب ......کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ......معروضی سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں۔

① آپ ﷺ کی کل چار صاحبزادیاں تھیں۔ (صحیح) ② معراج کا واقعہ ۶ نبوی میں پیش آیا۔ (غلط)

③ آپ ﷺ کے وصال کے وقت ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد دس تھی۔ (غلط)

④ آپ ﷺ کی ازواج میں سے سب سے آخر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ (صحیح)

⑤ اسلام میں کثرت سے وفود کی آمد ۹ھ میں ہوئی۔ (صحیح)

⑥ آپ ﷺ کا چہرہ زخمی ہونے کا واقعہ غزوۂ خندق میں پیش آیا۔ (غلط)

جواب ......کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقۃ السادسۃ: السیرۃ﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ......① آپ ﷺ کی ولادت سے قبل عبدالمطلب نے آپ کے والد ماجد کو مدینہ کیوں بھیجا تھا، آپ ﷺ کو کن تین عورتوں نے باری باری دودھ پلایا ہے؟ ② عرب اپنے شیر خوار بچوں کو دودھ پلانے کیلئے کیوں دیہاتی عورتوں کے سپرد کرتے تھے اور آپ ﷺ کو دودھ پلاتے ہوئے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کن برکات کا مشاہدہ کیا تھا ③ دودھ چھڑانے کے بعد سب

سے پہلے کون سے کلمات آپ ﷺ کی زبان مبارک پر جاری ہوئے تھے۔

جواب ...... ❶ حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کو مدینہ سے کھجوریں لینے کے لئے بھیجا اور حضرت عبداللہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو حالتِ حمل میں چھوڑ کر مدینہ طیبہ سے کھجوریں لینے چلے گئے اور اتفاقاً وہیں اُن کا انتقال ہوا۔

آپ ﷺ کو سب سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے دودھ پلایا، اس کے بعد چند روز ابولہب کی کنیز ثوبیہ نے دودھ پلایا، اُس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا۔

❷ شرفائے عرب کی عادت تھی کہ وہ بچوں کو دودھ پلانے کیلئے قرب وجوار کے دیہاتوں میں بھیجتے تھے جس سے بچوں کی جسمانی صحت بھی اچھی ہو جاتی تھی اور وہ خالص عربی بھی سیکھ جاتے تھے۔ اسی لئے گاؤں کی عورتیں اکثر شہروں میں شیر خوار بچے لینے جایا کرتی تھیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو گود میں لینے کی سب سے پہلی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ میری چھاتی میں خوب دودھ آیا اور جسے آپ ﷺ نے اور آپ کے رضاعی بھائی دونوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ دوسری طرف اونٹنی جو بالکل کمزور تھی اُس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ جو اونٹنی چلنے سے عاجز تھی وہ آپ ﷺ کو اٹھا کر اس قدر تیز چلی کہ بقیہ عورتیں راہ تکتی رہ گئیں۔

❸ آپ ﷺ کی زبانِ اطہر پر دودھ چھڑانے پر سب سے پہلے یہ الفاظ جاری ہوئے **اللّٰہ اکبر کبیرا والحمد للّٰہ حمدًا کثیرا سبحان اللّٰہ بکرۃ واصیلًا۔**

الشق الثانی ...... ① تعمیر بیت اللہ کے وقت آپ ﷺ کی کتنی عمر تھی، حجر اسود سے متعلق کیا اختلاف پیدا ہوا۔ نیز آپ ﷺ کو کس طرح حکم مقرر کیا گیا اور آپ ﷺ نے کیا فیصلہ کیا ② آپ ﷺ کو کتنی عمر میں نبوت عطاء کی گئی اور آپ نے ابتداءً دعوت کا کیا طریقہ اختیار فرمایا ③ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ابتداءً ایمان لانے والے چار صحابہ کے نام تحریر کریں۔

جواب ...... ❶ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال ہوئی تو اُس وقت قریش نے بیت اللہ کو دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اور اس تعمیر کو ہر شخص اپنے لئے سعادت سمجھتا تھا اور قبائل قریش نے اپنی قسمتوں کا فیصلہ اس پر رکھا کہ اس کی تعمیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیا جائے اور اس تعمیر کو قبائل میں تقسیم کرنے کی نوبت پیش آئی تاکہ جھگڑا نہ ہو۔ اس تقسیم میں جب حجرِ اسود کو رکھنے کا عمل سامنے آیا تو ہر قبیلے کی خواہش تھی کہ یہ سعادت اس کو حاصل ہو حتیٰ کہ معاملہ قتل وقتال تک پہنچ گیا۔ مشورہ میں طے ہوا کہ جو شخص سب سے پہلے مسجد کے اس دروازہ میں داخل ہو وہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرے گا۔ سب سے پہلے اس دروازہ سے داخل ہونے والی شخصیت آپ ﷺ تھے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر سب نے بیک زبان کہا کہ یہ امین ہیں اور ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ ﷺ نے ایسا حکیمانہ ودانشمندانہ فیصلہ کیا کہ سب لوگ خوش ہو گئے۔ آپ ﷺ نے حجرِ اسود کو اٹھا کر ایک چادر میں رکھا اور ہر قبیلہ کو حکم دیا کہ اُس کا ایک منتخب آدمی اس کا ایک کنارہ پکڑ لے، اس طرح حجرِ اسود کو اٹھایا گیا۔ جب بنیاد تک پہنچ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اُسے اپنی جگہ رکھ دیا۔

❷ جب آپ ﷺ کی عمر چالیس برس ہوئی تو ظاہری طور پر بھی آپ کو شرف نبوت سے نوازا گیا۔

ابتداءً جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ اعلاناً تبلیغ کیلئے مامور نہ تھے بلکہ اُس میں صرف آپ ﷺ کی ذات کے لئے احکام تھے، پھر کچھ دن تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا جب دوبارہ وحی شروع ہوئی تو اس میں آپ ﷺ کو تبلیغ اسلام کا بھی حکم دیا گیا مگر عرب دنیا کی جہالت وذلالت، تکبر وغرور اور آباء کی تقلید نے انہیں حق پر کان لگانے کی اجازت نہ دی اس لئے آپ ﷺ نے ابتداءً اپنی جان پہچان والے لوگوں کو دعوت اسلام پیش کی جن پر آپ کو مکمل اعتماد تھا یا آپ ﷺ نے اپنی فہم وفراست کے

ذریعے اُن میں خیر وصلاح کے آثار دیکھے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آپ کے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ، آپ کے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ مسلمان ہوئے۔

④ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر متعدد لوگوں نے اسلام قبول کیا، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ حضرت عثمان غنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٣٧ھ

الشق الاول ...... ① آپ ﷺ نے نبوت کے دسویں سال کو کیوں غم کا سال قرار دیا، اہلِ طائف نے دعوتِ حق کے مقابلے میں کس ردِعمل کا مظاہرہ کیا اور سفرِ طائف میں آپ کے ہمراہ کون سے صحابی گئے تھے ② واقعہ اسراء سے متعلق اہلِ مکہ نے آپ سے کیا سوالات کئے؟ اور آپ نے کس طرح جوابات دیئے۔

جواب ...... ① سن ١٠ ہجری میں آپ ﷺ کے چچا ابوطالب اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی اس وجہ سے آپ ﷺ نے اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) قرار دیا۔

جب آپ ﷺ اہلِ مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آگئے تو آپ ﷺ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر سن ١٠ ہجری میں طائف تشریف لے گئے اور مسلسل اُن کو ایک ماہ تک تبلیغ کرتے رہے مگر اُن میں سے کسی کو قبولِ حق کی توفیق نہ ہوئی بلکہ انہوں نے شہر کے چند اوباش لوگوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جنہوں نے آپ ﷺ پر پتھر برسائے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک لہولہان ہوگئے۔

② واقعہ معراج کے بعد کفارِ مکہ نے بغرضِ امتحان آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر تم اس معراج کے دعویٰ میں سچے ہو تو بتلاؤ کہ بیت المقدس کی تعمیر اور ہیئت کیسی ہے اور وہ پہاڑ سے کتنے فاصلہ پر ہے؟ تو آپ ﷺ نے اس کا پورا نقشہ بتلا دیا۔

پھر انہوں نے سوال کیا کہ ہمارا قافلہ جو ملکِ شام گیا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فلاں قبیلہ کے ایک تجارتی قافلے پر مقام روحا میں میرا گزر ہوا، اُن کا اونٹ گم ہوگیا تھا وہ سب اُس کی تلاش میں تھے، میں انکے کجاوں کے پاس گیا تو وہاں کوئی موجود نہ تھا تو میں نے ایک کوزہ میں سے پانی پیا، اس کے بعد فلاں قبیلہ کے تجارتی قافلے پر فلاں مقام پر میرا گزر ہوا جب براق اسکے قریب پہنچا تو اونٹ دہشت سے ادھر اُدھر بھاگنے لگے اور ایک سرخ اونٹ بے ہوش ہوکر گر گیا، اس کے بعد فلاں قبیلہ کے تجارتی قافلہ پر فلاں مقام پر ہمارا گزر ہوا اس میں سب سے آگے ایک خاکی رنگ کا اونٹ تھا اُس پر سیاہ ٹاٹ اور دو سیاہ گون تھے۔ اور یہ قافلہ عنقریب تمہارے پاس آنے والا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کب تک آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بدھ کے روز تک آجائے گا چنانچہ اسی طرح ہوا۔

الشق الثانی ...... ① غزوہ اُحد کس سن ہجری میں پیش آیا؟ اس کے اسباب کیا تھے اور اس غزوہ میں مسلمانوں اور کفار کی تعداد کتنی تھی؟ اور اس جنگ میں آپ ﷺ کو کس آدمی نے تلوار کا وار کر کے زخمی کیا تھا ② حضرت رافع بن خدیج اور سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہما کمسن ہونے کے باوجود غزوہ اُحد میں کیوں شامل کئے گئے نیز بتائیں کہ عبداللہ بن ابی کون تھا اور کیا وہ غزوہ اُحد میں شریک تھا ③ غزوہ اُحد میں کن اسباب کی وجہ سے مسلمانوں کی فتح کے باوجود شکست کے آثار پیدا ہوئے نیز اس غزوہ میں کس صحابی کی شہادت سے مشہور ہوگیا کہ آپ ﷺ شہید ہوگئے اور یہ بھی بتائیں کہ اس جنگ میں کتنے کافر ہلاک اور کتنے مسلمان شہید ہوئے تھے۔

جواب ...... ① غزوہ اُحد باتفاق جمہور شوال سن ٣ ہجری میں ہوا۔

اس کا سبب یہ ہوا کہ بدر کے شکست خوردہ مشرکین نے سال بھر کے بعد جب ہوش سنبھالا تو انتقام کے جذبات بڑھنے لگے اور

انہوں نے اہتمام کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور اس غرض کیلئے پورے ساز و سامان اور تیاری کے ساتھ مدینہ کی طرف چل پڑے جن کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سات سو زرہ پوش دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ اور مردوں کو غیرت دلانے کیلئے چودہ عورتیں بھی اس لشکر میں شامل تھیں۔ جب آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ صحابہ کرام ؓ کے مشورہ سے ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ شہر سے باہر تشریف لائے جن میں عبداللہ بن ابی کے ہم خیال تین سو منافقین بھی شامل تھے مگر یہ سب لوگ راستے ہی میں واپس ہوگئے تھے اور اُحد کے مقام پر یہ لڑائی لڑی گئی اور اس لڑائی میں قریش کے مشہور بہادر عبداللہ بن قمیئہ نے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر تلوار ماری جس کی وجہ سے خود کی دو کڑیاں آپ ﷺ کے چہرہ مبارک میں گھس گئیں اور ایک دندان مبارک شہید ہوگیا۔

② حضرت رافع بن خدیج ؓ کو کم عمر ہونے کی وجہ سے واپسی کا حکم ہوا تو وہ پنجوں کے بل کھڑے ہوگئے تا کہ اونچے معلوم ہوں اُن کے اس عمل کی وجہ سے اُن کو جہاد میں شامل کیا گیا۔ اور حضرت سمرہ بن جندب ؓ جو حضرت رافع کے ہم عمر تھے جب انہوں نے دیکھا تو عرض کیا کہ میں تو رافع کو لڑائی میں پچھاڑ سکتا ہوں، اگر وہ جہاد میں جا سکتے ہیں تو میں بطریق اولیٰ جا سکتا ہوں چنانچہ اُن میں مقابلہ کرایا گیا تو حضرت سمرہ ؓ جیت گئے جس کے نتیجے میں اُن کو بھی جہاد میں لے جایا گیا۔

اوپر معلوم ہو چکا کہ عبداللہ بن ابی منافقین کا سردار تھا اور یہ اپنے مشورہ پر عدم عمل کی وجہ سے راستہ میں مسلمانوں سے الگ ہوگیا تھا۔

③ آپ ﷺ نے جنگ کے شروع میں جب مسلمانوں میں صف بندی کی تو اُحد پہاڑ پشت کی جانب تھا اس کی طرف سے مسلمانوں پر حملے کا خطرہ تھا اس لئے آپ ﷺ نے پچاس مجاہدین کو اس کی ایک پہاڑی پر مقرر کیا اور فرمایا کہ مسلمانوں کو فتح ہو یا شکست تم نے کسی حالت میں اپنی جگہ نہیں چھوڑنی۔ گھمسان کی لڑائی میں مسلمانوں کا پلا بھاری تھا قریش بدحواس ہو کر منتشر ہوگئے اور مسلمانوں نے مالِ غنیمت جمع کرنا شروع کر دیا، پہاڑی پر مقرر کردہ صحابہ نے جب دیکھا کہ فتح حاصل ہوگئی ہے تو وہ اپنی جگہ چھوڑ کر مالِ غنیمت کی طرف چل پڑے، اُن کے امیر حضرت عبداللہ بن جبیر ؓ نے بہت منع کیا مگر انہوں نے ٹھہرنے کی ضرورت محسوس نہ کی جب یہ پہاڑی خالی ہوگئی تو حضرت خالد بن ولید ؓ جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے پشت کی جانب سے اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور اس طرح مسلمانوں کی یہ فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔

اس جنگ میں ۲۲ تا ۲۳ کافر مارے گئے اور ۷۰ صحابہ شہید ہوئے جن میں حضرت مصعب بن عمیر ؓ بھی تھے، یہ آپ ﷺ کے مشابہ تھے اس لئے ان کی شہادت سے مشہور ہوگیا کہ آپ ﷺ شہید ہوگئے ہیں۔

السوال الثالث ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ......مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا احزاب اور خندق ایک ہی غزوہ کے دو نام ہیں۔ (ہاں) ② کیا نجاشی نے اسلام قبول کیا تھا۔ (ہاں)

③ کیا یہ درست ہے کہ غزوہ احزاب میں قریش کے ساتھ یہود شریک نہیں تھے۔ (نہیں)

④ کیا ہرقل کا اسلام قبول نہ کرنا اپنی سلطنت بچانے کی خاطر تھا۔ (ہاں) ⑤ کیا خسرو پرویز روم کے بادشاہ کا نام تھا۔ (نہیں)

⑥ کیا حضرت ماریہ قبطیہ ؓ نجاشی نے آپ ﷺ کو بطور تحفہ بھیجی تھی۔ (نہیں)

جواب ......کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ......مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا مسجد ضرار مسلمانوں نے بنائی تھی۔ (نہیں) ② کیا غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔ (ہاں)

④ کیا آپ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ میں مستقل رہائش اختیار کی تھی۔ (نہیں)
④ کیا فتح مکہ کے فوراً بعد پیش آنے والے غزوہ کا نام غزوہ حنین تھا۔ (ہاں)
⑤ کیا یہ درست ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے مرض وفات میں صحابہ کو ستر نمازیں پڑھائی تھیں۔ (نہیں)
⑥ کیا آپ ﷺ کی نماز جنازہ اجتماعی طور پر ادا کردی گئی تھی۔ (نہیں)

جواب......کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقۃ السادسۃ: السیرۃ﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل...... ① بحیرا راہب کون تھا؟ انہوں نے آپ ﷺ کو کہاں دیکھا تھا اور آپ سے متعلق کیا پیشین گوئی کی تھی؟ ② آپ ﷺ کا شام کی طرف دوسرا سفر کس غرض سے ہوا تھا اور اس سفر میں آپ کے ہمراہ کون تھا؟ ③ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے کس طرح متاثر ہوئی، نکاح کے وقت دونوں کی عمریں کتنی تھی اور خطبہ نکاح کس نے پڑھایا تھا؟

جواب...... ❶ بحیرا راہب یہودیوں کا ایک بڑا عالم تھا، بحیرا راہب نے آپ ﷺ کو مقام تیما میں دیکھا تھا۔ بحیرا راہب نے کہا اگر تم اس کو شام لے گئے تو یہود اس کو قتل کر دیں گے کیونکہ یہ خدا کا نبی ہے۔ یہود کے دین کو منسوخ کرے گا اور کہا کہ میں نے اس کی صفات کو اپنی کتاب میں پڑھا ہے۔
❷ شام کی طرف دوسرا سفر تجارت کی غرض سے تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام حضرت میسرہ بھی تھا۔
❸ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کی شرافت اور اخلاق کو دیکھ کر سچا اعتقاد اور خاص اُنس ہو گیا تھا۔ نکاح کے وقت حضور ﷺ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی۔ اور نکاح کا خطبہ حضرت ابو طالب نے پڑھایا تھا۔

الشق الثانی...... ① مدینہ منورہ سے مقام حدیبیہ تک سفر کا خلاصہ لکھ کر بتائیں کہ اس صلح کی شرائط کون سی تھیں؟ ② صلح حدیبیہ کتنی مدت کیلئے ہوئی تھی اور اس صلح سے مسلمانوں کو کیا فوائد حاصل ہوئے؟ ③ شاہ حبشہ اور شاہ روم کو دعوت دینے کے لئے کن صحابہ کرام کو بھیجا گیا اور کیا ان دونوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

جواب...... ❶ ذی قعدہ سن ۶ ہجری میں آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا اور عمرے کا احرام باندھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت بھی اس سفر میں شریک تھی جس کی تعداد چودہ یا پندرہ سو بیان کی گئی ہے۔ مکہ معظمہ کے قریب حدیبیہ نامی ایک گاؤں میں پہنچ کر آپ ﷺ نے قیام فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا تاکہ وہ جا کر کفار مکہ کو اطلاع کریں کہ ہم صرف عمرہ کی ادائگی کیلئے اور بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں اس کے علاوہ کوئی اور غرض نہیں ہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے تو کفار نے ان کو روک لیا اور مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ کفار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔ اس خبر کے نتیجہ میں آپ ﷺ نے ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر کم وبیش چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جہاد پر بیعت لی جس کا ذکر سورۃ الفتح میں موجود ہے جسے بیعت رضوان کہتے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی اور قریش نے سہیل بن عمرو کو شرائط صلح طے کرنے کیلئے مسلمانوں کی طرف روانہ کیا اور باہم ایک عہد نامہ لکھا گیا جس میں درج ذیل شرائط صلح درج تھیں۔ ① مسلمان اس وقت واپس جائیں ② آئندہ سال آئیں اور صرف تین دن قیام کر کے واپس چلے جائیں ③ ہتھیار لگا کر نہ آئیں، اگر تلوار ساتھ ہو تو میان میں رکھیں ④ مکہ سے کسی مسلمان کو اپنے ساتھ لے کر نہ جائیں ⑤ اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اسے منع نہ

کریں ⑥ اگر کوئی شخص مکہ سے مدینہ چلا جائے تو اُسے واپس کردیں ⑦ اگر کوئی شخص مدینہ سے مکہ آجائے تو کفار اُسے واپس نہ کرینگے۔

❷ مسلمان اور کفار کے درمیان صلح دس سال کے لئے ہوئی تھی۔ یہ صلح بظاہر مغلوبانہ تھی لیکن خدا تعالیٰ نے اس کا نام فتح رکھا اور اس صلح کے نتیجہ میں مکہ اور مدینہ میں عمومی آمد و رفت شروع ہوگئی اور کفار آپ ﷺ کی خدمت میں اور مسلمانوں کے ساتھ آنے جانے لگے اور اسلامی اقدار کی مقناطیسی کشش انہیں اسلام کی طرف کھینچنے لگی اور اسی اثناء میں اتنے کثیر لوگ اسلام میں داخل ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی اتنے لوگ اسلام میں داخل نہ ہوئے تھے۔

❸ صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں راستہ مامون ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے تمام دنیا کے بادشاہوں تک حق کی آواز پہنچانے کا ارادہ کیا چنانچہ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو اصحمہ نامی نجاشی بادشاہِ حبشہ کی طرف بھیجا اس نے آپ ﷺ کے نامہ مبارک کو دونوں آنکھوں پر رکھا، تخت سے نیچے اُتر کر زمین پر بیٹھ گیا اور خوشدلی سے اسلام قبول کیا۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ہرقل نامی بادشاہ کی طرف بھیجا، اُس نے اسلام لانے کا ارادہ کیا مگر رعیت کے ڈر کی وجہ سے وہ مسلمان نہ ہوا کہ کہیں میری رعیت مجھے سلطنت سے معذول نہ کردے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو کسریٰ خسرو پرویز شاہِ ایران کی جانب روانہ کیا اُس بدبخت نے نامہ مبارک کی گستاخی کی اور نامہ مبارک کو پارہ پارہ کردیا، جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کو بھی اسی طرح پارہ پارہ کرے۔ چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد یہ اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں بے دردی سے مارا گیا۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو مصر و سکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف بھیجا، اس نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے بہت اچھا سلوک کیا اور آپ ﷺ کو چند تحفے بھیجے جن میں ایک کنیز حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور ایک سفید خچر شامل تھا جس کا نام دُلدُل تھا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بادشاہانِ عمان یعنی جیفر اور عبداللہ کے پاس بھیجا اور یہ دونوں بھی مسلمان ہوگئے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ...... درجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب تحریر کریں۔

① کیا یہ درست ہے کہ اسلام اپنی اشاعت میں تلوار کا محتاج نہیں؟ (ہاں) ② کیا ابوجہل غزوہ بدر میں مارا گیا تھا؟ (ہاں)

③ کیا سریہ اسے کہتے ہیں جس میں آپ ﷺ نے بنفس نفیس شرکت کی ہو؟ (نہیں)

④ کیا غزوہ مریسیع اور غزوہ بنی المصطلق دو مختلف غزوات ہیں؟ (نہیں) ⑤ غزوہ خیبر سن ۹ ھجری کو پیش آیا تھا؟ (نہیں)

⑥ کیا غزوہ بدر میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو بنی ہاشم کے لوگوں کو سامنے آنے کے باوجود قتل کرنے سے روکا تھا؟ (نہیں)

جواب ...... کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ...... درجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب تحریر کریں۔

① کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے؟ (نہیں)

② کیا بنو نضیر مدینہ منورہ سے جلاوطن ہو کر ملک شام میں آباد ہوئے تھے؟ (نہیں)

③ کیا موتہ ملکِ شام میں واقع ایک مقام کا نام ہے؟ (ہاں) ④ کیا مکہ مکرمہ سن ۸ ھجری میں فتح ہوا تھا؟ (ہاں)

⑤ فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے وہ مامون ہے؟ (ہاں)

⑥ کیا فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں مستقل سکونت اختیار کی تھی؟ (نہیں)

جواب ......کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ......کثرت کے ساتھ نکاح کرنے میں کیا کیا حکمتیں تھیں؟ وضاحت کریں۔ حضرت خدیجہ ؓ سے نکاح کا واقعہ لکھیں اوراولاد کے نام بھی قلم بند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) کثرتِ نکاح کی حکمتیں (۲) آپ ﷺ کا حضرت خدیجہ ؓ سے نکاح کا واقعہ اوراولاد کے نام۔

جواب ...... ❶ کثرتِ نکاح کی حکمتیں:۔ چار بیویوں سے زائد بیویاں رکھنا بحکم خداوندی آپ ﷺ کی خصوصیت ہے، ان ازواج میں سے کچھ ایسی تھیں جن کے خاوند شہید ہو چکے تھے اور وہ بے سروسامان رہ گئیں، ان کی دلداری کے لئے نکاح کرلیا نیز امت کیلئے آپ ﷺ کی خانگی زندگی کے حالات صرف ازواج مطہرات ؓ کے ذریعے پہنچ سکتے تھے اور یہ ایسا مقصد ہے کہ اس کیلئے نوخواتین بھی کم ہیں۔

❷ آپ ﷺ کا حضرت خدیجہ ؓ سے نکاح کا واقعہ اوراولاد کے نام:۔ رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے قبل لوگ دستور عرب کے مطابق تجارتی غرض سے ملک شام کی طرف سفر کرتے تھے اور آپ ﷺ کی دیانت وامانت کا پہلے ہی عرب میں چرچا تھا تو حضرت خدیجہ ؓ نے پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ میرا سامان تجارت کی غرض سے ملک شام لے جائیں کیونکہ میں ایک بیوہ عورت ہوں اور میں دوسرے لوگوں کی نسبت آپ ﷺ کو زیادہ معاوضہ دوں گی تو آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ ؓ کا سامانِ تجارت لیا اور شام کی طرف چل پڑے اس سفر میں حضرت خدیجہ ؓ نے اپنا غلام میسرہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ بھیجا تھا تو اسی سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ مختلف بشارات نبوت کے واقعات بھی پیش آئے مثلاً دھوپ میں فرشتوں کا سایہ کرنا وغیرہ اور اس سال آپ ﷺ کے ذریعہ سے حضرت خدیجہ ؓ کو پہلے سے کئی گنا زیادہ نفع حاصل ہوا جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور مالِ تجارت وغیرہ سب حضرت خدیجہ ؓ کے سپرد کیا تو غلام نے اس سفر کے تمام مبشرات وغیرہ اور پیش آنے والے واقعات حضرت خدیجہ ؓ کو سنائے تو حضرت خدیجہ ؓ کے دل میں آپ ﷺ کی محبت گھر کر گئی۔

چنانچہ حضرت خدیجہ ؓ نے آپ ﷺ کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا اور آپ ﷺ نے اس پیغام کو قبول کیا اور حضرت خدیجہ ؓ سے نکاح ہو گیا، اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس تھی جو کہ انتہائی شباب کا زمانہ ہے اور حضرت خدیجہ ؓ کی عمر چالیس برس تھی۔

آپ ﷺ کی ساری اولاد حضرت ابراہیم کے علاوہ حضرت خدیجہ ؓ کے بطن سے ہوئی جن کے اسماء یہ ہیں۔ حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمۃ الزہرا، سیدنا قاسم، سیدنا طاہر وعبداللہ ؓ۔ اور حضرت خدیجہ ؓ کی زندگی میں آپ ﷺ نے کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کیا۔

الشق الثانی ......طائف کی طرف ہجرت کا واقعہ تفصیل سے لکھیں۔ آپ ﷺ کا ہجرتِ مدینہ کا واقعہ اختصار کے ساتھ قلم بند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) طائف کی طرف ہجرت کا واقعہ (۲) آپ ﷺ کا ہجرت کا واقعہ۔

جواب ...... ❶ طائف کی طرف ہجرت کا واقعہ:۔ جب آپ ﷺ کو مکہ والوں کے قبولِ اسلام سے مایوسی ہونے لگی تو آنحضرت ﷺ دس نبوی ماہ شوال کے آخر میں حضرت زید بن حارثہ ؓ کو ساتھ لیکر طائف تشریف لے گئے اور اہل طائف کو ایک ماہ تک متواتر کلمۂ حق کی دعوت دی مگر ایک شخص کو بھی قبولِ حق کی توفیق نہ ہوئی بلکہ ظالموں نے شہر کے اوباش لوگوں کو ابھارا کہ آپ ﷺ کو تکلیف

پہنچائیں، سنگدل اور بدنصیب لوگوں نے آپ ﷺ کو پتھر مارے جن سے آپ ﷺ کے قدم مبارک زخمی ہوگئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جس طرف سے پتھر آتا ہوا دیکھتے تو اسی طرف کھڑے ہوکر آپ ﷺ کو بچاتے اور پتھر کو اپنے سر لے لیتے یہاں تک کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا سر زخمی ہوگیا اس ظلم وستم کے باوجود رحمۃ للعالمین ﷺ کی زبان مبارک پر حرف بد دعا نہ آیا بلکہ ان کیلئے ہدایت کی دعا فرمائی۔

❷ آپ ﷺ کا ہجرت کا واقعہ:۔ اسلام کی روز افزوں ترقی واشاعت کو دیکھ کر کفار قریش پریشان تھے ایک دن وہ آپ ﷺ کے بارے میں مشورہ کے لئے دار الندوہ میں جمع ہوئے ان کا سردار ابلیس شیخ نجدی کی صورت میں موجود تھا کسی نے قید کرنے کی رائے دی اور کسی نے جلاوطن کرنے کی تجویز دی مگر شیخ نجدی یعنی ابلیس نے آراء کو رد کردیا بد بخت ابوجہل نے یہ رائے دی کہ آپ ﷺ کو قتل کردیا جائے اور قتل میں ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی شریک ہوتا کہ بنی عبد مناف یعنی آنحضرت ﷺ کا قبیلہ قتل کا بدلہ نہ لے سکے، سب نے اس رائے کو پسند کیا اور عمل کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس مشورہ اور فیصلہ کی اطلاع دیدی اور آپ ﷺ کو ہجرت کرنے کا حکم فرمایا، جس رات قریش نے آپ ﷺ کے مکان کا محاصرہ کیا تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلا دیا اور خود سورۂ یٰس پڑھتے ہوئے گھر سے باہر نکلے جب اس آیت **فاغشینٰهم فهم لا یبصرون** پر پہنچے تو اس کو کئی مرتبہ دھرایا تو اللہ تعالیٰ نے حملہ آوروں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکے، آپ ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے وہ پہلے سے ہی تیار تھے اور راہبر بھی ان کے ساتھ تیار تھا دونوں حضرات غار ثور تک تشریف لے گئے صبح کو کفار قریش کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو بہت پریشان ہوئے اور آپ ﷺ کی گرفتاری کیلئے ۱۰۰ اونٹ انعام مقرر کیا، بعض قیافہ شناس لوگ آپ ﷺ کے نشان قدم تلاش کرتے ہوئے ٹھیک غار ثور کے کنارے پر پہنچ گئے اگر ذرا جھک کر دیکھتے تو وہ آپ ﷺ کو دیکھ لیتے لیکن قدرت الٰہیہ نے ان کی نظریں پھیر دیں اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غمگین ہوئے مگر آپ ﷺ نے فرمایا **لاتحزن ان الله معنا** (غم نہ کیجئے اللہ ہمارے ساتھ ہے)۔ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین راتیں اس غار میں چھپے رہے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبد اللہ رضی اللہ عنہ دن بھر قریش کی خبریں سن کر رات کو آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کرتے، اور ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہر رات کھانا آپ ﷺ کے پاس پہنچاتیں، غار ثور میں قیام کے تیسرے دن ربیع الاول ۱ھ بروز پیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ دونوں اونٹنیاں لیکر پہنچے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسی سفر کے لئے مہیا کی تھیں یہ سب حضرات عبد اللہ بن اریقط کی رہنمائی میں مدینہ کی طرف روانہ ہوئے مدینہ کے قریب قباء میں ۱۴ روز قیام فرمایا اور مسجد تقویٰ کی بنیاد ڈالی اور یہ سب سے پہلی مسجد ہے جو اسلام میں بنائی گئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امانتیں سپرد کرکے قباء میں آپ ﷺ سے آن ملے، ماہ ربیع الاوّل بروز جمعۃ المبارک قباء سے رخصت ہوئے اور مدینہ کو روانہ ہوئے، بنی سالم بن عوف کے ہاں نماز جمعہ ادا فرمائی، انصار مدینہ نے آپ ﷺ کا شاندار استقبال کیا ہر ایک کی تمنا تھی کہ آپ ﷺ اس کے غریب خانہ پر قیام فرماویں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو اپنے حال پر چھوڑ دو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جس جگہ اس کو ٹھہرنے کا حکم ہوگا وہاں جا کر یہ خود ٹھہر جائے گی رسول اللہ ﷺ کے ننھیال بنو نجار کے مکان آگئے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے قریب جا کر اونٹنی بیٹھ گئی آپ ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں مہمان ہوئے اور ایک مدت تک قیام فرمایا۔

﴿الورقة السادسة: السيرة﴾

﴿السؤال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل..... کم از کم تین غزوات کا مختصر حال لکھیں۔ سریہ اور غزوہ میں کیا فرق ہے؟ مسیلمہ کذاب کون تھا؟ اور کس

انجام سے دوچار ہوا۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) غزوات کا مختصر حال (۲) سریہ اور غزوہ میں فرق (۳) کل سرایا کی تعداد اور سب سے پہلے سریہ کا نام (۴) مسیلمہ کذاب کا تعارف اور انجام۔

جواب ...... ❶ غزوات کا مختصر حال:۔ ① غزوہ بدر: قریش کا سرمایہ اور ان کی تمام تر قوت اور شوکت کا سبب ملک شام کی تجارت تھی، اس لئے سیاسی اصول کے مطابق ضرورت تھی ان کی شوکت کو توڑنے کیلئے ان کے سلسلۂ تجارت کو توڑا جائے۔ اسی طرح ہجرت کے بعد کفار مکہ اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو کچل ڈالنے کیلئے پہلے سے زیادہ طرح طرح کے منصوبے تیار کررہے تھے اس کے نقصانات سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اب حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا عملاً ثابت کردیا جائے باطل اور اہل باطل، ظلم اور ظالموں کی کمر توڑ دی جائے۔ چنانچہ قریش کے ملک شام سے واپس آنے والے تجارتی قافلہ کے مقابلہ کیلئے ۱۲ رمضان ۲ھ کو آپ ﷺ تین سو تیرہ یا چودہ صحابہ کرام ؓ کو لے کر پہنچے۔ دوسری طرف قافلے کے سردار کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ راستہ تبدیل کرکے مکہ کی طرف روانہ ہوگیا اور اُس نے مکہ کی طرف قاصد کو بھیجا کہ جلد مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے لشکر روانہ کیا جائے چنانچہ ساڑھے نو سو نوجوانوں پر مشتمل کفار کا ایک بڑا لشکر جس میں ۱۰۰ گھوڑے، ۷۰۰ اونٹ شامل تھے۔ یہ لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوا اور مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلے پر بدر نامی کنویں پر مسلمان اور کفار مکہ کے درمیان پہلی جنگ لڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت کے نتیجہ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اس میں بڑے بڑے کافر مارے گئے مجموعی طور پر ۷۰ آدمی قتل ہوئے اور ۷۰ ہی گرفتار ہوئے جن میں قریش کے بڑے بڑے سردار شامل تھے اور مسلمانوں میں سے صرف ۱۴ آدمی شہید ہوئے۔

② غزوہ خندق واحزاب: ۵ھ میں ۱۰ ہزار آدمیوں پر مشتمل کفار کا ایک بہت بڑا لشکر مسلمانوں کو مٹانے کیلئے مدینہ طیبہ کی طرف بڑھا، آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے مشورہ کیا، حضرت سلمان فارسی ؓ نے رائے دی کہ کھلے میدان میں جنگ کرنا مناسب نہیں بلکہ جس طرف سے مدینہ میں دشمن کے گھسنے کا خطرہ ہے اس طرف ایک خندق کھودی جائے، چنانچہ چھ دن میں پانچ گز گہری خندق کھودی گئی اور کفار کا لشکر جب مدینہ طیبہ پہنچا تو اس نے مسلمانوں کا محاصرہ کرلیا مگر وہ خندق عبور نہ کرسکا، پندرہ روز تک انہوں نے مسلمانوں کا محاصرہ کیا، صحابہ کرام ؓ پر تین تین دن کے فاقے گزرے، بالآخر اس بے سروسامان جماعت کی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور کافروں پر ایسا طوفان مسلط فرمایا کہ اُنکے خیمے اکھڑ گئے، دیگچیاں اُلٹ گئیں جسکی وجہ سے اُنکے حواس معطل ہوگئے جسکے نتیجے میں ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ واپس لوٹ گئے۔

③ غزوۂ حنین: فتح مکہ کے بعد جب عرب کے لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہونے لگے تو قبیلہ ہوازن اور قبیلہ ثقیف مسلمانوں سے قتال کیلئے مکہ معظمہ کی طرف بڑھے، رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی تو آپ ﷺ ۶ شوال ۸ھ کو بارہ ہزار کا عظیم اسلامی لشکر لیکر وادی حنین پہنچے، دشمن پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپے ہوئے تھے فوراً مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے چونکہ ابھی تک صفوں کی ترتیب بھی نہیں ہوئی تھی اسلئے اسلامی لشکر کا اگلا حصہ پسپا ہونے لگا اس پسپائی کا ظاہری سبب جس کی طرف قرآن کا اشارہ ہے یعنی مسلمان اس وقت خلاف عادت اپنی کثرت اور سامان کو دیکھ کر خوش ہورہے تھے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی زبان مبارک پر بھی یہ کلمات آگئے کہ آج تو ہم مغلوب نہیں ہوسکتے، اسلئے مالک بے نیاز نے تنبیہ کرنے کیلئے یہ صورت ظاہر فرمادی تاکہ مسلمان سمجھ لیں کہ ہماری فتح وشکست ہمارے ہاتھوں، تیروں اور تلواروں کا کھیل نہیں بلکہ وہ سراسر اللہ تعالیٰ کی مدد پر موقوف ہے جیسا کہ بدر میں بے سروسامانی کے ساتھ فتح مبین اللہ تعالیٰ کی مدد کی بدولت حاصل ہوئی تھی، جب مسلمانوں کا لشکر پسپا ہونے لگا تو آپ ﷺ کے

اشارہ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دلیرانہ آواز دی جس سے مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے پاؤں جم گئے، دونوں طرف سے قتل وقتال شروع ہوا عظیم الشان معجزہ پیش آیا کہ آپ ﷺ نے مٹھی بھر خاک دشمن کے لشکر کی طرف پھینکی جس کو قدرت خداوندی نے ہر دشمن کی آنکھ میں ڈال دیا، آخر کار دشمن کو شکست اور مسلمانوں کو فتح ہوئی، اس جنگ میں ۴مسلمان شہید ہوئے اور ۷۰ کافر مارے گئے۔

② سریہ اور غزوہ میں فرق:۔ مشہور قول کے مطابق غزوہ وہ جنگ اور لڑائی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ بذات خود تشریف لے گئے ہوں اور دشمن کا مقابلہ کیا ہو اور سریہ وہ جنگ ہے جس میں آپ ﷺ نے خود تو شرکت نہ کی ہو مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت دشمن کے مقابلہ کے لئے روانہ کی ہو۔

③ مسیلمہ کذاب کا تعارف اور انجام:۔ وفدِ بنی حنیفہ جو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا اُن میں مسیلمہ کذاب بھی شامل تھا بعد میں اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ جس کی وجہ سے اسے کذاب کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے اس دنیا سے کوچ فرمانے کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کے خلاف لشکر کشی کی گئی اور یہ اپنے ساتھیوں سمیت قتل کیا گیا۔

الشق الثانی ......آپ ﷺ کے اخلاق وخصائل کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کریں۔ کم از کم پانچ معجزات ذکر کریں اور معجزہ کی تعریف بھی کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) آپ ﷺ کے اخلاق وخصائل (۲) معجزہ کی تعریف اور پانچ معجزات۔

جواب ...... ① آپ ﷺ کے اخلاق وخصائل:۔ حضور ﷺ کے اخلاق کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا حضور ﷺ کا خلق قرآن مجید ہے، قرآن مجید نے جن اعمال اور اخلاق کو پسند کیا ہے وہ سب آپ ﷺ میں موجود تھے اور جن کو ناپسند کیا ہے ان سے آپ ﷺ محفوظ تھے، آپ ﷺ نہایت بہادر، انتہائی سخی، سب سے زیادہ سچے سب سے زیادہ پابند وفا، سب سے زیادہ نرم خُو اور محبت میں بہترین تھے، انتہائی بردبار، نہایت ملنسار، بے حد متواضع اور کنواری پردہ نشین لڑکی سے زیادہ باحیاء تھے، غریب پرور، مسکین دوست، اور سلام میں پہل کرنے والے تھے، خدام کی خدمت کرتے، اپنا کام خود کرتے، ہمسایوں کی دست گیری فرماتے اور مہمانوں کی بے حد تکریم کرتے، شیریں زبان، شیریں کلام، ہردلعزیز، سب سے زیادہ ہنس مکھ اور خندہ پیشانی والے تھے، ٹھٹھا مار کر نہ ہنستے تھے بلکہ صرف مسکراتے تھے، صبر وشکر اور ایثار واحسان کا حسین پیکر تھے، کفایت شعار، سادگی پسند، متوکل تھے، اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہ لیتے تھے، بچوں سے محبت فرماتے تھے، آپ ﷺ کا وقت خالق کی عبادت یا مخلوق کی خدمت میں گزرتا تھا، تمام مخلوق کے نہایت شفیق تھے، غرض یہ کہ آپ ﷺ قرآن کی عملی تفسیر تھے۔

② معجزہ کی تعریف اور پانچ معجزات:۔ معجزہ وہ امر ہے جو مدعیٔ نبوت کے ہاتھ پر منکرین کے چیلنج کے وقت خلاف عادت ایسے طریقہ پر ظاہر ہو کہ منکرین کو اس کی مثال لانے سے عاجز کردے اور انسانوں سے اس کا ظہور عادۃً محال ہو۔

① آپ ﷺ کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے، پوری دنیا مل کر اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مقابلہ میں کوئی سورت نہیں بنا سکتی ② شق صدر جس میں ملائکہ نے آپ ﷺ کے سینہ مبارک اور قلب کو شق کر کے ایمان اور علم وحکمت سے بھر دیا ③ جب آپ ﷺ نے معراج اور بیت المقدس جانے کا ذکر فرمایا تو کفار نے تکذیب کی اور بغرض امتحان بیت المقدس کے بارے میں سوالات کئے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر بیت المقدس منکشف فرما دیا اور آپ ﷺ نے صحیح صحیح جوابات دے دیئے ④ شق قمر، جب کفار نے رات کے وقت آپ ﷺ سے چاند کے دو ٹکڑے کرنے کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے انگشت شہادت سے چاند کی طرف اشارہ فرمایا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا ⑤ جب آپ ﷺ ہجرت کے موقع پر غار ثور میں جا کر چھپے تو مکڑی

نے غار کے منہ پر جالا تن دیا جس سے معلوم ہوا کہ غار کے اندر کوئی نہیں ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... صحیح یا غلط کی نشاندہی کریں۔

① آنحضرت ﷺ کی پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ سو بہتر سال بعد ہوئی۔ (غلط)

② جب آپ ﷺ دس برس کے ہوئے تو والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا انتقال ہوا۔ (غلط)

③ غزوہ خیبر ۷ ہجری میں ہوا (صحیح) ④ دس ہجری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر مکہ مکرمہ روانہ کیا گیا۔ (غلط)

⑤ آپ ﷺ نے بارہ سال کی عمر میں پہلا سفرِ شام کیا۔ (صحیح) ⑥ غزوہ حدیبیہ شوال ۵ ہجری میں پیش آیا۔ (غلط)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں فقط جملوں میں صحیح یا غلط کی نشاندہی مطلوب ہے۔

جواب ...... صحیح یا غلط کی نشاندہی:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ...... صحیح یا غلط کی نشاندہی کریں۔

① مرہ بن کعب میں آپ ﷺ کے والدین کا نسب جمع ہو جاتا ہے۔ (غلط)

② سب سے آخر میں آپ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ (صحیح)

③ آپ ﷺ کے دس چچا اور چھ پھوپھیاں تھیں۔ (غلط) ⑤ آٹھ ہجری میں مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ (صحیح)

④ نبوت کے ساتویں سال معراج ہوئی۔ (غلط) ⑥ غزوہ تبوک ۸ ہجری میں پیش آیا۔ (غلط)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں فقط جملوں کے صحیح یا غلط کی نشاندہی مطلوب ہے۔

جواب ...... صحیح یا غلط کی نشاندہی:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقۃ السادسۃ : فی السیرۃ﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... مسلمانوں کی حبشہ کی طرف ہجرت کا قصہ تحریر کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں کس سال کو غم کا سال کہا جاتا ہے؟ اس کی وجہ بھی لکھیں۔

جواب ...... ❶ مسلمانوں کی ہجرت حبشہ کا قصہ:۔ جب آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر مظالم حد سے بڑھ گئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی، عطائے نبوت کے پانچویں سال رجب میں بارہ مرد اور چار عورتوں یا گیارہ مرد اور پانچ عورتوں نے یعنی کل سولہ افراد نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ مطہرہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں نجاشی بادشاہِ حبشہ نے ان مہاجرین کا اکرام کیا، یہ سب وہاں پر امن وعافیت سے رہنے لگے، جب قریش کو اس کی خبر ہوئی تو عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو نجاشی کے پاس بھیجا اور کہا کہ یہ لوگ مفسد ہیں ان کو ہمارے حوالے کرو نجاشی ایک سنجیدہ آدمی تھا اس نے ان کے جواب میں کہا کہ پہلے ہم ان حضرات کے مذہب وخیالات کی تحقیق کریں گے جب نجاشی نے ان حضرات سے دریافت کیا کہ اپنا مذہب اور صحیح واقعات بتلائیں تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا! اے بادشاہ ہم پہلے جاہلیت والے تھے بتوں کی پوجا کرتے تھے مردار کھاتے تھے، فحش کاری، قطع رحمی اور بد خلقی میں مبتلا تھے، ہمارا قوی ضعیف کو کھا جاتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول ﷺ بھیجا جو ہمارے ہی کنبہ

میں سے ہے ہم ان کے نسب اور سچائی، امانت اور عفت کو خوب جانتے ہیں اور انہوں نے ہمیں اس بات کی دعوت دی کہ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانیں اور بت پرستی چھوڑ دیں سچ بولیں، عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کریں، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور محرمات سے منع فرمایا، خون بہانے، جھوٹ بولنے اور یتیم کا مال کھانے سے روکا اور ہمیں نماز اور نیک کاموں کا حکم فرمایا، ہم نے جب یہ سنا تو اس پر ایمان لے آئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی، نجاشی یہ سن کر بہت متاثر ہوا، قریش کے دونوں قاصدوں کو واپس کیا اور خود مسلمان ہو گیا۔ (سیرت رسول)

۳ کما مرّ فی الشق الاول من السول الثانی ۱۴۳۷ھ

الشق الثانی ......سفرِ ہجرت کی تفصیل لکھیں۔

جواب ......کما مرّ فی الشق الثانی من السول الاول ۱۴۳۶ھ

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ......جنگِ بدر کا پس منظر تحریر کریں۔ جنگِ بدر کے دوران غیبی مدد کیسے ہوئی؟ بدر کے قیدیوں کے لیے کیا فیصلہ ہوا تھا؟

جواب ...... **۱** و **۲** کما مرّ فی الشق الاول من السول الاول ۱۴۳۹ھ

۳ غزوۂ بدر میں جو کفار قید ہوئے تھے ان کو باہمی مشورہ کے بعد چار چار ہزار فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا تھا۔

الشق الثانی ......غزوہ احزاب کا دوسرا نام کیا ہے؟ غزوہ احزاب میں مسلمانوں کا مقابلہ کن سے تھا؟ غزوۂ احد میں مسلمانوں کو پریشانی کیوں دیکھنی پڑی؟

جواب ...... **۱** کما مرّ فی الشق الاول من السول الثالث ۱۴۳۷ھ

۲ کما مرّ فی الشق الاول من السول الاول ۱۴۳۹ھ

۳ کما مرّ فی الشق الثانی من السول الثانی ۱۴۳۷ھ

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ......صلح حدیبیہ کن شرائط پر ہوئی؟ عمرۃ القضاء کا سفر کس سال ہوا؟ ۸ ہجری کے اہم غزوات کون سے تھے؟

جواب ...... **۱** کما مرّ فی الشق الثانی من السول الاول ۱۴۳۸ھ

۲ ۷ھ میں عمرۃ القضاء کا سفر ہوا اور شرائطِ معاہدہ کی پاسداری کرتے ہوئے یہ عمرہ کیا گیا تھا۔

۳ کما مرّ فی الشق الاول من السول الثانی ۱۴۳۶ھ

الشق الثانی ......غزوہ حنین میں مسلمانوں کا مقابلہ کس قبیلے سے تھا؟ غزوہ حنین میں مسلمانوں کو پسپائی کا سامنا کیوں کرنا پڑا؟ مسجد ضرار کو کیوں منہدم کیا گیا؟

جواب ...... **۱** و **۲** کما مرّ فی الشق الاول من السول الاول ۱۴۳۹ھ

۳ منافقین نے مسلمانوں کے خلاف مشورہ کیلئے یہ جگہ بنائی تھی اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے اس کا نام مسجد رکھا گیا تھا، تبوک سے واپسی پر آپ ﷺ نے اس کو جلانے کا حکم جاری فرمایا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! عورت اپنے ذمے اپنے اللہ کا حق اُس وقت تک نہیں ادا کر سکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔" (المعجم الکبیر للطبرانی: 5084، حدیث صحیح)

خاوند کا مقام

5 چیزیں 5 مصیبتوں سے بچاتی ہیں!
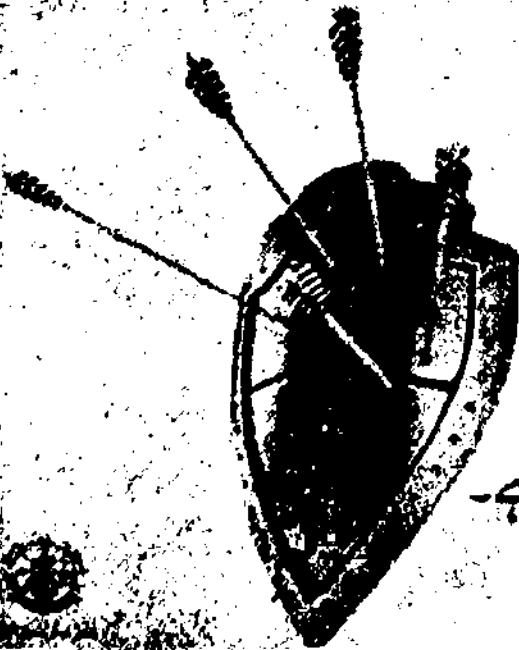
1. نرم گفتگو کرنا، غصہ سے بچاتا ہے۔
2. اعوذ باللہ پڑھنا، شیطان سے بچاتا ہے۔
3. صبر و تحمل، افسوس و ندامت سے بچاتا ہے۔
4. بولنے سے پہلے سوچنا، بڑے نقصان سے بچاتا ہے۔
5. دعا کا اہتمام، ہر قسم کے شرور سے بچاتا ہے۔

﴿الورقة الاولٰی: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۚ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ (ھود: ۱۵ تا ۱۸)

آیات کا ترجمہ کریں۔ نیک عمل کی قبولیت کی بنیادی شرط لکھیں۔ **بینة، شاهد، الأحزاب، الأشهاد** کی مراد واضح کریں۔ کیا کفار کو رفاہی کاموں اور انسانیت کی خدمت پر آخرت میں اجر ملے گا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② نیک عمل کی قبولیت کی شرط ③ **بینة، شاهد، الأحزاب، الأشهاد** کی مراد ④ کفار کے لیے آخرت میں اجر کا حکم۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** جو شخص دنیوی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہے ہم اس کے اعمال کا پورا پورا صلہ اسی دنیا میں دے دیں گے اور یہاں ان کے حق میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے کچھ نہیں، اور جو کچھ کارگزاری انہوں نے دنیا میں کی ہوگی وہ آخرت میں بے کار ہو جائے گی، اور جو وہ عمل کر رہے ہیں وہ (آخرت کے اعتبار سے) باطل ہے۔

② **نیک عمل کی قبولیت کی بنیادی شرط:۔** نیک اعمال کی قبولیت کی اولین اور بنیادی شرط ایمان ہے۔ جس کے دل میں ایمان نہیں اس کا کوئی عمل مقبول نہیں۔

③ **بینة، شاهد، الأحزاب، الأشهاد کی مراد:۔** **بینة** سے مراد قرآن مجید ہے۔ **شاهد** سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ: وہ "**شاهد**" محمد ﷺ کی زبان مبارک تھی۔ **الاحزاب** (گروہ) سے مراد (مسلمانوں کے علاوہ) تمام مذاہب والے ہیں۔ اور **اشهاد** سے مراد اعمال لکھنے والے فرشتے ہیں۔ ابو الشیخ نے مجاہد کا یہی تفسیری قول نقل کیا ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ **اشهاد** سے مراد انبیاء اور پیغمبر ہیں۔ (مظہری)

④ **کفار کے لیے آخرت میں اجر کا حکم:۔** کفار کے لیے آخرت میں کوئی اجر نہیں ہے جیسا کہ مذکورہ آیات میں صراحتاً مذکور ہے کہ کفار کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیا جائے گا، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔

الشق الثانی ...... وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۚ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝ (یوسف: ۴۳ تا ۴۷)

آیات کا ترجمہ کریں۔ بادشاہ کا خواب اور یوسف علیہ السلام کی تعبیر و تدبیر ذکر کریں۔ **اضغاث احلام** کی مراد لکھیں۔ سورہ یوسف کا شان نزول لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② بادشاہ کا خواب اور تعبیر ③ اضغاث احلام کی مراد ④ سورہ یوسف کا شان نزول۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور بادشاہ نے (اپنے درباریوں سے) کہا: کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں، نیز سات خوشے ہرے بھرے ہیں، اور سات دوسرے جو سوکھے ہوئے ہیں۔ اے درباریو! اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کا مطلب بتلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ یہ پریشان قسم کے خیالات ہیں اور ہم خوابوں کی تعبیر کے علم سے واقف (بھی) نہیں۔ اور ان دو (قیدیوں) میں سے جو رہا ہو گیا تھا اور اسے ایک لمبے عرصے بعد (یوسف علیہ السلام کی) بات یاد آئی تھی، اس نے کہا: میں آپ کو اس خواب کی تعبیر بتلائے دیتا ہوں، بس مجھے (یوسف علیہ السلام کے پاس) بھیج دیجیے۔ یوسف! اے وہ شخص کہ جس کی ہر بات سچ ہے، تم ہمیں اس (خواب) کا مطلب بتلاؤ کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں، اور سات خوشے ہرے بھرے ہیں، اور سات دوسرے جو سوکھے ہوئے ہیں، شاید میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں تا کہ وہ بھی (حقیقت) جان لیں۔ (یوسف علیہ السلام نے) کہا: تم سات سال تک مسلسل غلہ زمین میں اگاؤ گے، اس دوران جو فصل کاٹو، اس کو اس کی بالیوں ہی میں رہنے دینا، البتہ تھوڑا سا غلہ جو تمہارے کھانے کے کام آئے۔

② بادشاہ کا خواب اور اس کی تعبیر:۔ بادشاہ مصر نے خواب دیکھا اور ارکان دولت کو جمع کر کے ان سے کہا کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات گائیں فربہ ہیں جن کو سات لاغر گائیں کھا گئیں اور سات بالیں سبز ہیں اور ان کے علاوہ سات اور ہیں جو کہ خشک ہیں اور خشک بالوں نے اسی طرح ان سات سبز پر لپٹ کر ان کو خشک کر دیا۔ اے دربار والو اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو وہ لوگ کہنے لگے کہ اول تو یہ کوئی خواب ہی نہیں جس سے آپ فکر میں پڑیں یونہی پریشان خیالات ہیں اور دوسرے ہم لوگ کہ امور سلطنت میں ماہر ہیں خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے۔ دو جواب اس لیے دیے کہ اول جواب سے بادشاہ کے قلب سے پریشانی اور وسواس دور کرنا ہے اور دوسرے جواب سے اپنا عذر ظاہر کرنا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اول تو ایسی خواب قابل تعبیر نہیں دوسرے ہم اس فن سے واقف نہیں۔ اور ان مذکورہ دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا وہ مجلس میں حاضر تھا اس نے کہا (اور مدت کے بعد اس کو یوسف علیہ السلام کی وصیت کا خیال آیا) کہ میں اس کی تعبیر کی خبر لائے دیتا ہوں، آپ لوگ مجھ کو ذرا جانے کی اجازت دیجیے۔ چنانچہ دربار سے اجازت ہوئی اور وہ قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور جا کر کہا: اے یوسف! اے صدق مجسم! آپ ہم لوگوں کو اس خواب کا جواب یعنی تعبیر دیجیے کہ سات گائیں موٹی ہیں ان کو سات دبلی گائیں کھا گئیں اور سات بالیں ہری ہیں اور اس کے علاوہ سات خشک بھی ہیں کہ ان خشک کے لپٹنے سے وہ ہری بھی خشک ہو گئیں آپ تعبیر بتلائیے تا کہ میں جنہوں نے مجھ کو بھیجا ہے ان لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں اور بیان کروں تا کہ اس کی تعبیر اور اس سے آپ کا حال ان کو بھی معلوم ہو جائے تعبیر کے موافق عملدرآمد کریں اور آپ کی خلاصی کی کوئی صورت نکلے آپ نے فرمایا کہ ان سات فربہ گائیوں اور سات سبز بالیوں سے مراد پیداوار اور بارش کے سال ہیں پس تم سات سال متواتر خوب غلہ بونا پھر جو فصل کاٹو اس کو بالیوں ہی میں رہنے دینا تا کہ گھن نہ لگ جاوے ہاں مگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آوے وہ بالوں میں سے نکالا ہی جاوے گا۔ پھر اس سات برس کے بعد سات برس ایسے سخت اور قحط کے آویں گے جو کہ اس تمام تر ذخیرہ کو کھا جاویں گے جس کو تم نے ان برسوں واسطے جمع کر کے رکھا ہو گا ہاں مگر تھوڑا سا جو بیج کے واسطے رکھ چھوڑو گے وہ البتہ بچ جاوے گا اور ان خشک بالیوں اور دبلی گائیوں سے اشارہ ان سات سال کی طرف ہے پھر اس سات برس کے بعد ایک برس ایسا آوے گا جس میں لوگوں کے لیے خوب بارش ہو گی اور اس میں بوجہ اس کے کہ انگور کثرت سے پھلیں گے شیرہ بھی نچوڑیں گے اور شرابیں بنیں گے غرض وہ شخص تعبیر لے کر دربار میں پہنچا اور جا کر بیان کیا

بادشاہ نے جو سنا تو آپ کے علم وفضل کا معتقد ہوا اور حکم دیا کہ ان کو میرے پاس لے کر آ ؤ۔ (معارف القرآن بترمیم)

③ **اضغاث احلام کی مراد:۔** اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ گڑبڑ جھوٹے خواب۔ اَضْغَاثٌ، ضغث کی جمع ہے۔ ضغث کا معنی ہے: گھاس وغیرہ کا گٹھا۔ مجازاً جھوٹا خواب مراد لیا گیا ہے۔ حلم خواب۔ اس کا فعل باب نصر سے آتا ہے۔ چونکہ خواب میں مختلف چیزیں جمع تھیں اسلئے اَضْغَاثٌ کو بصیغہ جمع ذکر کیا۔ (مظہری)

④ **سورہ یوسف کا شانِ نزول:۔** بیضاوی نے لکھا ہے: روایت میں آیا ہے کہ علماء یہود نے مشرکوں سے کہا تھا کہ محمد (ﷺ) سے دریافت کرو کہ اولادِ یعقوب شام چھوڑ کر مصر کیوں آ گئی ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا واقعہ ہوا تھا؟ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (مظہری)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ۝ وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا عَلَیْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِیْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِیْنَ۝ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَیَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝ (النحل: ۸۸ تا ۹۰)

آیات کا ترجمہ کریں۔ قرآن کریم کے ہر چیز کے لیے بیان ہونے کا مطلب واضح کریں۔ **عدل، احسان، ایتاء ذی القربیٰ، فحشاء، منکر، بغی** کی تفسیر کریں۔ مذکورہ آیات میں سے آخری آیت کی اہمیت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② قرآن مجید کے بیان ہونے کا مطلب ③ مذکورہ الفاظ کی تفسیر ④ آخری آیت کی اہمیت۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا ہم ان کے عذاب پر مزید عذاب کا اضافہ کریں گے کیوں کہ وہ فساد مچایا کرتے تھے۔ اور یاد رکھو وہ دن جس دن ہم ہر امت میں ایک گواہ کھڑا کریں گے انہیں میں سے اور ہم آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائیں گے، اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ وہ ہر چیز کا بیان ہو اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہو مسلمانوں کے لیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کا اور احسان کا اور رشتہ داروں کے دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

② **قرآن مجید کے ہر چیز کا بیان ہونے کا مطلب:۔** اس سے مراد دین کی سب باتیں ہیں کیوں کہ وحی ونبوت کا مقصد انہی چیزوں سے متعلق ہے اس لیے معاشی فنون اور ان کے مسائل کو قرآن مجید میں ڈھونڈنا ہی غلط ہے، اگر کوئی ضمنی اشارہ آ جائے تو وہ اس کے منافی نہیں۔ رہا یہ سوال کہ قرآن مجید میں دین کے بھی تو سب مسائل مذکور نہیں تو "ہر چیز کا بیان" کہنا کیسے درست ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں اصول تو تمام مسائل کے موجود ہیں انہی کی روشنی میں احادیث رسول ﷺ ان مسائل کا بیان کرتی ہیں اور کچھ تفصیلات کو اجماع وقیاس کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احادیث رسول ﷺ اور اجماع وقیاس سے جو مسائل نکلے ہیں وہ بھی ایک حیثیت سے قرآن ہی کے بیان کیے ہوئے ہیں۔ (معارف القرآن)

③ **مذکورہ الفاظ کی تفسیر:۔** بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عدل (سے مراد) توحید ہے اور احسان (سے مراد) ادائے فرائض۔ دوسری روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول آیا ہے: خالص توحید کا نام احسان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اپنے رب کی اس طرح عبادت کرو گویا اس کو دیکھ رہے ہو، اگر تم اس کو نہیں دیکھتے ہو تو وہ یقیناً تم

کو دیکھتا ہے (یعنی عبادت میں مشاہدۂ رب کا درجہ حاصل نہ ہو تو کم از کم اتنا تو سمجھتے رہنا ہی چاہیے کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے) مقاتل نے کہا: عدل، توحید ہے اور لوگوں سے درگذر کرنا احسان ہے۔ بعض علماء نے کہا: عدل سے مراد فرض ہے اور احسان سے مراد نفل ہے۔ اگر فرض میں کوئی قصور آ جاتا ہے تو نفل سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے (گویا نفل، فرض ناقص کو حسین یعنی کامل بنا دینے والی چیز ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: اللہ نہ اس کے صرف کو قبول کرے گا نہ عدل کو، یعنی نہ نفل کو نہ فرض کو۔ ایتاء ذی القربیٰ: قرابتداروں کو دینا۔ قرابتداروں کو دینے سے مراد ہے: حاجت روائی کرنا، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، یعنی کنبہ پروری کرنا۔ فحشاء حد سے بڑھی ہوئی برائی (کھلی برائی) قولی یا فعلی (سخت بری بات، سخت برا کام) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَلْفَحْشَآءِ یعنی زنا، اَلْمُنْكَرِ ہر برا کام جس کو شریعت نے برا قرار دیا ہو اور عقل سلیم بھی اس کو برا جانتی ہو۔ اَلْبَغْیِ تکبر اور ظلم۔ بیضاوی نے لکھا ہے: فحشاء سے مراد ہے: قوت شہوانیہ کے استعمال میں حد (اعتدال) سے آگے بڑھ جانا، جیسے زنا، انسانی احوال میں حد سے بڑھی ہوئی شہوانیت، یعنی زنا بہت ہی بری حالت ہے۔ منکر قوت غضبیہ کے ہیجان سے مغلوب ہو کر ایسا کام کرنا جو (عقلاً و نقلاً) برا ہے۔ اَلْبَغْیِ غرور، تکبر، لوگوں پر جبر اور زبردستی، سب سے اونچا ہو جانا۔ یہ شیطنت قوت وہمیہ کا کرشمہ ہے۔ انسان کی ہر برائی اور شر انہی تینوں اقسام میں سے کسی نہ کسی قسم کے ذیل میں داخل ہے، اسی لئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن مجید کی سب سے زیادہ جامع آیت یہی ہے۔ (مظہری)

④ **آخری آیت کی اہمیت:** حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن مجید کی سب سے زیادہ جامع آیت یہی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول سعید بن منصور نے الادب میں بخاری نے، محمد بن منصور اور ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کیا ہے کہ یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہو جانے کا سبب ہوئی۔

بغوی نے ایوب کا قول نقل کیا ہے کہ عکرمہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے جب یہ آیت ولید کو سنائی تو ولید بولا: بھتیجے ذرا اس کو دوبارہ پڑھو۔ حضور ﷺ نے دوبارہ تلاوت فرمائی۔ ولید کہنے لگا: خدا کی قسم! اس میں عجیب شیرینی اور ایک خاص حسن ہے (یہ کھجور کے درخت کی طرح ہے) اس کا بالائی حصہ (یعنی ظاہر) ثمر آفریں اور نچلا حصہ (یعنی باطن) خوشوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ انسان کا کلام نہیں ہے۔ (مظہری)

الشق الثانی ...... وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ۞ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ۞ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ؗ لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۞ قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ ؗ وَمَاۤ اَنْسٰىنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۞ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۞ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۞ (الکهف: ۶۰ تا ۶۵)

آیات کا ترجمہ کریں۔ **مجمع البحرین** کی وضاحت کریں۔ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ تحریر کریں۔ سفر میں پیش آنے والے واقعات کی حکمت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② **مجمع البحرین** کی وضاحت ③ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ ④ واقعات کی حکمت۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:** اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان (شاگرد) سے کہا کہ میں اس وقت تک اپنا سفر جاری رکھوں گا جب تک دو سمندروں کے سنگم پر نہ پہنچ جاؤں، ورنہ برسوں چلتا رہوں گا۔ پس جب وہ ان کے سنگم پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی

کو بھول گئے، اور اس نے سمندر میں ایک سرنگ کی طرح اپنا راستہ بنا لیا۔ پھر جب دونوں آگے نکل گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان سے کہا کہ: ہمارا ناشتہ لاؤ، تحقیق ہم نے اپنے اس سفر سے بڑی مشقت اٹھائی ہے۔ اس (نوجوان) نے کہا کہ: کیا آپ نے دیکھا جب ہم اس چٹان پر ٹھہرے تو میں مچھلی کو بھول گیا، اور مجھے شیطان کے سوا کسی نے اس کا تذکرہ نہیں بھلایا، اور اس نے عجیب طریقے سے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا۔ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا کہ: وہی تو ہے جو ہم چاہتے تھے، پھر دونوں لوٹے اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے۔ تب انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کا پایا جس کو ہم نے رحمت سے نوازا تھا اور ہم نے اسے اپنے پاس سے علم دیا تھا۔

۲ مجمع البحرین کی وضاحت:۔ مجمع البحرین دو سمندروں کا سنگم۔ یعنی مشرقی جانب خلیج فارس و بحر روم کا سنگم (قتادہ) محمد بن کعب نے کہا اس سے مراد طنجہ ہے حضرت ابی بن کعب کے نزدیک افریقیہ مراد ہے۔ (مظہری)

۳ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ:۔ بخاری اور مسلم نے لکھا ہے سعید بن جبیر نے فرمایا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا نوف بکالی کا خیال ہے کہ خضر والے موسیٰ بنی اسرائیل والے موسیٰ نہ تھے (دونوں الگ الگ تھے) فرمایا دشمن خدا جھوٹ کہتا ہے ہم سے ابی کعب نے بیان کیا کہ انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ (ایک روز) موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سامنے تقریر کرنے کھڑے ہوئے کسی نے سوال کر لیا (آج) سب سے زیادہ عالم کون ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: میں۔ اللہ تعالیٰ کو موسیٰ علیہ السلام کی یہ بات ناپسند ہوئی کیونکہ انہوں نے اللہ کی طرف جاننے کی نسبت نہیں کی (اور یوں نہیں کہا کہ اللہ جانے کون سب سے بڑا عالم ہے) اللہ نے وحی بھیجی موسیٰ تم سے زیادہ عالم میرا ایک اور بندہ ہے جو دو سمندروں کے سنگم میں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے رب اس سے میری ملاقات کیسے ہوگی۔ اللہ نے فرمایا ایک ٹوکری میں اپنے ساتھ ایک مچھلی رکھ لو (اور کنارے کنارے چل دو (جہاں مچھلی (اچھل کر پانی میں چلی جائے اور) غائب ہو جائے وہیں تمہاری ملاقات ہوگی موسیٰ علیہ السلام توشہ دان یا ٹوکری میں ایک مچھلی (جو بھنی ہوئی تھی) لے کر چل دیئے اور ان کے خادم یوشع بن نون بھی ساتھ ہو گئے۔ چلتے چلتے ایک پتھر کے قریب پہنچے وہاں ٹھہر گئے اور پتھر پر سر رکھ کر دونوں سو گئے۔ مچھلی تڑپ کو ٹوکری سے نکل کر دریا میں جا گری اور پانی کے اندر اس نے راستہ (سرنگ کی طرح) بنا لیا، اللہ نے پانی کی رفتار کو روک دیا اور پانی کی محراب بن گئی (اس واقعہ کے وقت یوشع بیدار تھے اور انہی کی نظر کے سامنے مچھلی سمندر میں جا گری تھی) موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو دن کے باقی حصہ میں بھی چلتے رہے (یعنی سو کر اٹھنے اور پھر چل دیئے اور شام تک چلتے رہے) یوشع اس واقعہ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ذکر کرنا بھول گئے۔ موسیٰ علیہ السلام دن بھر چلتے رہے اور رات بھر بھی چلتے رہے دوسرے دن کی صبح ہوئی تھی، جب اس جگہ سے آگے بڑھتے تو تھکان کا احساس ہوا، یوشع نے کہا حضرت جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے (وہاں مچھلی تڑپ کر سمندر میں جا گری تھی) میں آپ سے مچھلی کا تذکرہ کرنا بھول گیا، شیطان نے مجھے بھلا دیا۔ مچھلی نے تو سمندر کے اندر عجیب طرح سے اپنا راستہ بنا لیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اسی (جگہ) کی تم ہم تلاش میں تھے پھر دونوں اپنے نقش قدم پر لوٹ پڑے، یہاں تک کہ مقرر پتھر کے مقام پر آ گئے وہاں ایک آدمی ملا جو کپڑے سے منہ چھپائے ہوئے تھا، موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا۔ خضر نے کہا تمہاری اس زمین میں سلام کا طریقہ کہاں ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ خضر نے کہا بنی اسرائیل والے موسیٰ؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: جی ہاں۔ میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ جو علم آپ کو دیا گیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی بتائیں۔ خضر نے کہا موسیٰ آپ میرے ساتھ ٹھہر نہ سکیں گے مجھے اللہ کی طرف سے وہ علم دیا گیا ہے جس سے آپ واقف نہیں اور جو علم اللہ نے آپ کو دیا ہے اس سے میں واقف نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ میں آپکے حکم کے خلاف نہیں کروں گا۔ خضر نے کہا اگر آپ میرے ساتھ چلنا ہی چاہتے ہیں تو جب تک میں خود بیان نہ کروں آپ مجھ

سے (کسی پیش آنے والے واقعہ کے متعلق) کچھ دریافت نہ کریں۔ عہد و پیان کے دونوں چل دیئے۔ چلتے چلتے سمندر کے کنارے پہنچے، ادھر سے ایک کشتی گزری۔ کشتی والوں سے بزرگوں نے سوار کر لینے کیلئے کہا، کشتی والے خضر کو پہچانتے تھے انہوں نے بغیر کرایہ کے دونوں کو سوار کر لیا۔ سوار ہو گئے (چل دیئے تو اثناء راہ میں) اچانک موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ خضر بسولے سے کشتی کا ایک تختہ توڑ رہے ہیں، کہنے لگے آپ یہ عجیب حرکت کر رہے ہیں ان لوگوں نے تو ہم کو بغیر کرایہ کے سوار کر لیا اور آپ ان کی کشتی کو پھاڑ رہے ہیں کہ سب کشتی والے ڈوب جائیں، خضر نے کہا کیا میں پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں بھول گیا تھا آپ بھول پر میری پکڑ نہ کیجئے اور میرے معاملہ میں مجھ پر تنگی اور دشواری نہ ڈالئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام سے پہلی حرکت بھول کر ہوئی تھی اور دوسری حرکت بطور شرط اور تیسری حرکت قصداً یا ارادہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک چڑیا آ کر کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی اور چونچ ڈال کر دریا سے اس نے پانی لیا۔ خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا میرا اور آپ کا علم، علم کے خدا کے مقابلے میں اس سے زیادہ نہیں جتنا اس چڑیا نے چونچ سے سمندر کا پانی لیا۔ اس چڑیا نے چونچ میں پانی لے کر سمندر کے پانی میں کوئی کمی نہیں کر دی (میرا اور آپ کا علم بھی اللہ کے علم کے بحرِ بے کراں میں کوئی کمی نہیں کر سکتا) پھر (کشتی سے اتر کر) دونوں چل دیئے خضر کو راستہ میں ایک لڑکا نظر آیا جو لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر نے کہا کیا میں نے آپ سے نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ رک نہیں سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خضر کی یہ حرکت پہلی حرکت سے زیادہ سخت تھی (اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے بے تاب ہو کر دریافت کر ہی لیا) موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر اس کے بعد میں آپ سے کچھ پوچھوں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا، آپ کیلئے میری طرف سے معذرت کا کوئی موقع نہیں رہے گا۔ اس کے بعد پھر دونوں چل دیئے ایک گاؤں میں پہنچے، بستی والوں سے کھانا مانگا، انہوں نے کچھ کھانے کو نہیں دیا، وہاں ایک دیوار نظر آئی جو گرنے ہی والی تھی، خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اس کو ٹھیک کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اس بستی میں آئے بستی والوں سے کھانا مانگا کسی نے کھانا نہیں دیا نہ ہماری میزبانی کی (اور آپ نے ان کی دیوار ٹھیک کر دی) اگر آپ چاہتے تو اس کی مزدوری اس سے لے سکتے تھے۔ خضر نے کہا اب میرے اور آپ کے درمیان فراق ہے (اس کے بعد اپنی تینوں حرکتوں کی مصلحت و حکمت بیان کی) اور کہا یہ ان باتوں کی تشریح ہے جن کو پوچھے بغیر آپ رہ نہ سکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش موسیٰ علیہ السلام صبر کیے رہتے (اور آئندہ اور واقعات ظہور پذیر ہوتے) یہاں تک کہ اللہ ہم کو ان کی تفصیل سے آگاہ فرماتے۔ (مظہری)

❷ **واقعات کی حکمت:۔** ان واقعات کی حکمت وہ ہے جسے قرآن مجید میں "وفوق کل ذی علم علیم" کہہ کر بیان کیا گیا ہے، یعنی ہر صاحب علم سے زیادہ علم رکھنے والا موجود ہوتا ہے۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ کلمات نکلے تھے کہ میں اس وقت روئے زمین پر سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں تو اللہ رب العزت نے انہیں ان واقعات کا مشاہدہ کروایا کہ خضر علیہ السلام کے جن افعال و اعمال کو موسیٰ علیہ السلام اپنے علم کی بناء پر غلط سمجھ رہے تھے وہ حقیقتاً غلط نہیں تھے، لیکن موسیٰ علیہ السلام کو ان کا علم نہیں عطا کیا گیا تھا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝

آیات کا ترجمہ کریں۔ مؤمنین کی ذکر کردہ صفات تحریر کریں۔ مؤمنین کس چیز کے وارث قرار دیے گئے ہیں؟ (المؤمنون: ۱ تا ۱۰)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② مؤمنین کی مذکورہ صفات ③ مؤمنین کی میراث۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** ان ایمان والوں نے یقیناً فلاح پالی ہے۔ جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔ اور جو لغو چیزوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکاۃ پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں یا ان کنیزوں کے جو ان کی ملکیت میں ہوں، کیوں کہ ایسے لوگ قابلِ ملامت نہیں ہیں۔ ہاں جو اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو یہ لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی پوری نگرانی کرتے ہیں۔ یہ ہیں وہ وارث۔

② **مؤمنین کی مذکورہ صفات:۔** ان آیات میں مؤمنین کی یہ صفات ذکر کی گئی ہیں: ① وہ اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔ ② لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ ③ زکاۃ ادا کرتے ہیں یا نفس کا تزکیہ کرتے ہیں۔ ④ اپنی بیویوں اور اپنی مملوکہ کنیزوں کے علاوہ کسی پر اپنی شرمگاہ ظاہر نہیں کرتے۔ ⑤ امانت میں خیانت نہیں کرتے۔ ⑥ وعدے کا پاس رکھتے ہیں۔ ⑦ نمازوں کی خوب پابندی کرتے ہیں۔

③ **مؤمنین کی میراث:۔** جو مؤمنین ان صفات کے حاملین ہوں انہیں جنت الفردوس کا وارث بنایا گیا ہے اور یہ میراث انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ جنت الفردوس میں رہیں گے۔

الشق الثانی ...... كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۝ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ (الشعراء: ۱۴۱ تا ۱۵۰)

آیات کا ترجمہ کریں۔ قوم ثمود نے کون سا معجزہ طلب کیا تھا؟ قوم عاد اور اصحاب مدین کون تھے؟ ان پر کیا عذاب آیا؟ اور ان کی طرف کون سے نبی مبعوث ہوئے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② قوم ثمود کا طلب کردہ معجزہ ③ قوم عاد و اصحاب مدین کی تفصیل۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** قوم ثمود نے پیغمبروں کا جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے ان سے کہا: کیا تم (اللہ سے) نہیں ڈرتے؟ بے شک میں تمہارے لیے ایک امانت دار پیمبر ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔ اور میں تم سے اس پر کسی اجر کا سوال نہیں کرتا، میرا اجر تو تمام جہانوں کے پروردگار پر ہے۔ کیا تمہیں ان (نعمتوں) میں چھوڑ دیا جائے گا اطمینان سے؟ ان باغات اور چشموں میں؟ اور ان کھیتوں اور نخلستانوں میں جن کے خوشے ایک دوسرے میں پیوست ہیں؟ اور تم پہاڑوں کو تراش کر اِترا کر سے گھر بناتے رہو گے؟ پس اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔

② **قوم ثمود کا طلب کردہ معجزہ:۔** كما مر في الشق الثاني من السوال الاول ۱۴۳۲ھ

③ **قوم عاد و اصحاب مدین کی تفصیل:۔** (قوم عاد) یہ عاد اولیٰ ہیں جو عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھے۔ ان میں اللہ کے رسول حضرت ہود علیہ السلام آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایمانداروں کو تو نجات دے دی اور باقی بے ایمانوں کو تیز و تند خوفناک اور ہلاک آفریں ہواؤں سے ہلاک کیا۔ سات راتیں اور آٹھ دن تک یہ غضب ناک آندھی چلتی رہی اور یہ سارے کے سارے اس طرح غارت ہوگئے کہ ان کے سر الگ تھے اور دھڑ الگ تھے ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہا جس کا مفصل بیان قرآن کریم میں کئی جگہ ہے۔ (ابن کثیر)

(اصحاب مدین) محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق حضرت شعیب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے مدین کی اولاد میں سے ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام سے بھی رشتہ قرابت رکھتے ہیں۔ مدین حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں ان کی نسل واولاد بھی مدین کے نام سے معروف ہوگئی اور جس بستی میں ان کا قیام تھا اس کو بھی مدین کہتے ہیں۔ گویا مدین ایک قوم کا بھی نام ہے اور ایک شہر کا بھی۔

حضرت شعیب علیہ السلام جس قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں قرآن کریم نے کہیں ان کا اہل مدین اور اصحاب مدین کے نام سے ذکر کیا ہے اور کہیں اصحاب ایکہ کے نام سے۔ ایکہ کے معنی جنگل اور بن کے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ لا کر حقوق اللہ کی خلاف ورزی کر رہے تھے اور اس کے ساتھ خرید و فروخت میں ناپ تول گھٹا کر لوگوں کے حقوق کو ضائع کر رہے تھے اور اس پر مزید یہ کہ راستوں اور سڑکوں کے دھانوں پر بیٹھ جاتے اور آنے والوں کو ڈرا دھمکا کر لوٹتے اور شعیب علیہ السلام پر ایمان لانے سے روکتے تھے۔ اس طرح روئے زمین پر فساد مچا رکھا تھا۔ یہ ان کے شدید جرائم تھے جن کی اصلاح کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا۔ (معارف القرآن بتلخیص)

قوم شعیب علیہ السلام کا عذاب ایک آیت میں زلزلہ کو بتلایا ہے اور دوسری آیات میں **عذاب یوم الظلہ** آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو یوم الظلل کے عذاب نے پکڑ لیا۔ یوم الظلل کے معنی ہیں سایہ کا دن۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے ان پر گہرے بادل کا سایہ آیا جب سب اس کے نیچے جمع ہو گئے تو اسی بادل سے ان پر پتھر یا آگ برسائی گئی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان دونوں آیتوں میں تطبیق کے لئے فرمایا کہ شعیب علیہ السلام کی قوم پر اول تو ایسی سخت گرمی مسلط ہوئی جیسے جہنم کا دروازہ ان کی طرف کھول دیا گیا ہو جس سے ان کا دم گھٹنے لگا نہ کسی سایہ میں چین آتا تھا نہ پانی میں۔ یہ لوگ گرمی سے گھبرا کر تہ خانوں میں گھس گئے تو وہاں اوپر سے بھی زیادہ سخت گرمی پائی۔ پریشان ہو کر شہر سے جنگل کی طرف بھاگے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک گہرا بادل بھیج دیا جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی۔ یہ سب لوگ گرمی سے بدحواس تھے دوڑ دوڑ کر اس بادل کے نیچے جمع ہو گئے۔ اس وقت یہ سارا بادل آگ ہو کر ان پر برسا اور زلزلہ بھی آیا جس سے یہ سب لوگ راکھ کا ڈھیر بن کر رہ گئے۔ اس طرح اس قوم پر زلزلہ اور عذاب ظلہ دونوں جمع ہو گئے۔ اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ قوم شعیب کے مختلف حصے ہو کر بعض پر زلزلہ آیا اور بعض عذاب ظلہ سے ہلاک کئے گئے ہوں۔ (معارف القرآن)

﴿الورقة الثانية: في الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل......عن أبي ذر: عن النبي ﷺ قال: الزهادة في الدنيا ليست بتحريم الحلال ولا باضاعة المال ولكن الزهادة في الدنيا أن لا تكون بما في يديك أوثق مما في يد الله وأن تكون في ثواب المصيبة، اذا أنت أصبت بها أرغب فيها لو أنها أبقيت لك.

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث میں زہد کی کیا علامات بتلائی گئی ہیں؟ کسی مصیبت کی دعا یا تمنا کرنا جائز ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② زہد کی علامات ③ مصیبت کی دعا یا تمنا کا حکم۔

جواب...... ① **حدیث کا ترجمہ:** حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: دنیا کے بارے میں زہد حلال کو اپنے اوپر حرام کرنے اور اپنے مال کو برباد کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ دنیا کے بارے میں زہد کا اصل معیار یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہو اس پر اس سے زیادہ اعتماد نہ ہو جو اللہ کے پاس ہے، اور یہ کہ جب تم کو کوئی تکلیف پیش آئے تو اس کے اخروی ثواب کی چاہت اور رغبت تمہارے دل میں زیادہ ہو بہ نسبت اس خواہش کے کہ وہ تکلیف اور ناگواری کی بات تم کو پیش ہی نہ آتی۔

④ زہد کی علامات:۔ اس حدیث مبارک میں آنحضرت ﷺ نے زہد کی دو علامتیں بیان فرمائی ہیں: ① جو کچھ اللہ رب العزت کے پاس ہے انسان کو اس پر زیادہ بھروسہ ہونا چاہیے بنسبت اس چیز کے جو انسان کے اپنے قبضے میں ہے، کیوں کہ جو کچھ انسان کے اپنے قبضے میں ہے وہ فانی ہے اور جو اللہ رب العزت کے ہاں سے ملنے والا ہے وہ باقی ہے۔ ② اگر کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر ملنے والا اخروی ثواب زیادہ پسندیدہ ہو بنسبت اس خواہش کے کہ کاش مجھے یہ مصیبت ہی نہ پہنچتی، کیوں یہ تکلیف تو کچھ وقت میں ختم ہونے والی ہے لیکن جو ثواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملنے والا ہے وہ کبھی نہ ختم ہونے والا ہے۔

④ مصیبت کی دعا یا تمنا کا حکم:۔ اس حدیث سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ بندوں کو اس دنیا میں عافیت اور راحت کے بجائے تکلیف اور مصیبت کی تمنا اور اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کرنی چاہئے۔ دوسری حدیثوں میں اس سے صریح ممانعت آئی ہے اور صحیح روایات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہمیشہ تاکید فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت اور خیریت ہی کی دعا اور استدعا کیا کرو۔ اور خود آپ کا معمول و دستور بھی یہی تھا، پس حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے کہ بندہ اس دنیا میں مصائب اور تکالیف کی دعا یا تمنا کرے، بلکہ اس کا مطلب و مدعا صرف یہ ہے کہ جب اللہ کے حکم سے کوئی مصیبت یا تکلیف بندہ کو پہنچ جائے تو پھر مومن کا مقام اور زہد کا تقاضا یہ ہے کہ اس مصیبت یا تکلیف کا جو اجر و ثواب آخرت میں ملنے والا ہے وہ اس کو اس کے نہ پہنچنے سے زیادہ محبوب و مرغوب ہو ان دونوں باتوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔

الشق الثانی ...... **عنِ ابنِ عباس ، أن النبی ﷺ قال لأشج عبدِ القیسِ : ان فِیك لخصلتینِ یحِبهما اللہ: الحِلم ، والأناۃ.**

حدیث کا ترجمہ اور تشریح کریں۔ اشج عبدالقیس کون تھے؟ ان کا نام کیا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات کس موقع پر ارشاد فرمائی؟ غصہ قابو کرنے کے لیے احادیث میں کیا عمل بتلائے گئے ہیں؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ اشج عبد القیس کا تعارف اور اس حدیث کا محل ④ غصہ قابو کرنے کے عمل۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کے سردار اشج سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں: ① بردباری اور ② جلد بازی نہ کرنا۔

② حدیث کی تشریح:۔ قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ آیا، اس وفد کے سارے لوگ اپنی سواریوں سے کود کود کر جلدی سے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، لیکن رئیس وفد جن کا نام منذر اور عرف اشج تھا، انہوں نے یہ جلد بازی نہیں کی، بلکہ اتر کے پہلے سارے سامان کو یکجا اور محفوظ کیا، پھر غسل کیا اور کپڑے تبدیل کیے، اور اس کے بعد متانت اور وقار کے ساتھ خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس رویہ کو پسند فرمایا، اور اسی موقع پر ان سے یہ ارشاد فرمایا کہ: تم میں یہ دو خصلتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری اور محبوب ہیں، ایک حلم و بردباری، یعنی غصہ سے مغلوب نہ ہونا، اور غصہ کے وقت اعتدال پر قائم رہنا، اور دوسری اناۃ یعنی کاموں میں جلد بازی اور بے صبری نہ کرنا، بلکہ ہر کام کو متانت اور وقار کے ساتھ اطمینان سے انجام دینا۔

③ اشج عبدالقیس کا تعارف اور حدیث کا محل:۔ تشریح کے ضمن میں گزر چکا۔

④ غصہ قابو کرنے کے عمل:۔ غصے پر قابو پانے کے جو طریقے احادیث میں مذکور ہیں ان میں سے ایک ''تعوذ'' پڑھنا ہے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو غصہ آئے وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ ایک حدیث میں پانی پینے کا بھی تذکرہ ملتا ہے کہ جس شخص کو غصہ آئے اسے چاہیے کہ پانی پی لے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ......عن أبی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ: حق علی کلِ مسلِم أن یغتسِل فِی کلِ سبعةِ أیام یوما، یغسِل فیه رأسه وجسده۔

حدیث کا ترجمہ کریں۔ کیا جمعہ کے دن غسل لازم ہے؟ احادیث کی روشنی میں بتلائیں کہ غسلِ جمعہ کے حکم کی ابتدا کیسے ہوئی؟ وضو کے سنن وآداب ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② غسلِ جمعہ کی حیثیت اور حکم کی ابتدا ③ وضو کے سنن وآداب۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ہفتہ کے سات دنوں میں سے ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) غسل کرے اس میں اپنے سر کے بالوں کو اور سارے جسم کو اچھی طرح دھوئے۔

② غسلِ جمعہ کی حیثیت اور اس کی ابتدا:۔ اس حدیث میں اور ایک اور حدیث میں جمعہ کے غسل کا تاکیدی حکم ہے اور صحیحین ہی کی ایک اور حدیث میں جو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غسل جمعہ کے لئے واجب کا لفظ بھی آیا ہے لیکن امت کے اکثر ائمہ اور علماءِ شریعت کے نزدیک اس سے اصطلاحی وجوب مراد نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد بھی تاکید ہی ہے۔

اس مسئلہ کی پوری وضاحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک ارشاد سے ہوتی ہے جو انہوں نے بعض اہلِ عراق کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا۔ سنن ابی داود میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مشہور شاگرد عکرمہ رحمہ اللہ سے اس سوال وجواب کی پوری تفصیل اس طرح مروی ہے کہ:

عراق کے بعض لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے سوال کیا کہ آپ کے خیال میں جمعہ کے دن کا غسل واجب ہے؟ انہوں نے فرمایا میرے نزدیک واجب تو نہیں ہے لیکن اس میں بڑی طہارت و پاکیزگی ہے اور بڑی خیر ہے اس کے لئے جو اس دن غسل کرے اور جو کسی وجہ سے ان دن غسل نہ کر سکے تو وہ گنہگار نہیں ہوگا کیوں کہ یہ غسل اس پر واجب نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ غسلِ جمعہ کے حکم کی شروعات کیسے ہوئی؟ واقعہ یوں ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان لوگ غریب اور محنت کش تھے، صوف یعنی اونٹ، بھیڑ وغیرہ کے بالوں سے بنے ہوئے بہت موٹے کپڑے پہنتے تھے اور محنت مزدوری میں اپنی پیٹھوں پر بوجھ لادتے تھے اور ان کی مسجد (مسجد نبوی) بھی بہت تنگ تھی اور اس کی چھت بہت نیچی تھی اور ساری مسجد بس ایک چھپر کا سائبان تھا اس کی وجہ سے اس میں انتہائی گرمی اور گھٹن رہتی تھی پس رسول اللہ ﷺ ایک جمعہ کو جب کہ سخت گرمی کا دن تھا گھر سے مسجد تشریف لائے اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ صوف کے موٹے موٹے کپڑوں میں ان کو پسینے چھوٹ رہے تھے اور ان سب چیزوں نے مل ملا کر مسجد کی فضا میں بدبو پیدا کر دی تھی جس سے سب کو تکلیف اور اذیت ہو رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے جب یہ بدبو محسوس کی تو فرمایا کہ:۔

یأیها الناس إذا کان هذا الیوم فاغتسِلوا، ولیمس أحدکم أفضل ما یجِد مِن دهنِهِ وطِیبِهِ۔

اے لوگو جب جمعہ کا یہ دن ہوا کرے تو تم لوگ غسل کیا کرو اور جو اچھا خوشبو دار تیل اور جو بہتر خوشبو جس کو دستیاب ہو وہ لگایا کرے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے بعد خدا کے فضل سے فقر و فاقہ کا وہ دور ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خوشحالی اور وسعت نصیب فرمائی، پھر صوف کے وہ کپڑے بھی نہیں رہے جن سے بدبو پیدا ہوتی تھی اور وہ محنت و مشقت بھی نہیں رہی اور مسجد کی وہ تنگی بھی ختم ہو گئی اور اس کو وسیع کر لیا گیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمعہ کے دن لوگوں کے پسینہ وغیرہ سے جو بدبو مسجد کی فضا میں پیدا ہو جاتی تھی وہ بات نہیں رہی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ اسلام کے ابتدائی دور میں اس خاص حالت کی وجہ سے جس کی ان کے اس بیان میں تفصیل کی گئی ہے، غسل جمعہ مسلمانوں کیلئے ضروری قرار دیا گیا تھا، اس کے بعد جب وہ حالت نہیں رہی تو اس حکم کا وہ درجہ تو نہیں رہا، لیکن بہر حال اس میں پاکیزگی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اب بھی اس میں خیر اور ثواب ہے۔ یعنی اب وہ مسنون اور مستحب ہے۔

③ **وضو کے سنن وآداب:**۔**کما مر فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۴۰ھ من الورقة الثالثة۔**

الشق الثانی ......**عن عبدِ اللهِ بنِ عمر قال: اشتكى سعد بن عبادة شكوى له، فأتاه النبي ﷺ يعوده مع عبدِ الرحمنِ بنِ عوف، وسعدِ بنِ أبي وقاص، وعبدِ اللهِ بنِ مسعود رضي الله عنهم، فلما دخل عليهِ فوجده في غاشِية، فقال: قد قضى؟ قالوا: لا يا رسول اللهِ، فبكى النبي ﷺ، فلما رأى القوم بكاء النبي ﷺ بكوا، فقال: ألا تسمعون؟ أن الله لا يعذِب بدمعِ العينِ، ولا بحزنِ القلبِ، ولكِن يعذِب بهذا و أشار إلى لِسانِهِ أو يرحم، وإنّ الميت ليعذب ببكاءِ أهلِهِ عليهِ۔**

حدیث کا ترجمہ کریں۔ میت پر نوحہ کرنے کا کیا حکم ہے؟ کیا میت پر آنسو بہانا بھی منع ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② میت پر نوحہ کرنے اور آنسو بہانے کا حکم۔

جواب ...... ① **حدیث کا ترجمہ:**۔**کما مر فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۵ھ**

② **میت پر نوحہ کرنے اور آنسو بہانے کا حکم:**۔اس حدیث کا اصل پیغام تو یہی ہے کہ کسی کے مرنے پر نوحہ و ماتم نہ کیا جائے، یہ چیز اللہ کے غضب اور عذاب کا باعث ہے، بلکہ انا للہ اور دعا و استغفار کے ایسے کلمے پڑھے جائیں اور ایسی باتیں کی جائیں جو اللہ کی رحمت اور اس کے فضل و کرم کا وسیلہ بنیں۔ اس حدیث میں گھر والوں کے رونے پیٹنے کی وجہ سے میت کو عذاب ہونے کا بھی ذکر ہے۔ یہ مضمون رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ ان کے والد ماجد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ کرام نے بھی روایت کیا ہے، لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس سے انکار فرماتے ہیں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم ہی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان مروی ہے کہ جب ان کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اس سلسلہ میں نقل کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ: یہ دونوں حضرات بلاشبہ صادق ہیں۔ لیکن اس معاملہ میں یا تو ان کو سہو ہوا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے یا سمجھنے میں ان کو غلطی ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے یہ بات نہیں فرمائی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس بارے میں قرآن مجید کی آیت "لا تزر وازرة وزر أخرى" سے بھی استدلال

کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: اس آیت میں یہ قاعدہ اور اصول بیان کیا گیا ہے کہ کسی آدمی کے گناہ کی سزا دوسرے کو نہیں دی جائے گی، پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ روئیں گھر والے اور اس کی سزا دی جائے بے چارے مرنے والے کو۔ لیکن حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جس طرح یہ مضمون رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمایا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ انہیں بھول چوک ہوئی ہے اور نہ غلط فہمی، دوسری طرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا استدلال بھی وزنی ہے، اس لئے شارحین حدیث نے دونوں باتوں میں تطبیق کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے لئے توجیہ کے مختلف طریقے اختیار کیے ہیں، ان میں سے ایک جو زیادہ معروف اور سہل الفہم بھی ہے یہ ہے کہ حضرت عمر و بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیثوں کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ گھر والوں کے رونے میں مرنے والے کے قصور اور غفلت کو بھی کچھ دخل ہو، مثلاً یہ کہ وہ خود رونے اور نوحہ وماتم کرنے کی وصیت کر گیا ہو جیسا کہ عربوں میں اس کا رواج تھا، یا کم سے کم یہ کہ گھر والوں کو رونے پیٹنے سے اس نے کبھی منع نہ کیا ہو۔ خود امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں یہی توجیہ کر کے تطبیق کی کوشش کی ہے۔

ایک دوسری توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ جب میت کے گھر والے اس پر نوحہ وماتم کرتے ہیں اور جاہلانہ رواج کے مطابق اس مرنے والے کے کارنامے بیان کر کے اس کو آسمان پر چڑھاتے ہیں تو فرشتے میت سے کہتے ہیں کیوں جناب آپ ایسے ہی تھے؟ یہ بات بعض حدیثوں میں بھی وارد ہوئی ہے۔

باقی رہا کسی کی موت پر اس کے اقارب اور اعزہ و متعلقین کا رنجیدہ وغمگین ہونا اور اس کے نتیجہ میں آنکھوں سے آنسو بہنا اور اسی طرح بے اختیار گریہ کے دوسرے آثار کا ظاہر ہو جانا، یہ بالکل فطری بات ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ اس آدمی کے دل میں محبت اور دردمندی کا جذبہ موجود ہے، جو انسانیت کا ایک قیمتی اور پسندیدہ عنصر ہے، اس لئے شریعت نے اس پر پابندی نہیں عائد کی، بلکہ ایک درجہ میں اس کی تحسین اور قدر افزائی کی ہے، لیکن نوحہ وماتم اور ارادی واختیاری طور پر رونے پیٹنے کی سخت ممانعت فرمائی گئی ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاول ......عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، أن امرأة أتت النبي ﷺ بابنة لها وفي يد ابنتها مسكتان غليظتان من ذهب، فقال: أ تعطين زكاة هذا؟ قالت: لا، قال: أيسرك أن يسورك الله بهما يوم القيام سوارين من نار؟ قال: فخلعتهما، فألقتهما إلى النبي ﷺ، وقالت: هما لله ولرسوله۔

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث سے ثابت شدہ حکم کی وضاحت کریں۔ کیا زکوٰۃ پیشگی ادا کی جاسکتی ہے؟ کن حالات میں سوال کرنے اور مانگنے کی ممانعت ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث سے ثابت شدہ حکم۔ ③ زکوٰۃ کی پیشگی ادائیگی کا حکم ④ سوال کرنے کی ممانعت۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون اپنی ایک لڑکی کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور اس لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے اور بھاری کنگن تھے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تم ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا کہ: میں اس کی زکوٰۃ تو نہیں دیتی، آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تمہارے لیے یہ بات خوشی کی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کنگنوں کے بدلے قیامت کے دن آگ کے

کنگن پہنائے؟ اس نے وہ دونوں کنگن ہاتھوں سے اتار کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈال دیئے اور عرض کیا کہ: اب یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔

❷ حدیث سے ثابت شدہ حکم:۔ اس حدیث سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ سونے چاندی کے زیورات میں زکاۃ واجب ہوتی ہے خواہ وہ استعمال میں ہی کیوں نہ ہوں۔

❸ زکاۃ کی پیشگی ادائیگی کا حکم:۔ مال زکاۃ پر مکمل سال گزرنے سے قبل زکاۃ کی ادائیگی جائز ہے، لیکن زکاۃ ادا کرتے ہوئے نیت کرنا شرط ہے اگر پہلے کسی کو کچھ رقم دی اور بعد میں ارادہ کرلیا کہ یہ زکاۃ ہے تو ادا نہ ہوگی۔

❹:۔ حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس ایک دن کے صبح و شام کے کھانے کا انتظام موجود ہے پھر بھی وہ سوال کرتا ہے تو وہ جہنم کی آگ اکٹھی کر رہا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے مال کو بڑھانے کے لیے سوال کر رہا ہے تو وہ جہنم کا انگارہ جمع کر رہا ہے، اب اس کی مرضی چاہے زیادہ جمع کرے یا کم۔

الشق الثانی ......عن معاذة العدوية أنها قالت: سألت عائشة أكان رسول اللهِ ﷺ يصوم مِن كلِ شهر ثلاثة أيام؟ قالت: نعم، فقلت لها: مِن أيِ أيامِ الشهرِ كان يصوم؟ قالت: لم يكن يبالي مِن أيِ أيامِ الشهرِ يصوم.

حدیث کا ترجمہ کریں۔ مہینے کے تین روزوں کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا معمول تھا؟ ایام بیض کے روزے کون سے ہیں؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② مہینے کے تین روزوں میں آپ ﷺ کا معمول ③ ایام بیض کے روزوں کی تعیین۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! آپ ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے۔ معاذہ نے پوچھا کہ: مہینے کے کن دنوں میں رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ: اس کی فکر نہیں فرماتے تھے کہ مہینہ کے کس حصے میں رکھیں۔

❷ آپ ﷺ کا مہینے کے تین روزوں میں معمول:۔ بعض روایات میں ہر مہینے کے شروع میں روزے رکھنے کا حضور ﷺ کا معمول ذکر کیا گیا ہے اور بعض روایات میں مہینہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کا، اور بعض روایات میں ہفتہ کے خاص خاص تین دنوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان سے جیسا کہ معلوم ہوا ان میں سے کوئی بھی آپ کا دوامی معمول نہیں تھا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ آپ ﷺ کو سفر اور اس کے علاوہ بھی دوسری چیزیں بکثرت پیش آتی رہتی تھیں جس کی وجہ سے آپ کے لیے خاص تاریخوں یا دنوں کی پابندی مناسب نہیں تھی۔ دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کا خاص تاریخوں اور خاص دنوں میں ہمیشہ روزے رکھنا امت کے مختلف الحال لوگوں کے لئے باعث زحمت ہوتا اور اس سے یہ غلط فہمی بھی ہوسکتی تھی کہ یہ روزے واجبات میں سے ہیں۔ الغرض اس طرح کی مصلحتوں کی وجہ سے آپ ﷺ خود خاص تاریخوں اور دنوں کی پابندی نہیں فرماتے تھے، اور آپ کے حق میں یہی افضل اور اولیٰ تھا، لیکن صحابہ کرام کو آپ مہینے کے تین دن کے روزوں کے سلسلے میں اکثر ایام

بیض (۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) کی ترغیب دیتے تھے۔

④ ایامِ بیض کے روزوں کی تعیین:۔ ایامِ بیض سے مراد مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ ہے۔

﴿الورقة الثالثة: فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل...... ایک مسلمان کو کتنی چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے؟ ولی کسے کہتے ہیں اور اس کی پہچان کیا ہے؟ کتنی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ کیا پھٹے ہوئے موزے پر مسح کرنا جائز ہے؟

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① کن چیزوں پر ایمان لانا ضروری؟ ② ولی کی تعریف اور پہچان ③ نواقض وضو ④ پھٹے ہوئے موزے پر مسح کا حکم۔

جواب...... ① کن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے؟ ایک مسلمان کے لیے اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن، اچھی بری تقدیر اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے۔

② ولی کی تعریف اور پہچان:۔ کما مر فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۸ھ

③ نواقض وضو:۔ نواقض وضو آٹھ ہیں: ① پیشاب، پاخانہ یا ان دو راستوں سے کسی اور چیز کا نکلنا۔ ② ریح یعنی ہوا کا پیچھے سے نکلنا۔ ③ بدن سے خون یا پیپ کا نکل کر بہہ جانا۔ ④ منہ بھر کر قے کرنا۔ ⑤ لیٹ کر یا سہارا لے کر سو جانا۔ ⑥ بے ہوش ہو جانا۔ ⑦ مجنوں یعنی دیوانہ ہو جانا۔ ⑧ نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔

④ پھٹے ہوئے موزے پر مسح کا حکم:۔ اگر موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹ جائے تو اس پر مسح کرنا جائز نہیں، اس سے کم پر جائز ہے۔

الشق الثانی...... کفر اور شرک کسے کہتے ہیں؟ معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے؟ نجاست حکمیہ کسے کہتے ہیں؟ غسل کی سنتیں لکھیں۔

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① کفر اور شرک کی تعریف ② معجزہ اور کرامت میں فرق ③ نجاست حکمیہ کی تعریف ④ غسل کی سنتیں۔

جواب...... ① کفر اور شرک کی تعریف:۔ اللہ تعالیٰ کو نہ ماننا کفر ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسری چیزوں کی پوجا کرنا شرک ہے۔

② معجزہ اور کرامت میں فرق:۔ کما مر فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۷ھ

③ نجاست حکمیہ کی تعریف:۔ نجاست حکمیہ ایسی نجاست کو کہا جاتا ہے جو بظاہر دیکھنے میں نہ آئے لیکن شریعت کا حکم ہونے کی وجہ سے اسے ناپاکی مان کر اس سے طہارت حاصل کی جائے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ① حدث اصغر یعنی جن چیزوں سے وضو لازم ہوتا ہے۔ ② حدث اکبر یعنی جن چیزوں سے غسل لازم ہوتا ہے۔

④ غسل کی سنتیں:۔ غسل میں پانچ سنتیں ہیں: ① دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔ ② استنجا کرنا اور بدن پر لگی نجاست کو دھونا۔ ③ ناپاکی دور کرنے کی نیت کرنا۔ ④ پہلے وضو کر لینا۔ ⑤ تمام بدن پر تین بار پانی بہانا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل...... کن اوقات میں نماز پڑھنا جائز نہیں؟ قضا نمازیں پڑھتے وقت کیسے نیت کی جائے؟ جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں لکھیں۔ کن صورتوں میں میت کو غسل نہیں دیا جائے گا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① نماز کے ممنوعہ اوقات ② قضا نماز پڑھنے کی نیت ③ وجوب جماعت کی شرائط ④ میت کو غسل نہ دینے کی صورتیں۔

جواب ...... ① نماز کے ممنوعہ اوقات:۔ سورج نکلتے وقت، عین دوپہر کے وقت اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز صحیح نہیں۔ البتہ اگر عصر کی نماز ابھی تک نہیں پڑھی تو سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ ان اوقات میں سجدہ تلاوت بھی مکروہ ہے۔

② قضا نماز کی نیت:۔ قضا نماز کی نیت ایسے کی جائے کہ میں فلاں دن کی فلاں نماز کی قضا پڑھتا ہوں۔ صرف یہ نیت کر لینا کہ فلاں نماز کی قضا پڑھتا ہوں کافی نہیں ہے۔

③ وجوب جماعت کی شرائط:۔ جماعت کے واجب ہونے کی پانچ شرطیں ہیں: ① مرد ہونا ② بالغ ہونا ③ آزاد ہونا ④ عاقل ہونا ⑤ ترک جماعت کے عذروں سے خالی ہونا۔

④ میت کو غسل نہ دینے کی صورتیں:۔ ① شہید کو غسل نہ دیا جائے۔ ② باغی یا ڈاکہ زن عین لڑائی میں مارے جائیں تو ان کی میت کو غسل نہ دیا جائے۔ ③ مرتد کو غسل نہ دیا جائے۔ ④ پانی نہ ہونے کی صورت میں، البتہ اس صورت میں میت کو تیمم کروا دیا جائے۔

الشق الثانی ......تصویر والی جگہ نماز پڑھنا کب مکروہ ہے اور کب مکروہ نہیں؟ دوران نماز رکعتوں کی تعداد میں شک ہو جائے تو کیا کرے؟ کسی آدمی کی موت کا وقت قریب آنے پر کیا احکام ہیں؟ صدقۂ فطر کس کس کی طرف سے دینا واجب ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① تصویر والی جگہ نماز کا حکم ② نماز کی رکعتوں میں شک کا حکم ③ قریب الموت شخص کے احکام ④ صدقۂ فطر کس کی طرف سے واجب ہے؟

جواب ...... ① تصویر والی جگہ نماز کا حکم:۔ اگر تصویر سر کے اوپر ہو، سامنے ہو، دائیں جانب ہو یا بائیں جانب ہو تو نماز مکروہ ہے، اگر پاؤں کے نیچے ہو تو مکروہ نہیں۔ ہاں اگر تصویر اس قدر چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھنے سے کھڑے ہو کر دکھائی نہ دے، یا تصویر مکمل نہ ہو بلکہ سر مٹا ہو تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں۔

② نماز کی رکعتوں میں شک کی صورت میں حکم:۔ اگر شک اتفاقاً ہوا ہے اس کی عادت نہیں ہے تو نماز دہرالے۔ اگر اکثر شک ہوتا رہتا ہے تو ظن غالب پر عمل کرلے، سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ اگر ظن غالب قائم نہ ہو پائے تو کم تعداد سمجھ کر ایک رکعت پڑھ لے اور سجدہ سہو بھی کرے۔

③ قریب الموت شخص کے احکام:۔ جب کسی شخص کی موت کا وقت قریب ہو تو درج ذیل کام کرنے چاہئیں: ① اسے سیدھا لٹا کر پاؤں قبلے کی جانب کر کے سر اونچا کر دیا جائے تاکہ منہ قبلے کی جانب ہو جائے۔ ② اس کے سامنے زور زور سے کلمہ پڑھا جائے تاکہ سن کر وہ بھی پڑھنے لگ جائے۔ ③ جب ایک مرتبہ پڑھ لے تو بار بار مزید تلقین نہ کی جائے۔ ④ جب سانس اکھڑنے لگے تو زور زور سے کلمہ پڑھا جائے۔ ⑤ اس کے سرہانے سورۂ یاسین کی تلاوت کی جائے کہ اس سے موت کی سختی کم ہوتی ہے۔ ⑥ اس کے سامنے ایسی بات نہ کی جائے جس سے اس کا دل دنیا کی جانب مائل ہو۔ ⑦ اگر اس کے منہ سے کوئی کفریہ کلمہ نکل جائے تو اس کا چرچا نہ کیا جائے کیوں کہ کبھی موت کی سختی سے عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور عقل نہ ہونے کی صورت میں جو بھی بات کی جائے وہ معاف ہے۔

④ صدقۂ فطر کس کی طرف سے دینا واجب ہے؟ كما مر في الشق الثاني من السوال الثاني ۱۴۳۸ھ

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... کن دنوں میں روزہ رکھنا درست نہیں؟ روزہ توڑنے کا کیا کفارہ ہے؟ اعتکاف کی قسمیں لکھنے کے بعد بتائیں کہ اعتکاف کے لیے کیا چیزیں ضروری ہیں؟ کن جانوروں کی قربانی درست ہے؟ اور ان کی عمر کیا ہونی چاہیے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① روزوں کے ممنوعہ ایام ② روزہ توڑنے کا کفارہ ③ اعتکاف کی قسمیں اور اعتکاف کے لیے ضروری چیزیں ④ قربانی کے جانوروں کی تعیین اور ان کی عمر۔

جواب...... ① روزوں کے لیے ممنوعہ ایام:۔ **كما مر في الشق الثاني من السوال الثاني ۱۴۳۷ھ**

② روزہ توڑنے کا کفارہ:۔ ساٹھ دن لگاتار روزے رکھے، اگر روزے رکھنے کی طاقت نہیں تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا اس کی قیمت دے۔

③ اعتکاف کی قسمیں اور ضروری چیزیں:۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: ① واجب: جیسے نذر کا اعتکاف۔ ② سنت مؤکدہ: رمضان کے آخری دس دن کا اعتکاف۔ ③ مستحب: واجب اور سنت مؤکدہ کے علاوہ ہر اعتکاف مستحب ہے۔

اعتکاف کے لیے درج ذیل چیزیں ضروری ہیں: ① مسلمان ہونا ② حدث اکبر اور حیض و نفاس سے پاک ہونا ③ عاقل ہونا ④ نیت کرنا ⑤ مسجد جماعت میں اعتکاف کرنا ⑥ اعتکاف واجب کے لیے روزہ بھی شرط ہے۔

④ قربانی کے جانوروں کی تعیین اور ان کی عمر:۔ **كما مر في الشق الثاني من السوال الثاني ۱۴۳۵ھ**

الشق الثانی......نکاح میں کتنے گواہ ہوتے ہیں؟ اور کیا عورتیں گواہ بن سکتی ہیں؟ کن صورتوں میں عورت کو مکمل مہر ملے گا؟ عدت کے دوران سوگ منانے کا کیا مطلب ہے؟ کیا جھوٹی قسم کھانے پر بھی کفارہ ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① نکاح میں گواہوں کی تعداد اور عورت کی گواہی کا حکم ② عورت کو مکمل مہر ملنے کی صورتیں ③ دوران عدت سوگ منانے کا مطلب ④ جھوٹی قسم کھانے پر کفارے کا حکم۔

جواب...... ① نکاح میں گواہوں کی تعداد اور عورت کی گواہی:۔ نکاح کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے۔ صرف عورتوں کی گواہی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا خواہ کتنی ہی زیادہ ہوں۔

② عورت کو مکمل مہر ملنے کی صورتیں:۔ ① اگر مرد اور عورت کو ایسی تنہائی میسر آ گئی جس میں ان دونوں کو صحبت سے کوئی چیز مانع نہیں تھی تو مکمل مہر لازم ہو گیا۔ ② اگر ایسی تنہائی میسر آنے سے پہلے کوئی ایک مر گیا تب بھی مکمل مہر لازم ہے۔

③ دوران عدت سوگ منانے کا مطلب:۔ سوگ منانے کا مطلب یہ ہے کہ عورت خوشبو نہ لگائے، کپڑے بسانا، زیورات پہننا، پھول پہننا، سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا، اچھے کپڑے پہننا۔

④ جھوٹی قسم کھانے پر کفارہ کا حکم:۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانے کا بہت گناہ ہے لیکن اس پر کفارہ نہیں۔

﴿الورقة الرابعة: في الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل......اسم منسوب کسے کہتے ہیں؟ اسم منسوب سے متعلق چند قواعد تحریر کریں۔ مجرورات کون کون سے ہیں؟ لفظِ غیر کے بعد جو مستثنیٰ آئے اس پر کیا اعراب پڑھا جائے گا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① اسم منسوب کی تعریف ② اسم منسوب سے متعلق قواعد ③ مجرورات کی تعیین ④ مستثنیٰ بہ غیر کا اعراب۔

جواب...... ① و ② اسم منسوب کی تعریف و قواعد:۔ **كما مر في الشق الثاني من السوال الثالث ۱۴۳۷ھ**

③ مجرورات کی تعیین:۔ کلام عرب میں مجرورات فقط دو ہیں: ① مضاف الیہ ② مجرور بحرف الجار یعنی حرف جر کا مدخول۔

④ مستثنیٰ بہ غَيْرَ کا اعراب:۔ جو مستثنیٰ لفظِ غیر کے بعد آئے وہ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا، کیوں کہ غیر ہمیشہ

کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَ فِی الْقَوْمِ غَیْرَ زَیْدٍ۔

الشق الثانی ...... تمیز کسے کہتے ہیں؟ افعال ناقصہ کون کون سے ہیں؟ اور کیا عمل کرتے ہیں؟ "اسم تفضیل" کا استعمال کس طرح ہوتا ہے؟ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا کی ترکیب کریں، نیز یہ بتلائیں کہ "الظالم" پر جر کیوں آیا ہے؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① تمیز کی تعریف ② افعال ناقصہ کی تعیین وعمل ③ اسم تفضیل کا استعمال ④ مذکورہ جملے کی ترکیب اور "الظالم" پر جر کی وجہ۔

جواب ...... ① **تمیز کی تعریف:۔** تمیز وہ اسم ہے جو عدد، وزن یا پیمانہ سے پوشیدگی کو دور کرے۔ عدد: جیسے **رأیت احد عشر کوکبًا**۔ وزن: جیسے **اشتریت رطلًا زیتًا**۔ پیمانہ: جیسے **بعت قفیزان برًا**۔

② **افعال ناقصہ کی تعیین وعمل:۔** **کما مر فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۵ھ**

③ **اسم تفضیل کا استعمال:۔** اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں پر ہے: ① من کے ساتھ جیسے **زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو** ② الف لام کے ساتھ جیسے **زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ** ③ اضافت کے ساتھ جیسے **زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ**۔

④ **مذکورہ جملے کی ترکیب:۔** **أخرج** فعل (امر حاضر معروف)، **أنت** ضمیر مرفوع مستتر فاعل، **نا** ضمیر منصوب مفعول بہ، **من** حرف جر، **هذہ** اسم اشارہ، **القریة** موصوف، **الظالم** صیغہ اسم فاعل، **اهل** مضاف، **ها** ضمیر مجرور مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ مل کر صیغہ اسم فاعل کا فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر **القریة** کی صفت (بحال متعلق الموصوف)، موصوف وصفت مل کر مجرور، جار ومجرور مل کر متعلق بفعل **أخرج**۔ **أخرج** فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

الظَّالِمِ، **اَلْقَرْيَةِ** کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے کیوں کہ صفت کا اعراب موصوف کے تابع ہوتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... علم صرف اور علم نحو کی تعریف کریں اور ان کا فائدہ لکھیں۔ درج ذیل اصلاحات کی تعریفات کریں:
① جامد ② مشتق ③ مسند الیہ ④ حرف اصلی ⑤ حرف زائد

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① علم صرف ونحو کی تعریف اور فائدہ ② مذکورہ اصطلاحات کی تعریف۔

جواب ...... ① **علم صرف ونحو کی تعریف اور فائدہ:۔** (علم صرف کی تعریف) علم صرف وہ علم ہے کہ جس سے صیغوں کی پہچان حاصل ہوتی ہے اور لفظوں کو گردانے کا طریقہ اور ایک صیغے سے دوسرا صیغہ بنانے کا قاعدہ معلوم ہوتا ہے۔

(فائدہ) علم صرف کا فائدہ یہ ہے کہ الفاظ کو صحیح طور پر پڑھنا آ جاتا ہے۔

(علم نحو کی تعریف) عربی میں علم نحو وہ علم ہے جس میں اسم، فعل اور حرف کو جوڑ کر جملہ بنانے کی ترکیب اور کلمے کے آخری حرف کی حالت معلوم ہو۔

(فائدہ) علم نحو کا فائدہ یہ ہے کہ انسان عربی زبان لکھنے اور بولنے میں ہر قسم کی غلطی سے محفوظ رہتا ہے۔

② **مذکورہ اصطلاحات کی تعریف:۔** (جامد ومشتق) **کما مر فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۱ھ**

(حرف اصلی وحرف زائد) **کما مر فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۶ھ**

(مسند الیہ) جملے کا وہ حصہ ہے جو کلام میں بالذات مقصود ہو اور اس کی طرف کسی فعل یا اسم کا اسناد (نسبت) کیا جائے۔ جیسے جملہ فعلیہ میں فاعل اور جملہ اسمیہ میں مبتدا۔

الشق الثانی ......فعل مضارع کے کن صیغوں کے آخر میں نون اعرابی ہوتا ہے؟ امر حاضر معروف بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ ثلاثی مجرد کے چھ ابواب کون سے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① نون اعرابی والے صیغے ② امر حاضر معروف بنانے کا طریقہ ③ ثلاثی مجرد کے چھ ابواب۔

جواب ...... ① نون اعرابی والے صیغے:۔ كما مر فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۴ھ (مضارع بنانے کا طریقہ)

② امر حاضر معروف بنانے کا طریقہ:۔ كما مر فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۵ھ

③ ثلاثی مجرد کے چھ ابواب:۔ كما مر فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۱ھ

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاول ......درج ذیل صیغوں کی وضاحت کریں:

① مَنَعْتُمْ ② نَعْلَمُ ③ لَمْ يُتْرَكْنَ ④ لِاَكْتُبَنَّ ⑤ لَنْ يَّسْمَعْنَ

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں فقط مذکورہ صیغوں کی وضاحت مطلوب ہے۔

جواب ...... ① مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔

لفظ	وزن	مادہ	شکل	سہ اقسام	شش اقسام	ہفت اقسام	معنیٰ	صیغہ	بحث	باب
مَنَعْتُمْ	فَعَلْتُمْ	منع	فَتَحْتُمْ	فعل	ثلاثی مجرد	صحیح	روکا تم سب مردوں نے	جمع مذکر حاضر	ماضی معلوم	فَعَلَ يَفْعَلُ
نَعْلَمُ	نَفْعَلُ	علم	نَسْمَعُ	فعل	ثلاثی مجرد	صحیح	جانتے ہیں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	تثنیہ وجمع متکلم	مضارع معلوم	فَعِلَ يَفْعَلُ
لَمْ يُتْرَكْنَ	لَمْ يُفْعَلْنَ	ترک	لَمْ يُنْصَرْنَ	فعل	ثلاثی مجرد	صحیح	نہیں چھوڑی گئیں وہ سب عورتیں	جمع مؤنث غائب	جحد بلم مجہول	فَعَلَ يَفْعَلُ
لِاَكْتُبَنَّ	لِاَفْعُلَنَّ	کتب	لِاَنْصُرَنَّ	فعل	ثلاثی مجرد	صحیح	چاہیے کہ ضرور لکھوں میں ایک مرد یا ایک عورت	واحد متکلم	امر معروف بانون ثقیلہ	فَعَلَ يَفْعُلُ
لَنْ يَّسْمَعْنَ	لَنْ يَّفْعَلْنَ	سمع	لَنْ يَّسْمَعْنَ	فعل	ثلاثی مجرد	صحیح	ہرگز نہیں سنیں گی وہ سب عورتیں	جمع مؤنث غائب	نفی بلن معروف	فَعِلَ يَفْعَلُ

الشق الثانی ......لَمْ يَكْتُبْ اور اِسْمَعْ سے گردان مکمل کریں۔ الاجتناب مصدر سے صرف صغیر لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① لَمْ يَكْتُبْ اور اِسْمَعْ سے گردان ② الاجتناب مصدر سے صرف صغیر۔

جواب ...... ① لَمْ يَكْتُبْ اور اِسْمَعْ سے گردان:۔ لَمْ يَكْتُبْ، لَمْ يَكْتُبَا، لَمْ يَكْتُبُوْا، لَمْ تَكْتُبْ، لَمْ تَكْتُبَا، لَمْ يَكْتُبْنَ، لَمْ تَكْتُبْ، لَمْ تَكْتُبَا، لَمْ تَكْتُبُوْا، لَمْ تَكْتُبِيْ، لَمْ تَكْتُبَا، لَمْ تَكْتُبْنَ، لَمْ اَكْتُبْ، لَمْ نَكْتُبْ۔

اِسْمَعْ، اِسْمَعَا، اِسْمَعُوْا، اِسْمَعِيْ، اِسْمَعَا، اِسْمَعْنَ۔

④ الاجتناب مصدر سے صرف صغیر:۔ اَلْاِجْتِنَابُ (افتعال ، صحیح) بمعنی پرہیز کرنا (بچنا)۔

اِجْتَنَبَ يَجْتَنِبُ اِجْتِنَابًا فَهُوَ مُجْتَنِبٌ و اُجْتُنِبَ يُجْتَنَبُ اِجْتِنَابًا فذاك مُجْتَنَبٌ مَا اجْتَنَبَ مَا اُجْتُنِبَ لَمْ يَجْتَنِبْ لَمْ يُجْتَنَبْ لَا يَجْتَنِبُ لَا يُجْتَنَبُ لَنْ يَجْتَنِبَ لَنْ يُجْتَنَبَ لَيَجْتَنِبَنَّ لَيَجْتَنِبَنْ لَيُجْتَنَبَنَّ لَيُجْتَنَبَنْ الامر منه اِجْتَنِبْ لِتُجْتَنَبْ لِيَجْتَنِبْ لِيُجْتَنَبْ اِجْتَنِبَنَّ لِتُجْتَنَبَنَّ لِيَجْتَنِبَنَّ لِيُجْتَنَبَنَّ اِجْتَنِبَنْ لِتُجْتَنَبَنْ لِيَجْتَنِبَنْ لِيُجْتَنَبَنْ والنهي عنه لَا تَجْتَنِبْ لَا تُجْتَنَبْ لَا يَجْتَنِبْ لَا يُجْتَنَبْ لَا تَجْتَنِبَنَّ لَا تُجْتَنَبَنَّ لَا يَجْتَنِبَنَّ لَا يُجْتَنَبَنَّ لَا تَجْتَنِبَنْ لَا تُجْتَنَبَنْ لَا يَجْتَنِبَنْ لَا يُجْتَنَبَنْ والظرف منه مُجْتَنَبٌ مُجْتَنَبَانِ مُجْتَنَبَاتٌ۔

﴿الورقة الخامسة: فی التاريخ و الأدب العربی﴾

﴿السؤال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... ① میری تین بہنیں ہیں۔ ② خالد آج مدرسے نہیں جائے گا۔ ③ میں نے سبق یاد کر لیا اور کاپی میں لکھ لیا۔
④ کیا تم نے ہوائی جہاز دیکھا ہے؟

① نذهب الیٰ زملاء نا يوم الاجازة و نزورهم و نتغدی معهم. ② الوالدات يرضعن أولادهن.
③ الساعة الآن تسعة و نصف صباحًا. ④ فی البيت ثلاثون ضيفًا.

مذکورہ جملوں کا عربی سے اُردو اور اُردو سے عربی میں ترجمہ کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں فقط جملوں کا ترجمہ مطلوب ہے۔

جواب ...... ① جملوں کا ترجمہ:۔ ① لی ثلاث أخوات. ② لایذهب خالد الی المدرسة اليوم. ③ قد حفظت الدرس و کتبتهٗ فی الکراسة. ④ هل رأيت الطائرة؟

① ہم چھٹی کے دن اپنے دوستوں کے ہاں جاتے ہیں، اور ان کی زیارت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ناشتہ کرتے ہیں۔ ② مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔ ③ اب صبح کے ساڑھے نو بجے ہیں۔ ④ گھر میں تیس مہمان ہیں۔

الشق الثانی ...... درج ذیل سوالات کے جوابات عربی میں لکھیں۔

① کم أخا لك؟ ② متی يبدأ الاختبار السنوی؟ ③ کم الساعة الآن؟ ④ متی يبدأ شهر رمضان؟
⑤ ما ذا کتب الأستاذ علی السبورة؟ ⑥ لما ذا تأخرت الطالبة عن المدرسة؟ ⑦ بما ذا يبدأ المسلم يومه؟ ⑧ کم شهرًا فی السنة؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں فقط سوالات کے جوابات عربی میں مطلوب ہے۔

جواب ...... ① سوالوں کے جواب:۔ ① لی أربع اخوات. ② يبدأ الاختبار السنوی فی العشرة الأولیٰ من شهر شعبان. ③ الساعة الآن ثمانية و نصف صباحًا. ④ يبدأ شهر رمضان بعد شهر شعبان.
⑤ کتب الأستاذ الدرس علی السبورة. ⑥ تأخرت الطالبة عن المدرسة لازدحام علی الشارع. ⑦ يبدأ المسلم يومهٗ بسم الله تعالیٰ و صلوة الفجر. ⑧ فی السنة اثنا عشر شهرًا.

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... عربی میں ترجمہ کریں۔

① ہمارے مدرسے میں ہفتے میں چھ دن پڑھائی ہوتی ہے۔ ② ہفتے میں جمعہ کے دن چھٹی ہوتی ہے۔ ③ ہماری سالانہ چھٹیاں شعبان و رمضان میں ہوتی ہیں۔ ④ میرے والد حج پر جا رہے ہیں۔ ⑤ میرے بھائی کی واپسی ایک ماہ بعد ہوگی۔ ⑥ کچھ لوگ رمضان میں اعتکاف کرتے ہیں۔ ⑦ اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم ہے۔ ⑧ قرآن کریم میں تیس پارے ہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ مطلوب ہے۔

جواب ...... ① جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ①تكون الدراسة في مدرستنا ستة أيام في الأسبوع. ②في الأسبوع عطلة يوم الجمعة. ③تكون العطلة السنوية في شهر شعبان و رمضان. ④والدي يذهب للحج. ⑤يرجع أخي بعد شهر. ⑥بعض الناس يعتكفون في شهر رمضان. ⑦شهر المحرم أول أشهر السنة. ⑧في القرآن الكريم ثلاثون جزءًا.

الشق الثانی ...... درج ذیل جملوں میں جہاں عائشہ کا نام ہے وہاں سعید لکھ کر مؤنث کے صیغوں اور ضمائر کو مذکر کرے اور فعل ماضی کو فعل مضارع سے بدل کر جملے بنائیں۔

أخذت عائشة الكراسة بيدها، ثم كتبت درسها فيها، و أكلت الطعام مع أبيها و أمها، و جلست معهما قليلاً، ثم ذهبت لتنام، ما ذهبت عائشة اليوم الى المدرسة، لأنها كانت مريضة، رجع خالها من الحج يوم السبت.

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں عائشہ کی سعید لکھ کر مؤنث صیغوں کی مذکر اور ماضی کے صیغوں کی مضارع میں تبدیلی مطلوب ہے۔

جواب ...... ① مؤنث صیغوں کا مذکر اور ماضی کا مضارع:۔ يأخذ سعيد الكراسة بيده، ثم يكتب درسه فيها، و يأكل الطعام مع أبيه و أمه، و يجلس معهما قليلاً، ثم يذهب لينام، ما يذهب سعيد اليوم الى المدرسة، لأنه يكون مريضا، يرجع خاله من الحج يوم السبت.

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... اُردو میں ترجمہ کریں۔

و أراد ابراهيم أن يدعو والده أيضًا، فقال له: يا أبت لم تعبد ما لا يسمع و لا يبصر، و لم تعبد ما لا ينفع و لا يضر، يا أبت لا تعبد الشيطان، يا أبت اعبد الرحمان، و غضب والد ابراهيم، و قال: أنا أضربك فاتركني و لا تقل شيئًا، و كان ابراهيم حليمًا، فقال لوالده: سلام عليك.

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں عبارت کا اردو ترجمہ مطلوب ہے۔

جواب ...... ① اردو میں ترجمہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ وہ اپنے والد کو بھی دعوت دیں، پس انہوں نے کہا: اے میرے ابا جان! آپ ان کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں؟ اور آپ ان کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ نفع دیتے ہیں نہ نقصان؟ اے ابا جان! شیطان کی پرستش نہ کیجیے، رحمان کی عبادت کیجیے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کے والد غصے ہو گئے اور انہوں نے کہا: میں تمہیں ماروں گا، پس مجھے چھوڑ دو اور مجھ سے کوئی بات نہ کرو۔ اور ابراہیم علیہ السلام بردبار تھے، پس انہوں نے اپنے والد سے کہا: آپ پر سلامتی ہو۔

الشق الثانی ......اُردو میں ترجمہ کریں۔

و جاء وعد الله ـ فالعياذ بالله ـ أمطرت السماء، و أمطرت، و أمطرت، و أمطرت، حتى كأن السماء منخلة لا تمسك ماء، و نبع الماء، و سال حتى أحاط بالناس من كل جانب، و أوحى الله الى نوح: خذ معك من آمن بك من قومك و أهلك، و أوحى الله الى نوح أن يأخذ معه من كل حيوان و طائر زوجا، ذكرا و أنثى.

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں عبارت کا اردو ترجمہ مطلوب ہے۔

جواب ...... ① اردو میں ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ آ گیا (اللہ کی پناہ) آسمان برسا اور بہت خوب برسا، یہاں تک ایسا لگتا تھا گویا کہ آسمان چھلنی ہے جو پانی کو نہیں روک سکتی، اور زمین سے پانی پھوٹا اور بہہ پڑا یہاں تک کہ اس نے لوگوں کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اپنے ساتھ لے لیجیے ان کو جو آپ کی قوم اور گھر والوں میں سے آپ پر ایمان لائے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی جانب وحی کی کہ اپنے ساتھ لے لیں ہر جانور اور پرندے میں سے جوڑا، مذکر اور مؤنث۔

﴿الورقة السادسة: فی السیرة النبویة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ......رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کس سال ہوئی؟ رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلانے والی خوش نصیب خواتین کے نام لکھیں۔ شق صدر کا واقعہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آپ ﷺ کی ولادت ② آپ ﷺ کو دودھ پلانے والی عورتیں ③ شق صدر کا واقعہ۔

جواب ...... ① آپ ﷺ کی ولادت:۔ **کما مر فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۵ھ**

② آپ ﷺ کو دودھ پلانے والی عورتیں:۔ **کما مر فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۷ھ**

③ شق صدر کا واقعہ:۔ شق صدر کا واقعہ چار مرتبہ پیش آیا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ دو فرشتے انسانی شکل میں سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور آپ ﷺ کو لٹا کر آپ کا سینہ مبارک چاک کیا اور پھر دل مبارک میں سے سیاہ رنگ کا چھوٹا سا مادہ نکال کر پھینک دیا اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ اس کے بعد دل مبارک کو زمزم سے دھویا اور سینے میں رکھ کر سینہ برابر کر دیا۔

الشق الثانی ......رسول اللہ ﷺ نے ابتدا میں دعوت و تبلیغ کا کیا طریقہ اختیار فرمایا؟ اعلانیہ دعوت کب اور کیسے شروع ہوئی؟ اس کے بعد کفار کی طرف سے کیا ردعمل سامنے آیا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① ابتدائی دور میں دعوت کا طریقہ ② اعلانیہ دعوت کی ابتدا اور کفار کا ردعمل۔

جواب ...... ① ابتدائی دور میں دعوت کا طریقہ:۔ **کما مر فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۷ھ**

② اعلانیہ دعوت کی ابتدا اور کفار کا ردعمل:۔ بعثت کے تین سال بعد جب لوگ کثرت سے اسلام میں داخل ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اعلانیہ دعوت کا حکم فرمایا۔ آپ نے فصیلا صفا پہاڑی پر چڑھ کر قبائل قریش کو جمع فرمایا اور ان سے پوچھا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ ایک بہت بڑا لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ: کیوں

نہیں! ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں سنا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ اگر تم اپنے باطل عقائد سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب تم پر آ جائے گا۔ میں خصوصاً تمہاری طرف اور عموماً تمام عالم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ نتیجتاً کفارِ مکہ آپ کے مخالف ہو گئے اور طرح طرح سے آپ کو دعوتِ اسلام سے باز رکھنے کی کوششیں کرنے لگے، جب آپ ﷺ نے ان کی باتوں کی کوئی پروا نہ کی تو کفارِ مکہ آپ کے چچا ابو طالب کے پاس بھی گئے کہ وہ آپ کو تبلیغِ اسلام سے روکیں، جب کوئی فائدہ نہ ہوا تو کفارِ مکہ آپ ﷺ کو اور آپ کے صحابہ ﷺ کو تکالیف پہنچانا شروع کر دیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... حضرت طفیل بن عمرو دوسی ﷜ کے اسلام لانے کا قصہ تحریر کریں۔ واقعہ معراج کب پیش آیا؟ واقعہ معراج کی تفصیل لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حضرت طفیل بن عمرو دوسی ﷜ کا قبولِ اسلام ② واقعہ معراج کی تفصیل۔

جواب ...... ① حضرت طفیل بن عمرو دوسی ﷜ کا قبولِ اسلام:۔ حضرت طفیل بن عمرو دوسی ﷜ اپنی قوم کے سردار تھے، آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ میری قوم میں میری بات مانی جاتی ہے میں ان کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ مجھے ایسی کھلی نشانی عطا فرما دیں کہ جسے دیکھ کر میری قوم میری بات مان لے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی پیشانی میں ایک نور پیدا فرما دیا۔ آپ اپنی قوم میں جانے لگے تو خیال آیا کہ کہیں میری قوم اس کو کوئی بیماری نہ سمجھ لے اس لیے دوبارہ دعا کروائی تو وہ نور ان کے تازیانے میں آ گیا۔ پھر اپنی قوم میں گئے اور ان کو دعوت دی۔ کچھ لوگ مسلمان ہو گئے لیکن یہ ان کے گمان میں کم تھے لہٰذا پھر سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کروائی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس قدر کامیابی عطا فرمائی کہ غزوۂ خندق کے بعد ستر اسی گھرانوں کو مسلمان کر کے لائے اور سب غزوۂ خیبر میں شریک ہوئے۔

② واقعہ معراج کی تفصیل:۔ کما مر فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۶ھ

الشق الثانی ...... رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے قبل مدینہ منورہ میں اسلام کیسے پہنچا؟ اسلامی تاریخ کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے کیا کام کیا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① ہجرت سے قبل مدینہ میں اسلام کا پہنچنا ② اسلامی تاریخ کی ابتدا ③ ہجرت کے بعد آپ ﷺ کا پہلا کام۔

جواب ...... ① ہجرت سے قبل مدینہ میں اسلام:۔ اعلانِ نبوت کے دس سال بعد تک آپ ﷺ برابر قبائلِ قریش کو دعوت دیتے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی اشاعت و ترقی کا ارادہ فرمایا تو مدینہ منورہ سے قبیلہ اوس کے چند آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیے جن میں سے اس سال دو شخص مسلمان ہوئے، پھر آئندہ سال مزید کچھ لوگ آئے جن میں سے چھ یا آٹھ لوگ مسلمان ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے تبلیغِ اسلام میں مدد چاہی تو انہوں نے عرض کیا کہ ابھی ہمارے ہاں اوس و خزرج میں خانہ جنگیاں ہو رہی ہیں ابھی آپ کی بیعت پر سب کا اجتماع نہ ہو سکے گا، ابھی آپ ہجرت کا ارادہ ایک سال تک ملتوی فرما دیں، ممکن ہے ہماری صلح ہو جائے پھر اوس و خزرج مل کر اسلام قبول کر لیں۔ اس کے بعد آئندہ سال حج کے موقع پر بارہ آدمی آپ کی خدمت

میں حاضر ہوئے، ان میں سے جو پہلے مسلمان نہیں ہوئے تھے اب وہ بھی مسلمان ہو گئے، اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی جسے بیعت عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے۔ اگلے سال حج کے موقع پر ایک بڑا قافلہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں ستر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے عقبہ کے پاس رات کو ملنے کا وعدہ فرمایا۔ رات کو آپ ﷺ نے ان سے خطاب فرمایا جس کے بعد سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اس بیعت کو بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے اور یہی بیعت بعد میں ہجرت مدینہ کی بنیاد مدینہ منورہ میں اسلام کی اشاعت وترقی کا سبب بنی۔

۲ اسلامی تاریخ کی ابتدا: ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ کے حکم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی تاریخ کی ابتدا کی اور محرم کو پہلا مہینہ قرار دیا۔

۳ ہجرت کے بعد آپ ﷺ کا پہلا کام: چونکہ مدینہ منورہ میں کوئی مسجد نہیں تھی اس لیے آپ ﷺ نے مسجد کے لیے جگہ خریدی اور اس جگہ مسجد نبوی کی تعمیر شروع فرمائی جہاں آپ ﷺ کی اونٹنی آ کر بیٹھی تھی۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاول...... غزوۂ احد کے دوران رسول اللہ ﷺ کو کیا تکلیف پیش آئی؟ غزوۂ احد کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری کے واقعات تحریر کریں۔ غزوۂ تبوک کب ہوا؟ اور اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انفاق کے کیا مناظر سامنے آئے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① غزوۂ احد میں آپ ﷺ کی تکلیف ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری ③ غزوۂ تبوک کی تاریخ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انفاق۔

جواب...... ۱ و ۲ غزوۂ احد میں آپ ﷺ کی تکلیف اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری: ۔ **كما مر في الشق الثاني من السوال الثاني ۱۴۳۷ھ**

۳ غزوۂ تبوک کی تاریخ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انفاق: ۔ غزوۂ تبوک ۹ ہجری میں پیش آیا اور اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قحط سالی اور تنگدستی کے ساتھ ساتھ سخت گرمی پڑنے کے باوجود جاں نثاری اور انفاق کی عظیم مثالیں قائم کیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا مال پیش کر دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سامان جنگ کی بڑی مقدار پیش کی جو نو سو اونٹوں اور گھوڑوں پر مشتمل تھی۔ اس کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی وسعت سے بڑھ چڑھ کر تعاون پیش کیا۔

الشق الثانی...... رسول اللہ ﷺ کے مرض الوفات کی ابتدا کیسے ہوئی؟ اس دوران امامت کے فرائض کون سرانجام دیتے رہے؟ وفات سے قبل آخری خطبے کا خلاصہ تحریر کریں۔ وفات سے قبل آخری سریہ کون سا روانہ فرمایا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آپ ﷺ کے مرض وفات کی ابتدا ② دوران مرض مسلمانوں کی امامت ③ آخری خطبے کا خلاصہ ④ آخری سریہ۔

جواب...... ۱ آپ ﷺ کے مرض وفات کی ابتدا: ۔ ۲۸ صفر المظفر ۱۱ ہجری بدھ کی رات آپ ﷺ بقیع غرقد میں تشریف لے گئے اور اہل قبور کے لیے دعاء مغفرت کی۔ وہاں سے تشریف لائے تو سر میں درد تھا، پھر بخار ہو گیا اور یہ بخار تیرہ روز تک متواتر رہا اور اسی حالت میں وفات ہو گئی۔

۲ دوران مرض مسلمانوں کی امامت: ۔ جب مرض بڑھ گیا اور آپ ﷺ مسجد تک بھی تشریف نہ لا سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ امامت کریں۔ یوں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تقریباً سترہ نمازیں پڑھائیں۔

۳ آپ ﷺ کا آخری خطبہ: ۔ وفات سے چند روز قبل ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر چڑھے لیکن نہ چڑھ سکے

لہٰذا آخری سیڑھی پر بیٹھ گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک خطبہ دیا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے ڈر رہے ہو، کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی ہمیشہ رہا ہے جو میں رہتا، ہاں میں اپنے پروردگار سے ملنے والا ہوں اور تم مجھ سے ملنے والے ہو۔ ہاں تمہارے ملنے کی جگہ حوض کوثر ہے۔ بس جو شخص یہ پسند کرے کہ روز قیامت اس حوض سے سیراب ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو لایعنی اور بے ضرورت باتوں سے روکے، میں تمہیں مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک اور اتحاد کی وصیت کرتا ہوں اور ارشاد فرمایا کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں تو ان کے حکام اور بادشاہ ان کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور جب وہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کرتے ہیں تو حکام ان کے ساتھ بے رحمی کرتے ہیں۔ اس کے بعد مکان میں تشریف لے گئے۔

④ آخری سریہ:۔ حج سے واپسی کے بعد ۲۶ صفر ۱۱ ہجری بروز پیر آپ ﷺ نے ایک سریہ جہادِ روم کے لیے تیار فرمایا جس میں صدیق اکبر، فاروق اعظم اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم جیسے اکابر شامل تھے، مگر اس سریہ کے امیر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے اور یہ آخری لشکر تھا جس کی روانگی کا آپ ﷺ نے خود انتظام فرمایا۔ یہ ابھی روانہ نہ ہوا تھا کہ آپ ﷺ کو بخار ہو گیا۔ پھر یہ سریہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روانہ فرمایا۔

واللہ اعلم بالصواب